تذکرۂ سلطانی

ممتاز بلوچ

تذکرۂ سُلطانی

(حیات و تعلیمات حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ)

ممتاز بلوچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ
مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ
التَّصَوُّفِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بننا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ
صاحبِ تصوف درویشوں اور اہلِ اللہ کی خدمت اور
بابرکت مجلس میں بیٹھا کرے۔

تذکرۂ سُلطانی

(حیات وتعلیمات حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ)

ممتاز بلوچ

پبلشر
اِدارہ ادبی جھوک، جھوک سُلطانی، مدنی کالونی
سرگودھا روڈ جھنگ صدر

نام کتاب	تذکرۂ سلطانی
مصنف	ممتاز بلوچ
اشاعت اوّل	2020ء
تعداد	500
صفحات	432
قیمت	-/1000 روپے
کمپوزنگ ڈیزائننگ	دارالکتابت/محمد اشرف صابر پریس مارکیٹ شہید روڈ جھنگ صدر 0332-7629286, 0334-6304086

پبلشر

اِدارہ ادبی جھوک، جھوک سُلطانی، مدنی کالونی

سرگودھا روڈ جھنگ صدر

0300-6500271

انتساب

سُلطان الفقراء

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

کے رُوحانی وارث،

دربارِ معلیٰ کے سجادہ نشین نہم

اور مُرشدِ کامل

صاحبزادہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ

کی خدمتِ اَقدس میں

اَدب واحترام

اور عجز وانکساری

کے ساتھ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
☆	بِسم اللہ	11
	...... باب اول	
1	بنو ہاشم	16
2	شجرہ بنو ہاشم	20
3	سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	22
4	مولا علی کرم اللہ وجہہٗ	31
5	حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ	34
6	حضرت میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ	40
7	اعوان	44
8	قطب شاہی اعوان اور علوی اعوان	51
9	شجرہ جات قوم اعوان	64
10	اَنگہ شریف	67
11	شورکوٹ	70
	...... باب دوئم	
1	حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ	74
2	حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا	77
3	ولادت حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ	80
4	آپ قدس سرہٗ کا اسم مُبارک	82
5	آپ قدس سرہٗ کا حُلیہ مُبارک	86
6	آپ قدس سرہٗ کا شجرہ نسب	88

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
7	آپ قدس سرہٗ کی اَزواج مُطہرات	89
8	اولادِ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ	92
9	شجرہ اولاد	95
10	آپ قدس سرہٗ کا اسلوبِ حیات	104
11	تصانیف سُلطان الفقراء قدس سرہٗ	108
	...... باب سوئم	
1	دستِ بیعت	114
2	مُرید و طالب	119
3	مُرشد	124
4	مُرشدِ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ	129
5	پیرِ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ	138
6	دُنیا	144
7	عِلم	156
8	اسمِ ذات	164
9	ذِکر	175
10	فقر و سُلطان الفقراء	185
11	عشق	202
	...... باب چہارم	
1	کشف و کرامات حضرت باھُو قدس سرہٗ	214
2	بچپن میں ہندوؤں کو مسلمان کرنا	215
3	برہمن طبیب کا اسلام لانا	216
4	حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	217

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
5	حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	219
6	نظر جنہاں دی کیمیا	222
7	اندر ھُوتے باہر ھُو	224
8	ایک ننھی بچی کی فیضیابی	225
9	سُلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ پہ نوازش	226
10	ایک نگاہ سے لامکان پہنچانا	227
11	حضرت نور رنگ کھتران کی فیضیابی	228
12	واقعہ آہو باھُو قدس سرہٗ	229
13	لاوَلد فقیر	230
14	درویشوں میں مِثلِ کُل	231
15	آپ قدس سرہٗ کا سفرِ دہلی	232
16	ہندو سنیاسیوں پر نگاہِ کرم	234
17	چوہے کیر کا شکر ہونا	235
18	حضرت سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی فیضیابی	236
19	نابینا بوڑھے پہ شفقت	239
20	مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ پر نگاہِ کرم	240
21	حاجی خلیفہ کی نگہبانی	242
22	موسیٰ ڈبورا رحمۃ اللہ علیہ پر مہربانی	244
23	چور سے قطب بنانے کا واقعہ	245
24	بیر حضوری کا اپنے طور چلنا	248

...... باب پنجم ......

1	دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ	250

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
255	وصال حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ	2
261	قلعہ قہرگان	3
265	آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات	4
267	پہلا مزار پاک	5
269	دوسرا مزار پاک	6
272	تیسرا (موجود) مزار پاک	7
274	دربار معلیٰ	8
279	محل شریف	9
283	عرس مُبارک	10
285	عرس مُبارک محرم الحرام	11
290	عرس مُبارک حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ	12

...... باب ششم ......

(منظوم نذرانہ عقیدت)

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
294	صاحبزادہ رفعت سُلطان	1
298	صاحبزادہ ظہور سُلطان قادری	2
299	شوکت کاظمی	3
300	شیر افضل جعفری	4
302	جان کاشمیری	5
304	کبیر انور جعفری	6
307	مرزا معین تابش	7
308	عزیز حاصل پوری	8
312	ڈاکٹر آصف راز	9

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
10	اخلاق عاطف	314
11	شوکت ہاشمی	315
12	ریاض ندیم نیازی	316
13	پروفیسر نور محمد ہمدم	317
14	ناگی عبدالرزاق خاور	319
15	سُلطان ناصر	320

...... بابِ ہفتم ......

1	سجادہ نشینی	322
2	سجادہ نشین کی نامزدگی	326
3	سجادہ نشین اوّل	332
4	سجادہ نشین دوئم	336
5	سجادہ نشین سوئم	340
6	سجادہ نشین چہارم	348
7	سجادہ نشین پنجم	356
8	سجادہ نشین ششم	363
9	سجادہ نشین ہفتم	371
10	سجادہ نشین ہشتم	380
11	سجادہ نشین نہم	388
12	سجادہ نشین دہم	406

...... بابِ ہشتم ......

1	سلطانی اولیائے کرام	420
2	فہرست سُلطانی اولیاء کرام	422

بسم اللہ

اللہ ربُّ العالمین نے اپنے آپ کو ظاہر فرمانا چاہا تو کائنات تخلیق فرمائی۔ اٹھارہ ہزار مخلوق کے خالق نے تمام تر مخلوقات پر افضیلت کا مقام انسان کو عطا فرمایا۔ خالقِ کائنات نے اپنی حقیقت کے مجاز کو انسانی صورت میں ظاہر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس لئے انسان کو اشرف المخلوقات کا مقام و مرتبہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مجازی صورت کو دو اسمائے گرامی (ذاتی) سے نوازا۔ اسمِ احمد ﷺ اور اسمِ محمد ﷺ۔ اسمِ احمد ﷺ کے معنی ہیں سب سے زیادہ حمد کرنے والا جبکہ اسمِ محمد ﷺ کے معنی ہیں جس کی سب سے زیادہ حمد کی جائے۔ ان اسمائے گرامی سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ تمام تر مخلوقات میں سے جو مقام و منزلت اللہ تعالیٰ کی مجازی صورت کو عطا ہے وہ کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں۔ خالقِ کائنات کو اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جتنی محبت ہے اس کے معیار اور مقام و منزل کا تعین کرنا مخلوقات کی عقل و دانش کی حدود سے انتہائی ماوراء ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے انتہائی محبت کی عملی صورتیں بھی عیاں ہیں۔ جو قرآن مجید میں کئی مقامات پر جلوہ گر ہیں۔ قرآن مجید کے پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 56 کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:-

> ''یقیناً اللہ اور اُس کے ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔''

اللہ ربُّ العالمین کو اپنے حبیب ﷺ سے انتہائی محبت ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب ﷺ کے قرابت داروں سے بھی بہت الفت ہے۔ اِس حقیقت کا اظہار بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے قرابت داروں سے نہ صرف خود محبت فرماتا ہے بلکہ لوگوں کو بھی اُن سے محبت کرنے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ قرآن مجید کے پارہ 25، سورۃ الشوریٰ، آیت 23 کے ذریعے فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

> ''اے نبی ﷺ ! لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں اِس کام کے بدلے تم سے کسی قسم کے اُجر کی طلب نہیں کرتا۔ میرے قرابت داروں سے تمہاری محبت کا ہونا لازمی چاہتا ہوں۔''

حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے قرابت دو طرح ممکن ہے۔ اِن میں سے ایک تو نسل و رشتہ ہے۔ یعنی آپ ﷺ کے وہ قریبی

رشتہ دار جو ایمان لائے وہی آپ ﷺ کے قرابت دار ٹھہرے۔ جبکہ دوسرا ذریعہ رُوحانی ہے۔ رُوحانی طور پر جس ہستی کو سرکارِ دوعالم ﷺ کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہو ، اِس ہستی کا شمار حبیبِ کبریا ﷺ کے قرابت داروں میں ہو جاتا ہے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کے قرابت داروں سے محبت کرنا ہر صاحبِ ایمان پر فرض ہے۔

اللہ رَبُ العالمین کی اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا مقام چونکہ انتہائی اعلیٰ وارفع ہے۔ اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ کی اپنے حبیب ﷺ کے قرابت داروں سے محبت بھی لاثانی ہے۔ جس ہستی کی سرکارِ دوعالم ﷺ سے جتنی قرابت ہے اس ہستی کا مقام و مرتبہ بھی اسی پیمانہ سے اعلیٰ وارفع ہے۔ جس ہستی کی سرکارِ دوعالم ﷺ سے جتنی قرابت ہوتی ہے۔ اس ہستی کا ذاتِ باری تعالیٰ سے عشق کا معیار و مقام بھی اسی سطح پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے معیار و مقامِ قرابت کے حساب سے ہر ہستی ذکرِ باری تعالیٰ کرتی ہے تو رَب ذوالجلال بھی اُس کا اسی حوالہ سے ذکر فرماتا ہے۔ اس ضمن میں قرآن مجید کے پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت 152 میں اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:-

''تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔''

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رُوحانی قرابت داروں میں سے ایک ہستی کا اسم مبارک حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرکارِ دوعالم ﷺ سے قرابت داری کا مقام و مرتبہ اس طرح ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دستِ بیعت فرمایا۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تمام مجالس (9 مجالس) کی حضوری عطا فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان الفقراء کے مقام و مرتبہ پر فائز بھی فرمایا۔ اِن مقامات و مراتب کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی مجلس میں ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا بیٹا فرمایا۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سرکارِ دوعالم ﷺ سے رُوحانی قرابت داری کا مقام اعلیٰ وارفع ہے۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکرِ باری تعالیٰ کا معیار بھی سر بلند ہے۔ اللہ رب العالمین نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و باطنی علوم سے خوب نوازا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ذاتِ باری تعالیٰ کے اسمائے اعظم کے اتنے بڑے ذاکر ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر و باطن ہمہ وقت ذکر باری تعالیٰ میں محو و مگن رہتا۔

جس طرح سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ نے ذکرِ رَب ذوالجلال کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اُن رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا۔ ذاتِ باری تعالیٰ اپنے ذاکروں کا خود بھی ذکر فرماتا ہے اور صاحبِ ایمان لوگوں سے بھی اُن کا ذِکر کراتا ہے۔ لوگ دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے لاکھوں عقیدت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پر حاضری کیلئے طویل سفر طے کر کے آتے ہیں۔ عقیدت مند حاضرین کی آمد و رفت کا سلسلہ بغیر کسی وقفہ کے جاری و ساری ہے۔ دربار معلیٰ پر حاضری کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت منداپنے اپنے ٹھکانوں پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھتے رہتے ہیں۔ اس طرح وہ قلبی سکون حاصل کرتے ہیں۔

دربار معلیٰ کے سجادہ نشین چہارم قبلہ حضرت غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے فرزند حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے سوانح عمری حضرت سُلطان

باھُو رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادگان کے بارے میں کتاب ''مناقبِ سُلطانی'' بزبان فارسی 1299ھ میں مرتب فرمائی۔ ''مناقبِ سُلطانی'' کا اردو ترجمہ کتابی صورت میں اللہ والے کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور سے ملک چنن الدین نے 1345ھ بمطابق 1926ء میں شائع کیا۔ جو کہ نصف صدی سے نایاب ہے۔

حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''مناقبِ سُلطانی'' سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے کئی ایک مصنّفین نے سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وتعلیمات کے حوالہ سے کتب لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ ہر مصنف نے اپنے اپنے مزاج، اپنے اپنے ذوق اور اپنی اپنی عقیدت کے دائرہ میں رہتے ہوئے مضامین قلمبند کئے۔ اُن کتب میں ''مناقبِ سُلطانی'' (مرتبہ 1299ھ) سے بعد کے حالات و واقعات کم کم ہی نظر آئے۔ جس بِنا پر عقیدت مند ایک عرصہ سے تجسس میں مبتلا چلے آرہے ہیں۔

قوم علوی اعوان کے چند مصنّفین اپنی قوم کو بلا جواز بڑھاوا دینے کے شوق میں دوسری اقوام کے شجرہ جات کو اپنے شجرہ میں ضم کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس طرح وہ لاتعداد اقوام کی پہچان ختم کر چکے ہیں۔ وہ شوقین مصنّفین 'اعوان' قوم کے شجرہ کو بھی اپنے شجرہ میں ضم کر کے پیش کر چکے ہیں۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ورشتہ قوم 'اعوان' سے ہے۔ ان شوقین مصنّفین کے مذکورہ بالا عمل سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ نسب کی اصل پہچان کو بھی دھندلا دیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ نسب سے بھی اُلجھن و پریشانی اور غلط فہمی میں گم ہوتے چلے آرہے ہیں۔

مذکورہ بالا صورتِ حال کی بدولت سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے کتاب مرتب کرنے کا جذبہ میرے قلب میں اُجاگر ہوا۔ اِسی دوران سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سامنے آیا کہ جہاں عقل ودانش کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے فقر کا مقام شروع ہوتا ہے اور جہاں فقر کا مقام ختم ہوتا ہے وہاں سے ہمارا مقام شروع ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ قرآن مجید کے پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 85 میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی سامنے آیا کہ

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

(اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے۔)

مذکورہ بالا فرامین دیکھ کر میرے دل میں اُجاگر ہونے والا (اِس کتاب کو مرتب کرنیوالا) شوق دھیما پڑ گیا۔ مگر کچھ دِنوں کے بعد یہ جذبہ دوبارہ اُجاگر ہوا۔ لیکن مذکورہ بالا فرامین کی بِنا پر یہ جذبہ پھر مُرجھا گیا۔ میرے دل میں پیدا ہونے والا مذکورہ جذبہ کبھی اُجاگر ہو جاتا تو کبھی دھیما پڑ جاتا۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادگان کے بارے کتاب لکھنے کے جذبہ نے جب میرے دل ودماغ کو اپنے دائرے میں گھیرا تو میں دربار عالیہ کے سجادہ نشین دہم حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

''تذکرۂ سُلطانی'' کو کتابی صورت میں لانے کی اجازت عطا فرمانے کی گذارش کی۔ آپ دامت برکاتھم العالیہ نے میری عرض بخوشی قبول فرمائی۔ ''تذکرۂ سُلطانی'' پر باقاعدہ کام شروع کرنے سے قبل حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر دُعا فرمانے کے لیے عرض کی۔ میری عرض پر آپ دامت برکاتھم العالیہ نے خصوصی دُعا فرمائی۔ جس کے بعد ہی میں نے ''تذکرۂ سُلطانی'' کا قلمی کام شروع کیا۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے ضمن میں حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''مناقبِ سُلطانی'' چونکہ بنیادی ماخذ ومتن ہے۔ اس لیے اسے پیشِ نظر رکھا گیا۔ ''مناقبِ سُلطانی'' سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے فیض بھی حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں کچھ مزید کتب سے حوالہ جات بھی میسر آئے۔

اس بابرکت کام کے سلسلہ میں جن احباب نے مجھے کتب مہیا کیں اِن میں صاحبزادہ حبیب الرحمٰن اعوان (اسلام آباد)، فقیر محمد نذیر قادری (ٹوبھہ / پنڈ دادنخان)، ملک شاہسوار علی ناصر (خوشاب)، خالد سُلطانی (سرگودھا)، محمد عظیم (فیصل آباد)، قیصر زبیری (جھنگ)، افتخار گل وینس (جھنگ)، سید طاہر شیرازی (جھنگ) اور مہر اورنگزیب وِجھلانہ سیال (جھنگ) کے نام شامل ہیں۔ علاوہ ازیں میاں غلام عباس (سجادہ نشین دربار میاں رحمت رحمۃ اللہ علیہ)، ملک جہان خان (بھچر) میاں نذر حسین بھٹی (وہاڑی)، فقیر محمد نذیر قادری (ٹوبھہ / پنڈ دادنخان)، ملک محمد امیر علی (خادم دربار عالیہ) اور سیّد غلام حسین شاہ (خادم دربار عالیہ) نے کچھ دیرینہ واقعات کے بارے مجھے معلومات فراہم کیں۔ میں ان تمام مہربان حضرات کا مشکور ہوں۔

''تذکرۂ سُلطانی'' کی تکمیل تک خاصہ عرصہ صرف ہوا۔ کیونکہ تحقیقی معاملات کیلئے خاصی توجہ اور احتیاط درکار ہوا کرتی ہے۔ ''تذکرۂ سُلطانی'' کے ہر باب اور ہر پہلو کو پوری پوری دیانت، امانت، محنت اور ذمہ داری سے ضبط تحریر میں لانے کا جتن کیا گیا ہے۔ انسان ہونے کے ناطے راقم اپنے آپ کو غلطی سے مُبرا نہیں سمجھتا۔ اگر مجھ سے سہواً کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو اِس کیلئے معافی کا طلبگار ہوں۔ دُعا گو ہوں کہ میری اس کاوش کو قبولیت کی منزل نصیب ہو۔ (آمین)

جھوک سُلطانی، مدنی کالونی
سرگودھا روڈ، جھنگ صدر

ممتاز بلوچ
رابطہ نمبر
0304-6222823

بابِ اوّل

بنو ہاشم

اللہ رب العالمین کی ذات پاک واحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ رحمٰن بھی ہے۔ رحیم بھی، علیم بھی، بصیر بھی اور سمیع بھی۔ وہ ہر چیز کا مالک بھی ہے اور خالق بھی، ذاتِ باری تعالیٰ کی ہر ہر شان عقل ودانش سے ماورا ہے۔ ذات پاک کی صرف ایک شان خالقیت پر ہی توجہ مرکوز کی جائے تو عقل و دانش حیران رہ جاتی ہے۔ خالقِ باری تعالیٰ کی تخلیق کردہ اٹھارہ ہزار مخلوقات میں سے تمام تر انسانوں کا شمار صرف ایک ہندسہ کے طور پر ہوتا ہے۔ اِس وقت انسانوں کی گنتی بھی اربوں میں ہے۔ ان اربوں انسانوں میں سے ہر انسان دوسرے انسان سے ہر حوالہ سے مختلف ہے۔ ہر انسان کی شکل صورت، چال ڈھال، سوچ فکر، پسند و ناپسند، قسمت مقدر حتیٰ کہ زندگی گذارنے کا ڈھب اور عمر بھی دوسرے انسان سے مختلف ہوتی ہے۔

خالقِ کائنات نے پہلے انسان 'آدم' کا وجود تخلیق فرمانے کے بعد جب اُس میں روح پھونکی تو نوری و ناری مخلوق کو 'آدم' کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ نوری مخلوق (فرشتوں) نے تو سجدہ کیا مگر ناری مخلوق (ابلیس) نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس جُرم کی پاداش میں اُس کو دھتکار دیا گیا اور اُس کا انجام بھی دوزخ مقرر فرمایا۔ اس واقعہ میں دو حقائق عیاں ہیں۔ ایک یہ کہ جو کوئی اللہ رب العالمین کے احکامات سے روگردانی کرے گا وہ گھاٹے میں رہے گا۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ انسان کی افضیلت کو جو بھی تسلیم نہیں کرے گا وہ بھی گھاٹے میں رہے گا۔

یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ نوری اور ناری مخلوقات کی موجودگی میں ذاتِ باری تعالیٰ نے انسان کو اوّلیت و افضلیت کیوں عطا فرمائی؟ کوئی بھی صاحبِ ایمان و دانش تھوڑی سی توجہ کرے تو ذات پاک اس کے دماغ کے وہ خلیئے کھول دیتا ہے جن کے ذریعے اُسے اس سوال کا جواب بآسانی مِل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کیلئے سب سے پہلے اپنے نور میں سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور خلق فرمایا۔ اس سبب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حقیقت ہے جبکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتِ باری تعالیٰ کا مجازی روپ ہیں۔ اسی عظیم نسبت کی بدولت معراج کی شب حقیقت و مجاز دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ پر ایک دوسرے کے روبرو موجود رہے۔ ذاتِ باریٰ تعالیٰ نے اپنے مجازی رُوپ کو چونکہ انسانی سانچے میں ڈھالنا تھا اس لیے انسان کو اشرف الخلوقات کا مقام و مرتبہ عطا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے انسانی نسل بڑھنا شروع ہوئی تو ان کیلئے ایک دوسرے کی پہچان کے ذرائع بھی ذات

پاک نے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں فرمان ہے:-

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ
وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا (1)

ترجمہ:- لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

دُنیا میں جُوں جُوں آبادی بڑھتی گئی تُوں تُوں قوموں، ذاتوں، برادریوں اور قبیلوں کے شمار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ہر قوم وقبیلہ اپنے معیار اور اپنی تعداد کے مطابق مشہور ہوا۔ اس طرح لاتعداد اقوام وقبائل اپنے اپنے علاقہ میں اہمیت اختیار کرتے چلے گئے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے عرب کی قوم قریش کے قبیلہ بنو ہاشم کو وہ مقام، مرتبہ وفضیلت عطا فرمائی کہ جس کی مثال کائنات میں ہی ناممکن ہے۔ قبیلہ بنو ہاشم کے مقام، مرتبہ وفضیلت کے حوالہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی کئی ایک احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

''حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔ اور اولادِ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بنو کنانہ کو چُنا اور بنو کنانہ میں سے قریش کو معزز فرمایا۔ اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے میری ذات کو افضل قرار دیا۔'' (2)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پچاس پشت میں مکہ کی سرداری جس شخصیت کو ملی اس کا نام فہر تھا۔ فہر کی بہادری، عظمت وشوکت کا چرچا عام ہوا جس بنا پر وہ لقب 'قریش' سے مشہور ہوئے۔ عربی زبان میں قریش وہیل مچھلی کو کہا جاتا ہے۔ جو سمندر کا سب سے بڑا اور طاقتور جانور ہے۔ یوں تو فہر کی بہادری وعظمت مشہور تھی مگر لقب 'قریش' کا سبب ایک خاص واقعہ ہے۔ اُس دور میں یمن کا حاکم حسان نامی شخص تھا۔ یمن کے حاکم حسان کے دل ودماغ میں ایک فتنے نے جنم لیا۔ اس نے یہ طے کیا کہ مکہ پر حملہ کیا جائے۔ خانہ کعبہ کو گرایا جائے۔ اس کا ملبہ یمن لایا جائے اور اس ملبہ سے یمن میں کعبہ تعمیر کیا جائے۔ اپنے اس مضموم ارادہ کو عملی شکل دینے کیلئے حسان حاکم یمن فوج لے کر مکہ معظّمہ پر حملہ آور ہوا۔ سردار مکہ حضرت فہر نے اپنے قبیلہ کے افراد کو اپنے ساتھ ملایا۔ یمنی لشکر کا جرأتمندی وجوانمردی سے مقابلہ کیا۔ حاکم یمن کو منہ کی کھانا پڑی۔ اُسے بُری طرح شکست ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت فہر کا لقب قریش مشہور ہوا۔ آپ کا خاندان عرب بھر میں تمام تر قبائل سے طاقتور اور عظیم الشان شمار کیا جانے لگا۔

حضرت فہر (قریش) کی آٹھ پشتوں بعد حضرت ہاشم (جدِ اعلیٰ بنو ہاشم) 464ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی سخاوت کا چرچا عام تھا۔ مکہ میں آپ کی عظمت اور وجاہت لاثانی تھی۔ آپ بلند مرتبت بزرگ تھے۔ اعلیٰ وارفع اوصاف کی بنا پر آپ کا خاندان بنو ہاشم کے نام سے مشہور رہا۔ حضرت ہاشم کے ہاں جو فرزند پیدا ہوا۔ اُس پُر وقار، اعلیٰ وعظیم تر شخصیت کا اسم گرامی **عبدُالمُطّلب** تھا۔ حضرت ہاشم

نے مختصر عمر پائی۔آپ کا وصال 25 سال کی عمر میں 489ء میں ہوا۔آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند حضرت عَبْدُالمُطلب خانہ کعبہ کے متولی ہوئے۔

یمن کے حاکم حسان کی طرح 571ء میں یمن کے ہی بادشاہ ابرہہ کے من میں بھی فتور نے جنم لیا۔اس نے بھی خانہ کعبہ پر فوج کشی کی تیاری کی۔اُس نے اپنی مضموم خواہش کو پورا کرنے کیلئے شہر مکہ سے باہر چند کلومیٹر کے فاصلہ پر اپنی فوج کے ہمراہ ڈیرہ لگایا۔اُس نے اپنے کچھ سپاہی حالات کا جائزہ لینے کیلئے مکہ شہر کو روانہ کئے۔وہ سپاہی واپسی پر حضرت عَبْدُالمُطلب (متولی خانہ کعبہ) کے اونٹ گھیر کر ابرہہ کے ڈیرہ پر لے گئے۔اس واقعہ کی خبر جب حضرت عَبْدُالمُطلب تک پہنچی تو آپ اکیلے ابرہہ کے پاس پہنچے۔اس سے ملاقات کی اور اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ابرہہ نے کہا کہ تم اپنے اونٹوں کا مطالبہ کر رہے ہو مگر اُس کعبہ کے بارے کچھ نہیں کہتے جسے میں گرانے آیا ہوں۔حضرت عَبْدُالمُطلب نے جواباً فرمایا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے انہی کا مطالبہ کر رہا ہوں۔خانہ کعبہ کا مالک اور ہے۔کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ابرہہ نے حضرت عَبْدُالمُطلب کو اونٹ واپس کر دینے کا حکم جاری کر دیا۔حضرت عَبْدُالمُطلب اپنے اونٹ لے کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

دوسرے روز ابرہہ نے اپنے ہاتھیوں والے لشکر کو خانہ کعبہ پر حملہ کیلئے تیار کیا۔اسی اثناء میں ذاتِ باری تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کرنے کے لئے ابابیل (پرندے) کا ایک جُھنڈ بھیج دیا۔اُس جُھنڈ میں شامل ہر ابابیل کے منہ میں پتھر کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں۔جو انہوں نے ابرہہ کے لشکر پر گرا دیں۔اُن کنکریوں کے گرنے سے ابرہہ کا تمام تر لشکر یوں تباہ ہوا جس طرح چبایا ہوا بھُوسہ ہوتا ہے۔اس واقعہ کا ذِکر اللہ رب العالمین نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا:-

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝١

آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رَب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کِیا۔ (3)

یہ واقعہ 571ء کا ہے۔اسی سال 22-اپریل بمطابق 12 ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ میں حضرت عَبْدُالمُطلب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر فخرِ موجودات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارہ فرزند تھے۔جن میں حضرت حارث رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابولہب، مقوم، حَجل، مغیرہ اور ضرار کے نام شامل ہیں۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی جبکہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ہاں مولا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔قبیلہ بنو ہاشم کا مقام، مرتبہ اور عظمت لاثانی ہے۔امام الانبیاء اور امام الاولیاء کے درجات، مقامات اور مراتب بنو ہاشم کو ہی عطا ہوئے۔

تحقیق الانساب جلد دوئم (از محمد کریم خان اعوان) کے صفحہ نمبر 33 پر ''کنز الایمان''، ''تاریخ ابنِ خلدون جلد اول حصہ دوئم''

اور ''تاریخ طبری وطبقات ابن سعد جلد اول'' کے علاوہ کئی ایک کتب میں سے شجرہ بنو ہاشم موجود ہے۔ اِس کے علاوہ یہ شجرہ مناقبِ سُلطانی میں بھی دیا گیا ہے۔ کئی ایک کتب میں کتابت کی کمی بیشی کے سبب کچھ اسمائے گرامی کے تلفظ میں فرق موجود ہے علاوہ ازیں دیئے گئے شجرہ بنو ہاشم کی وسعت میں کمی بھی نظر آتی ہے۔

جبکہ انٹرنیٹ میں موجود شجرہ بنو ہاشم کی وسعت واضح ہے۔

حوالہ جات

(1) القرآن۔ پارہ 26۔ سورۃ الحجرات۔ آیت 13

(2) الحدیث۔ امام مسلم

(3) القرآن۔ پارہ 30۔ سورۃ الفیل۔ آیت 1

شجرہ بنو ہاشم

(بمطابق مناقبِ سُلطانی)

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت شیث ← انوش ← قینان ← اسمٰعیل

شالخ → ارفخشد → سام → نوح → یرو → ادریس

فالخ ← ارغوث ← شارخ ← قاصر ← تارخ ← ابراہیم

ادو → ہمیسح → حمل → نبت → قیدار → اسمٰعیل

ادا ← عدنان ← معد ← نزار ← مضر ← الیاس

فہر → مالک → نضر → کنانہ → خزیمہ → مدرکہ

غالب ← لوی ← کعب ← مرہ ← کلاب ← قصی

ابی طالب → مطلب → ہاشم → عبدالمناف

شیر خدا اسد اللہ غالب داماد رسول حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

شجرہ بنو ہاشم

(بمطابق انٹرنیٹ)

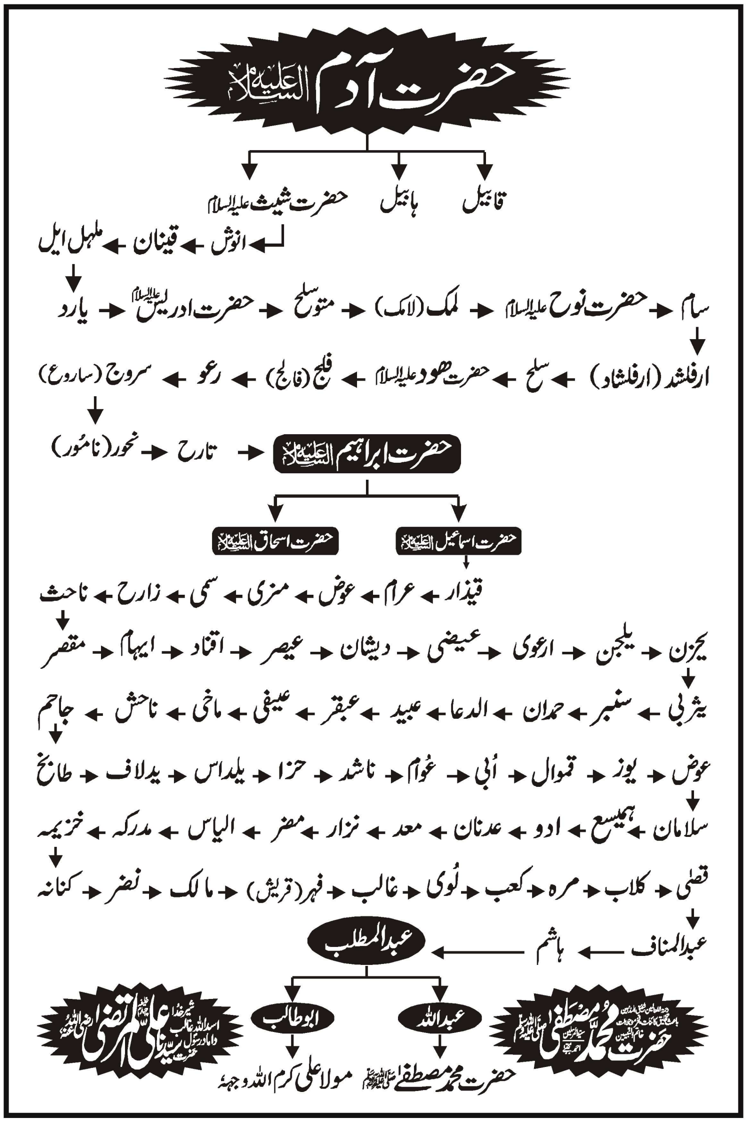

سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اوّل بھی ہے آخر بھی، واحد بھی ہے اور لاشریک بھی۔ بے مثل بھی ہے، بے مثال بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، علیم بھی ہے اور بصیر بھی، خالقِ کائنات بھی ہے اور مالک کائنات بھی۔

ذاتِ باری تعالیٰ نہ تو کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی اُس کی کوئی اولاد ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ وہ جسے چاہے عزت بخشے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تمام تر صفات اور تمام تر تعریفیں اسی ذات پاک کے لئے مخصوص ہیں۔ **کُنْ فَیَکُوْنَ** اُسی کی ہی شان ہے۔

اوّل و آخر، ظاہر و باطن اور خالق و مخلوق جیسے الفاظ کے وجود میں آنے سے پہلے اللہ جل جلالہٗ تن تنہا صرف ذاتی حیثیت اور ذاتی کیفیت میں ہی موجود تھا۔ نہ تو کائنات وجود میں آئی تھی اور نہ ہی موجوداتِ کائنات۔ اللہ جل جلالہٗ کی واحد ذات پاک تھی جبکہ چارسو **عَالَمِ ھُو** ہی تھا۔ ذاتِ باری تعالیٰ کی شانِ **خالقیت** نے نورِ ذات سے ایک نور خلق فرمایا اور اُسے نورِ ذات کے تمام تر مقامات و منازل کی تجلیات سے منور کرنے کا عمل شروع فرمایا۔ یہ سلسلہ اَن گنت صدیوں پہ محیط رہا۔ اس ضمن میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''بداں کہ چُوں نورِ اَحدی از حجلۂ تنہائی وحدت بر
مظاہر کثرت ارادہ فرمود حُسنِ خود را جلوہ بصفائے
گرم بازاری نمود۔ بر شمع جمالش پروانۂ کونین بسوزید
و نقاب میم احمدی پوشیدہ صورتِ احمدی گرفت'' (1)

ترجمہ:۔ جان لے کہ جب نورِ احدی نے تنہائی وحدت کی ڈولی سے نکل کر عالم کثرت میں ظہور فرمایا تو اپنے جمال کو صفائی سے جلوہ دے کر اپنے حُسن کا بازار گرم کیا۔ اُس کی شمعِ جمال پر ہر دو جہان پروانے کی طرح مَر مٹے۔ بعدۂ نقاب میم احمدی اوڑھ کر صورتِ احمدی اختیار کی۔

ذات باری تعالیٰ نے اپنے نور میں سے جو نور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمایا اُسے اس قدر اعلیٰ، افعٰ و اکمل فرمایا کہ ذاتِ باری تعالیٰ کو اپنی پہلی تخلیق پر ناز ہونے لگا۔ ذاتِ باری تعالیٰ کو اپنی اوّل تخلیق سے عشق ہوگیا۔ عشق کی ابتداء عرشِ معلی سے ہوئی۔ پہلا عاشق اللہ تعالیٰ جبکہ پہلا محبوب اللہ رب العالمین کی پہلی تخلیق (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہی ہے۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''قدرت ہائے کاملہ آئینۂ باصفا ساختہ تماشائے رُوئے زیبا مے فرمائید۔ خود بخود قمار عشق مے بازد، خودنظر وخودناظر وخودمنظور، خودعشق، خود عاشق وخود معشوق'' (2)

ترجمہ:- اُس کی قدرت کاملہ گویا ایک آئینۂ باصفا بنا کر اس میں اپنے بے مثل حُسن کا تماشا دیکھ رہی ہے۔ اپنے آپ سے عشق کا جوا کھیل رہا ہے۔ خود نظر ، خود ناظر اور خود منظور ہے۔ خود عشق ، خود عاشق اور خود معشوق ہے۔

اللہ ربُ العالمین نے اپنے محبوب کو اسم احمدؐ اور اسم محمدؐ سے نوازا۔ یہ اسمائے مقدسہ انسانی فکر وشعور کو جِلا بخش رہے ہیں۔ اسم احمد ﷺ اور اسم محمد ﷺ کے لغوی معنوں پر غور وفکر کرنے سے انسانی عقل پر پڑے پردے خود بخود وا ہوتے چلے جاتے ہیں اور عقل سلیم کو ایسی غذا میسر آتی ہے جس سے قلب ورُوح کا ناطہ جڑتا چلا جاتا ہے۔

اِسْمِ اَحْمَدُ کے معنی ہیں = سب سے زیادہ حمد کرنے والا

اِسْمِ مُحَمَّدُ کے معنی ہیں = جس کی سب سے زیادہ حمد کی جائے۔

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، خاتم النّبیین، امام الانبیاء، رحمت اللعالمین ﷺ کے اسمائے مقدسہ اور رحمت، برکت، تقدس، شفاء، روشنی، علم وبصیرت جیسے اَن گنت انعامات کو اپنے دامن نور میں پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کی صفاتی اسمائے گرامی کی تعداد بے شمار ہے۔ مگر آپ ﷺ کے ذاتی اسمائے گرامی دو ہی ہیں۔ اَحْمَدُ اور مُحَمَّدُ۔ آپ ﷺ کے اِن اسمائے گرامی کا تذکرہ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی کتب ورسائل میں ہوتا چلا آیا ہے۔ تسبیحات سلیمان علیہ السلام میں آپ ﷺ کے بارے میں یوں مرکوز ہے:-

''خلو محمد یم زہ دودمی زہ رعی'' (3)

ترجمہ:- وہ ٹھیک محمد ﷺ ہیں۔ وہ میرے محبوب اور میری جان ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد سے آگاہ فرمایا۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید یوں فرماتا ہے:-

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (4)

ترجمہ:- اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام اَحْمَدُ ہوگا۔

اللہ جل جلالہ ایک چھپا خزانہ تھا۔ اس نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کیلئے کائنات تخلیق فرمائی۔ موجوداتِ کائنات کا کوئی ایک ذرہ بھی ایسا نہیں جس کا کوئی پہلو خالقِ کائنات کی علمیت اور بصیرت کے دائرہ سے باہر ہو۔ مالکِ کائنات کو معلوم تھا کہ کائنات اور موجوداتِ کائنات نورِ ذاتِ باری تعالیٰ کی تجلی براہِ راست برداشت نہیں کرسکتی۔ اسی سبب خالقِ کائنات نے سب سے پہلے اپنے نور سے وہ ہستی خلق فرمائی جس کے بغیر مقصدِ تخلیق کائنات پورا ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ اس لئے تو اللہ جل جلالہ اپنے حبیب ﷺ کو فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو پیدا نہ کرتے تو کوئی چیز بھی پیدا نہ کرتے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ موجوداتِ کائنات میں تجلیات باری تعالیٰ برداشت کرنے کی سکت قطعی طور پر موجود نہ ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر بالواسطہ طور پر بھی تجلی انوارِ باری تعالیٰ برداشت نہ کر پائے۔معراج کی رات نوری مخلوق کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کرنا کہ اس مقام سے آگے جانے کی سکت مجھ میں نہ ہے۔اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ آسمانی مخلوق میں بھی تجلیاتِ باری تعالیٰ برداشت کرنے کی سکت نہ ہے۔

ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے حبیب ﷺ کو مبعوس فرمایا۔اللہ جل جلالہ نے اپنی ذات کا اظہار اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے فرمایا۔ذاتِ باری تعالیٰ بےصورت سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں کائنات وموجوداتِ کائنات اور تمام ترجہانوں کے لئے تجلیات کا سبب بنی۔حقیقت مجاز کی صوت میں آشکار ہوئی۔احد، احمدؐ کی صورت میں جلوہ افروز ہوا۔احد اور احمدؐ میں صرف مجاز کی میم کا پردہ حائل ہے۔یعنی احمدؐ، احد ہی کی مجازی صورت ہے۔اسی آگاہی کے پیشِ نظر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مجازی صورت میں حقیقت کی تمنایوں کرتے ہیں:-

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کی تخلیق جس انداز میں فرمائی اُس کی مثال ناممکن ہے۔ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ہرحوالے اور ہرزاویے سے مکمل، اعلیٰ، ارفع اور افضل تخلیق فرمایا۔سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی وہ مقام ومرتبہ عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کے انبیاءِ کرام کی امامت بھی آپ ﷺ کو عطاء فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ظاہری و باطنی حُسن کا درجہ کمال تک پہنچایا اور پھر اپنی محبت کیلئے آپ ﷺ کو منتخب فرمایا۔حضور پاک ﷺ کو حُسن و جمال اور مردانہ وجاہت کی جو دولت عطا ہوئی وہ مخلوق میں سے کسی کو نصیب ہی نہ ہوئی۔آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی طرح چمکدار اور آبدار تھا۔آپ ﷺ اکثر دُعا فرمایا کرتے کہ اے اللہ میری سیرت بھی ایسی ہی حَسین کر دے جیسی میری صورت حَسین بنائی ہے۔آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے خوش نصیب افراد آپ ﷺ کے حُسن بے مثال کو یاد کر کے بے چین ہو جایا کرتے۔سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حُسن و جمال کی گواہی قرآن مجید میں جا بجا موجود ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کہیں آپ ﷺ کے حَسین چہرے کی قسم اُٹھاتا ہے تو کہیں آپ کی **وَالَّیْلِ** زُلفوں کی۔

اللہ ربُ العالمین نے آپ ﷺ کے وجود مبارک کے حُسن و جمال کی عظمت قرآن مجید کے ذریعۓ بیان فرمائی اسی طرح آپ ﷺ کے اخلاق کے مقام کو بھی اعلیٰ وارفع فرمایا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ (5)

ترجمہ:- اور بیشک آپ ﷺ اخلاق کے عظیم مرتبے پر ہیں۔

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفی ﷺ کا اسوہ حسنہ، قول وفعل، سیرت وکردار، علم وفقر، صداقت پاکیزگی، تدبر، فہم وفراست، جود وسخا، ایثار وجانثاری، استقامت، صدق ویقین، دیانت، امانت، وجاہت، شجاعت، ثابت قدمی، ضبطِ نفس، صبر وتحمل، عدل وانصاف کے علاوہ آپ ﷺ کے حُسنِ گفتار، حُسنِ خلق، حُسنِ ملاقات، حُسنِ شفقت، حُسنِ رحمدلی، حُسنِ مہمان نوازی، حُسنِ عفو ودرگذر، حُسنِ عیادت وتعزیت، حُسنِ خیالِ خاطرِ احباب، حُسنِ معلم، حُسنِ تبلیغ اور حُسنِ عبادت کی جانب توجہ مرکوز کی جائے تو انسانی فہم وفراست حیرانی کے سمندر میں گم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں آپ ﷺ واحد ہستی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عبادت کم کرنے کا فرمایا۔

اللہ ربُ العالمین نے اپنے محبوب ﷺ کی تخلیق اپنے نور سے فرمائی جس کا اشارۃً اس انداز میں بیان فرمایا:-

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ (6)

ترجمہ:- اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو گواہی دینے والا وخوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا چراغِ روشن۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے نور سے روشن چراغ بنا کر اس دُنیا میں مبعوث فرمایا۔ ذاتِ باری تعالیٰ مخلوقات کو اپنے حبیب ﷺ کے مقام اور آپ ﷺ کی عظمت سے شناسا کرنے کے لئے قرآن مجید میں کئی مقامات پر مختلف انداز اور علیحدہ علیحدہ آیات کے ذریعے اپنے حبیب ﷺ کے مقامات کی جھلکیاں ہم کو دِکھا رہی ہے۔ جیسے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (7)

ترجمہ:- جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (8)

ترجمہ:- آپ لوگوں نے اُن (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ انہیں اللہ نے قتل کیا ہے۔ اور (اے محمد ﷺ) جس وقت آپ ﷺ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپ ﷺ نے نہیں پھینکی بلکہ **اللہ** نے پھینکی تھیں۔

خالقِ کائنات **اللہ** تعالیٰ تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے آپ کے لئے الفاظ ربُ العالمین منتخب فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کے لئے رحمۃ اللعالمین جیسے الفاظ منتخب فرمائے۔ اپنے حبیب ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمانِ ربِ ذوالجلال ہے:-

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (9)

ترجمہ:- اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنا حبیب ﷺ اتنا پیارا اور محبوب ہے کہ اِس کی مثال ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہر صاحبِ ایمان اُس کے

حبیب ﷺ کی زیادہ سے زیادہ عزت وتکریم کرے۔ جولوگ حبیبِ رَبِ ذوالجلال سے محبت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے ادب واحترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوتا ہے۔اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے فرمان اِس طرح ہیں:-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (10)

ترجمہ:- مومنو! اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے پہلے نہ بول اُٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (11)

ترجمہ:- اے اہلِ ایمان اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اُس طرح) اُن ﷺ کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (12)

ترجمہ:- جولوگ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے اُن کے دل تقویٰ کے لئے ازمالئے ہیں۔ان کے لئے بخشش اور اَجر عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کے معیار کے مطابق اپنے حبیب ﷺ سے محبت فرماتا ہے۔ذاتِ باری تعالیٰ چاہتی ہے کہ اُس کی مخلوق بھی اُس کے حبیب ﷺ سے محبت کرے۔ذاتِ باری تعالیٰ کو یہ تو قطعاً برداشت ہی نہیں کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی اُس کے حبیب ﷺ کو دُکھ یا تکلیف پہنچائے۔جو کوئی ایسا مکروہ عمل کرے اُس پر اللہ تعالیٰ لعنت بھی بھیجتا ہے اور اس کے لئے ذلیل کرنے والے عذاب کی خبر بھی دیتا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (13)

ترجمہ:- جولوگ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو رَنج پہنچاتے ہیں۔اُن پر اللہ دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے۔اور اُن کے لئے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ رَبُ العالمین نے ہمیں یہ بھی تعلیم فرمایا ہے کہ تمام تر مخلوقات جو زمین وآسمان میں ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں۔قرآن مجید میں اس بارے ایک فرمان یہ ہے:-

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (14)

ترجمہ:- جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح تو آسمانوں اور زمین میں ہر چیز کرتی ہے۔لیکن ذاتِ باری تعالیٰ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اُس کا ذکر ہو اور اُس کے حبیب ﷺ کا ذکر نہ ہو۔ ربّ العالمین نے اپنے حبیب ﷺ کے ذکر کو صرف ذکر تک نہیں رہنے دیا بلکہ اپنے حبیب ﷺ کے ذِکر کو بلند فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بلندی کا کیا مقام ہے ؟ اس بارے تو ہم کچھ کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ البتہ فرمانِ باری تعالیٰ اس طرح ہے:-

وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾ (15)

ترجمہ:- اور آپ ﷺ کی خاطر آپکے ذکر کو بلند کر دیا۔

حبیبِ خُدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذِکر نہ صرف مخلوق کر رہی ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ بھی اس عمل میں شامل ہے۔ جب کائنات اور موجوداتِ کائنات موت کا ذائقہ چکھ لیں گے اور کائنات کا وجود ختم ہو جائے گا اُس وقت بھی سرکارِ دو عالم ﷺ پر دَرُود بھیجا جا رہا ہو گا۔ اُس وقت اوّل و آخرت رَبُّ العالمین اپنے حبیب ﷺ پر دَرُود بھیج رہا ہو گا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ پر دَرُود بھیجنے کا عمل اللہ تعالیٰ خود بھی فرماتا ہے۔ اُس کے فرشتے بھی نبی پاک پہ دَرُود بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو بھی اپنے حبیب ﷺ پر دَرُود و سلام بھیجنے کا حکم اس طرح صادر فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ (16)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی پاک ﷺ پر تسلسل سے دَرُود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر دَرُود و سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے صاحبِ ایمان لوگوں کو حکم صادر فرما کر اُن کیلئے نبی پاک ﷺ پر دَرُود و سلام بھیجنا فرض فرما دیا ہے۔ تو دوسری جانب سرکارِ دو عالم ﷺ پر دَرُود و سلام بھیجنا ایمان کی نشانی بھی بنا دیا ہے۔ کیونکہ اس آیتِ کریمہ میں صرف اور صرف ایمان والوں کو ہی مخاطب فرمایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا خالق بھی ہے اور مالک بھی۔ وہ ہر چیز اور ہر شئے پر قادر ہے۔ وہ جس چیز کو جس صورت میں جہاں اور جیسے رکھنا چاہے رکھتا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر اپنی تمام نعمتیں پوری فرمائیں۔ اس جہان میں سورج، چاند اور ستاروں کو بھی اپنے حبیب ﷺ کے زیرِ فرمان فرما دیا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً ؕ (17)

ترجمہ:- کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو **اللہ** نے آپ ﷺ کے زیرِ فرمان کر دیا ہے اور آپ ﷺ پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ (18)

ترجمہ:- (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے یہ فرامین ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ رَبُّ العالمین کو اپنا حبیب ﷺ آخری حد تک پیارا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں موجود تمام تر تخلیقات اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں اور اللہ رب العالمین نے اِن سب کو اپنے حبیب ﷺ کے زیرِ فرمان بھی کر دیا۔ سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اگر اشارہ فرمائیں تو چاند دو ٹکڑے ہو کر حاضر ہو جاتا ہے۔ ابو جہل کی بند مٹھی میں پتھر کی کنکریاں بھی آپ ﷺ کے اشارہ پہ کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔ ہرنی اور اونٹ اپنے دُکھ درد آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کریں۔ کھجور کے درخت موسم نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے حکم پہ پکی کھجوروں کے ڈھیر لگا دیں۔ جنات آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے دَست مبارک پر بیعت ہو جائیں۔ آپ ﷺ کے شارہ پہ سورج واپس پلٹ آئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام نعمتیں اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں اور تمام چیزیں اپنے حبیب ﷺ کے زیرِ فرمان فرما دیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو سب کچھ عطا فرما کر بھی اس سلسلہ کو ختم نہ فرمایا بلکہ اپنے حبیب ﷺ کو اپنے پاس عرش معلیٰ پر بھی بلا لیا۔ واقعہ معراج کے بارے میں قرآن مجید میں تفصیل موجود ہے۔ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے کہ

ترجمہ:- ''اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے۔ پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے۔ تو دو کمان کے فاصلہ پر یا اُس سے بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا اُن کے دل نے اُس کو جھوٹ نہ جانا۔ کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے اُس (ذات باری تعالیٰ) کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے۔ پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اُسی کے پاس رہنے کی بہشت ہے۔ جبکہ اُس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ اُن کی آنکھ نہ تو کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔'' (19)

اللہ رَب العالمین اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ظاہری و باطنی طور پر اپنے ساتھ ہی رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا ذکر بھی بلند فرمایا اور اپنے حبیب ﷺ پہ دَرُود بھی بھیجتا ہے۔ ان ظاہری حقائق سے عیاں ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کو اپنے حبیب ﷺ سے انتہائی عشق ہے۔ جو شخص حبیبِ کبریا سے عشق کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیارا ہوتا ہے۔ جس خوش نصیب ہستی کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ نے جگہ بنا لی ہو اُس پر رحمتِ باری تعالیٰ کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور اُس کا مقام و مرتبہ انسانی عقل و دانش سے بہت بلند ہو جاتا ہے۔ جس شخص کے من میں تھوڑی سی بھی محبتِ مصطفیٰ ﷺ داخل ہو جائے۔ اُس پر تو عذاب نازل ہی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (20)

ترجمہ:- اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک آپ ﷺ ان میں موجود تھے انہیں عذاب دیتا۔

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ پر اپنی تمام تر نعمتیں پوری فرمائیں۔ آپ ﷺ کو تمام تر اعلیٰ وارفع درجات عطا فرمائے اور آپ ﷺ کو امام الانبیاء کا منصب بھی عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں خاتم النّبیین کا اعزاز بھی عنایت فرمایا۔ روزِ محشر تک آپ ﷺ کی نبوت کا سکہ ہی تو چلتا رہے گا۔ آپ ﷺ ہی آخری نبی ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۧ (21)

ترجمہ:- (لوگو!) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول ﷺ اور خاتم النّبیین ﷺ (نبوت کی مہر یعنی نبوت کا سلسلہ ختم کر دینے والے) ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم فرمایا۔ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور تا قیامت آپ ﷺ کی جانب سے نافذ کردہ دینِ اسلام اور اسلامی شریعت ہی مستند رہے گی۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب ہی آخری سند ہے اور تا قیامت مستند کتاب قرآن مجید ہی رہے گی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے منور فرمائے۔ آمین ثم آمین

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ۔اردو ترجمہ۔رسالہ روحی شریف کلاں۔صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن اعوان مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن اسلام آباد۔اگست 2017ء)ص3

(2) حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ۔اردو ترجمہ۔رسالہ روحی شریف کلاں۔اگست 2017ء)ص2

(3) تسبیحات سلیمان علیہ السلام ۔ ہفت روزہ 'ھلال' بلال روڈ۔راولپنڈی (16 نومبر تا 18 دسمبر 1988ء ص23)

(4) القرآن پارہ28 سورۃ الصّف آیت6

(5) القرآن پارہ29 سورۃ القلم آیت4

(6) القرآن پارہ22 سورۃ الاحزاب آیت45-46

(7) القرآن پارہ26 سورۃ الفتح آیت10

(8) القرآن پارہ9 سورۃ الانفال آیت17

(9) القرآن پارہ17 سورۃ الانبیاء آیت107

(10) القرآن پارہ26 سورۃ الحجرات آیت1

(11) القرآن پارہ26 سورۃ الحجرات آیت2

(12) القرآن پارہ26 سورۃ الحجرات آیت3

(13) القرآن پارہ22 سورۃ الاحزاب آیت57

(14) القرآن پارہ28 سورۃ الصّف آیت1

(15) القرآن پارہ30 سورۃ الم نشرح آیت4

(16) القرآن پارہ22 سورۃ الاحزاب آیت56

(17) القرآن پارہ21 سورۃ لقمان آیت20

(18) القرآن پارہ30 سورۃ الکوثر آیت1

(19) القرآن پارہ27 سورۃ النجم آیت7 تا18

(20) القرآن پارہ9 سورۃ الانفال آیت33

(21) القرآن پارہ22 سورۃ الاحزاب آیت40

مولا علی کرم اللہ وجہہ

اللہ رب العالمین نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ انسان کی پہچان کیلئے قومیں قبیلے اور ذاتیں بنائیں۔ ذات باری تعالیٰ نے انسانی قبائل میں سب سے زیادہ اعلیٰ، افضل اور مقدس قبیلہ بنو ہاشم کو بنایا۔

حضرت ہاشم مکہ مکرمہ کے سردار تھے جن کے حوالہ سے آپ کرم اللہ وجہہ کا قبیلہ بنو ہاشم کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت ہاشم کے فرزند حضرت عبدالمطلب کو ذات باری تعالیٰ نے بلند مقام و درجات عطا فرمائے۔ اولاً آپ کرم اللہ وجہہ کو خانہ کعبہ کا متولی بنایا۔ دوئم آپ کرم اللہ وجہہ نے یمن کے بادشاہ (جو خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کی غرض سے ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا تھا) کے سامنے اللہ تعالیٰ کو ہی خانہ کعبہ کا محافظ یقین محکم کے ساتھ بیان فرمایا۔ سوئم یہ کہ آپ کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت عبداللہ کے گھر سرورِ کائنات، رحمۃ اللعالمین کی تشریف آوری ہوئی اور خاتم النّبیین کی پرورش کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ آپ کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت ابو طالب کے گھر امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آمد ہوئی۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت باسعادت یمنی بادشاہ ابرہہ اور اُس کے لشکر کی تباہی سے 30 قمری سال بعد (بمطابق 600ء) 13 رجب کو ہوئی۔ آپ کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے دُنیا میں تشریف لانے کے بعد اُس وقت تک آنکھ نہ کھولی جب تک رحمۃ اللعالمین کا درشن نہ کیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہی آپ کرم اللہ وجہہ کو گھٹی عطا فرمائی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔ اُس وقت آپ کرم اللہ وجہہ کی عمر مبارک آٹھ نو برس تھی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کرم اللہ وجہہ کو کم سنی میں ہی اپنی کفالت میں لے لیا۔ آپ کرم اللہ وجہہ کی تربیت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی اس لئے آپ کرم اللہ وجہہ دورِ جاہلیت کی تمام تر آلودگیوں سے پاک تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ سے ہجرت کرتے وقت لوگوں کی امانتیں مولا علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں اور اپنے بستر پر سونے کا حکم فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ بھی فرمایا کہ لوگوں کو امانتیں لوٹا دینے کے بعد مدینہ آجانا۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرامین پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو اُن کی امانتیں حوالے فرمانے کے بعد مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔

2 ہجری کو خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہوا۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندان میں سے سردارانِ جنت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سادات عظام کے مقام ومرتبہ اور اِن سے اپنی محبت کا اظہار اِس طرح فرماتے ہیں:-

دوست دارم سیّداں نورِ نبیؐ
نورِ دیدہ فاطمہؓ ، حضرت علیؓ
دشمنِ سادات ، دشمن مصطفیؐ
ہر کہ دشمن مصطفیؐ دشمن خُدا

ترجمہ:- میں سادات سے دوستی رکھتا ہوں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہؓ کے نورِ نظر ہیں۔
سادات کا دشمن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ (1)

آپ کا اسم مبارک علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ آپ کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن و ابوتراب جبکہ آپ کرم اللہ وجہہ کے القاب حیدر کرار، اسد اللہ المرتضیٰ ہیں۔ آپ کرم اللہ وجہہ کو شجاعت وراثت میں ملی۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے غزوہ تبوک کے سوا تمام تر غزوات میں شرکت فرمائی۔ غزوہ خیبر کے موقع پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی فوج کی سربراہی کیلئے اسلامی جھنڈا مولا علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ خیبر کا معرکہ بہت بڑا اور مشکل معرکہ تھا۔ اس معرکہ میں یہودی فوج کے سردار مرحب کو مولا علی کرم اللہ وجہہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے فناہ کر دیا۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے ہر محاذ پر بہادری کے مثالی و یادگار کارنامے سرانجام دیئے۔ اسی بنا پر آپ کرم اللہ وجہہ کو شیر خدا کہا جاتا ہے۔ بہادری کے ساتھ ساتھ آپ کرم اللہ وجہہ کے علم اور آپ کرم اللہ وجہہ کی دانش کو بھی سلام کیا جاتا ہے۔ آپ کرم اللہ وجہہ کو علم وفقر کے خزانوں کی چابیاں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمائیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کرم اللہ وجہہ کی ظاہری و باطنی قرابت کی مثال ناممکن ہے۔ رحمۃ اللعالمین کے فرامین ہیں۔

- ☆ جس کا میں مولا اُس کا علی کرم اللہ وجہہ مولا۔
- ☆ میں علم کا شہر ہوں اور علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہے۔
- ☆ جس کا میں محبوب ہوں اُس کے علی کرم اللہ وجہہ بھی محبوب ہیں جو علی کرم اللہ وجہہ سے محبت رکھے آپ اُس سے محبت رکھیں اور جو علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی رکھے آپ اُس سے دشمنی رکھیں۔ (2)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال 12 ربیع الاوّل 11ھ کو ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری صاحبزادی خاتونِ جنت نے ظاہری حیات گذاری بعدازاں وصال فرمایا۔ خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہؓ بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں مولا علی کرم اللہ وجہہ نے دوسرا نکاح نہ کیا۔ سیّدہ فاطمہؓ کے وصال کے بعد مولا علی کرم اللہ وجہہ نے متعدد نکاح کئے جن میں حضرت خولہؓ بن جعفر حضرت اُمّ البنینؓ بنت حزام، حضرت اسماءؓ بن عمیس، حضرت امامہؓ بنت ابی العاص، حضرت لیلیٰؓ بنت مسعود، حضرت صہبا اُمّ حبیبؓ بنت ربیعہ، حضرت اُمّ سعیدؓ بنت عروہ، حضرت میمنہؓ (اولادِ رستم پہلوان ایران) حضرت محیاتؓ بنت عمر والقیس کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کی اولادِ نرینہ کی تعداد اٹھارہ تھی۔ جن کے اسمائے گرامی مختلف کتب جیسے 'طبقات ناصری، تذکرہ الخواص، انوار الحسینیہ، ارشاد شیخ المفید، شرح زندگانی علی ابن ابی طالب، تحقیق الانساب، اعوان تاریخ کے آئینے میں' کے علاوہ کئی ایک کتب میں شامل تو ہیں مگر نامکمل اور تبدیل شدہ دکھائی دیتے ہیں جبکہ مشہور و مستند کتاب فتاویٰ غیاثی میں اِس طرح موجود ہیں۔

(1) سیّد امام حسنؓ (2) سیّد امام حسینؓ (3) سیّد محسنؓ (4) ابوبکرؓ (5) عمرؓ (6) عثمانؓ (7) عونؓ (8) سعدؓ (9) سعیدؓ (10) طالبؓ (11) ابراہیمؓ (12) عقیلؓ (13) زیدؓ (14) عباسؓ (15) طلحہؓ (16) عبداللہؓ (17) زبیرؓ (18) حنفیہؒ (3)

ایران کی فتح کے بعد ایران کے نامور پہلوان رستم کی اولاد سے حضرت میمنہؒ کو مولا علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ جن کے بطن سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔ اس حقیقت کا ذکر فتاویٰ غیاثی میں موجود ہے۔ مگر کئی ایک مصنّفین نے تو اپنے اپنے حوالہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (جدِ اعلیٰ قوم اعوان) کے اسم گرامی کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ نے بطور خلیفہ چہارم 21 ذی الحجہ 35ھ کو ذمہ داری سنبھالی۔ 17 رمضان المبارک 40ھ کو کوفہ کی ایک مسجد میں آپ کرم اللہ وجہہ نمازِ فجر کے دوران حالت سجدہ میں محو تھے کہ بدبخت اشقی الناس ابن ملجم نے آپ کرم اللہ وجہہ پر حملہ کر دیا۔ آپ کرم اللہ وجہہ شدید زخمی ہو گئے۔ وہ بدبخت حملہ آور پکڑا گیا تو اس پر گھبراہٹ و خوف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اُسے مولا علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اُس بدبخت کی حالت دیکھ کر آپ کرم اللہ وجہہ نے حکم فرمایا کہ اسے شربت پلایا جائے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کا وصال 21 رمضان المبارک 40ھ کو ہوا۔ اس وقت آپ کرم اللہ وجہہ کی ظاہری عمر 63 برس تھی۔ آپ کرم اللہ وجہہ کو غسل دینے کی سعادت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، محمد الحنفیہؒ اور عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے حاصل کی۔ آپ کرم اللہ وجہہ کی نمازِ جنازہ کی امامت بڑے فرزند اور سردارِ جنت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ آپ کرم اللہ وجہہ کے جسد مبارک کو نجف اشرف کے قرب و جوار میں سپردِ خاک فرمایا گیا۔

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ نور الھُدیٰ کلاں۔ اردو ترجمہ۔ (العارفین پبلی کیشنز وحدت کالونی جوہر آباد ضلع خوشاب۔ ص۔ن) ص 574-575

(2) احادیث مبارکہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ اردو ترجمہ۔ رسالہ روحی شریف کلاں۔ اگست 2017ء) ص 2

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دوکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 4

حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت علی حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ نے حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی ظاہری حیات مبارکہ میں تو کوئی دوسرا نکاح نہ کیا۔ بعدازاں آپ کرم اللہ وجہہ نے کئی ایک نکاح کیئے۔ ایران کی فتح کے بعد ایران کے نامور پہلوان رستم کی اولاد سے حضرت میمنہ رضی اللہ عنہا کو مولا علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ جن کے بطن سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندگان کی تعداد اٹھارہ تھی۔ 'فتاویٰ غیاثی' 'کتاب النساب کتب خانہ رئیسانِ کالاباغ' (ضلع میانوالی)، 'مناقبِ سُلطانی' اور 'فاران سے کربلا تک' از بلال زبیری میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندگان کے اسمائے گرامی اس طرح درج ہیں۔

فتاویٰ غیاثی

(1) سیّدامام حسنؓ (2) سیّدامام حسینؓ (3) سیّد محسنؓ (4) امیرابوبکرؓ (5) امیرعمرؓ (6) امیرعثمانؓ (7) امیرعونؓ (8) امیرسعدؓ (9) امیرسعیدؓ (10) امیرطالبؓ (11) امیرابراہیمؓ (12) امیرعقیلؓ (13) امیرزیدؓ (14) امیرعباسؓ (15) امیرطلحہؓ (16) امیرعبداللہؓ (17) امیرزبیرؓ (18) امیرحنفیہؒ (1)

کتاب النساب کتب خانہ رئیسان کالاباغ

(1) سیّدامام حسنؓ (2) سیّدامام حسینؓ (3) سیّد محسنؓ (4) امیرابوبکرؓ (5) امیرعمرؓ (6) امیرعثمانؓ (7) امیرعونؓ (8) امیرسعدؓ (9) امیرسعیدؓ (10) امیرطالبؓ (11) امیرابراہیمؓ (12) امیرعقیلؓ (13) امیرزیدؓ (14) امیرعباسؓ (15) امیرطلحہؓ (16) امیرعبداللہؓ (17) امیرزبیرؓ (18) امیرحنفیہؒ (2)

مناقبِ سُلطانی از سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ

(1) سیّدامام حسنؓ (2) سیّدامام حسینؓ (3) سیّد محسنؓ (4) امیرابوبکرؓ (5) امیرعمرؓ (6) امیرعثمانؓ (7) امیرعونؓ

(8) امیر سعدؓ (9) امیر سعیدؓ (10) امیر طالبؓ (11) امیر ابراہیمؒ (12) امیر عقیلؓ (13) امیر زیدؓ (14) امیر عباسؓ
(15) امیر طلحہؓ (16) امیر عبداللہؓ (17) امیر زبیرؓ (18) امیر حنفیہؒ (3)

فاران سے کربلا تک از بلال زبیری

(1) حسنؓ (2) حسینؓ (3) محسن (4) ابوبکرؓ (5) عمرؓ (6) عثمانؓ (7) سعدؓ (8) طالبؓ (9) ابراہیمؒ (10) عقیلؓ
(11) زیدؓ (12) عباسؓ (13) طلحہؓ (14) عبداللہؓ (15) زبیرؓ (16) محمد الحنیفہؒ (17) عونؓ
(18) عبیداللہؓ (4)

سوانح حیات حضرت سُلطان باھو قدس سرہٗ

(1) سیّد امام حسنؓ (2) سیّد امام حسینؓ (3) سیّد محسنؓ (4) امیر ابوبکرؓ (5) امیر عمرؓ (6) امیر عثمانؓ (7) امیر عونؓ
(8) امیر سعدؓ (9) امیر سعیدؓ (10) امیر طالبؓ (11) امیر ابراہیمؒ (12) امیر عقیلؓ (13) امیر زیدؓ (14) امیر عباسؓ
(15) امیر عبداللہؓ (16) امیر زبیرؓ (17) امیر محمد حنفیہؒ (5)

سیرت حضرت سُلطان باھو قدس سرہٗ

(1) حضرت امام حسنؓ مجتبیٰ (2) حضرت امام حسینؓ (3) حضرت سیّد محسنؓ (4) حضرت امیر ابوبکرؓ (5) حضرت امیر عمرؓ
(6) حضرت امیر عثمانؓ (7) حضرت امیر علیؓ (8) حضرت امیر سعدؓ (9) حضرت امیر سعیدؓ
(10) حضرت امیر طالبؓ (11) حضرت امیر ابراہیمؒ (12) حضرت امیر عقیلؓ (13) حضرت امیر فریدؓ (14) حضرت امیر عباسؓ
(15) حضرت امیر عبداللہؓ (16) حضرت امیر زبیرؓ (17) حضرت امیر محمد حنفیہؒ (6)

ڈاکٹر سلطان الطاف علی نے اپنی تحقیقی کتاب باھو نامہ میں حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا شجرہ نسب حضرت امیر زبن بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچنے کے ضمن میں کئی ایک اہم مواخد کا ذکر کیا ہے۔ فتاویٰ غیاثی کے بارے میں وہ اس طرح رقمطراز ہوئے:-

''امیر زبیر بن علی کرم اللہ وجہہ پر تیسرا اہم ماخذ فتاویٰ غیاثیہ ہے۔ جو ایک قلمی نسخہ کے طور پر معروف ہے۔ یہ نسخہ میں نے پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ملاحظہ کیا ہے۔ اس قلمی نسخہ کے ابتدائی

فہرست میں انساب نامہ کی ایک فصل کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مناقب سُلطانی کے مؤلف نے فتاویٰ غیاثیہ کی اسی فصل کی طرف توجہ دلائی ہے اور اسی کی رو سے وہ رقمطراز ہوئے کہ امیر زبیر رضی اللہ عنہ کا نام امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندوں میں سے تحریر ہوا ہے۔''------------

اسی کتاب کا ایک مکمل قلمی نسخہ کتاب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔'' (7)

تاریخ الآئمہ نولکشور 1299ھ کے صفحہ 43 کے حوالہ سے ڈاکٹر سُلطان الطاف علی اس طرح رقمطراز ہیں:-

''اس ضمن میں چوتھا ماخذ سید وزیر حسین کی تصنیف الآئمہ ہے جس میں امیر زبیر رضی اللہ عنہ کی ابن علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں تفصیل بھی دی گئی ہے۔'' (8)

پبلک لائبریری پنجاب لاہور کی مملوکہ خطی کتاب 1291ھ کے حوالہ سے ڈاکٹر سُلطان الطاف علی لکھتے ہیں کہ:-

''پانچواں ماخذ ایک اہم قلمی نسخہ ہے جو تواریخ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں امیر زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اٹھارہ فرزندوں میں سے ایک شمار کیا گیا ہے۔'' (9)

مشہور و معروف کتاب انیس الواعظین بمبئی 1302ھ (فی المجلس الرابع عشر فی فضیلہ یوم عاشورہ شہادۃ الحسین رضی اللہ عنہ) کے حوالہ سے ڈاکٹر سُلطان الطاف علی اس طرح رقمطراز ہوئے ہیں:-

''مشہور کتاب انیس الواعظین کے مصنف شیخ ابوبکر سندھی نے امیر زبیر رضی اللہ عنہ کے وجود پر بڑی قوی دلیل اور ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر سے امیر زبیر رضی اللہ عنہ ابن علی کرم اللہ وجہہ باہر آئے۔ اس وقت امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین بھائی موجود تھے زبیر علی، طلحہ علی، جعفر علی رضی اللہ عنہ جبکہ یہ زبیر ماں کا اکلوتا فرزند تھا۔ جب باہر آئے تو امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا 'اے بھائی تو ماں کا ایمان مت جلا کیونکہ اُس کا تو کوئی اور فرزند ہی نہیں ہے۔'' ماں نے وہاں سے ہی زوردار آواز دی اور کہا۔ 'اے حسین رضی اللہ عنہ یہ بات مت کہئے۔ میری جان اور میرے بیٹے کی جان آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہو جائے۔ آپ کے بغیر ہمیں اس زندگانی سے کیا کام ہوگا۔'' (10)

فتاویٰ غیاثی، کتاب انساب رئیسان کالاباغ، مناقبِ سُلطانی، سوانح حیات حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (از حافظ محمد رمضان)، سیرت حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (از سیّد ارتضٰی علی کرمانی)، باھُو نامہ (از ڈاکٹر حضرت سُلطان الطاف علی)، ماہنامہ سرگزشت کراچی (ستمبر 1995ء) کے علاوہ لاتعداد کتب میں امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ کا اسم گرامی میمنہ درج ہے۔

محبت حسین اعوان اپنی کتاب ''اعوان تاریخ کے آئینے میں'' کے صفحہ نمبر 115 پر حمید اختر کی مرتبہ کتاب ''حیات سُلطان باھُوؒ'' کے حوالہ سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ نسب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ کا نام میمنہ رضی اللہ عنہا تھا جو رستم پہلوان اولاد کی سے تھیں۔'' (11)

مولا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد عرب وعجم کے مختلف ممالک میں آباد ہے۔ برصغیر میں آباد مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندگان کی اولاد علیحدہ علیحدہ قبائل واقوام کے نام سے پہچانی جاتی ہے جو سیّد۔ ہاشمی۔ قریشی۔ علوی۔ اعوان اور مختلف اقوام کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادگان میں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سیّد کہلاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد عباسی کہلاتی ہے۔ حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ المعروف محمد الحنیفہ (چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنو حنیف سے تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ الحنیفہ منسلک ہوگیا) کے علاوہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے خاندان علوی کے نام سے مشہور ہوئے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت زبیرؓ کی اولاد میں سے حضرت قطب حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں سومنات فتح ہوا۔ حضرت قطب حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی جوانمردی اور اعلیٰ قیادت پر خوش ہو کر سُلطان محمود غزنی نے انہیں خطاب 'اعوان' سے نوازا۔ جس کے بعد حضرت قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان 'اعوان' کے نام سے مشہور ہوا۔

اعوان قوم کے حوالہ سے کئی ایک کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ جن میں حضرت علی اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی اولادِ نرینہ کی فہرستیں بھی شامل کی گئی ہیں۔ مگر حیران کُن بات یہ ہے کہ وہ فہرستیں ہی نامکمل ہیں۔ ان کتب میں وہی فہرستیں شامل کی گئی ہیں۔ جن میں حضرت قطب حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے جدِ امجد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی شامل ہی نہیں۔

'اعوان تاریخ کے آئینے میں'

اس کتاب میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کے درج ذیل چودہ فرزندگان کے اسمائے گرامی موجود ہے۔

(1) امام حسنؓ (2) امام حسینؓ (3) محسنؓ (4) محمد الاکبرؒ (محمد بن حنیفہ) (5) عباسؓ (6) جعفرؓ (7) عبداللہؓ (8) عثمانؓ (9) عبداللہؓ (10) ابوبکرؓ (11) یحیٰؓ (12) عونؓ (13) عمرؓ (14) محمد الاوسطؓ

تحقیق الانساب جلد دوئم

کتاب تحقیق الانساب میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کی نرینہ اولاد کے اسمائے گرامی اس طرح دیئے گئے ہیں۔

(1) حضرت حسنؓ (2) حضرت حسینؓ (3) حضرت محسنؓ (4) محمد بن علیؓ (محمد الاکبر)

(5) حضرت عباس علمدارؓ (6) حضرت جعفرؓ (7) حضرت عبداللہؓ (8) حضرت عثمانؓ

(9) حضرت یحییٰؓ (10) حضرت محمد الاصغرؓ (11) حضرت عمرؓ (12) حضرت عبیدؓ اللہ

(13) حضرت ابوبکرؓ (14) حضرت محمد اوسطؓ

اس کتاب کا نام تحقیق الانساب ہے جبکہ اس میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کے اٹھارہ فرزندگان کی بجائے چودہ کے اسمائے گرامی شامل کئے گئے ہیں۔ جبکہ اِن چودہ اسمائے گرامی میں سے ایک اسم گرامی کو لفظ الاکبر، الاصغر اور اوسط کا سہارا لے کر تین بار لکھا گیا ہے۔ اس حوالہ میں بھی مولا علی کرم اللہ وجہہ کی اولادِ نرینہ کی اصل تعداد بارہ ہے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندگان کی تعداد ٹھارہ ہے۔ جو کہ ''فتاویٰ غیاثی''۔ ''کتاب النساب کتب خانہ رئیسانِ کالا باغ''۔ ''مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور ''فاران سے کربلا تک'' کے علاوہ لاتعداد کتب میں موجود ہے۔ ان کے علاوہ مذکورہ بالا کسی حوالہ میں بھی مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندگان کی تعداد مکمل طور پر نہ دی گئی ہے۔

اعوان قوم کے حوالہ سے لکھی گئی کتب میں شامل مختلف حوالہ جات میں جس طرح مولا علی کرم اللہ وجہہ کی نرینہ اولاد کی تعداد مختلف ہے اسی طرح اُن کے اسمائے گرامی بھی مختلف لکھے گئے ہیں۔ ان نامکمل فہرستوں میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کی اولادِ نرینہ میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہٗ، حضرت سعد رضی اللہ عنہٗ اور حضرت سعید رضی اللہ عنہٗ کے اسمائے گرامی کہیں نظر ہی نہیں آتے۔

قوم اعوان کا شجرہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ عنہٗ سے جا ملتا ہے۔ جنکے اسم مبارک کے بغیر نامکمل حوالہ جات کی بنیاد پر نہ تو تاریخ کو مناسب کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی شجرہ کو مستند مانا جا سکتا ہے۔

محمد کریم خان اعوان نے اپنی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ سے ملنے کے بارے میں اس طرح تحریر کیا ہے:-

> ''سیرت سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تالیف سید ارتضیٰ علی کرمانی کے مطابق حضرت سُلطان العارفین سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ بن علی کرم اللہ وجہہ سے درج ہے۔'' (14)

اعوان قوم کے جدِ امجد حضرت میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جبکہ حضرت قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جدِ امجد حضرت زبیر رضی اللہ عنہٗ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

حوالہ جات

(1) فتاویٰ غیاثی (خطی) مکتوبہ قرن ہشتم یانہم ہجری بنام غیاث الدین بلبن مملوکہ لائبریری پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

(2) کتاب النساب کتب خانہ رئیسان کالاباغ ضلع میانوالی

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد ؒ ۔مناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ) اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔لاہور۔1345ھ) ص3

(4) بلال زبیری۔فاران سے کربلا تک جھنگ ادبی اکیڈمی۔اعوان منزل جھنگ صدر۔جولائی 1969ء) ص115-116

(5) حافظ محمد رمضان ۔سوانح حیات حضرت سُلطان باھُو ؒ (ملک محمد افضل اعجاز بک سیلرز حضرت سُلطان باھُو ؒ ضلع جھنگ 1977ء) ص10

(6) سیّد ارتضیٰ علی کرمانی۔سیرت حضرت سُلطان باھُو ؒ (عظیم اینڈ سنز پبلشرز الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔2000ء) ص17/18

(7) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُوؒ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ شکر پڑیاں اسلام آباد۔س،ن) ص35-36

(8) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُوؒ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ شکر پڑیاں اسلام آباد۔س،ن) ص36

(9) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُوؒ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ شکر پڑیاں اسلام آباد۔س،ن) ص36

(10) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُوؒ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ شکر پڑیاں اسلام آباد۔س،ن) ص35

(11) محبّ حسین اعوان ۔اعوان تاریخ کے آئینے میں (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 508۔یونی شاپنگ سنٹر۔عبداللہ ہارون روڈ۔ صدر کراچی۔2006ء) ص22-23

(12) محبّ حسین اعوان ۔اعوان تاریخ کے آئینے میں (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 508۔یونی شاپنگ سنٹر۔عبداللہ ہارون روڈ۔ صدر کراچی۔2006ء) ص22-23

(13) محمد کریم خان اعوان۔تحقیق الانساب (محمد کریم خان اعوان معرفت طارق عزیز جنرل سٹور۔لوئر چھتر مظفرآباد۔2013ء) ص35

(14) محمد کریم خان اعوان۔تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان۔سنگولہ راولاکوٹ آزاد کشمیر۔2015ء) ص35

حضرت میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ خالق کائنات بھی ہے اور قادر بھی۔ وہ ہر ایک چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عزت عطاء فرماتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ اللہ ربُ العالمین جس کسی پہ مہربان ہو جائے اُسے اپنی رحمت میں داخل فرما لیتا ہے اور اُس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ جس ہستی پر ذاتِ باری تعالیٰ مہربانی فرما دے اُس ہستی کا نام معتبر حوالہ کے ساتھ زندہ رہتا ہے۔ ایسی ہی ایک ہستی حضرت میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام معتبر حوالہ کے ساتھ آج بھی ادب واحترام اور تقدس کے زمرہ میں موجود ہے۔

افغانستان کے علاقہ غزنی اور خراسان کے حاکم سُلطان سبکتگین کے دور میں علوی خاندان ریاست ہرات میں قیام پذیر تھا۔ جبکہ ریاست ہرات کا سردار امان شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ امان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ سُلطان سبکتگین نے جب والی لاہور راجہ جے پال سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ہرات کے علویوں سے امداد مانگی۔ امان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں علویوں کے لشکر نے سُلطان سبکتگین کا ساتھ دیا اور سُلطان سبکتگین کو فتوحات حاصل ہوئیں۔

ہرات کے علویوں کے سردار امان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرزند پیدا ہوا جس کا نام قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کے حوالہ سے مستند روایت منظر عام پر نہیں آسکی البتہ مختلف کتب جیسے 'تحقیق الانساب' 'اعوان تاریخ کے آئینے میں'، 'تاریخ الاعوان' اور 'جواہر الاعوان' میں قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کا سال 358ھ لکھا گیا ہے۔

سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام برصغیر کے مجاہدین کی فہرست میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ برصغیر میں سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں ترین کارنامہ فتح سومنات شمار کیا جاتا ہے۔ سومنات کے محاذ پر سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لشکر کا کمانڈر (سالار) جس ہستی کو مقرر کیا اُس کا اسم مبارک قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ہرات کے والی امان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فوج کا سالار مقرر کیا جس بنا پر اُنہیں میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔

سومنات کے محاذ پر میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس سُوجھ بوجھ، عقل و دانش، جرأت بہادری اور جوش وجذبہ کا بھرپور عملی مظاہرہ کیا اس کے نتیجہ میں اتنا بڑا محاذ فتح ہوا۔ میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بے مثال کارکردگی کے پیشِ نظر سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب 'اعوان' سے نوازا۔ خطاب 'اعوان' میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنیوالی نسلوں کی پہچان بن چکا ہے۔

میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محبت حسین اعوان اپنی کتاب میں اس طرح رقمطراز ہیں:-

''میر قطب حیدر جو کہ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے کی اولاد 'قطب شاہی اعوان'

کہلاتی ہے۔ یہ وہی میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اعوانوں کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ انہی کے آباؤ اجداد سُلطان سبکتگین اور محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بطور سپہ سالار ہندوستان میں جہاد کی غرض سے داخل ہوئے اور اقتدار و عروج حاصل کیا۔'' (1)

سومنات کی فتح کے بعد اسلامی لشکر واپس لوٹا۔ کچھ عرصہ بعد پوٹھوار کے علاقہ سے ہندو راجاؤں نے دریا سندھ عبور کر کے مسلمانوں پر حملے کرنا شروع کر دیئے۔ کتاب 'اعوان تاریخ کے آئینے میں' میں محبت حسین اعوان لکھتے ہیں کہ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے دریا سندھ عبور کر کے پوٹھوہار کے علاقہ میں ہندو راجاؤں کے خلاف کاروائی شروع کر دی۔ سب سے پہلے سون سکیسر کے راجا سے نبرد آزمائی ہوئی جس نے شکست کھائی اور میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے صلح کر کے تابع فرمان ہوا۔ بعد ازاں پرتھوی راج کپور (یہ وہ پرتھوی راج نہیں جسے شہاب الدین غوری نے شکست دی تھی) سے معرکہ ہوا۔ پرتھوی راج کپور کو شکست فاش ہوئی۔ وہ شکست کھانے کے بعد مشرف بہ اسلام ہوا۔

پرتھوی راج کپور کا تعلق چوہان خاندان سے تھا۔ اُس نے میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اس کے بعد میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کالا باغ کی جانب قدم بڑھایا۔ وہاں کے راجپوت راجا کلک نے بڑھ کر ڈھنکوٹ کے مقام پر مقابلہ کیا۔ گھمسان کی لڑائی کا اختتام راجا کلک کی شکست پر ہوا۔ راجہ کلک نے صلح کر لی اور اپنی بیٹی میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں دی۔ غرض میر قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ بھر کے ہندو راجاؤں کو شکست دے کر سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت کو وسعت دی میر قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ نے ان مفتوحہ علاقہ جات کو اپنی دسترس میں قائم رکھنے کیلئے علاقہ پوٹھوہار میں 'انگہ' کے مقام کو اپنا جائے مسکن بنایا۔ میر قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی نسبت سے یہ علاقہ 'اعوان کار' کے نام سے مشہور ہوا۔

محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' میں لکھتے ہیں:-

''جبکہ اعوان قبیلہ نے سینہ بہ سینہ تاریخی روایات اور شجرہ ہائے نسب ثبوت پیش کرتے رہے۔ ایک ایسا قبیلہ جو سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جہاد میں شامل رہا ہو اور جن کی تاریخ شہداء کے خون سے رنگین ہو اور اس کے ہزاروں آدمیوں نے جام شہادت نوش فرمایا ہو، باقی ماندہ بچ جانے والے لوگ بمشکل پشاور، وادی سون سکیسر اور دھن کوٹ (کالا باغ) وغیرہ پہنچے اور نئے سرے سے زندگی کی شروعات کیں۔'' (2)

محمد کریم خان اعوان اسی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:-

''محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعوانوں کو سکیسر میں آباد کیا اور کچھ علاقوں پر انہوں نے خود ہی قبضہ کر لیا'' (3)

محبت حسین اعوان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:-

''قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مفتوحہ علاقوں میں درس و تبلیغ کی شمع روشن کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ

دین کی وجہ سے لاکھوں بُت پرست ہندو مسلمان ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے بھی تبلیغی مشن جاری رکھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت 'انگہ' میں گذارا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پُر جوش زندگی گذار کر 431ھ میں چوہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ جائے مدفن تا حال معلوم نہیں۔ وفات سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مفتوحہ ریاستوں کا انتظام اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔کالا باغ کی ریاست اُنہی میں سے ایک تھی۔'' (4)

مذکورہ بالا حوالہ کے ذریعے محبت حسین اعوان اس حقیقت کو واضح کر رہے ہیں کہ رئیسان کالا باغ میر قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہی ہیں۔اس حوالہ سے یہ حقیقت قابل یقین ہے کہ 'کتب خانہ' رئیسان کالا باغ میں موجود کتاب النساب میں درج شجرہ نسب ہی میر قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا اصل اور مستند شجرہ ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی پانچویں پشت سے صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب 'مناقبِ سُلطانی' (فارسی) 1299ھ میں تحریر کی۔(جس کا اردو ترجمہ 1345ھ میں شائع ہوا) جس میں وہ لکھتے ہیں:-

''تاریخ اور سیر کی کتابوں سے آخراسی قدر تحقیق ہوا کہ قبیلہ 'اعوان' حضرت قطب شاہ علیہ الرحمۃ کی نسل سے ہے۔ حضرت قطب شاہ علیہ الرحمۃ کا سلسلہ نسب حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن خازن خزائن اللہ فقیر اسد اللہ الغالب سیّد الامام اماماں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔'' (5)

صاحبزادہ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں 'کتاب النساب' کتب خانہ رئیسان کالا باغ کے حوالہ سے حضرت قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب یوں تحریر کیا ہے:-

''حضرت شیخ قطب شاہ بن حضرت شیخ امان شاہ بن حضرت شیخ سُلطان حسین شاہ بن حضرت شیخ فیروز شاہ بن حضرت شیخ محمود شاہ بن حضرت شیخ فرطک شاہ بن حضرت شیخ نواب شاہ بن حضرت شیخ دُراب شاہ بن حضرت ادہم شاہ بن حضرت شیخ عتیق شاہ بن حضرت شیخ سکندر شاہ بن حضرت شیخ احمد شاہ بن حضرت حجر شاہ بن حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن اسد الغالب امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ'' (6)

برصغیر میں قوم اعوان کی شروعات غزوہ سومنات کی فتح کے بعد ہوئی۔ سالارِ سومنات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعزاز 'اعوان' سے نوازا۔جس کے بعد لفظ اعوان میر قطب شاہ کے نام کا حصہ بن گیا۔سالارِ سومنات میر قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہوئے۔

حوالہ جات

(1) محبّ حسین اعوان ۔ اعوان تاریخ کے آئینے میں (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 508۔ یونی شاپنگ سنٹر۔ عبداللہ ہارون روڈ۔ صدر کراچی۔2006ء) ص54

(2) محمد کریم خان اعوان۔ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان سنگولہ۔ راولاکوٹ آزاد کشمیر۔ ستمبر 2015ء) ص22-23

(3) محمد کریم خان اعوان۔ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ستمبر 2015ء) ص24

(4) محبت حسین اعوان۔ اعوان تاریخ کے آئینے میں (2006ء) ص60

(5) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ ۔ مناقب سُلطانی (اردو ترجمہ) اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔1345ھ) ص4

(6) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ(1345ھ) ص5

اعوان

اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کیلئے کائنات بنائی۔ سب سے پہلے اپنے نور سے اپنے حبیب سرورِ کائنات ﷺ کو انسانی صورت میں ظاہر فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ اس لئے انسان کو اشرف المخلوقات کے اعزاز سے نوازا۔ ذات باری تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا ظہور چونکہ ملک عرب کے شہر مکہ میں فرمانا تھا۔ اس لئے زمین پر اپنا گھر مکہ میں ہی تعمیر کرایا۔ مکہ میں پہلے خانہ کعبہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے۔

رب العالمین نے 12 ربیع الاوّل بمطابق 22- اپریل 571ء بروز سوموار اپنے مجازی روپ رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ولادت باسعادت فرمائی۔ چالیس سال تک مکہ کے لوگوں میں اپنے محبوب ﷺ کے کردار، اوصاف اور آپ ﷺ کی امانت، دیانت اور عظمت کے چرچے عام کرنے کے بعد آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا اعلان کرایا۔ سردارانِ مکہ میں سے کچھ کو ڈر پیدا ہوا کہ ہم سے مکہ کی سرداری چھن جائے گی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کو دشمنی میں تبدیل کر لیا۔ نتیجتاً آپ ﷺ کو ہجرت کرنا پڑی۔ سرداران مکہ میں بنواُمیہ کے سرداران کو تو اس پر بھی صبر نہ آیا۔ انہوں نے مدینہ منورہ پر کئی بار چڑھائی کی۔ غزوہ بدر، غزوہ خندق اور غزوہ اُحد وقوع پذیر ہوئے۔ انہیں ہر بار منہ کی کھانا پڑی۔ علاوہ ازیں اُنکے ابوجہل جیسے سردار بھی مارے گئے۔ آخر کار ان سے مکہ کی سرداری بھی چھن گئی۔ دوسری جانب مدینہ منورہ کے یہودیوں سے بھی سرداری جاتی رہی اور انہیں مسلمانوں کی حکمرانی میں رہ کر وقت گذارنا پڑا۔

مذکورہ بالا حالات کے سبب مکہ کے رہائشی دشمنانِ اسلام میں سے کچھ لوگوں نے مدینہ پہنچ کر سرکارِ دوعالم ﷺ کے روبرو اسلام قبول کرنے کا ظاہری طور پر اعلان کیا۔ اسی طرح مدینہ کے یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا بظاہر اعلان کیا۔ مکہ و مدینہ کے ایسے لوگوں کے بارے میں ذاتِ باری تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے حبیب ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ۝١ (1)

اے نبی ﷺ جب یہ منافق آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ہیں''۔ ہاں اللہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ ضرور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں ان منافقین کی حقیقت سے اپنے حبیب ﷺ کو آگاہی فرمائی وہیں ان کی فتنہ انگزیوں کے بارے بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کو وضاحت سے آگاہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے:-

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ (2)

اگر وہ آپ ﷺ کے ساتھ نکلتے تو آپ کے اندر خرابی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے۔ وہ آپ ﷺ کے درمیان فتنہ پردازی کے لئے دوڑ دُھوپ کرتے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے دُنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد منافقین باضابطہ طور پر حرکت میں آئے۔ انہوں نے اسلام اور مملکتِ اسلامیہ کے خلاف سازشوں کے جال بچھانا شروع کر دیئے۔ خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا۔ خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ کھڑا کیا پھر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت کی ابتداء سے ہی فتنہ انگیزی کو کھلے عام ہوا دی گئی۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ چونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہونے کے علاوہ خاتم النّبیین ﷺ کے داماد بھی تھے اس لئے اُن کے خلاف منافقین نے کئی ایک فتنے کھڑے کئے اور سازشیں کیں۔ آخر کار انہیں شہید کر دیا گیا۔

مملکتِ اسلامیہ کے پانچویں اور آخری خلیفہ سردارِ جنت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ انہیں بھی برداشت نہ کیا گیا۔ کئی ایک سازشوں اور فتنوں کے بعد انہیں دھمکی دی گئی کہ خلافت چھوڑ دو ورنہ مدینہ پر حملہ کر کے مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ اُن بیہودہ دھمکیوں کے جواب میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ترک کر دی۔ خلافت چھوڑنے کے باوجود انہیں برداشت نہ کیا گیا۔ انہیں زہر دے کر شہید کرا دیا گیا۔ باپ کی وفات کے بعد تاریخ کا بدترین شخص یزید تخت نشین ہوا۔ اس نے آلِ مصطفٰے ﷺ پر وہ ظلم ڈھائے جنہیں دیکھ کر شیطان کو بھی شرمندگی اُٹھانا پڑی۔ یزید نے واقعہ کربلا کے بعد اپنے تخت پر بیٹھے بیٹھے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج میں نے بدر اور فتح مکہ کا بدلہ لے لیا ہے۔

تاریخ کے اِس بدترین اور اندوہناک واقعہ کے بعد بھی یزید نے مظالمانہ کاروائیاں جاری رکھیں۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے جو کربلا معلّٰی میں موجود نہ تھی اور مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھی۔ اس پر بھی مظالم ڈھانا شروع کر دیئے۔

جب اہلِ مدینہ کو بغاوت کے الزام میں شہید کئے جانے کا سلسلہ شروع ہوا تو مدینہ منورہ میں رہائش پذیر سادات کرام اور علوی

خاندانوں کو ہجرت کر کے دوسرے ممالک میں جانا پڑا۔ جو سادات کرام اور علوی خاندان عرب میں کسی نزدیکی مقام پر رہائش پذیر تھے۔ انہیں بھی حجاج بن یوسف کے مظالم سے تنگ آ کر اپنا وطن چھوڑ کر ترکستان اور ایران کی جانب ہجرت کرنا پڑی۔ مصر میں 77ھ میں قتل عام ہوا۔ حتیٰ کہ صحابی، سادات، علوی، شیخ، عالم شہید ہوئے۔ وہاں سے بھی وہ اِس اندوہناک واقعہ کی بنا پر ایران اور طوس کے مقام پر چلے گئے۔ طوس کے مقام پر حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ (جن کا شجرہ نسب چھ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے) کو خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں شہید کر دیا گیا۔ حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس طوس میں ہے۔ اِسی بنا پر طوس مشہد مقدس کے نام سے مشہور ہوا۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت زبیرؒ کی اولاد بنو اُمیہ کے دورِ حکومت میں اور اُن میں سے بعض عباسی دورِ حکومت میں خراساں چلے گئی۔ انہوں نے ہرات اور ہرات کے اطراف میں رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد ہرات پر علویوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ ہرات پر سُلطان حسین شاہ علوی مسند نشین ہوا۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا امان شاہ مسند نشین ہوا۔ امان شاہ کے بعد اُس کے بیٹے قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند سنبھالی۔

حاکم غزنی سبکتگین نے افغان سرداروں سے دوستی قائم کی تو والی لاہور جے پال کو یہ بات ناگوار گذری کیونکہ یہ علاقہ غزنی اور لاہور کے درمیان تھا اور راجہ جے پال کی حکومت پشاور تک تھی۔ راجہ جے پال نے کابل کی جانب چڑھائی شروع کی۔ سُلطان سبکتگین کی راجہ جے پال سے پہلی لڑائی 984ء میں جلال آباد کے قریب گھاٹی خواک میں ہوئی۔ اس لڑائی میں سُلطان سبکتگین کے ساتھ نواحی غزنی و ہرات کے علوی بکثرت شریک ہوئے۔

راجہ جے پال کو شکست ہوئی تو اس نے تاوان ادا کرنے کی شرط پر صلح کی۔ کچھ عرصہ بعد راجہ جے پال نے بدعہدی کرتے ہوئے تاوان دینے سے انکار کر دیا۔ علاوہ ازیں راجگانِ ہند سے فوجی حمایت حاصل کی۔ بھرپور فوجی طاقت کے ساتھ راجہ جے پال نے غزنی کا دوبارہ رُخ کیا۔ راجہ جے پال کی بے شمار فوج اور کثیر لشکر کے مقابلہ میں مسلم لشکر میں بیس ہزار سے بھی کم مجاہد شامل تھے۔ مسلم مجاہدین نے اپنے روائتی انداز میں جوہر دکھائے۔ راجہ جے پال کو شکست فاش دیتے ہوئے علاقہ اٹک کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

سُلطان محمود غزنی رحمۃ اللہ علیہ نے سومنات پر آخری حملہ کی تیاری کے دوران ہرات کے مسند نشین قطب شاہ کو لشکری امداد کے لئے کہا۔ قطب شاہ نے سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو فوجی امداد کی یقین دہانی کرائی۔ سومنات کے محاذ پر سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے لشکر کا سالار مقرر کیا۔ اس جہاد میں میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور بہادری، جوانمردی اور قائدانہ صلاحیتوں کے مثالی جوہر دکھائے۔ نتیجتاً سومنات فتح کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سُلطان محمود غزنی رحمۃ اللہ علیہ کو میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صلاحیتوں اور جذبوں نے بہت متاثر کیا۔

سُلطان محمود غزنی رحمۃ اللہ علیہ نے میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو 'اعوان' کا خطاب دیا۔

لفظ 'اعوان' عربی زبان کے لفظ 'عون' کی جمع ہے۔ عربی اردو ڈکشنری، فیروز اللغات اور فرہنگ فارسی کے مطابق 'عون' زبان عربی کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں حامی، مددگار، یاور، اس طرح لفظ 'اعوان' کے معنی ہیں حمایت کرنے والے، مدد کرنے والے۔

سُلطان محمود غزنوی ؒ کی جانب سے میر قطب شاہ ؒ کو ملنے والا خطاب 'اعوان' نہ صرف میر قطب شاہ ؒ کے لئے مخصوص ہوا بلکہ اُس کی نسل کیلئے پہچان بن گیا۔

کتاب 'مخزن پنجاب' 1977ء میں لکھنو سے شائع ہوئی جس کے صفحہ 551 پر تحریر ہے کہ:-

''ایچ۔اے۔روز وغیرہ کا بھی یہ خیال ہے کہ اعوان اصل میں عرب ہیں اور قطب شاہ ؒ کی نسل سے ہیں۔جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ہرات پر حکمران رہے اور پھر محمود غزنوی کی حمایت میں ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔'' (3)

والئ ہرات اور سالار معرکہ سومنات میر قطب شاہ ؒ کو فتح سومنات کے بعد سُلطان محمود غزنوی ؒ نے خطاب 'اعوان' سے نوازا۔جس کے بعد میر قطب شاہ ؒ کی اولاد بطور قوم 'اعوان' مشہور ہے۔قوم 'اعوان' کا شجرہ نسب امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن مولا علی کرم اللہ وجہہ سے چلتا ہے۔اس حوالہ سے اختر حسین شیخ اس طرح رقمطراز ہیں:-

''امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے اٹھارہ بیٹے تھے۔جن میں امیر زبیر رضی اللہ عنہ کا نام بھی کتب تاریخ میں مرقوم ہے۔ رئیسان کالا باغ کے ملک خاندان کے کتب خانے میں 'کتاب النساب' آج بھی موجود ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان کے بارے میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

بحوالہ بالا کتاب النساب میں فتاوئ غیاثی کے مطابق مرقوم ہے کہ امیر زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام 'میمنہ' خاتون یا 'میمونہ' تھا جو رستم پہلوان کی اولاد سے تھیں اور 'اعوان' امیر زبیر رضی اللہ عنہ کی پشت سے ہیں۔'' (4)

محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' میں رقم طراز ہیں کہ:-

''انگریزوں کے مطابق اعوانوں نے بیان کیا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد سے قطب شاہ ؒ کی اولاد ہیں۔جو غزنی سے سُلطان محمود غزنوی ؒ کے ساتھ جہاد ہند میں شامل ہوئے۔ 1035ء کو ہرات سے پشاور آئے اور 600 سال سے بلا شرکت غیرے میانوالی پر قابض ہیں۔'' (5)

محمد کریم خان اعوان اپنے اس بیان کو جاری رکھتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:-

''ایک ایسا قبیلہ جو سُلطان محمود غزنوی ؒ کے ساتھ جہاد میں شامل رہا ہو اور جس کی تاریخ شہداء کے خون سے رنگین ہو اور اس کے ہزاروں آدمیوں نے جام شہادت نوش فرمایا ہو باقی ماندہ

بچ جانے والے لوگ بمشکل پشاور، وادی سون سکیسر اور دھن کوٹ (کالا باغ) وغیرہ پہنچے اور نئے
سرے سے زندگی کی شروعات کیں۔'' (6)

محبت حسین اعوان (چیئر مین ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان) اپنی کتاب ''تاریخ علوی اعوان'' کے صفحہ 345 پر لکھتے ہیں کہ اعوان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سبکتگین اور محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں علویوں نے سبکتگین، محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی جنگی معرکوں میں مدد کی۔ انہیں محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دور میں 'اعوان' کا خطاب دیا جو بعد میں قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد کیلئے مختص ہو گیا۔

یہ اعزاز ملنے کے بعد علوی خاندانوں میں سے میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد بطور قوم 'اعوان' کہلانے لگی۔ آج بھی وہ قبائل اعوان کہلاتے ہیں جن کا شجرہ نسب میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

محبت حسین اعوان (چیئر مین ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان) لکھتے ہیں:-

(i) ''قطب شاہی اعوان تعداد میں کم ہیں لیکن 'اعوان' کثرت میں ہیں کیونکہ دوسرے علویوں نے بھی اپنے آپ کو اعوان کہلانا شروع کر دیا۔ یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ سارے علوی اعوان نہیں ہیں۔

(ii) محمد الاطراف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ملتان اور سندھ میں کثیر تعداد میں آباد ہے۔ وہ اپنے آپ کو علوی ہی کہلاتے ہیں تاہم اُن کی جو اولاد پنجاب یا سرحد کی طرف ہجرت کر گئی وہ علوی ہونے کے ناطے اعوان بن گئے لیکن یہ قطب شاہی اعوان نہیں ہیں۔'' (7)

جس طرح ہر قوم اور ہر قبیلہ چند مخصوص خواص کا مالک ہوتا ہے۔ اسی طرح قبیلہ اعوان بھی چند مخصوص خواص کا مالک ہے۔ جن میں سے بہادری، محنت، سخاوت اور مہمان نوازی قابلِ ذکر ہیں۔

اللہ رب العالمین نے قوم/قبیلہ اعوان پر خصوصی عنایت فرماتے ہوئے اپنا خاص بندہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ قبیلہ اعوان میں پیدا فرمایا۔ قبیلہ اعوان میں سے ہونے کا اظہار آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے رسالہ روحی شریف میں یوں فرماتے ہیں۔

سِرِّ اِسرارِ ذات یاھُو فنا فی ھُو فقیر باھُو
عرف اعوان ساکن قرب و جوار قلعہ شور (8)

ترجمہ:- ذاتِ یاھُو کا ہمراز اور فنا فی ھُو فقیر باھُو عرف اعوان قلعہ شور شریف کے قرب کا رہائشی ہے۔

عرب میں قوم قبیلہ اور ذات پات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کسی بھی قوم کے کسی بھی خاندان میں سے اگر کسی فرد کا نام 'عون' ہو تو اُس کی آل اولاد 'بنی عون' کہلاتی ہے۔

عرب میں بہت سی اقوام وقبائل میں 'عون' نام کی شخصیات گذری ہیں جن کی آل اولاد بنی عون کہلاتی ہے۔ دوسری اقوام وقبائل

اور شخصیات کی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندان کی اولاد میں سے بھی 'عون' نام کی شخصیات کے نام موجود ہیں جیسے :-

(i) عون بن علی بن محمد الحنیفہ بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(ii) عون بن یعلیٰ بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب 'مختصر تاریخ علوی اعوان' میں لکھتے ہیں کہ :-

''جس طرح ہاشم کی وجہ اُن کی اولاد بنی ہاشم کہلاتی ہے۔مصعب کی اولاد بنی مصعب ، اُمیہ کی اولاد بنواُمیہ اور عباس کی اولاد بنی عباس یا بنوعباس مشہور ہے۔اسی طرح عون کی اولاد بنی عون ہے۔'' (9)

عرب میں مذکورہ بالا 'عون' نام کی شخصیات کی آلِ اولاد کے قبائل بھی 'بنی عون' کہلاتے ہیں۔مگر برصغیر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تمام تر اولاد کی پہچان بنی عباس، بنوعباس، یا عباسی ہی ہے۔جبکہ حضرت محمد الحنیفہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کی پہچان 'علوی' ہے۔

برصغیر میں قوم 'اعوان' کی بنیاد مذکورہ بالا شخصیات بن علی یا عون بن یعلیٰ نہیں ہیں بلکہ اس کی بنیاد غزوہ سومنات ہے۔غزوہ سومنات کی فتح کے بعد سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سالار سومنات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب 'اعوان' سے نوازا۔جس کے بعد خطاب 'اعوان' میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ نہ صرف منسلک ہوگیا بلکہ میر قطب شاہ کی اولاد بطور قوم اعوان مشہور ہوگئی۔

عرب میں چونکہ بہت سی اقوام میں 'بنی عون' موجود چلی آرہی ہے اس لئے ان میں سے کسی قوم قبیلہ کی پہچان ناممکن حد تک مشکل ہے۔جس بنا پر میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ (سالار سومنات) کے قبیلہ کی پہچان کو قائم ودائم رکھنے کے لئے اس قوم کو 'قطب شاہی اعوان' کے نام سے لکھا، پڑھا اور پکارا جاتا ہے۔

حوالہ جات

(1) القرآن ۔ پارہ 28 ۔ سورۃ المُطففین ۔ آیت 1

(2) القرآن پارہ 10 ۔ سورۃ التوبہ ۔ آیت 47

(3) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی ۔ باھُوؒ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد ۔ س، ن) ص 33

(4) اختر حسین شیخ ۔ ماہنامہ سرگزشت کراچی (31 رمضان چیمبرز بلیمور یا سٹریٹ آئی آئی چندری گر روڈ کراچی ۔ ستمبر 1995ء) ص 18

(5) محمد کریم خان اعوان ۔ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان راولاکوٹ آزاد کشمیر ۔ ستمبر 2015ء)
ص 22-23

(6) محمد کریم خان اعوان ۔ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ستمبر 2015ء) ص 23

(7) محبت حسین اعوان ۔ اعوان اور اعوان گوتیں (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 508 یونی شاپنگ سنٹر عبداللہ ہارون روڈ کراچی ۔
جنوری 2006ء) ص 19-20

(8) حضرت سُلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ۔ رسالہ روحی شریف ۔ اردو ترجمہ (شبیر برادرز اردو بازار ۔ لاہور ۔ فروری 1998) ص 6

(9) محمد کریم خان اعوان ۔ مختصر تاریخ علوی اعوان (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان ۔ سنگولا راولا ۔ کوٹ آزاد کشمیر ۔ اگست 2015ء) ص 22

قطب شاہی اعوان اور علوی اعوان

مولا علی کرم اللہ وجہہ کی فاطمی اولاد 'سیّد' کہلاتی ہے جبکہ آپ کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد علوی کہلاتی ہے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو علوی کربلا سے بچ رہے وہ دمشق چلے گئے۔دمشق سے بعض مصر اور بعض مدینہ منورہ میں آباد ہوئے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کربلا نہ جا سکے تھے وہ پہلے ہی مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے۔حجاج بن یوسف کے مظالم سے تنگ آ کر انہیں بھی مجبوراً ہجرت کرنا پڑی۔اس طرح سادات اور علوی ترکستان، عراق، طوس، کرمان، شیراز، بخارا، ہمدان، خوارزم، خراساں، ہرات اور ان کے گرد ونواح میں آباد ہو گئے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد عرب ممالک کے علاوہ برصغیر میں بھی آباد ہے جو عباسی کہلاتی ہے۔جبکہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندان حضرت محمد الحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ الاطراف کی اولاد عرب، ایران، افغانستان اور برصغیر میں آباد ہے جو علوی کہلاتی ہے۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد ایران وافغانستان میں آباد تھی جو علوی کہلاتی تھی معرکہ سومنات کے موقع پر سُلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہرات کے سردار قطب شاہ علوی رحمتہ اللہ علیہ کو امداد کے لیے کہا۔قطب شاہ علوی نے اپنے لشکر کے ہمراہ سُلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کا ساتھ دیا۔معرکہ سومنات کے موقع پر سُلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے فوج کا سالار (کمانڈر) قطب شاہ علوی رحمتہ اللہ علیہ کو مقرر کیا۔میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے بطور سالار سُوجھ بوجھ، عقل و دانش و جرأت بہادری اور جوش و جذبہ کا انتہائی اعلیٰ اور بھرپور عملی مظاہرہ کیا جس کے نتیجہ میں سومنات فتح ہوا۔میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اعلیٰ اور ارفع کارکردگی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سُلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو خطاب 'اعوان' سے نوازا۔اس طرح خطاب 'اعوان' میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد کی پہچان بن گیا۔جس کے بعد میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد بطور قوم 'اعوان' کہلانے لگی۔آج بھی وہ قبائل 'اعوان' یا 'قطب شاہی اعوان' کہلاتے ہیں جن کا شجرہ نسب میر قطب شاہ اعوان رحمتہ اللہ علیہ (فاتح سومنات) سے ملتا ہے۔

قطب شاہی اعوان کی تاریخ، عظمت اور مقام کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے چند مخصوص علوی افراد نے قبیلہ قطب شاہی اعوان میں اپنے قبائل کو ضم کرنے اور اپنے آپ کو قطب شاہی 'اعوان' کہلانے کی جدوجہد بھرپور انداز میں شروع کی۔اس ضمن میں انہوں نے تنظیمی طور پر بھی کام کیا اور کتابی صورت میں بھی۔انہوں نے خود بھی کتب تحریر کیں اور دوسرے لوگوں سے بھی کتب تحریر کرائیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نظر آئے انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ علوی اعوان ہی اصل اعوان ہیں حالانکہ قطب شاہی اعوان ہی اصل اعوان ہیں۔

اس حوالہ سے محبت حسین اعوان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ :-

''محمد الاطراف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ملتان اور سندھ میں کثیر تعداد میں آباد ہے وہ اپنے آپ کو علوی ہی کہلاتے ہیں تاہم اُن کی جو اولاد پنجاب یا سرحد کی طرف ہجرت کر گئی وہ علوی ہونے کے ناطے اعوان بن گئے۔لیکن یہ قطب شاہی اعوان نہیں ہیں۔'' (1)

علوی قبیلہ کے شوقین مخصوص افراد نے اپنے قبیلہ کو قوم اعوان کے سانچے میں ڈھالنے اور اپنے قبیلہ کو وصعت دینے کے لیے 'ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان' اور 'افکار الاعوان پاکستان' نام کے اداروں کی بنیادیں رکھیں۔جن کے ذریعے انہوں نے تحقیق کی بجائے تحریف کا عمل شروع کر دیا۔انہوں نے اپنے قبیلہ کو وسعت دینے کی غرض سے دوسری اقوام اور ان کے مختلف قبائل کو اپنے قبیلہ کی گوت ظاہر کرنا شروع کر دیا۔علوی قبیلہ کی تنظیم 'ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان' کی جانب سے جنوری 2006ء میں کتاب 'اعوان اور اعوان گوتیں' منظرِ عام پر لائی گئی۔جس میں شامل گوتوں کی تعداد 632 ہے۔کتاب 'اعوان اور اعوان گوتیں' کے قارئین حیرانی کے سمندر میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں۔اس گھنبیر حیرانی کا سبب یہ بات ہے کہ علوی قبیلہ کے ان شوقین مصنّفین نے اقوام سیّد، قریشی، بلوچ، کھوکھر، سیال، چوہان، رانجھا، کھچی، ڈب، اہیر، گوندل، کُنڈی، مُدھوال، ملیار اور تیلی کو بھی اپنی قوم کی گوتیں ظاہر کیا ہے۔علاوہ ازیں جن قبائل کے پاس اپنے شجرہ جات ہی نہیں ہیں انہیں بھی اپنی قوم کی گوتوں میں شامل کر لیا ہے۔

قطب شاہی اعوان کے اہل قلم میں سے چونکہ کسی نے ان علویوں کے مذکورہ بالا کارناموں کو تحقیقی نگاہ سے نہ دیکھا اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی تحقیقی کام سرانجام دیا اس لئے متذکرہ علوی شخصیات میر قطب شاہ اعوان کے حسب نسب کو بھی 'علوی اعوان' کے سانچے میں ڈھالتے چلے گئے جس بنا پر قطب شاہی اعوان اور عوام سے حقائق پردہ پوش ہوتے چلے گئے۔اس سلسلہ میں حقائق کو منظر عام پر لانا اشد ضروری و لازمی ہے۔جس کے لیے یہ چار پہلو قابلِ غور ہیں۔

(1)	شجرہ جات	(2)	میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(3)	میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا علاقہ	(4)	قطب شاہی اعوان

مذکورہ بالا چار پہلوؤں کو تجزیاتی طور پر واضح کرنا ضروری ہے جو کہ حسب ذیل ہیں۔

(1) شجرہ جات

علوی اعوان کہلانے والوں نے پنی کتب میں اپنے قبیلہ کے مختلف شجرہ جات رقم کئے ہیں۔جن میں سے فارسی زبان میں لکھی گئی تین کتب کے حوالہ جات بھی موجود ہیں۔ان فارسی کتب میں منبع الانساب تالیف سید معین الحق جھونسوی، مرات المسعودی مصنف عبدالرحمٰن چشتی اور بحرالجمان تالیف سید الانس ترجمہ سیّد محبوب شاہ شامل ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

(i) 'منبع الانساب' کے حوالہ سے شجرہ نسب اس طرح ہے:-

سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ غازی بن آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بن علی عبد المناف بن محمد الاکبر (محمد حنیفہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(ii) 'مراتِ المسعودی' کے حوالہ سے شامل کردہ شجرہ نسب:-

سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر غازی بن ملک آصف غازی بن بطل غازی بن عبد المنان غازی بن محمد حنیفہ بن اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

(iii) 'بحر الجمان' کے حوالہ سے ظاہر کردہ شجرہ نسب:-

سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ غازی بن محمد آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا بن علی بن ابو القاسم محمد الاکبر۔ (2)

محمد کریم خان اعوان کی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' میں شامل مذکورہ بالا شجرہ جات کی ابتداء سعید الدین سالار سے ہوتی ہے۔ ان شجرہ جات میں میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعوان کا نام شامل ہی نہیں۔ جس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ مذکورہ بالا شجرہ جات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعوان یا اعوان قوم کے نہیں بلکہ علوی قوم کے ہیں۔

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب 'مناقب سُلطانی' (فارسی) 1299ھ میں تصنیف کی۔ انہوں نے 'مناقب سُلطانی' میں حضرت قطب شاہ سالار سومنات کا سلسلہ نسب شامل کیا ہے۔ جس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:-

''کالا باغ کے رئیسوں کے ملک خاندان کے کتب خانہ میں کتاب النساب موجود ہے۔ اس میں 'فتاویٰ غیاثی' سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس میں لکھا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام میمنہ رضی اللہ عنہا ہے جو رستم پہلوان کی اولاد سے ہے اور اعوان زبیر رضی اللہ عنہ کی پشت سے ہیں۔'' (3)

مناقبِ سُلطانی میں سلسلہ نسب یوں مندرج ہے:-

''حضرت شیخ قطب شاہ بن حضرت امان شاہ بن حضرت سُلطان حسین شاہ بن حضرت شیخ فیروز شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت شیخ فرطک شاہ بن حضرت شیخ نواب شاہ بن حضرت شیخ دراب شاہ بن حضرت ادہم شاہ بن حضرت شیخ عبیق شاہ بن حضرت شیخ سکندر شاہ بن حضرت شیخ احمد شاہ بن حضرت حجر شاہ بن حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن اسد اللہ الغالب امام امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب بن مطلب بن ہاشم کرم اللہ وجہہ'' (4)

علوی اعوان کہلانے والوں کے جو شجرہ جات 1921ء تک منظر عام پر آئے ان کی ابتداء سالار مسعود غازی (سعید الدین سالار مسعود غازی) کے نام سے ہوتی نظر آتی ہے۔ جبکہ 1922ء میں منظرِ عام پر آنے والے شجرہ میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ مولوی حیدر علی لدھیانوی نے 1909ء میں کتاب 'تاریخ حیدری' تالیف کی جس کو اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے نے 1922ء میں شائع کیا۔ 'تاریخ حیدری' میں موجود شجرہ میں میر عطاء اللہ کے فرزند سالار ساہو کی بجائے میر قطب حیدر کا نام لکھا گیا۔ جس کا تذکرہ 'مختصر تاریخ علوی اعوان' میں اس طرح موجود ہے:-

> ''مولوی حیدر علی لدھیانوی نے 'تاریخ حیدری' 1909ء میں تالیف کی۔ جو اُن کی وفات کے بعد 1922ء میں اُن کے بیٹے نے شائع فرمائی۔ اس کے صفحہ 7 پر قطب شاہی علوی اعوانوں کا یہ شجرہ نسب یوں درج ہے۔ میر قطب حیدر بن میر عطاء اللہ بن طاہر غازی بن طیب غازی بن عمر غازی بن محمد غازی بن محمد آصف غازی بن بطل غازی بن عبد المنان غازی بن عون سکندر غازی بن محمد حنفیہ بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ'' (5)

مولوی حیدر علی لدھیانوی کی کتاب 'تاریخ حیدری' کی اشاعت کے بعد قوم علوی نہ صرف 'علوی اعوان' بلکہ 'قطب شاہی علوی اعوان' کے سانچے میں ڈھلنا شروع ہوگئی۔ تاریخ حیدری میں دیئے گئے شجرہ میں سالار ساہو کا نام شامل ہی نہ ہے جبکہ علوی اعوان کہلانے والوں کی نسل سالار ساہو سے ہی تو چل رہی ہے۔ علاوہ ازیں علوی اعوان کہلانے والوں کے شجرہ جات میں عون عرف قطب غازی بن علی بن محمد حنیفہ بن علی مرتضیٰ لکھا ہے۔ جبکہ تاریخ حیدری میں عون سکندر غازی بن محمد حنیفہ بن علی مرتضیٰ درج ہے اس طرح اگر علوی 'تاریخ حیدری' کے شجرہ کو درست تسلیم کرتے ہیں تو وہ سالار ساہو کی نسبت سے محروم رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں عون بن محمد حنیفہ کے ساتھ شامل عرف قطب غازی کے الفاظ سے بھی محروم رہتے ہیں۔ اگر علوی 'تاریخ حیدری' میں دیئے گئے شجرہ کی حیثیت کو مسترد کریں تو یہ بات واضح وعیاں ہوتی ہے کہ علوی اعوان کہلانے والوں کا قطب حیدر سے نسبی تعلق قطعی طور پر نہ ہے۔

علوی اعوان کہلانے والوں میں سے چند افراد اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ایک مدت سے جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جس کے ذریعے وہ قوم اعوان کو اُن کی تاریخ و شجرہ سے دُور اور اوجھل رکھتے چلے آرہے ہیں۔ اپنے مشن کی تکمیل کے ضمن میں 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' جیسی کتب منظر عام پر لائی گئیں تا کہ 'قوم اعوان' کے افراد یہ سمجھیں کہ یہ کتب قطب شاہی اعوان کے حوالہ سے لکھی گئی ہیں۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ان کتب میں شامل شجرہ جات میں قوم اعوان کا کوئی بھی شجرہ شامل نہیں صرف قوم 'علوی' کے شجرہ جات شامل کئے گئے ہیں۔

میر قطب شاہ اعوان رحمۃ اللہ علیہ (سالارِ سومنات) کے شجرہ نسب 'فتاویٰ غیاثی' کتاب النساب، رئیسان کالا باغ، مناقب سُلطانی، حیاتِ سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (از حمید اختر)، حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (از اِرتضیٰ علی کرمانی) اور سوانح حیات حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

(از حافظ محمد رمضان) کے علاوہ کئی ایک کتب میں موجود ہے مگر کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' میں اُس کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔

محبت حسین اعوان اپنی کتاب 'اعوان تاریخ کے آئینے میں' میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اور میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ نسب کے حوالہ سے حقائق منظرِ عام پر لاتے ہوئے اس طرح رقم طراز ہیں:-

> ''اس کے بعد ایک اور شجرہ نسب حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا کتاب 'حیات سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ' اَز حمید اختر یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ بن علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ کا نام میمنہ تھا جو رستم پہلوان کی اولاد سے تھیں۔ بحوالہ مناقبِ سُلطانی فارسی جس نے فتاویٰ غیاثیہ سے نقل کیا اور فتاویٰ غیاثیہ میں کتاب انساب نامہ سے نقل کیا۔ یہ شجرہ تیں واسطوں سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہٗ اور اکتیس واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے اور یہ شجرہ نسب قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ و شجرہ انساب کے بیان میں درج ہے۔'' (6)

(2) میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

افغانستان کی ریاست ہرات علوی خاندان کے زیرِ تسلط تھی۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ عنہٗ کی اولاد سے امان شاہ ریاست ہرات کے سردار تھے۔ امان شاہ کے بعد اُنکا بیٹا قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ ریاست ہرات کا سردار مقرر ہوا۔ سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سومنات پر آخری حملہ کی تیاری کی تو اُس نے والی ہرات قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے فوجی امداد طلب کی۔ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ (والیٔ ہرات) نے سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھرپور فوجی امداد کرنے کی حامی بھر لی۔

معرکہ سومنات کے موقع پر سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فوج کا سالار قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا۔ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بطور سالار انتہائی سُوجھ بوجھ اور جرأت و بہادری کے کمالات دکھائے۔ میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ و مثالی حکمت عملی کی بدولت معرکہ سومنات میں سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو فتح نصیب ہوئی۔ اس عظیم و تاریخی فتح کے بعد سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب 'اعوان' سے نوازا۔ جس کے بعد لفظ 'اعوان' میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ منسلک ہوگیا۔ میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب 'اعوان' کے حوالہ سے اتنی شہرت پائی کہ ان کی اولاد بطور قوم 'اعوان' مشہور و معروف ہوئی۔ وہی لوگ جن کا شجرہ نسب میر قطب رحمۃ اللہ علیہ (سالار سومنات) سے ملتا ہے وہ آج بھی بطور قوم اعوان یا قطب شاہی اعوان ہیں۔

مولوی حیدر علی لدھیانوی کی کتاب 'تاریخ حیدری' 1922ء میں منظر عام پر آئی۔ جس میں اس نے علوی قوم کا جو شجرہ نسب لکھا اس میں ایک خاص تبدیلی کی گئی۔ اس شجرہ میں عطاء اللہ غازی کے بیٹے کا نام سالار ساہو غازی کی بجائے سالار قطب حیدر غازی لکھ دیا گیا۔ اس تبدیلی کے بعد علویوں نے اس نام کو سالار سومنات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ ظاہر کرتے ہوئے اپنے آپ کو قطب شاہی علوی اعوان کے سانچے میں ڈھالنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ حالانکہ مذکورہ سالار قطب حیدر غازی کا سالار سومنات

میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعوان کے ساتھ قطعی طور پر کوئی نسبی واسطہ ہے ہی نہیں۔

سالار ساہو غازی کا نام تبدیل کر کے جو نام سالار قطب حیدر غازی لکھا گیا ہے اس کے فرضی و من گھڑت ہونے کا ثبوت محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب میں پیش کر چکے ہیں۔ محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' میں کتاب 'سلطان الشہداء' کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

> ''گیارہویں صدی عیسوی میں سالار ساہو نے رایان کڑا اور مانک پور کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنے کی غرض سے دونوں علاقوں کا محاصرہ کر کے ان کو فتح کر لیا اور دونوں رایان کو ہتھکڑیاں لگا کر ستر کھ روانہ کر دیا۔ بعد میں قطب حیدر کو مانک پور کا حاکم مقرر کرتے ہوئے سالار ساہو واپس ستر کھ تشریف لے گئے۔ بعد میں قطب حیدر کو شہید کر دیا گیا۔ اُن کا مزار شریف چوکا پار پور جو مانک پور کا ہی ایک حصہ ہے۔ میں مرجع خلائق ہے۔'' (7)

محمد کریم خان اعوان نے اپنی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' میں مذکورہ بالا جو حوالہ دیا ہے اس میں تین باتیں انتہائی قابلِ غور ہیں:-

(i) محمد کریم خان اعوان نے اپنی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' کے صفحہ نمبر 71 پر 'شجرہ نسب قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ تقابلی جائزہ' تحریر کیا ہے۔ جس کے نیچے تین شجرہ جات علیحدہ علیحدہ خانوں میں لکھے ہیں۔ پہلے خانہ میں 'مراۃ مسعودی (فارسی) تالیف عبدالرحمٰن چشتی علوی (1074ء) درج ہے جس کے آخر میں سالار ساہو غازی بن عطاء اللہ غازی لکھا گیا ہے۔

(ii) اس صفحہ کے دوسرے خانہ میں شجرہ بمطابق 'منبع الانساب' (فارسی) تالیف سید معین الحق جھونسوی (1426ء) درج ہے۔ جس کے آخر میں سالار شاہو غازی بن عطاء اللہ غازی کا نام لکھا ہوا ہے۔ جبکہ اس صفحہ کے تیسرے خانہ میں تصدیق شدہ 'مستند شجرہ نسب قطب شاہی علوی اعوان' کے عنوان سے شجرہ لکھا گیا ہے جس کے آخر میں سالار قطب حیدر غازی بن عطاء اللہ غازی درج ہے۔

(iii) محمد کریم خان اعوان کی کتاب 'تاریخ قطب شاہی علوی اعوان' کے صفحہ 71 پر دیئے گئے تقابلی جائزہ سے یہی ثابت ہے کہ سالار ساہو غازی کا اس قبیلہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔ جبکہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر 76 پر دیئے گئے حوالہ متذکرہ بالا میں محمد کریم خان اعوان لکھتے ہیں کہ سالار ساہو نے گیارہویں صدی عیسوی میں رایان کڑا اور مانک پور کو فتح کیا اور بعد میں قطب حیدر کو مانک پور کا حاکم مقرر کیا۔ اس طرح یہاں پر سالار ساہو غازی اور قطب حیدر غازی کو یکجا ظاہر کیا گیا ہے۔ محمد کریم خان اعوان کی کتب میں بہت سے تضادات نمایاں ہیں۔ محمد کریم خان اعوان 1074ھ اور 1426ء کے علاوہ دوسرے تمام تر شجرہ جات کو غلط قرار دے کر صرف اس شجرہ کو تصدیق شدہ و مستند قرار دے رہے ہیں جس کے آخر میں سالار قطب حیدر غازی کا نام لکھا ہے۔ جبکہ اس تقابلی جائزہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ 'مندرجہ بالا جدول کے تقابلی جائزے کے بعد منبع الانساب میں درج شجرہ نسب ہی درست و مستند ہے۔'

مولوی حیدر علی لدھیانوی نے اپنی کتاب میں علوی قوم کا جو شجرہ نسب پیش کیا اس میں سالار ساہو غازی کی بجائے سالار

قطب حیدر غازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھا جو کہ محض مفروضہ ہے۔ جسے کتاب ''تحفۃ الاعوان'' میں اس طرح چیلنج کا کیا گیا ہے:-

''جہاں تک قطب حیدر کا تعلق ہے یہ بھی حنفی اعوان کہلانے والوں کا تراشا ہوا کردار ہے۔ چیلنج دیا جاتا ہے کہ النساب علی کرم اللہ وجہہ پر جتنی بھی کتابیں ہیں اُن میں سے کسی ایک کتاب میں یہ حضرات محمد الاکبر بن امام علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے قطب حیدر نام کا کوئی شخص ثابت کر دیں۔'' (8)

قوم قطب شاہی اعوان کے جدِامجد ریاست ہرات (افغانستان) کے سردار اور سالار سومنات پر میر قطب شاہ ہی ہیں جنہیں فتح سومنات کے بعد سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب 'اعوان' سے نوازا۔ میر قطب شاہ (سالارِ سومنات) کی اولاد ہی 'قطب شاہی اعوان' ہے۔

(3) میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا علاقہ میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ (سالار سومنات) کا جنم افغانستان کی ریاست ہرات میں ہوا۔ انہوں نے جوانی کا عرصہ بھی ہرات میں گذارا۔ سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر کے ہمراہ سومنات آئے۔ سومنات کے معرکہ میں میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ فوجی لشکر کے سالار مقرر ہوئے اور فتح سومنات کے بعد 'اعوان' کا خطاب حاصل کیا۔ بعد ازاں 'انگہ' (وادی سون سکیسر ضلع خوشاب) میں رہائش پذیر ہوئے۔ اسی دوران پوٹھوہار کا علاقہ میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ تسلط آ گیا جس کا نام 'اعوان کار' مشہور ہوا۔ کالا باغ، تلہ گنگ، چکوال، جہلم، سکیسر اور گردونواح کے علاقہ جات 'اعوان کار' کی حدود میں شامل ہو گئے۔ اس حوالہ سے محمد کریم خان اعوان کی تحریری شہادت اس طرح ہے:-

''محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعوانوں کو سکیسر میں آباد کیا اور کچھ علاقوں پر انہوں نے خود قبضہ کر لیا۔'' (9)

محبت حسین اعوان اس بارے یوں رقم طراز ہیں:-

''قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مفتوحہ علاقوں میں درس و تبلیغ کی شمع روشن کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ دین کی وجہ سے لاکھوں بُت پرست ہندو مسلمان ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے بھی تبلیغی مشن جاری رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت 'انگہ' میں گزار کر 431ھ میں چوہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔'' (10)

یہ حقیقت تو عیاں ہے کہ سالار سومنات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعوان معرکہ سومنات کے بعد وادی سون سکیسر کی آبادی 'انگہ' میں رہائش پذیر ہوئے اور اپنی ظاہری حیات کا بقیہ حصہ 'انگہ' میں ہی گذارا۔ مولوی حیدر علی لدھیانوی کی کتاب میں حضرت محمد الحنیفہ کی نسل میں جس سالار قطب حیدر بن سالار عطاء اللہ غازی کا نام شامل کیا گیا ہے۔ اُس کا وادیٔ سون سکیسر کے شہر 'انگہ' سے کوئی تعلق واسطہ نظر ہی نہیں آتا۔ مذکورہ سالار قطب حیدر بن سالار عطاء اللہ کی رہائش وسطی ہند میں ظاہر کی گئی ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہی حوالہ نمبر 7 میں کیا جا چکا ہے۔ انجینئر محمد سمیع الدین کی کتاب 'سُلطان الشہداء' میں مذکور ہے کہ سالار ساہو نے قطب حیدر کو مانک پور کا حاکم مقرر کیا۔ بعد میں

قطب حیدر کو شہید کر دیا گیا۔ اُنکا مزار چوکا پار پور (جو مانک پور کا ہی ایک حصہ ہے) میں ہے۔

علوی اعوان کہلانے والوں کے سردار مذکورہ بالا سالار قطب حیدر غازی بن عطاء اللہ غازی کی طرح سالار ساہو غازی اس کے فرزند سالار مسعود غازی کا تعلق بھی پنجاب سے نظر نہیں آتا۔ مذکوران کی رہائش اور اُنکے مزارات وسطی ہندوستان میں ہیں۔ جن کا تذکرہ محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب میں کرتے ہیں۔ محمد کریم خان اعوان سالار ساہو غازی کے بارے میں لکھتے ہیں:-

(i) ''قطب شاہی علوی اعوان کے اس عظیم سپوت 25 شوال 423 ہجری داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار مبارک سترکھ ضلع بارہ بنکی یو۔ پی انڈیا میں مرجع خلائق عام ہے۔''

(ii) سالار مسعود غازی کے بارے اس طرح لکھا گیا ہے:-

> ''آپ نے اول وقت عصر روز یکشنبہ (اتوار) بتاریخ 14 رجب الرجب 424ھ کو جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک بہرائچ شریف ہندوستان میں مرجع خلائق عام ہے۔'' (11)

برصغیر میں میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ (سالار سومنات) نے دریائے سندھ اور دریائے جہلم کے جس درمیانی علاقہ کو اپنا جائے مسکن بنایا اُس کو اعوان کار کہا جاتا ہے۔ اس بات کا ذِکر تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ جس کو علوی اعوان کہلانے والے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس ضمن میں محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب ''تاریخ قطب شاہی علوی اعوان'' میں اس طرح رقمطراز ہیں:-

> ''آئین اکبری، اکبر بادشاہ کے دور میں لکھی گئی۔ اس میں دریائے سندھ و دریائے جہلم کے درمیانی علاقوں کے نام لکھے ہیں۔ اس میں ایک علاقے کا نام آوان درج کیا ہے۔ اس علاقے میں قطب شاہی اعوان آباد ہیں اور یہ علاقہ صدیوں سے اعوان کاری کہلاتا ہے۔'' (12)

مذکورہ بالا حوالہ جات اس امر کی غمازی کر رہے ہیں کہ قوم قطب شاہی اعوان کے جداعلیٰ سالار سومنات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعوان کا آبائی علاقہ افغانستان کی ریاست ہرات تھی فتح سومنات کے بعد انہوں نے وادی سون سکیسر کے شہر 'انگہ' کو اپنا جائے مسکن بنایا اور اپنی ظاہری حیات کا بقیہ حصہ 'انگہ' ہی میں گذارا۔ انہوں نے اپنے زیر تسلط علاقہ کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

میر قطب شاہ اعوان (سالارِ سومنات) کی وفات کے بعد اُن کی اولاد (اعوان) اپنے اپنے حصے والے علاقہ میں آباد ہوتی چلی گئی۔ اس طرح پوٹھوہار کا وہ علاقہ 'اعوان کار' کے نام سے مشہور ہوا جو آج بھی 'اعوان کار' کہلاتا ہے۔ یہی علاقہ قوم قطب شاہی اعوان کا بنیادی مرکز ہے۔

مولوی حیدر علی لدھیانوی کی جانب سے پیش کردہ شجرہ میں شامل سالار قطب حیدر غازی بن عطاء اللہ غازی کا تعلق وسطی ہندوستان سے ظاہر کیا گیا ہے۔ سید معین الحق جھونسوی، عبدالرحمٰن چشتی علوی اور سید الانس کی کتب میں شامل علوی خاندان کے شجرہ جات کی ابتداء سعید الدین سالار بن سالار ساہو غازی بن عطاء اللہ غازی کی صورت میں موجود ہے۔ علوی قوم کے ان

بزرگوں کی سکونت وسطی ہندوستان کی ہے۔

مولوی حیدر علی لدھیانوی کی جانب سے پیش کردہ شجرہ میں سالار ساہو غازی کا نام حذف کر کے سالار قطب حیدر غازی کا نام درج کیا گیا۔ جس بنا پر حضرت محمد حنفیہ کی اولاد نے اپنے آپ کو قطب شاہی علوی اعوان کہلانا شروع کر دیا حالانکہ مذکورہ سالار قطب حیدر غازی کے نام میں لفظ 'شاہ' موجود ہی نہیں اور نہ ہی اس نام کا تعلق قوم اعوان سے بنتا ہے۔ سالار میر قطب حیدر کا تعلق وسطی ہندوستان کے شہر چوکا پار پور (مانک پور) سے ہے۔ اسی طرح سالار ساہو غازی کی رہائش یو۔ پی انڈیا کے شہر ستر کھ میں تھی جبکہ سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی کی رہائش وسطی ہندوستان کے شہر بہرائچ میں تھی۔ وسطی ہندوستان اور وادی سون سکیسر کے شہر 'انگہ' میں سینکڑوں میلوں کا فاصلہ ہے۔

میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اعوان (فاتح سومنات) اور سالار قطب حیدر غازی کے ناموں میں بھی واضح فرق ہے۔ سالار قطب حیدر غازی کے نام میں لفظ 'شاہ' کا وجود ہی نہیں جبکہ میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ (سالار سومنات) کے نام میں لفظ حیدر نظر ہی نہیں آتا اور نہ ہی سالار قطب حیدر غازی بن عطاء اللہ غازی کو خطاب 'اعوان' سے نوازا گیا۔ علاوہ ازیں میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور سالار قطب حیدر غازی رحمتہ اللہ علیہ کے علاقہ جات بھی ایک دوسرے سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات وحقائق سے ثابت ہے کہ میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اعوان بن امان شاہ اور سالار قطب حیدر غازی بن عطاء اللہ غازی دو الگ الگ شخصیات ہیں جن کے شجرہ جات اور علاقہ جات بھی مختلف ہیں۔

(4) قطب شاہی اعوان

معرکہ سومنات کے موقع پر سُلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن امان شاہ (ہرات کے سردار) کو اپنی فوج کا سالار مقرر کیا۔ میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اعلیٰ ومثالی حکمت عملی، جرأت و بہادری کے سبب سومنات فتح ہوا۔ سُلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو خطاب 'اعوان' سے نوازا۔ خطاب 'اعوان' میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان کی پہچان بن گیا۔

انگریز مورخ ای ڈی میکلیگن اینڈ ایچ اے روز کتاب ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا کے صفحہ 40 میں 'اعوان' کے عنوان سے لکھتے ہیں:-

> ''ایک روایت کے مطابق اعوان جو عرب ماخذ کے دعویدار ہیں قطب شاہؒ کی اولاد ہیں اور ہندوستان پر حملہ آور ہونے والی مسلمان افواج کے ساتھ بطور مددگار گئے۔''

محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب 'تحقیق الانساب' جلد دوئم میں لکھتے ہیں:-

> ''برصغیر پاک و ہند میں سادات فاطمیہ کے لیے سیّد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی دیگر ازواج سے جو اولاد ہے انہیں علوی کہا جاتا ہے۔ یہ روایت زیادہ مشہور ومعروف ہے کہ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس قبیلہ کو جہاد ہند میں بھرپور اعانت کرنے پر 'اعوان' کا خطاب دیا۔ اس سے

قبل یہ قبیلہ علوی کہلاتا تھا۔'' (13)

ادارہ 'تحقیق الاعوان' کے چیئر مین محبت حسین اعوان نے اپنی کتاب 'تاریخ علوی اعوان' کے صفحہ 345 پر 'اعوان' کے حوالہ سے لکھا جس کی تصدیق محمد کریم خان اعوان نے اس طرح پیش کی ہے:-

''اعوان کی وجہ مختصراً یہ ہے کہ سبکتگین یا محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی جنگی معرکوں میں مدد کی انہیں محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دور میں 'اعوان' کا خطاب دیا جو بعد میں قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد کیلئے مختص ہو گیا۔'' (14)

محبت حسین اعوان چیئر مین 'تحقیق الاعوان پاکستان' اپنی کتاب 'اعوان تاریخ کے آئینے میں' میں قوم اعوان کے مورثِ اعلیٰ کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

''میر قطب مجاہد رحمتہ اللہ علیہ جو قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے پاک و ہند میں مشہور و معروف ہیں اور قطب شاہی اعوانوں کے وسطی مورث اعلیٰ ہیں۔'' (15)

متذکرہ بالا حوالہ جات سے یہ حقیقت واضع اور عیاں ہے کہ میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ ولد امان شاہ (سردار ہرات) سالار سومنات کو سومنات کی فتح کے بعد سُلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی جانب سے خطاب 'اعوان' دیا گیا جس کے بعد قوم 'اعوان' کی شروعات ہوئی۔ میر قطب شاہ رحمتہ اللہ علیہ ولد امان شاہ (سالار سومنات) کی اولاد ہی 'اعوان' یا قطب شاہی اعوان' ہے۔ ان کے علاوہ اور کوئی بھی 'اعوان' یا 'قطب شاہی اعوان' کہلانے کا مستحق نہیں۔ اس حقیقت کی وضاحت محبت حسین اعوان 1986ء میں اِس طرح کر چکے ہیں:-

''محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں جب اُس نے ملتان وسندھ پر حملہ کیا تو ملتان پر عمر الاطراف کی اولاد حکمران تھی۔ اُس زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے لوگ اپنے آپ کو 'اعوان' نہیں کہلاتے تھے بلکہ زیادہ تر علوی، محمدی یا عمری کہلاتے تھے۔'' (6)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند محمد الحنیفہ رضی اللہ عنہ (محمد الاکبر) کی اولاد مولا علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت سے علوی ہے۔ جبکہ یہ قبیلہ عون بن علی عبدالمناف کی نسبت سے بنی عون بھی کہلاتا ہے۔

قوم 'اعوان' کی قدر و منزلت دیکھ کر قبیلہ بنی عون کے کچھ افراد نے بنی عون کو 'اعوان' کا روپ دینے کے لیے لفظ عون کو صیغہ جمع میں ڈھال کر بنی عون کو اعوان کہنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ جب یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ میر قطب شاہ (سالار سومنات) سے پہلے کوئی 'اعوان' نہیں تھا تو بنی عون کے افراد نے اپنے شجرہ میں موجود اسم عون کے ساتھ 'عرف قطب غازی' کے الفاظ شامل کر لئے۔ علاوہ ازیں مولوی حیدر علی لدھیانوی کے حوالہ سے آنے والی تبدیلی (سالار ساہو غازی کی بجائے قطب حیدر غازی) کی بدولت قطب حیدر غازی کے نام کا سہارا لے کر اپنے آپ کو 'قطب شاہی علوی اعوان' کہلانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ 'قطب شاہی علوی اعوان' کے نام سے کتب بھی شائع

کیس۔ تنظیم الاعوان پاکستان کی جانب سے علوی کمپلیکس نزد دفتر چیئر مین CDA اسلام آباد میں مورخہ 12- اپریل 2014ء کو اعوان رائیٹرز کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں علوی اعوانوں کے دو قطب شاہ کے نظریے کو رد کیا گیا۔ محمد کریم خان اعوان نے اپنی کتاب 'مختصر تاریخ علوی اعوان' کے صفحہ نمبر 28 پر مذکورہ اجلاس کی کہانی تحریر کی ہے۔ اس طرح یا تو قطب حیدر غازی کے نام کو علوی بنی عون کے شجرہ میں شامل کیا جانا غلط قرار دیا گیا ہے یا اسم 'عون' کے ساتھ 'عرف قطب غازی' کے اضافہ کو نامنظور کر دیا گیا۔

انساب کی قدیم کتب میں اس قبیلہ کا شجرہ نسب سالار ساہو غازی بن عطاء اللہ غازی سے چل کر محمد الاکبر بن مولا علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ مگر مولوی حیدر علی لدھیانوی کی کتاب 'تاریخ حیدری' کا اردو ترجمہ (1922ء) منظر عام پر آنے کے بعد اس قبیلہ کے کچھ لوگ متحرک ہوئے۔ چونکہ مولوی حیدری علی کی کتاب میں سالار ساہو غازی کے نام کی بجائے قطب حیدر کا نام درج تھا جس کا فائدہ اُٹھانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ اس قبیلہ کے ان متحرک افراد نے کتابیں لکھنے اور لکھائے جانے کا عمل تیز کر دیا۔ مولوی حیدر علی کی کتاب میں دیئے گئے شجرہ میں موجود نام سالار قطب حیدر غازی کو سالارِ سومنات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے طور پر عام کرنے کا جتن شروع کر دیا گیا۔ اس طرح اپنے آپ کو قطب شاہی اعوان کے سانچے میں ڈھال کر اس کی تشہیر عام کر دی۔

اسم 'عون' کے ساتھ شامل کئے جانے والے الفاظ 'عرف قطب غازی' اور سالار ساہو غازی کی جگہ شامل کئے جانے والے نام 'قطب حیدر غازی' ان دونوں میں لفظ 'شاہ' موجود ہی نہیں علاوہ ازیں مانک پورہ میں مدفون قطب حیدر غازی کا نہ تو معرکہ سومنات سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی اس قطب حیدر غازی کو سلطان محمود غزنوی نے خطاب 'اعوان' سے نوازا۔ اس لیے یہ حقیقت عیاں اور واضع ہے کہ 'بنی عون' قبیلہ الگ ہے اور 'قطب شاہی اعوان' الگ قبیلہ ہے۔

عرب کے رواج و دستور کے مطابق 'عون' نام کی شخصیت کا تعلق خواہ کسی بھی قوم، قبیلہ یا خاندان سے ہو اُس کی اولاد بنی عون کہلاتی ہے۔ چونکہ حضرت محمد الحنیفہ رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آل اولاد کے شجرہ جات میں عون نام کی شخصیات موجود ہیں۔ اس لئے اُن کی اولاد بھی بنی عون کہلاتی ہے۔ اس ضمن محمد کریم خان اعوان اپنی کتاب 'مختصر تاریخ علوی اعوان' میں لکھتے ہیں کہ:-

> ''جس طرح ہاشم کی وجہ اُن کی اولاد بنی ہاشم کہلاتی ہے۔ مصعب کیا اولاد بنی مصعب، اُمیہ کی اولاد بنو اُمیہ اور عباس کی اولاد بنی عباس یا بنو عباس مشہور ہے اسی طرح عون کی اولاد بنی عون ہے۔'' (17)

یہ حقیقت عیاں و مستند ہے کہ برصغیر میں قوم اعوان کی بنیاد غزوۂ سومنات کی فتح ہے۔ سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح سومنات کے بعد سالار سومنات کو خطاب 'اعوان' سے نوازا۔ جس کے بعد سالارِ سومنات میر قطب شاہ اعوان کے نام سے مشہور و معروف ہوئے اور اُن کی اولاد بطور قوم 'اعوان' کے حوالہ سے جانی پہچانی لگی۔

برصغیر میں سالارِ سومنات میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعوان سے قبل کوئی بھی شخص اپنے آپ کو اعوان نہیں کہلاتا تھا۔اس حقیقت کو محبت حسین اعوان (چیرمین تحقیق الاعوان پاکستان) اس حقیقت کو 2006ء میں اس طرح بھی عیاں کر چکے ہیں:-

''محمد الاطراف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ملتان اور سندھ میں کثیر تعداد میں آباد ہے۔ وہ اپنے آپ کو علوی ہی کہلاتے ہیں۔ تاہم اُن کی جو اولاد پنجاب یا سرحد کی طرف ہجرت کر گئی وہ علوی ہونے کے ناطے اعوان بن گئے لیکن یہ قطب شاہی اعوان نہیں ہیں۔'' (18)

پاکستان میں موجود قوم اعوان کی وجاہت وعظمت سے متاثر ہوکر پاکستانی علوی وعباسی قبائل میں سے چند شوقین حضرات نے اپنے شجرہ جات میں موجود اسم 'عون' کو جمع کے صیغہ میں ڈھال کر اپنے آپ کو 'اعوان' کہلانا اور لکھنا شروع کردیا۔اس ضمن میں تنظیمیں بھی تشکیل دی گئیں اور اپنے مشن کی تکمیل کیلئے کئی ایک کتب بھی منظر عام پر لائی گئیں۔علاوہ ازیں وہ قطب شاہی اعوان کی کئی ایک قبائل کو اپنے اپنے قبائل کے ساتھ منسلک کرنے میں بھی کامیاب ہوئے۔اس طرح پاکستان میں قوم 'اعوان' کے تین قبائل وجود پذیر ہو چکے ہیں:-

(i) قطب شاہی اعوان (ii) عباسی اعوان (iii) علوی اعوان

قوم اعوان کے مذکورہ تینوں قبائل کے شجرہ جات مختلف ہیں۔قطب شاہی اعوان کا شجرہ نسب حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔عباسی اعوان کا شجرہ نسب حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔جبکہ علوی اعوان کا شجرہ نسب حضرت محمد الحنیفہ رضی اللہ عنہ (محمد الاکبر) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاملتا ہے۔

حوالہ جات

(1) محبت حسین اعوان۔ اعوان اور اعوان گوتیں (ادارہ تحقیق الاعوان ۔ 508 یونی شاپنگ سنٹر عبداللہ ہارون روڈ کراچی۔ جنوری2006ء)ص20
(2) محمد کریم خان اعوان۔تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان ۔سنگولاراولاکوٹ آزادکشمیر۔ستمبر2015ء) ص69-70
(3) سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سلطانی اردوترجمہ(اللہ والے کی قومی دوکان بازارکشمیری لاہور۔1345ھ)ص4-5
(4) سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سلطانی اردوترجمہ(1345ھ)ص5
(5) محمد کریم خان اعوان۔مختصرتاریخ علوی اعوان (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان ۔سنگولاراولاکوٹ آزادکشمیر۔اگست2015ء)ص22
(6) محبت حسین اعوان۔ اعوان تاریخ کے آئینے میں (ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 508 یونی شاپنگ سنٹر۔عبداللہ ہارون روڈ کراچی۔2006ء)ص115
(7) محمد کریم خان اعوان۔تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ستمبر2015ء)ص76
(8) شاہ دل اعوان۔تحفۃ الاعوان (افکارالاعوان پاکستان F-8مرکز اسلام آباد۔مارچ2016ء)ص94
(9) محمد کریم خان اعوان۔تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ستمبر2015ء)ص24
(10) محبت حسین اعوان۔اعوان تاریخ کے آئینے میں جنوری2006ء)ص60
(11) محمد کریم خان اعوان۔مختصرتاریخ علوی اعوان (اگست2015ء)ص25 تا27
(12) محمد کریم خان اعوان۔تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (ستمبر2015ء)ص16
(13) محمد کریم خان اعوان۔تحقیق الانساب(طلحہ جانی پبلشرزآبپارہ اسلام آباد2013ء)ص94
(14) محمد کریم خان اعوان۔تحقیق الانساب(2013ء)ص94
(15) محبت حسین اعوان۔اعوان تاریخ کے آئینے میں(2006ء)ص103
(16) محبت حسین اعوان۔اعوان تاریخ کے آئینے میں(2006ء)ص50
(17) محمد کریم خان اعوان۔مختصرتاریخ علوی اعوان (اگست2015ء)ص13
(18) محبت حسین اعوان۔اعوان اوراعوان گوتیں(جنوری2006ء)ص20

شجرہ نسب قطب شاہی اعوان

اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت زبیرؒ

حضرت جحر شاہ

حضرت شیخ احمد شاہ

حضرت شیخ سکندر شاہ

حضرت شیخ عبیق شاہ

حضرت شیخ اُدھم شاہ

حضرت شیخ دُراب شاہ

حضرت شاہ نواب شاہ

حضرت شیخ فرطک شاہ

حضرت شیخ محمود شاہ

حضرت فیروز شاہ

حضرت شیخ سلطان حسین شاہ

حضرت امان اللہ

حضرت شیخ قطب شاہ
(سالارِ سومنات)

حوالہ

صاحبزادہ سلطان حامدؒ۔
مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ
(اللہ والے کی قومی دکان۔
بازار کشمیری لاہور۔
1345ھ) ص5

شجرہ نسب عباسی اعوان

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

عباس
↓
عبیداللہ
↓
حسن
↓
حمزہ
↓
جعفر
↓
علی
↓
قاسم
↓
طیار
↓
حمزہ
↓
یعلیٰ
↓
عون

حوالہ

شاہ دل اعوان۔ تحفۃ الاعوان
(افکار الاعوان پاکستان
F-8 مرکز اسلام آباد
مارچ 2016ء)
ص 132

شجرہ نسب علوی اعوان

مرات مسعودی (فارسی) تالیف عبدالرحمن چشتی علویؒ 1074ھ	منبع الانساب (فارسی) تالیف سید معین الحق جھونسویؒ 1426ء	تصدیق شدہ مستند شجرہ نسب قطب شاہی علوی اعوان
اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالبؓ	علی بن ابی طالب علیہ السلام	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
محمد حنفیہؒ (محمد الاکبر)	ابوالقاسم محمد حنیفؒ (محمد الاکبر)	محمد الاکبرؒ (محمد حنفیہؒ)
عبدالمنان غازی	علی عبدالمناف	علی عبدالمناف
بطل غازی (عون قطب شاہ غازی)	عون قطب غازی	عون قطب شاہ غازی
ملک آصف غازی	آصف غازی	محمد آصف غازی
شاہ عمر غازی	شاہ غازی	شاہ علی غازی
شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی
طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی
طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی
عطاء اللہ غازی	عطاء اللہ غازی	عطاء اللہ غازی
سالار ساہو غازی (شاہو غازی)	سالار شاہو غازی	سالار قطب حیدر غازی
سالار مسعود غازی شہید (قطب شاہی علوی اعوان) کا مزار مبارک بہرائچ ہندوستان میں مرجع خلائق عام ہے	سعید الدین سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کا مزار مبارک بہرائچ ہندوستان میں مرجع خلائق عام ہے	عبداللہ گولڑہ، محمد کندلان، مزمل علی کلگان، زمان علی کھوکھر، ودیتیم جہاں شاہ، محمد علی، نادر علی، بہادر علی، کرم علی، نجف علی و فتح علی
وضاحت: عطاء اللہ غازی کے تین فرزند سالار ساہو غازی، سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی تھے		

مندرجہ بالا جدول کے تقابلی جائیزہ کے بعد منبع الانساب میں درج شجرہ نسب ہی درست و مستند ہے

حوالہ

محمد کریم خان اعوان تاریخ قطب شاہی علوی اعوان

(ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، سنگولہ راولاکوٹ آزاد کشمیر۔ ستمبر 2015ء) ص 71۔ انگہ شریف

اَنگہ شریف

قبیلہ اعوان خراسان سے ہند میں داخل ہوا۔ دریائے سندھ کے کنارے پنجاب میں کالا باغ پر قبضہ کیا۔ مشرقی کوہستان کے ہندو راجاؤں نے (خٹک اور جنجوعہ وغیرہ اقوام) مختلف ریاستیں قائم کر کے مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔ ان ریاستوں میں دھنی اور پوٹھوہار کا علاقہ شامل تھا۔ قوم اعوان نے ان سے لڑنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ان راجاؤں کو تہ تیغ کر کے علاقہ کوہستان پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح کالا باغ سے لیکر بھیرہ کی حدود تک علاقہ قوم اعوان کے قبضہ میں آ گیا۔ قوم اعوان کے مختلف قبائل نے الگ الگ گاؤں اور شہر آباد کئے۔ اسی وجہ سے اس علاقہ کا نام اعوان کار پڑ گیا۔

علاقہ اعوان کار کی مشہور وادی سون کی ایک بہت پرانی بستی کا نام اَنگہ ہے حضرت میر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اَنگہ کو اپنا مسکن بنایا اور یہیں دین کے درس و تدریس کی شمع روشن کی۔ انہوں نے اپنی حیات کا بیشتر حصہ اَنگہ میں گذارا۔ مفتوحہ علاقہ جات کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کیا تو وادی سون اور اَنگہ اپنے بیٹے شیخ امیر شاہ کو دیا۔ حضرت شیخ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شیخ بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ (والد بزرگوار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ) تک سولہ پشتیں اَنگہ میں رہائش پذیر رہیں۔

حضرت شیخ بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے والد شیخ فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اَنگہ کے قبرستان میں ہے۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والد اور والدہ ماجدہ کی جائے پیدائش بھی انگہ ہی ہے۔ سیّد احمد سعید ہمدانی کتاب حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (حیات و تعلیمات) میں اَنگہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انگہ کسی زمانہ میں تعلیم و تدریس کا مرکز رہا ہے۔ اس صدی کے اوائل تک دُور دُور سے طلباء علم کے حصول کی تلاش میں یہاں آتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کچھ عرصہ تک یہاں کے ایک عالم دین کے مدرسہ میں تعلیم پائی۔ یہاں کے ہمدانی سادات اور اعوانوں میں سے قاضیوں اور قبیلے کی دوسری شاخوں میں کئی علماء اور اولیاء ہوئے ہیں۔ جن کی کرامات آج تک مشہور ہیں۔ علاوہ ازیں اس دور میں بھی انگہ ایسی شخصیات کے حوالے سے معروف ہے۔ جنہوں نے قومی و بین الاقوامی سطح پر شہرت پائی ہے۔ علامہ غلام مرشد صاحب جو سالہا سال شاہی مسجد لاہور میں خطیب رہے، اَنگہ کے رہنے والے تھے اور اُن کا مزار بھی اب یہیں انگہ کے ایک قدیم قبرستان (جو حافظ رحمت اللہ کا قبرستان کہلاتا ہے) میں موجود ہے۔ مشہور شاعر، ادیب اور دانشور احمد ندیم قاسمی اور نامور صحافی اور ادیب ظہیر بابر دونوں کا آبائی گاؤں بھی یہی اَنگہ ہیں۔

اَنگہ کے پرانے قبرستان میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مُبارک موجود ہے۔ اِس بڑے

قبرستان کے ساتھ چھوٹے احاطے میں حضرت سُلطان باھُوؒ کے نانا رحمتہ اللہ علیہ اور نانی رحمتہ اللہ علیہا کی قبریں بھی موجود ہیں۔ حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کی پیدائش بھی اَنگہ میں ہوئی۔ جوانی بھی یہیں گذاری اور شادی بھی اَنگہ ہی میں ہوئی۔

خوشاب سے سکیسر جانے والی سڑک کی جانب شمال وادی سون سکیسر میں واقع گاؤں اَنگہ کا حدود اربعہ اس طرح ہے۔

سکیسر روڈ پر واقع نوشہرہ سے 2 کلومیٹر جانب جنوب مغرب، گاؤں مناواں ہے۔ مناواں سے بفاصلہ 5 کلومیٹر گاؤں اُگالی ہے اور اُگالی سے 3 کلومیٹر کے فاصلہ پر تقریباً جانب شمال انگہ واقع ہے۔ انگہ سے جانب جنوب 6 کلومیٹر پر گاؤں **سبھرال** ہے۔ **سبھرال** سے آگے جانب جنوب مغرب مشہور آبادی کا نام کُفری ہے۔ کُفری سے اَنگہ کا فاصلہ 10 کلومیٹر ہے۔ انگہ سے جنوب میں گاؤں اُگالی واقع ہے اور شمال مغرب میں 10 کلومیٹر کے فاصلہ پر گاؤں دندہ شاہ بلاول آباد ہے۔ انگہ کی جانب شمال اور مشرق میں پہاڑ اور جنگلات ہیں۔

اَنگہ کی آبادی ضلع خوشاب کی حدود میں واقع ہے۔

حدود اربعہ اُنگہ شریف

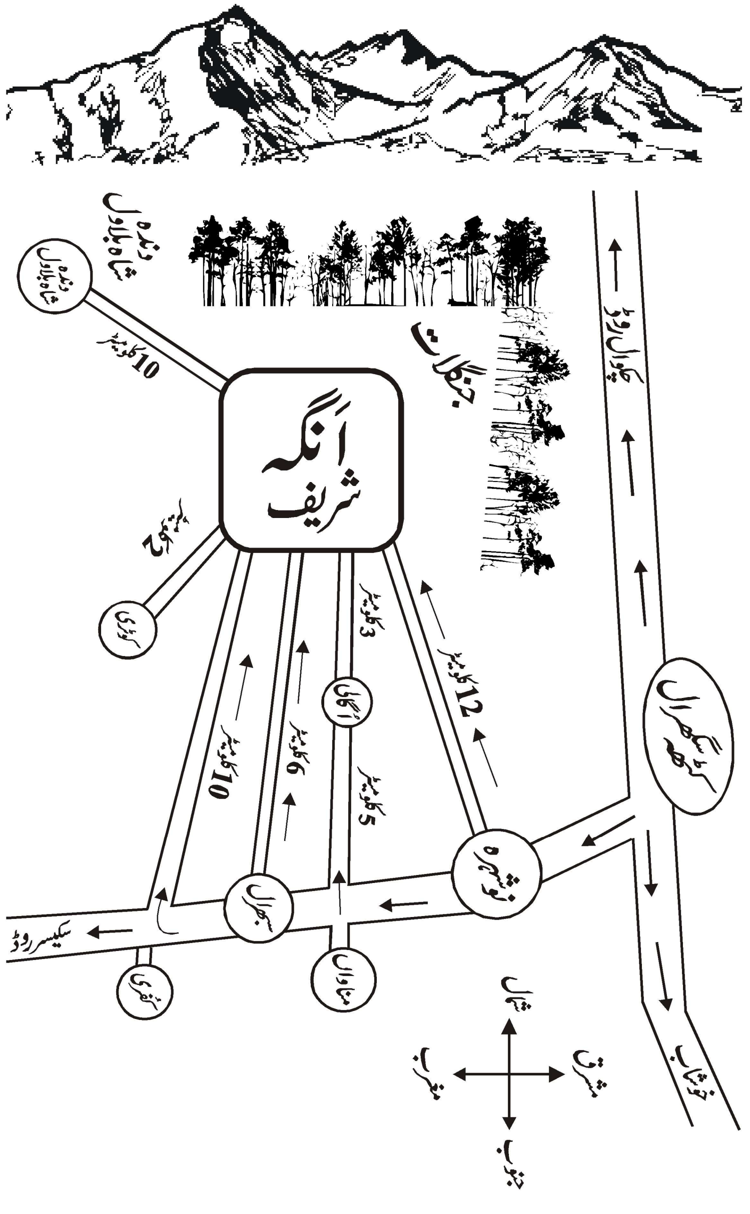

شورکوٹ

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے وسط میں واقع ضلع جھنگ ہے۔ضلع جھنگ کی ایک تحصیل کا نام شورکوٹ ہے۔ جھنگ ملتان روڈ پر آباد شورکوٹ شہر جھنگ سے 56 کلومیٹر اور ملتان سے 102 کلومیٹر کے فاصلہ پر آباد ہے۔شورکوٹ کی تاریخ قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ 900 قبل مسیح کے فرعون مصر کی حکمرانی میں شورکوٹ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ دریائے چناب کے بائیں کنارے آباد اس شہر کے نام کے حوالہ سے مختلف قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔ مورخین لکھتے ہیں کہ مصر کے فرعونوں کے بعد شورکوٹ آریہ حکمرانوں کے زیراثر رہا۔ بلال زبیری 'تاریخ جھنگ' میں لکھتے ہیں کہ مصریوں کے بعد ایک مدت تک آشوری قوم ملتان پر حکومت کرتی رہی۔ ممکن ہے ایشورکوٹ کے نام کو انہوں نے آشورکوٹ کا تلفظ دے دیا ہو۔ اس حوالہ سے دیکھا جائے تو اس شہر کا پہلا نام ایشورکوٹ ہے۔ کوٹ قلعہ کو کہا جاتا ہے۔ اس طرح ایشورکوٹ کا مطلب ہے ایشور کا قلعہ۔ یہ نام بعدازاں آشورکوٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ایشورکوٹ کا تلفظ بدل گیا جو شورکوٹ کی صورت میں آج بھی موجود ہے۔

ایک روایت کے مطابق جھنگ کا تمام علاقہ 326 ق۔م تک چندر گپت خاندان کی حکومت کا حصہ رہا۔ اسی خاندان کے ایک دریادل اور باہمت راجہ شور نے یہاں قلعہ تعمیر کرایا۔ اسی نسبت سے اس آبادی کا نام شورکوٹ مشہور ہو گیا۔

پنجاب پر اَن گنت حملہ آور آتے رہے ہیں۔ سکندر یونانی نے پنجاب پر حملہ کیا پنجاب میں دریا جہلم اور دریا چناب کے علاقوں کو فتح کیا۔ برہمن گڑھ (موجودہ جھنگ) کو فتح کیا۔ دو ماہ کے محاصرہ کے بعد شورکوٹ کو اپنے قبضہ میں لیا۔ سکندر یونانی نے شورکوٹ پر قبضہ 324 ق م میں کیا۔

راجہ داہر کے تسلط سے آزاد کرانے کیلئے محمد بن قاسم شورکوٹ 93ھ میں پہنچا۔ ریاست علی ندوی اپنی کتاب 'عہد اسلامی کا ہندوستان' میں لکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم نے شورکوٹ کو راجہ داہر سے آزاد کرایا اور جلال الدین محمود غازی کو شورکوٹ کا گورنر مقرر کیا۔ شورکوٹ کے پہلے مسلمان گورنر جلال الدین محمود غازی کا مزار شورکوٹ کے قبرستان میں آج بھی موجود ہے۔ جھنگ ملتان روڈ کی جانب مشرق موجود اس قبرستان کو قبرستان غازی پیر کہا جاتا ہے۔

سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے 396ھ میں شورکوٹ کو فتح کیا۔ غزنویوں کے دورِ حکومت کے بعد راجپوتوں نے شورکوٹ پر اپنا قبضہ جما لیا۔ 1193ء میں شورکوٹ محمد غوری کے قبضہ میں آ گیا۔ شمس الدین التمش نے 1218ء میں شورکوٹ کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔

جنرل طرطائی چنگیزی کی وحشت نے خوشاب سے شورکوٹ تک کا علاقہ تباہ کیا۔ 1280ء میں سلطان محمد بلبن نے شورکوٹ کو اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ سلطان محمد بلبن جب شورکوٹ آیا تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے شورکوٹ کے پہلے مسلمان گورنر جلال الدین محمود غازی کا مزار بھی تعمیر کرایا۔ 1284ء میں امیر تیمور نے شورکوٹ پر حملہ کیا۔ اور شورکوٹ میں خوفناک تباہی مچائی۔ یحییٰ بن احمد سرہندی کتاب تاریخ مبارکشاہی میں اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ دہلی کے حکمران مبارک شاہ کی ملتان کے سردار مغل علی مرزا سے بھرپور جنگ 836ھ میں ہوئی۔ جس میں دہلی کے حکمران مبارک شاہ کامیاب ہوا۔ یہ جنگ شورکوٹ میں لڑی گئی۔ مغل بادشاہ بابر نے پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی تو شورکوٹ کا علاقہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گیا۔ شیر شاہ سوری کے دورِ حکومت میں گورنر تاج الدین سوری نے موجودہ شہر شورکوٹ کو آباد کیا۔

مغل بادشاہ شاہجہان کے دورِ حکومت میں ملتان کے صوبیدار اور راجہ امروٹ کے درمیان جھگڑا ہوا۔ نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ صوبیدار ملتان نے جنگ کی تیاری کی۔ اُس کے حملہ سے قبل حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ تنہا راجہ امروٹ کے دربار میں پہنچے۔ راجہ امروٹ کا سر قلم کر کے واپس صوبیدار ملتان کے پاس لے آئے۔ اس واقعہ کی اطلاع دہلی میں شاہجہان کے پاس پہنچی۔ شہنشاہ شاہجہان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہادری پر بہت خوش ہوا۔ اُس نے شورکوٹ کے قریب واقع قلعہ قہرگان برائے رہائش اور خرچ کیلئے پچاس ہزار بیگھے زمین انعام کے طور پر حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دی۔ حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے ہمراہ شورکوٹ کو اپنا مسکن بنایا۔

قلعہ قہرگان شورکوٹ سے تقریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر دریا چناب کے کنارے پہ واقعہ تھا۔ جاگیر کی ایک حد قلعہ سے متصل تھی اور اُس کی بقیہ حدود مغربی جانب پھیلی ہوئی تھی۔ اس جاگیر کا بیشتر حصہ جنگل اور بیلا کی صورت میں تھا۔ کچھ رقبہ میں کنویں تھے جو کاشتکاری کیلئے استعمال ہوتے تھے۔ اس طرح زمین کو کاشت کیلئے چاہی نظام کے ساتھ ساتھ بارانی طریقہ بھی استعمال ہوا کرتا تھا یعنی بارش آنے پر ہی کاشتکاری ہوتی تھی۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے شورکوٹ کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فیصلہ کا سبب کیا تھا؟ اس بارے میں مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ شورکوٹ بہت متبرک مقام تھا اس واسطے کہ وہاں بزرگوں اور شہیدوں کی زیارت گاہیں اور مقبرے بکثرت ہیں اور وہاں کے باشندے بھی قریباً سب کے سب عالم، شریعت کے پابند اور دیندار تھے۔ وہاں پر جمعہ اور دونوں عیدوں کی نمازیں حاصل ہو جاتی تھیں۔ بادشاہ شاہجہان کی طرف سے جاگیر بطور وجہ معاش اکثر اسی علاقہ میں مقرر ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ معہ بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا شورکوٹ میں رہنے سہنے لگے۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے 1039ھ بمطابق 1629ء میں شورکوٹ کو اپنا جائے مسکن بنایا۔ شورکوٹ کی شہرت تو صدیوں پر محیط چلی آ رہی تھی۔ مگر اسے عظمت و سربلندی کا مقام اُس وقت نصیب ہوا جب سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

کی ولادت باسعادت اِس شہر (شورکوٹ) میں ہوئی۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے شورکوٹ میں رہائش پذیر ہونے کے بعد اپنی ظاہری حیات مبارکہ کا بقیہ حصہ یہیں پر گذارا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات شریف شورکوٹ شہر میں ایک ہی مقام پر ہیں۔ وہ مقام 'دربار مائی باپ رحمۃ اللہ علیہ' کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ 'دربار مائی باپ رحمۃ اللہ علیہ' شورکورٹ کے تحصیل چوک کی جانب شمال مغرب تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر موجود ہے۔ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ دریا کی دائیں جانب تحصیل احمد پور سیال کی حدود میں واقع ہے۔ دریا پر پُل تعمیر ہونے سے اَب دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اور دربار مائی باپ رحمۃ اللہ علیہ کا فاصلہ انتہائی کم ہو کر صرف بائیس کلومیٹر رہ گیا ہے۔ جس سے زائرین کو آسانی میسر آچکی ہے۔

1849ء میں پنجاب پر انگریزوں کا تسلط ہو گیا۔ انہوں نے ریاستوں کی حد بندی ختم کر کے ضلعے بنا دیئے۔ ضلع جھنگ کو چار تحصیلوں میں تقسیم کیا۔ جن میں سے ایک تحصیل شورکوٹ کو بنایا گیا۔

بابِ دوئم

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر قطب حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے وادی سون سکیسر کے گاؤں اُنگہ کو اپنا مسکن بنایا اور دینِ اسلام کی تعلیم وتدریس کا کام شروع کیا۔اس لیے اُنگہ کے باسیوں کا دین اسلام سے گہرا و مضبوط تعلق رہا ہے۔انگہ میں چار صدیاں قبل سے آباد خاندانوں میں حضرت سُلطان فتح محمد کا شمار بھی ہوتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان عالم، فاضل اور دین سے رغبت رکھنے والا تھا۔حضرت سُلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گہری محبت وعقیدت تھی۔اسی نسبت کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نومولود بچے کا نام (بازید محمد) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو ملا کر رکھا۔

اسمِ بازید محمد کے معنی ہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ متشرع، دیندار اور حافظ قرآن تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم فاضل، پرہیزگار اور نیکوکار شخصیت کے حامل تھے۔سپہ گری چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وراثتی مشغلہ تھا اس لئے دہلی جا کر فوج میں بھرتی ہو گئے۔

فوج میں کئی بار جوہر دکھائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صلاحیتوں کی قدر کرتے ہوئے مغل شہنشاہ شاہجہان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو منصب دار مقرر کر دیا۔اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جوانی فوج ہی میں گذاری۔چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فرزند نہ تھا۔اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اولاد کی خاطر وسط عمر یا ڈھلتی عمر میں نیا نکاح کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نیک سیرت، پرہیزگار اور عبادت گذار شخصیت تھیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہا کی کرامات ظاہر ہوئیں۔چنانچہ اسی اثر کا نتیجہ ہوا کہ حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں محبت الٰہی جوش زن ہوئی۔دل ودماغ میں افکار آشکار ہوئے کہ بیوی تو خدا دوست ہو اور اس کا شوہر غفلت میں مبتلا ہو۔نتیجتاً آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منصب داری چھوڑ کر دُنیا ترک کر دی۔تن تنہا گھوڑی پر سوار ہتھیار لگائے ریاست چھوڑ کر چلے گئے۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ ملتان پہنچے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملتان پہنچنے سے قبل ناظم ملتان کو سلطنت دہلی کی جانب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش کا حکم پہنچ چکا تھا۔جب ناظم ملتان نے حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک، لباس، آلات جنگ اور سواری کی گھوڑی (سون پری) دیکھی تو اصل حالات دریافت کئے۔لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصل حالات پسِ پردہ رکھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں ایک مکان کے اندر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔آخر ایک ولی اور بارگاہِ الٰہی کے خاص بندے ہوئے۔

چند ماہ بعد راجہ امروٹ اور صوبیدار ملتان میں جھگڑا ہوا۔نوبت لڑائی تک جا پہنچی۔ملتان کے صوبیدار نے راجہ امروٹ پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔مگر اُس نے اس کام میں شرکت کیلئے حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو یاد نہ کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طور پر گھوڑی پر ضروری اسباب

باندھا، ہتھیار لگا کر سوار ہوئے اور ملتان کے صوبیدار کے پاس پہنچ گئے ۔ کار خدمت کیلئے کہا۔صوبیدار نے پوچھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کس برادری میں شامل ہو کر فوج کے ساتھ شریک ہوں گے ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو کچھ مجھ سے ہوگا میں اکیلا ہی خدمت سرانجام دوں گا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر کچہری میں موجود تمام آدمی مسکرائے ۔صوبیدار نے کہا کوئی مضائقہ نہیں ۔جس طرح یہ مرد کہے اسی طرح کرنا چاہیے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ راجہ امروٹ کی تصویر دے دیں علاوہ ازیں میرے ساتھ ایک وہ شخص روانہ کریں جو مجھے راستہ بتا سکے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سلام کہہ کر اللہ تعالیٰ کے بھروسے روانہ ہوئے۔امروٹ کے قریب پہنچ کر ساتھی کو رخصت کر دیا۔اور خود شہر کی جانب چل پڑے۔شہر کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایلچی سمجھا اس لئے بلا روک ٹوک راجہ امروٹ کی کچہری میں پہنچ گئے۔گھوڑی کو ایک جگہ کھڑا کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام حاضرین کچہری کے لباس اور اُن کی ہیبت کا بغور جائزہ لیا۔جب راجہ کے قریب جا پہنچے اور محسوس کیا کہ یہاں سے راجہ پر وار ہو سکتا ہے۔میان سے تلوار نکالی اور ایک ہی وار سے راجہ امروٹ کا سر کاٹ کر اُٹھا لیا۔گھوڑی پر سوار ہوئے۔اتنے میں کہرام مچ گیا۔

شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے ۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گھوڑی (سیون پری) کو ایسی توفیق عنایت فرمائی کہ قلعہ کی ایک دیوار پر سے صحیح سلامت کود گئی ۔ یہ واقعہ 'مناقبِ سُلطانی' میں تحریر کرتے ہوئے صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اہل یقین بھائیوں اور دینی بھائیوں کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ مجاہدین اسلام علیہم الرضوان سے اس قسم کے محال معاملات کس قدر وقوع میں آئے اور کیسی کیسی جوانمردیاں اُن سے ظہور میں آئیں۔اس طرح کے واقعات کئی ایک کتب میں موجود ہیں۔ (1)

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے صوبیدار کے پاس راجہ امروٹ کا سَر لے آئے۔صوبیدار کا لشکر ابھی راستے میں ہی تھا کہ یہ عجیب کام ظہور میں آیا۔وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔صوبیدار نے حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک اور آپ کی گھوڑی کی تصویر کے علاوہ اس مخصوص واقعہ سے متعلق معلومات بادشاہ دہلی کی خدمت میں روانہ کیں۔بادشاہ دہلی نے ان تصویروں کو دیکھا، واقعہ سنا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام معلوم کیا تو اُسے یقین ہوا کہ اُس گھوڑی پر سوار بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔اسے یہ بھی تسلی ہوئی کہ یہ کام بفضلِ الٰہی آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے کیا ہے۔ (2)

شہنشاہ دہلی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس جوانمری پہ اتنا خوش ہوا کہ اُس نے شورکوٹ کے قریب واقع قلعہ قہرگان اور کئی ہزار بیگھے زمین حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو انعام کے طور پر دے دی۔صوبیدار ملتان نے اپنی جانب سے ایک گاؤں بوسن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا۔اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستقل رہائش شورکوٹ میں اختیار کی۔حضرت بی بی راستی علیہا الرحمۃ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہیں رہائش پذیر ہوئیں۔

ڈاکٹر سُلطان الطاف علی اپنی کتاب 'باھُو نامہ' کے صفحہ 47 پر (بحوالہ مناقبِ سُلطانی قلمی ص 201) حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں:-

’’ سُلطان حامد قادری کے مطابق حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حافظ بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو مزید فرزند بھی ہوئے ہیں۔ایک کا نام سُلطان جان محمد جو اِس دُنیا سے مجرد حال میں ہی گزرے ہیں۔ایک مسماۃ بی بی مہر خاتون تھیں۔ جنکا ایک فرزند بنام سُلطان خیر محمد ہوا ہے۔یہی سُلطان خیر محمد جو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے خواہرزادہ تھے۔جن کا حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی بی بی رحمت خاتون سے نکاح ہوا۔‘‘ (3)

ڈاکٹر سُلطان الطاف علی مزید لکھتے ہیں:-

’’ سُلطان جان محمد برادر حضرت سُلطان العارفین قدس سرہ العزیز کا مزار شورکوٹ کے مشہور بھڑ (قدیم قلعہ خاکی) کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ میں نے اِس مزار کی زیارت کی ہے جو ایک ’پیلو‘ کے درخت کے نیچے ہے۔‘‘ (4)

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے شورکوٹ کو ہی اپنا مستقل مسکن بنا لیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات کا باقی عرصہ ذاتِ باری تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں ہی بسر کیا۔

حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے ’مناقبِ سُلطانی‘ میں حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کی تاریخِ وِصال کا ذِکر نہیں کیا۔البتہ آپ علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے بارے ’مناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ ص128)‘ میں تحریر اِس طرح ہے:-

’’حضرت سُلطان بازید محمد علیہ الرحمۃ کا مزار شریف خاص قصبہ شورکوٹ میں حضرت شیخ طلحہ علیہ الرحمۃ کے مزار کے پاس شیخ طلحہ کی مسجد معظم میں ہے۔‘‘ (5)

جھنگ کے اولیائے کرام کے حوالہ سے لکھی گئی کتاب ’تذکرۂ اولیاء جھنگ (ص98)‘ میں بلال زُبیری نے آپ علیہ الرحمۃ کی عمر 60 سال اور آپ علیہ الرحمۃ کے وصال کا سال 1056 ہجری تحریر کیا ہے۔آپ علیہ الرحمۃ کا وصال شورکوٹ میں ہوا۔آپ علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک بھی شورکوٹ میں موجود ہے۔ جو ’دربار مائی باپ‘ کے نام سے مشہور ہے۔ ملک کے کونہ کونہ سے ہزاروں لوگ ’دربار مائی باپ‘ پر حاضری دیتے ہیں اور قلبی سکون حاصل کرتے ہیں۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دوکان بازار کشمیری لاہور۔1345ھ) ص10-11
(2) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (1345ھ) ص12
(3) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُوؒ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد۔س،ن) ص47
(4) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُوؒ نامہ (س،ن) ص47
(5) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (1345ھ) ص128

حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا

سون سکیسر علاقہ پوٹھوہار کی مشہور وادی ہے۔ وادی سون سکیسر میں آبادکاری کا سلسلہ قدیمی ہے۔ جن میں انگہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، بہت سے دیندار، متشرع، اسلامی فقہ کے علماء وقرآن کے حافظ، درویش وفقراء کے علاوہ علم وادب کے نامور لوگوں نے انگہ میں پرورش پائی۔ سُلطان الفقراء فنافی ھُو حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ العزیز کے والد گرامی حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا آبائی گاؤں بھی اَنگہ ہے۔

حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کی پاکیزگی اور پارسائی کے چرچے پورے خاندان میں عام تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہا ہروقت زہد وتقویٰ اور ذِکر میں مشغول رہتی تھیں۔ اکثر وبیشتر آپ رحمتہ اللہ علیہا گاؤں سے باہر علیحدگی اختیار کر کے ذکرِ باری تعالیٰ میں محو ہو جایا کرتیں۔ اس بارے میں اسی علاقہ کے نامور قلمکار سیّد احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے دامن میں ایک بہت بڑی چونے کے پتھر (Limi Stone) کی ٹھوس چٹان موجود ہے۔ جو پھیلاؤ اور حجم میں تو سومکعب فٹ اور دس بارہ فٹ اونچی ہوگی۔ اس کے گرد ایک اونچا سا چبوترہ بھی بنا ہوا ہے۔ اس کے بارے میں یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ یہاں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا بیٹھا کرتی تھیں اور ذکر کیا کرتی تھیں۔ (1)

اس چٹان پر اَب بھی جنگلی زیتون اور پُھلاہ کے بڑے بڑے درخت سایہ کئے ہوئے ہیں۔ کئی سال قبل وہاں پر انجیل کا بڑا درخت بھی تھا۔ جو اپنی معیاد پوری کرنے کے بعد گر گیا۔ اس پہاڑی پر حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے بیٹھ کر ذِکرِ الٰہی میں محو ہونے کے عمل کو حقیقت تسلیم کرنے کے حوالہ سے سیّد احمد سعید ہمدانی مزید لکھتے ہیں کہ یہ بات عام لوگوں کو بھی معلوم تھی وگرنہ آپ کے اپنے شوہر کے پاس شورکوٹ چلے جانے کے بعد اُس چٹان کو یادگار کے طور پر محفوظ رکھنے کا خیال کسی کو نہ آتا۔ (2)

حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے ذکر باری تعالیٰ میں محو رہنے اور آپ رحمتہ اللہ علیہا کے مقام کے حوالہ سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی کتاب محک الفقراء (کلاں) میں فرمایا ہے کہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا ذکر خفیہ میں اس قدر مستغرق تھیں کہ ان کی آنکھوں سے خون بہتا تھا۔ گویا ان کو ذکر حضور الحق حاصل تھا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب محک الفقراء (کلاں) میں اپنی والدہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے بارے میں شعری انداز میں یوں بھی تحریر فرمایا:-

رحمت و غفران بُود بر راستیؒ

راستیؒ از راستی آراستی (3)

(حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا پر ذاتِ باری تعالیٰ کی رحمت ہو۔۔راستی رحمۃ اللہ علیہا، راستی کے ساتھ آراستہ کی گئی ہے۔)

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا گاؤں انگہ کے رہائشی اعوان قوم میں پیدا ہوئیں اور وہیں پرورش پائی۔آپ کی شادی اپنے ہی گاؤں اور اپنی ہی برادری کی نامور شخصیت حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ سے سرانجام پائی۔حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کو سلطنت دہلی کی جانب سے علاقہ کا منصب دار مقرر کیا گیا تھا۔حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کی پارسائی اور پاکیزگی تو پورے خاندان اور گاؤں میں پہلے سے ہی مشہور تھی۔ جس کے اثرات آپ علیہ الرحمۃ کے خاوند پر بھی ہونا شروع ہوگئے۔حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کی کچھ کرامات جب حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ پر ظاہر ہوئیں تو وہ بہت متاثر ہوئے۔اُن کے دل میں محبت الٰہی جوش کے ساتھ حرکت میں آئی۔خیال پیدا ہوا کہ اس قدر عمر مفت میں ہی گنوادی۔ان کے دل میں اس سوچ وفکر نے بھی گھر کر لیا کہ بیوی تو خدا دوست ہے جبکہ شوہر غفلت اور حرص وہوا میں مبتلا ہے۔آخر فیض اَزلی نے آپ علیہ الرحمۃ کو متنبہ کیا۔آپ علیہ الرحمۃ نے عہدہ منصب داری اور دنیا ترک کر دی۔تن تنہا گھوڑی پر سوار ہتھیار لگائے ریاست چھوڑ کر چلے گئے۔

راجہ امروٹ والے واقعے کے بعد حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کی سکونت ملتان میں ہی تھی کہ یہ خبریں آپ کے گھر تک پہنچ گئیں۔اس حوالہ سے مناقبِ سلطانی میں سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ خبر سنتے ہی حضرت سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دو ماموں جو آنخضرت کی والدہ ماجدہ کے حقیقی بھائی تھے ملتان آئے۔اور حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ سے ملاقات کر کے انہیں واپس تشریف لیجانے کے لئے ملتمس ہوئے۔حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ وطن واپس تشریف لے جائیں اور اپنی حقیقی بہن راستی قدس سرہا (اہلیہ حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ) سے پوچھیں۔اگر انہوں نے بھی واپس جانے کے لئے کہا تو میں وطن چلا جاؤں گا۔انہوں نے ایسا ہی کیا، چنانچہ جب وطن جا کر مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ الٰہی بھید ہے۔مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ میں باھُو رحمۃ اللہ علیہ نام کا فرزند نرینہ ہے۔جو مادرزاد وَلی ہونے والا ہے۔اُس کی پیدائش اور اُس کا ظہور ملک چناب میں ہوگا۔یہ لڑکا تارک الدنیا ہوگا۔ہمیں بھی اس کی متابعت میں دنیا کے ترک کرنے کا حکم ہے اور ملک مذکور میں رہنا سہنا ہوگا۔اس لئے مجھے اس کے باپ حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچاؤ۔پس مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے بھائیوں نے ویسا ہی کیا۔ (4)

کچھ عرصہ ملتان میں رہنے کے بعد آپ نے اپنی مستقل رہائش شورکوٹ میں رکھ لی۔صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر (مناقبِ سُلطانی ترجمہ ص 129) سے عیاں ہے کہ جب حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے سفر سے واپس آئے تو اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

والدہ ماجدہ حیات تھیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت حضرت سُلطان باھُو ؒ کی عمر چالیس (40) برس تھی۔ حضرت سُلطان باھُو ؒ کی ولادت کا سن 1039ھ ہے۔ اس طرح یہ حقیقت عیاں ہے کہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا 1079 ہجری تک حیات تھیں۔ اس طرح اُن رحمۃ اللہ علیہا کا وصال 1080 ہجری میں یا اُس کے بعد ہوا۔

حوالہ جات

(1) سیّد احمد سعید ہمدانی۔ حضرت سُلطان باھُو ؒ۔ حیات و تعلیمات
(حضرت سُلطان باھُو ؒ اکیڈمی ظفر روڈ لاہور چھاونی۔ مارچ 1987) ص 31

(2) سیّد احمد سعید ہمدانی۔ حضرت سُلطان باھُو ؒ
حیات و تعلیمات (مارچ 1987ء) ص 36

(3) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔ عین الفقر اردو ترجمہ (صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن اعوان۔
مکان نمبر 178 گلی نمبر 7۔ راول ٹاؤن اسلام آباد جون 2010ء) ص 31

(4) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ
(اللہ والے کی قومی دوکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 12-13

ولادت حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ العزیز

اللہ رَب العالمین نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو خاتم المرسلین کا مقام عطا فرما کر آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا۔ ذاتِ باری تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے فیوض و برکات کا سلسلہ تا قیامت جاری رکھنے کیلئے اپنے محبوب ﷺ کی اُمت میں سے جس کو چاہتی ہے اپنی رحمت سے خاص بنا دیتی ہے۔ اس طرح رَب العالمین یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔

اس فرمان سے اللہ تعالیٰ ایک جانب تو ساری کائنات کو اپنی مرضی و خواہش کے مطابق چلانے کے اختیار کو بیان فرما رہا ہے۔ اور دوسری جانب ہمیں یہ بھی سمجھا رہا ہے کہ محض کسی کے مادی وسائل یا طاقت کی بنا پر اس کو اعلیٰ وارفع مقام یا قرب الٰہی میسر نہیں آ سکتا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا قرب، اپنے حبیب ﷺ کا قرب اور اعلیٰ مقام عطا فرما دے اُس سے کوئی غیر طاقت وہ مقام چھین ہی نہیں سکتی۔ اس فرمانِ الٰہی میں ایک پہلو یہ بھی شامل ہے کہ کسی کو خاص بنانے یا کسی کے درجات بلند کرنے کیلئے اونچ نیچ، ذات پات یا عمر کی کوئی پابندی نہ ہے۔ ربُ العالمین جس کو چاہے اور جس عمر میں چاہے اُسے اعلیٰ وارفع مقام سے نواز دیتا ہے اور اُس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر ہی اپنا نبی مقرر فرمایا۔ ذاتِ باری تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ربِ کائنات اپنے حبیب ﷺ کی اُمت میں سے جس کو چاہے پیدائشی طور پر اپنا ولی بنا لیتا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ذاتِ باری تعالیٰ نے پیدائشی طور پر ولایت کے خاص مقام و مرتبہ سے نوازا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا بھی اعلیٰ مقام و مرتبہ کی ولیہ کاملہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا ابھی انگہ میں ہی رہائش پذیر تھیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا کو الہام و کشف سے معلوم ہوا کہ آپ کے بطن میں جو بچہ ہے وہ اعلیٰ مقام و مرتبہ کا ولی ہوگا اور اس کی پیدائش علاقہ چناب میں ہوگی۔ چنانچہ جب حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے شورکوٹ کو اپنا مستقل مسکن بنالیا تو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا اِس دنیا میں ظہور 1039ھ بمطابق 1629ء میں ہوا۔ آپکی پیدائش کا مہینہ عام طور پر شعبان المعظم شمار کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں روایت مشہور ہے کہ آپ شیر خوارگی میں رمضان المبارک کے ایام میں والدہ کا دودھ بھی نہیں پیتے تھے۔ مناقبِ سُلطانی میں تحریر ہے کہ حضرت سُلطان العارفین مادرزاد ولی اللہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ازلی فیض حاصل تھا اور نور محمدی ﷺ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

پرورش ہوئی تھی۔ جناب غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی ماہ رمضان میں دن کے وقت ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ (1)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ماں کی گود میں پرورش نصیب فرمائی رحمۃ اللہ علیہا جو خود بھی ولیہ کاملہ کے مقام کی حامل تھیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کو ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے ولیؒ کامل کی پرورش کی جو ذمہ داری سپرد فرمائی اسے مائی صاحبہ نے اعلیٰ طریق پہ سرانجام دیا۔نتیجتاً ایک پیدائشی ولیؒ کامل کا اسم مُبارک نہ صرف زندہ ہے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان الفقراء کے مقام پہ براجمان ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔اسی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں اپنی کتاب محک الفقراء میں فرماتے ہیں:-

رحمت و غفران بُود بر راستیؒ
رَاستی از رَاستی آراستیؒ (2)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت شورکوٹ میں ہوئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سکونت کیلئے بھی شورکوٹ کو منتخب فرمایا۔شورکوٹ کے پرانا قلعہ (اب وہ قلعہ بڑے بھڑ میں ہی گم ہے) کے قرب وجوار میں آپ رحمۃ اللہ علیہ رہائش پذیر رہے۔اسی علاقہ میں آپ کے والدین کا دربار شریف (دربار مائی باپ) موجود ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سکونت کے بارے میں رسالہ روحی میں یوں تذکرہ فرمایا ہے:-

سِرِّ اسرارِ ذات باھُو فنا فی ھُو فقیر باھُو عرف اعوان
ساکن قرب و جوار قلعہ شور (3)

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ ۔مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان۔بازار کشمیری لاہور۔1345ھ) ص13

(2) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن اعوان مکان نمبر 178 گلی نمبر 7۔ راول ٹاؤن اسلام آباد۔جون 2010ء) ص31

(3) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔رسالہ روحی شریف۔اردو ترجمہ (شبیر برادرز۔اردو بازار لاہور۔فروری 1998ء) ص6

آپ قدس سرہٗ کا اسمِ مُبارک

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا ولیہ کاملہ تھیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہا کو اپنے بیٹے کی ولادت سے کچھ عرصہ پہلے ہی بذریعہ الہام خبر ہو چکی تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹے کا نام اسی مناسبت سے رکھا۔حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹے کا نام باھُو رکھا۔

اسمِ باھُو دو الفاظ (با+ھُو) کا مرکب ہے۔لفظ با بمعنی ساتھ اور لفظ ھُو ذاتِ باری تعالیٰ کا خاص اسم پاک ہے۔اسم ھُو اللہ تعالیٰ کا سِرّی اسم پاک ہے۔یہ اسم پاک اللہ رب العالمین کے اسمائے اعظم میں سے ایک ہے۔اسم ھُو کے ظاہری معنی ہیں وہی ذات پاک۔اس طرح اسم باُھو کے معنی ہوئے۔اُسی ذات پاک کے ساتھ۔

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے والدِ گرامی کا اسم مبارک بازید محمد تھا۔جس کا مطلب ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ + حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جبکہ آپ قدس سرہٗ کا اسم گرامی باھُو (ھُو کے ساتھ، ذات باری تعالیٰ کے ساتھ) ہے۔حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ والدہ محترمہ کی جانب سے رکھے گئے اس اسم
مُبارک پر قلبی طور پر مطمئن ہوئے۔اس کا اظہار آپ قدس سرہٗ نے اپنی کتاب محک الفقراء کلاں میں یوں فرمایا:-

نام باھُو مادرِ باھُو نہاد
زانکہ باھُو دائمی باھُو نہاد (1)

(باھُو قدس سرہٗ کی ماں نے باھُو قدس سرہٗ نام رکھا۔اس کا سبب یہ ہے کہ باھُو قدس سرہٗ ہمیشہ ھُو کے ساتھ ہی رہا)

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ اللہ تعالیٰ کے اسمائے اعظم میں سے ایک اسمِ ھُو کو قرار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو واصل ھُو قرار دیتے ہیں۔اس ضمن میں اپنی کتاب کلید التوحید میں آپ قدس سرہٗ کا فرمان ہے:-

باھُو با ھُو اسم اعظم مُتصِل
اہلِ اعظم چُوں بماند زیرِ گل (2)

(باھُو قدس سرہٗ اسم اعظم ھُو کے ساتھ واصل ہے۔اسمِ اعظم کے ساتھ رہنے والے زمین کے نیچے کیسے رہ سکتے ہیں۔)

کتاب کلید التوحید میں ہی ایک اور مقام پر آپ قدس سرہٗ کا یہ فرمان بھی موجود ہے۔

باھُو درھُو گم شدہ گمنام را کے یافتہ
ہم صحبتم با مصطفیٰؐ درنور فی اللہ ساختہ
ہر کہ ذِکرِ ھُو ز باھُو یافتہ
بشنود یاھُو از کبوتر فاختہ (3)

ترجمہ:- (i) باھُوتوھُومیں گم ہو چکا ہے۔اس طرح کے گم شدہ کو (بھلا) کیسے پایا جاسکتا ہے ؟
(ii) ذاتِ الٰہی کے نور میں اپنے آپ کو گم کر کے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم مجلس ہو گیا ہوں۔
(iii) جو شخص بھی باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے ھُو کا ذکر حاصل کر لیتا ہے۔
(iv) اُسے ہر کبوتر اور ہر فاختہ کی زبان سے یا ھُو کا ذکر سنائی دیتا ہے

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب دیوانِ باھُو میں شامل پہلی غزل کی ردیف بھی اسمِ ھُو ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مادری زبان میں لکھے ابیات کی ردیف بھی اسمِ ھُو ہے۔اس لئے وہ ''ھُودے بیت'' کے نام سے مشہور ہیں۔حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ھُو کے ساتھ وابستگی اور قربت فہم وادراک سے بہت بالا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:-

باھُو با یک نقطہ یاھُو می شوّد
وردِ باھُو روز و شب یاھُو بود (4)

(باھُوایک ہی نقطہ سے یاھُو بن جاتا ہے۔باھُوروز وشب یاھُو کا ہی وِرد کرتا ہے)

اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب 'دیوان باھُو' سے چند اشعار بھی ملاحظہ ہوں۔

مَنم غمخوار خود ہَستم بجز یاھُو نہ دَر دَستم
دِل و جاں را بہ ھُو بستم نہ بستم غیر اِلا ھُو (5)

ترجمہ:- (میں اپنا غمخوار خود آپ ہوں۔یاھُو کے علاوہ میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔میں نے اپنے دل و جاں کو ھُو کے ساتھ منسلک کر لیا ہے۔میں ھُو کے سوا کسی کو جانتا ہی نہیں۔)

باھُو بذکر ھُو ھُو دائم تو شغل دار
ھُو ھُو بکن تو ھُو ھُو ھُو ہای حق حقیقت (6)

ترجمہ:- اے باھُو تو ھُو ھُو کے ذکر کو اپنا مستقل شغل بنالے۔تو ھُو ھُو کرتا رہے اور ھُو ھُو کے ذکر کو ہی جاری رکھو۔ذاتِ باری تعالیٰ کا اِسم ھُو ہی تو حقیقت ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ مُبارک باھُو رکھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اس کا اظہار بخوشی فرمایا۔

علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہر کتاب میں اپنے اسمِ مبارک کے طور پر اسمِ باھُو کو ہی تحریر فرمایا۔ بلال زبیری نے اپنی کتاب 'تذکرہ اولیائے جھنگ' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ مبارک سُلطان محمد باھُو رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں کچھ اور لوگ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ مبارک اسی انداز میں لکھتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ مبارک ایک ہی لفظ پر محیط ہے یعنی باھُو رحمۃ اللہ علیہ، دیوانِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ کے۔ بی۔ نسیم محک الفقراء کلاں (قلمی) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اسمِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بے شمار رموز و اشارات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔ اس عارف ربانی اور شہبازِ لامکانی کے اسمِ مبارک میں نہایت عجیب و غریب برکات اور تاثیرات دیکھنے میں آئے ہیں۔

حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ روحی میں سات سُلطان الفقراء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی تذکرہ میں خود کو سُلطان الفقراء پنجم بیان فرمایا ہے۔ سُلطان الفقراء کے مقام و منزلت پر فائز ہونے کے سبب لفظ سُلطان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسمِ مبارک کے ساتھ منسلک ہو چکا ہے۔ اسی سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے 'رسالہ روحی' میں اپنے لقب کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یوں ہے۔

اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ (7)

ترجمہ:- ذاتِ حق پاک کی جانب سے مجھے "حق کے ساتھ ہونے والا" کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دیوانِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں:-

کس نہ ورزد دوستی باوی کہ باشد اہلِ حق
اہلِ حق را دوستی با غیر حق باشد حرام (8)

ترجمہ:- اہلِ حق کے ساتھ دوستی کیوں نہیں کرتے۔ اہلِ حق پر غیر حق سے دوستی حرام ہے

ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب سے بالحق (حق کے ساتھ ہونے والا) کا لقب عطا ہونے کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح سُلطان الفقراء کے مقام پر فائز ہونے کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حق باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن آپ کا پیدائشی اسمِ مبارک باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔محک الفقر کلاں ۔اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔لاہور۔1374ھ) ص94

(2) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔کلید التوحید کلاں ۔اردو ترجمہ (انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان پاکستان۔ دربار عالیہ حضرت سخی سُلطان باھُو ؒ ۔س ن) ص252

(3) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔نور الھُدیٰ کلاں ۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن اعوان ۔مکان نمبر 178 گلی نمبر 7۔ راول ٹاؤن اسلام آباد۔مئی 2007ء) ص39-40

(4) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔محک الفقر کلاں ۔اردو ترجمہ (1374ھ) ص150

(5) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔دیوان باھُو۔اردو ترجمہ باھُو پبلی کیشنز۔112-B نشیمن غوثیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور۔2008ء) ص30

(6) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔دیوان باھُو۔اردو ترجمہ (2008ء) ص80

(7) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔رسالہ روحی شریف۔اردو ترجمہ (شبیر برادرز۔اردو بازار۔لاہور۔فروری 1998ء) ص2

(8) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔دیوان باھُو۔اردو ترجمہ (2008ء) ص94

آپ قدس سرہٗ کا حُلیہ مُبارک

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا وصال 1102ھ بمطابق 1691ء میں ہوا۔ آپ قدس سرہٗ کے دور کی کسی شخصیت کی کوئی ایسی کتاب منظرِ عام پر نہ آسکی جس کے ذریعے قارئین حق باھُو قدس سرہٗ کے حوالہ سے معلومات حاصل کر سکتے۔ آپ قدس سرہٗ کی پانچویں پشت میں صاحبزادہ سُلطان حامد بن حضرت شیخ غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین چہارم) ہوئے ہیں۔ صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی حیات وتعلیمات کے حوالہ سے کتاب مناقبِ سُلطانی 1299 ہجری میں ضبطِ تحریر میں لائے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی۔

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر شدہ کتاب مناقبِ سُلطانی کا اردو ترجمہ محرم الحرام 1345 ہجری (1926 عیسوی) میں ملک چنن الدین (تاجر کتب) نے اللہ والے کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور سے شائع کی۔ اس کتاب (مناقبِ سُلطانی) کے ذریعے صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی حیات مبارک کے کئی ایک پہلو منظرِ عام پر لانے کی سعی کی۔ انہوں نے اسی کتاب میں حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا حُلیہ مبارک بھی پیش کیا ہے۔ صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنے قلم کے ذریعے حضرت باھُو قدس سرہٗ کے حلیہ مبارک کے بارے میں کتنی حقیقت بیان کر سکے ہیں ؟ یہ تو ذاتِ باری تعالیٰ ہی بہتر جانتی ہے۔

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس بات کا یقین کرنا چاہیئے کہ جو کچھ اس مسکین نے اپنے بزرگوں سے تحقیق کیا ہے۔ وہ بالکل سچ ہے۔ نیز اہلِ مراقبہ اور اہلِ کشف سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت شیخ سُلطان العارفین قدس سرہٗ کا سر مبارک متوسط درجے کا گول، نہ بہت بڑا نہ چھوٹا تھا۔ اکثر سر مُنڈا ڈالتے۔ آپ قدس سرہٗ کی پیشانی فراخ۔ آپ کی پلکیں اور بھویں بڑی بڑی موٹی اور چمکدار تھیں۔ آنکھیں سیاہ اور سفیدی میں سرخ رگیں بکثرت تھیں۔ بلکہ یہ سبب جلال مست تھیں۔ ناک مبارک بلند رُخسارے پُر گوشت موزوں نہ بالکل گول نہ بالکل لمبوترے بلکہ متوسط درجے کے تھے۔ جناب کی ٹھوڑی نہ بہت لمبی تھی نہ بہت چھوٹی جس سے چہرہ مبارک نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔

آپ قدس سرہٗ کی ریش مبارک گھنی تھی۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپ قدس سرہٗ داڑھی میں مہندی لگایا کرتے۔ مگر سارے بال سفید نہ تھے۔ گو ٹھیک معلوم نہیں کہ سفید بال زیادہ تھے یا سیاہ۔ لیکن اغلب ہے کہ سیاہ زیادہ تھے۔ آپ قدس سرہٗ کا سینہ مبارک جو انوارِ الٰہی کا مصدر تھا فراخ اور خوبصورت تھا۔ بازو موٹے اور مضبوط۔ آپ قدس سرہٗ کا سارا بدن مبارک ایسا موزوں تھا کہ عاشق لوگ آپ قدس سرہٗ کے جمال مبارک

پر نگاہ جمائے رکھتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوست عرض کیا کرتے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا بدن مبارک ڈھانپ کر رکھا کریں۔ایسا نہ ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نظر لگ جائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک اور اعضاء پر بال تھے۔لیکن بہت زیادہ نہ تھے۔بلکہ متوسط درجے کے تھے۔جو بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کا گوشت نہ زیادہ تھا نہ کم۔جناب کی ہڈیاں گو موٹی تھیں لیکن گوشت میں چھپی ہوئیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اُنگلیاں قد کے مطابق ذرا لمبی تھیں اور چہرہ مبارک کا رنگ سانولا تھا۔''

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی کئی ایک خیالی تصاویر منظرِ عام پر آچکی ہیں۔مگر ان خیالی تصاویر میں سے کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حُلیہ مبارک (بمطابق مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ) سے مطابقت نہیں رکھتی۔

حوالہ

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان۔ بازار کشمیری لاہور۔1345ھ) ص 47-48

شجرہ نسب حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

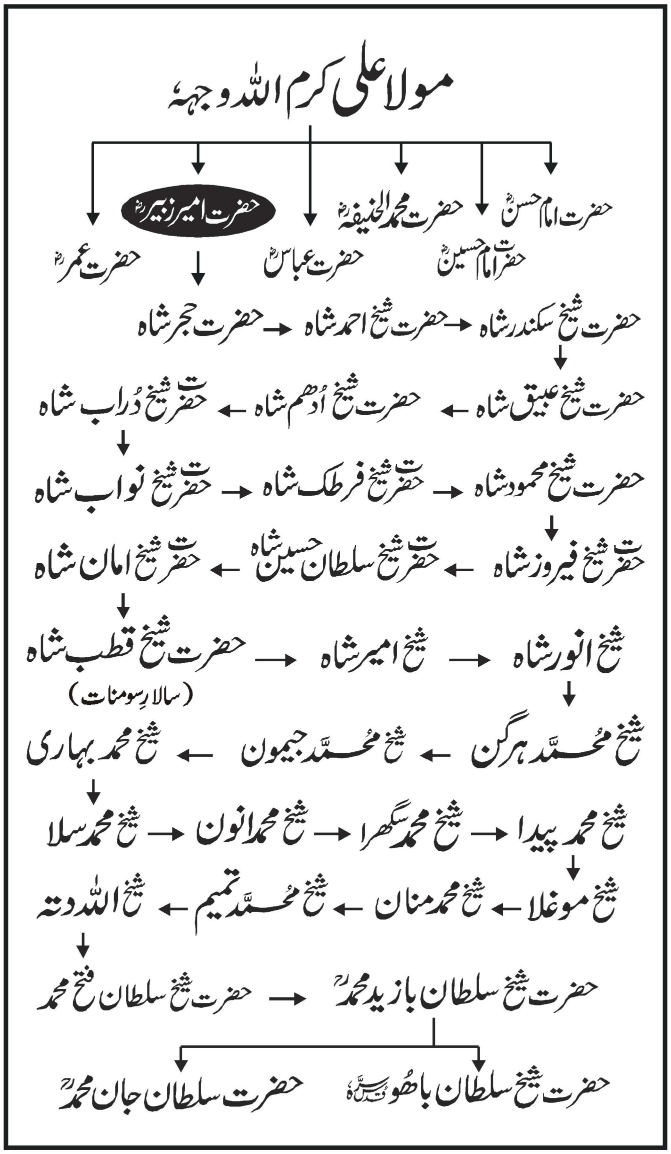

(بمطابق مناقبِ سُلطانی تصنیف صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ)

آپ قدس سرہٗ کی ازواجِ مُطہرات

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی پیدائش ہی وَلی کامل کی صورت میں ہوئی۔ اسی بنا پر آپ قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ نے آپ قدس سرہٗ کا اسم مبارک باھُو قدس سرہٗ تجویز فرمایا۔ آپ قدس سرہٗ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ کا ہر لمحہ ذکرِ باری تعالیٰ میں گذارا۔ حضرت باھُو قدس سرہٗ نے فنافی اللہ کے مقام سے گذر کر بقاباللہ کا مقام حاصل کیا۔ آپ قدس سرہٗ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ حسنہ کو بھرپور طور پر اپنایا۔ آپ قدس سرہٗ نے اللہ رب العالمین کے اس فرمان پہ حتی المقدور عمل کیا جس میں ذاتِ باری تعالیٰ ہدایت فرماتے ہیں کہ:-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (1)

تمہارے لئے بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر ہر عمل اعلیٰ وارفع مقام کا حامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ایمان والوں کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے سے مومنین کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات مبارک کے تمام ترطور و طریقے ہمارے لئے اعلیٰ نمونے بھی ہیں اور مشعلِ راہ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوائے حسنہ میں سے ایک کثرتِ نکاح بھی ہے۔ اس حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:-

كَثْرَةُ النِّكَاحُ مَنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ سُنَنُ الْاَنْبِيَآءَ مَنْ قَبْلِيْ (2)

ترجمہ:- کثرتِ نکاح میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی سنت ہے

حضرت داوٗد علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد ننانوے تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد تو بہت ہی زیادہ تھی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کو اپناتے ہوئے کئی کئی نکاح کئے۔ ایک وقت میں چار بیویوں کا رکھنا سنت ہے۔ حضرت باھُو قدس سرہٗ نے بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنایا اور چار نکاح کئے۔

''مناقبِ سُلطانی کے مطابق آنحضرت قدس سرہٗ کی منکوحہ بیویاں چار تھیں ایک حضرت مخدوم برہان علیہ الرحمۃ لنگر مخدوم والہ کے خاندان سے تھیں۔ یہ حضرت مخدوم حضرت غوث الملک شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین محمد ابوبکر زکریا کے خلیفہ صاحب ارشاد و مقامات عالی تھے۔'' (3)

اس حوالہ سے پروفیسر ڈاکٹر سُلطان الطاف علی بیانی ہیں کہ:-

''آپ ؒ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت مخدوم برہان علیہ الرحمۃ لنگر مخدوم کے گھرانہ سے تھیں۔ حضرت مخدوم حضرت غوث الملک شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین زکریا کے صاحب ارشاد اور عالی مرتبت خلفاء سے تھے ایک روایت کے مطابق حضرت مخدوم بہاء الحق زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔'' (4)

بلال زبیری لکھتے ہیں کہ:-

''حضرت مخدوم برہان الدین احمد سلسلہ سہروردیہ کے مبلغ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی و رُوحانی تعلق حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی سے منسوب ہے۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ غوث بہاؤ الحق کے حقیقی صاحبزادے تھے اور والد کے حکم پر لنگر مخدوم میں اقامت پذیر ہوئے۔اس وقت یہ علاقہ غیر آباد تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جنگل میں جھونپڑی ڈال دی اور یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ چونکہ یہ جنگل گذرگاہ تھا۔مسافر عموماً یہاں سے گذرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی سہولت کیلئے لنگر جاری کر دیا۔جو صدیوں تک جاری رہا۔اس وجہ سے اس علاقہ کا نام لنگر مخدوم مشہور ہو گیا۔'' (5)

حضرت سُلطان باھُو ؒ کی دوسری زوجہ محترمہ آپ ؒ کی اپنی قوم اعوان سے تھی۔آپ ؒ کی تیسری زوجہ محترمہ آپ ؒ کے اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے تھیں۔ جبکہ آپ ؒ کی چوتھی زوجہ ملتان کے ایک ہندو ساہوکار خاندان سے تھیں۔آپ ؒ کے چوتھے نکاح کے بارے میں مناقب سُلطانی میں اس طرح تفصیل دی گئی ہے۔

''منقول ہے کہ حضرت سُلطان العارفین ؒ انہی دنوں ملتان میں غوث الملک شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤالدین محمد ابو بکر زکریا علیہ الرحمۃ کے مزار منور پر سوار ہوئے۔ پہلے تو حضرت غوث الملک کی قبر جنبش میں آئی۔لیکن فی الفور حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے خطاب ہوا کہ اے غوث بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ یہ ہمارا محبوب ہے۔اس سے الفت کرنا اور جو کچھ یہ کہے بجالانا۔پس حضرت غوث الملک رحمۃ اللہ علیہ نے مزار سے نکل کر ملاقات کی اور فرمایا کہ جو حکم ہو فرمائیں تاکہ میں بجالاؤں۔اس حالت جذبہ میں حضرت سُلطان العارفین نے فرمایا کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

جب حضرت غوث الملک نے اِس بارے میں بار بار کہا تو حضرت سُلطان العارفین ؒ نے فرمایا کہ اپنے شہر میں سے ایک پاکیزہ آدمی کا بازو دو۔اتنا کہہ کر اسی مستی اور جذبہ کی حالت میں روضہ مبارک سے نکل کر شمال کی جانب روانہ ہوئے۔جب ظہر کی نماز کے لئے

دریا کے کنارے پر وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کنواری عورت نوجوان، جوتی ہاتھ میں لئے پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے روتی ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کھڑی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو کون ہے۔؟

عرض کیا میں فلاح ساہوکار کی لڑکی ہوں۔ پوچھا یہاں کیوں آئی ؟ عرض کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الملک کے مقبرہ منورہ میں گئے اور وہاں سے نکلے۔ میں اسی وقت مسلمان ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے روانہ ہوئی۔ کیونکہ مجھے حضرت غوث الملک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بلکہ آپ علیہ الرحمۃ کی لونڈی ہونے کا حکم دیا تھا۔حضرت سُلطان العارفین حکم الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب حکم الٰہی ہوا تو اُسی وقت اپنے باطنی جذبہ سے اردگرد کے گاؤں کے بڑے بڑے مسلمانوں کو حاضر کیا اور اسی وقت نکاح کرلیا۔ پھر نماز ادا کی پھر اسی لباس میں منزل بمنزل قصبہ شورکوٹ میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔'' (6)

حوالہ جات

(1) القرآن۔ پارہ21۔سورۃ الاحزاب۔آیت 21

(2) الحدیث

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دوکان بازار کشمیری۔لاہور۔1345ھ) ص47-48

(4) پروفیسر ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُو نامہ۔ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ۔اسلام آباد۔س ن) ص52

(5) بلال زبیری۔تذکرۂ اولیائے جھنگ۔(جھنگ ادبی اکیڈمی جھنگ۔جنوری 2000ء) ص137

(6) صاحبزادہ سُلطان حامد۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص38-39

اولادِ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ نے چار نکاح کیے۔ آپ قدس سرہٗ کی اولاد میں ایک دختر مائی رحمت خاتون رحمۃ اللہ علیہا کے علاوہ آٹھ فرزند تھے۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

(1) حضرت شیخ سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ

(2) حضرت شیخ سُلطان ولی محمد علیہ الرحمۃ

(3) حضرت شیخ سُلطان لطیف محمد علیہ الرحمۃ

(4) حضرت شیخ سُلطان صالح محمد علیہ الرحمۃ

(5) حضرت شیخ سُلطان اسحاق محمد علیہ الرحمۃ

(6) حضرت شیخ سُلطان فتح محمد علیہ الرحمۃ

(7) حضرت شیخ سُلطان شریف محمد علیہ الرحمۃ

(8) حضرت شیخ سُلطان حیات محمد علیہ الرحمۃ (1)

آپ قدس سرہٗ کے آٹھویں فرزند حضرت شیخ سُلطان حیات محمد علیہ الرحمۃ بچپن میں ہی دارِفانی سے رخصت ہو گئے تھے۔ آپ قدس سرہٗ کے فرزندان میں سے حضرت شیخ سُلطان صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سُلطان اسحاق محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سُلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ سُلطان شریف محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اولاد کے حوالہ سے معلومات میسر نہ آسکیں۔ ان کے بارے میں یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ ان کی بود و باش کہاں پہ تھی۔

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی اولاد میں سے پہلے تین فرزندان کی اولاد موجود ہے۔ حضرت شیخ سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند حضرت حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حافظ سُلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ سُلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت شیخ سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے وصال کے بعد بمعہ اہل وعیال دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر علاقہ رگرانگ اور فتح خان میں چلے گئے اور وہی رہنا سہنا اختیار کیا۔ انہوں نے اپنی حیات کے بقیہ ایام وہیں پہ بسیرا رکھا۔ عرصہ بیس سال گذرنے کے بعد بحکم الٰہی انتہائی شوق وجذبہ سے اپنے والد بزرگوار قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے آئے۔ 19 محرم الحرام سوموار کی رات جب تین پہر گذر چکے تو

اپنے والد بزرگوار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر پہنچ کر فیضیاب ہوئے اور وہیں پہ وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو مبارک میں تدفین کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت شیخ سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں فرزند حافظ شیخ سُلطان غلام محمد، حافظ شیخ سُلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ شیخ سُلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی غلام عائشہ معہ عیال و اولاد دریائے سندھ کے کنارے پر علاقہ فتح خان میں حضرت فاطمہ مست وئن علیہا الرحمۃ کی خانقاہ کے قریب مدفون ہیں۔ حضرت شیخ سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بستی قاضی نزد شہر لیہ میں آباد ہے۔ (2)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے چار حرم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند حضرت سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ اس حرم کے بطن سے تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہم کفو (آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے) تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سجادہ نشین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند حضرت سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کے بعد ان کے فرزند حضرت شیخ سُلطان محمد حسین سجادہ نشین دوئم ہوئے۔ ان کے فرزند حضرت سُلطان حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین سوئم۔ جن کے فرزند حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چہارم۔ ان کے فرزند حضرت حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین پنجم۔ جن کے فرزند حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ششم مقرر ہوئے۔ حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا تمام خانوادہ موجودہ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے آس پاس ہی آباد ہے۔ سجادہ نشینی کا سلسلہ اسی گھرانہ میں ہی چلا آ رہا ہے۔ سجادہ نشین ہفتم حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت محمد امیر سُلطان سجادہ نشین ہفتم مقرر ہوئے۔ جبکہ ان کے فرزند حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہشتم مقرر ہوئے۔ حضرت محمد حبیب سُلطان چونکہ لاولد تھے اس لئے انہوں نے اپنا جانشین اپنے چھوٹے بھائی حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا اور حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین نہم نے اپنے فرزند صاحبزادہ محمد منیب سُلطان کو سجادہ نشین دہم مقرر فرمایا۔

حضرت سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین اوّل) کی اولاد میں حضرت سُلطان عظمت ابن حضرت سُلطان محمد حسین (سجادہ نشین دوئم) سے سلسلہ اولاد صاحبزادہ حاجی شریف محمد رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ محمد یار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے صاحبزادہ غوث بخش اور صاحبزادہ رب نواز کا خانوادہ احمد پور شرقیہ (رحیم یار خان) میں رہائش پذیر ہے۔ یہ گھرانہ حضرت سُلطان عظمت رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کا متولی اور سجادہ نشین ہے۔ حضرت سُلطان عظمت رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند حضرت محمد یار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے بعض گھرانے موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ میں آباد ہیں۔

حضرت سُلطان وَلی محمد کی اولاد میں سے بعض کوئٹہ بلوچستان، اوستہ محمد جعفر آباد، سون سکیسر ضلع خوشاب، عاقل شاہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا اور موہڑہ تھتھال ضلع گوجر خان میں بھی قیام پذیر ہیں۔

حضرت سُلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین دوئم) کے فرزند حضرت سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے جو اولاد آگے بڑھی وہ موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ میں واقع پرانا دربار شریف کے قریب چاہ سمندری میں آباد ہے۔

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے تیسرے فرزند حضرت سُلطان لطیف محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سبزل کوٹ نزد بہاولپور آباد رہی۔ ان کی تعداد مختصر تھی۔ اس خانوادہ نے گمنامی اور تنگدستی میں وقت گذارا۔ بالآخران کا سلسلہ مفقود ہو گیا۔ (3)

صاحبزادہ ڈاکٹر سُلطان الطاف علی نے حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے خانوادہ کی بُودو باش اور اُن کا شجرہ اپنی کتاب (باھُو نامہ) میں شامل کیا ہے۔ جن سے استفادہ حاصل کرنے میں آسانی ہوئی۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان۔ بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 43-44

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 173-174

(3) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔ باھُو نامہ۔ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ۔ اسلام آباد۔ س۔ ن) ص 75-76

شجرہ اولاد

الف (i) سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھُوؒ قدس سرّہٗ

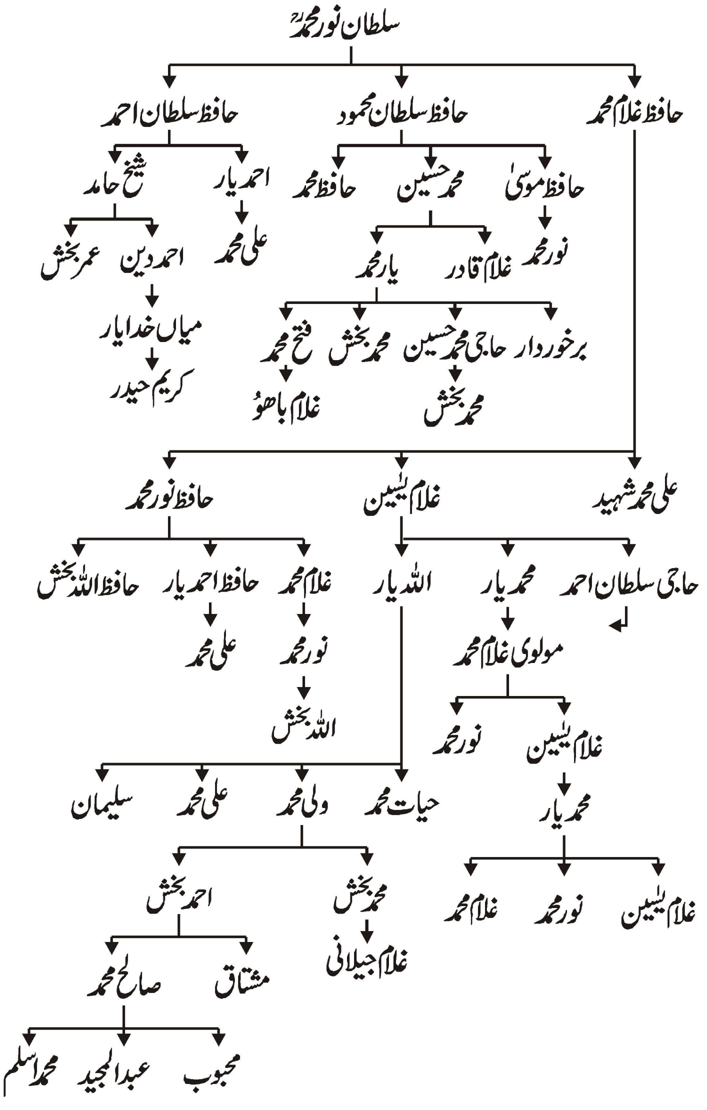

الف (ii) سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ

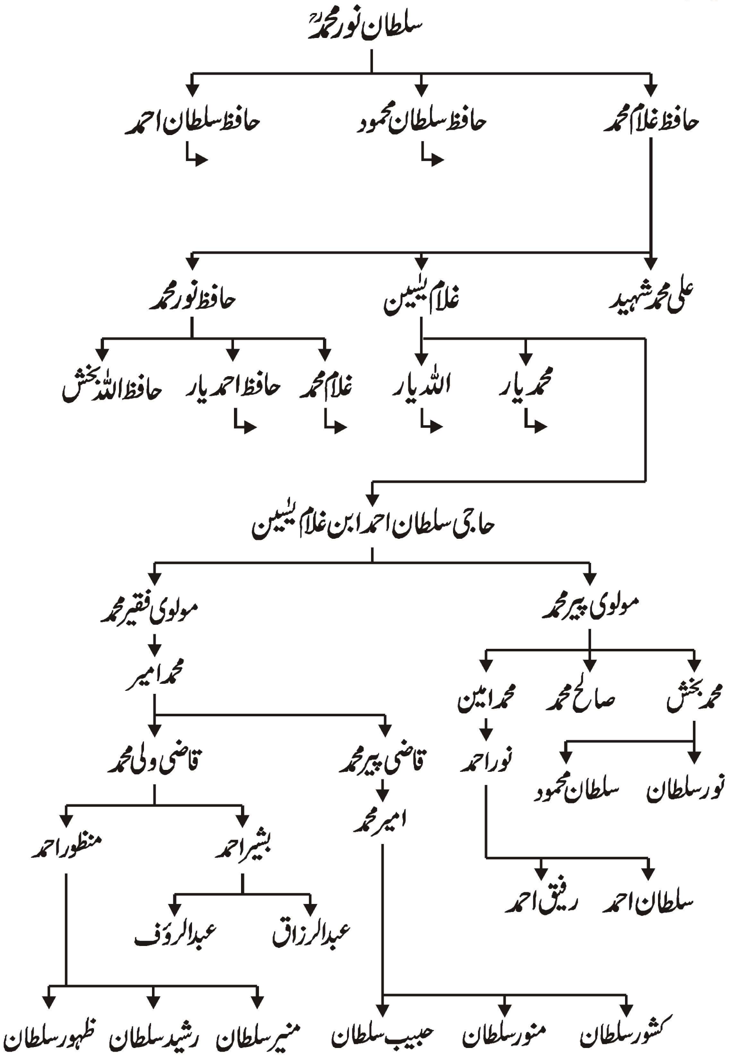

ب i حضرت سلطان ولی محمدؒ ابن حضرت سلطان باھُوقدس سرہٗ

- حضرت سلطان ولی محمدؒ
  - حضرت سلطان محمد حسینؒ
    - سلطان عظمت
      - محمد یار
      - حاجی شریف محمد
        - محمد سعید
        - غلام مرتضےٰ
          - سلطان بخش
          - غوث بخش
      - محمد حسین
        - غلام حیدر
        - سلطان محمود
          - محمد عاشق
          - فقیر بخش
          - غلام قادر
            - قطب دین
              - غوث بخش
                - غلام احمد
                  - شعیب
                  - قطب دین
                  - شمس دین
                  - رب نواز
              - شمس الدین
              - رب نواز
              - سلطان محمود
                - سلطان احمد
                  - طارق
                  - مبشر
                - فیض احمد
                  - مظہر سلطان
                - غلام قادر
                  - خالد
                  - عظمت سلطان
                - امیر احمد
                  - سکندر سلطان
                - عبدالصمد
                  - زین سلطان
                  - عزیز سلطان
          - غلام مصطفیٰ
      - محمد غوث
    - سلطان نور محمدؒ
    - حضرت حافظ سلطان محمدؒ
  - شیخ سلطان محمدؒ
    - شیخ محمد شریف
    - شیخ محمد ظریف

(ت i) سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

- سلطان نور محمد
  - سلطان ولی محمد
    - سلطان نور محمد
    - سلطان غلام نبی
      - سلطان غلام رسول
        - سلطان نور محمد
          - سلطان محمد نواز
          - محمد سلطان
          - سلطان محمد حیات
          - فیض سلطان
          - سلطان غلام سرور
        - سلطان فتح محمد
          - سلطان محمد عزیز
            - سلطان صفدر علی
              - سلطان محمد شریف
              - فتح محمد
            - سلطان اصغر علی
              - سلطان محمد علی
              - سلطان احمد علی
              - سلطان بہادر عزیز
            - محمد فاروق
              - معروف سلطان
              - صفدر علی
            - سلطان معظم علی
              - محمد قاسم
          - سلطان محمد شریف
        - سلطان ولی محمد
      - ولی محمد
      - غلام نبی
        - نور زمان
      - غلام محی الدین
    - سلطان غلام میراں
    - سلطان جنڈ وڈا
  - سلطان خیر محمد
    - سلطان شاہ نواز
      - سلطان مراد بخش
    - سلطان امام بخش

(جاری ہے)

(ت ii) سلطان نور محمد ابن سلطان غلام رسول

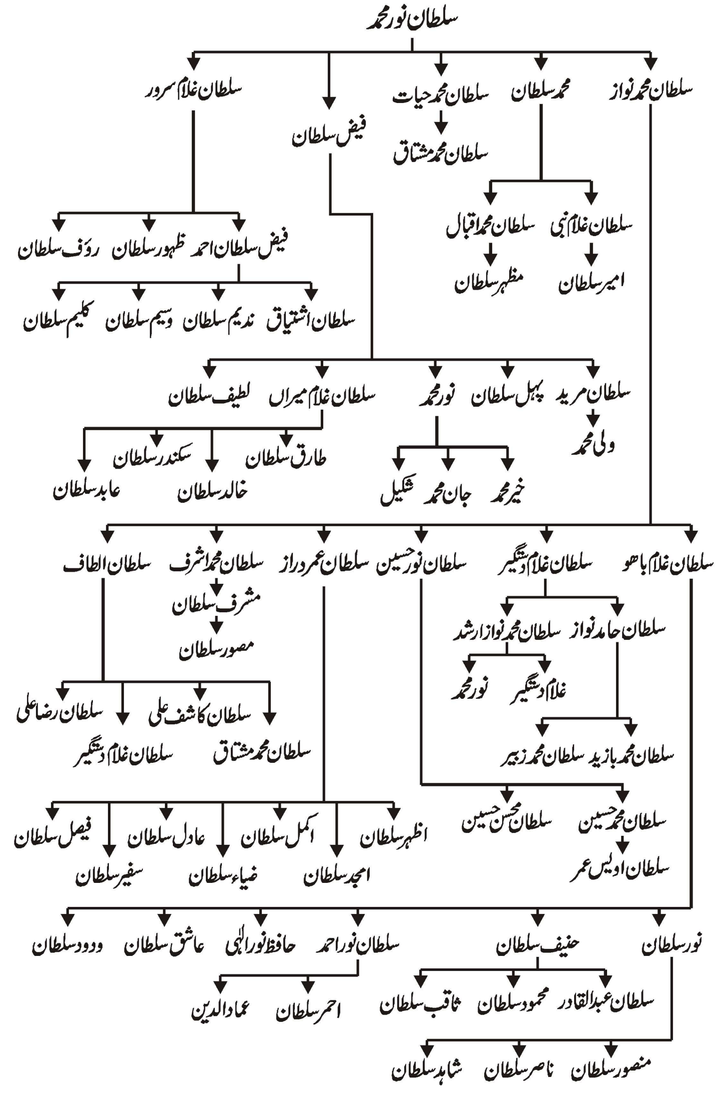

حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سلطان باھُوؒ قدس سرہٗ

(ج i) حضرت سلطان ولی محمدؒ

- حضرت سلطان ولی محمدؒ
  - حضرت سلطان محمد حسینؒ
    - سلطان عظمت ↲
    - سلطان نور محمد ↲
    - حضرت حافظ سلطان محمدؒ
      - سلطان عباداللہ
      - سلطان خدابخش
      - حضرت سلطان غلام باھُوؒ
        - حضرت حافظ صالح محمدؒ
          - سلطان نور محمد
            - مرید سلطان
            - امیر سلطان
          - حضرت سلطان نور احمدؒ
            - حافظ نور سلطان
              - سلطان دوست محمد
                - سلطان خضر حیات
                  - طاہر سلطان
                  - غالب سلطان
                  - ساجد سلطان
            - محمد امیر سلطانؒ ↲
            - سلطان علی
        - سلطان حامد ↲
        - برخوردار ↲
        - خدایار ↲
        - محمد زبیر ↲
        - غوث محمد
        - غلام محمد
      - سلطان عبداللہ
  - شیخ سلطان محمد

حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ

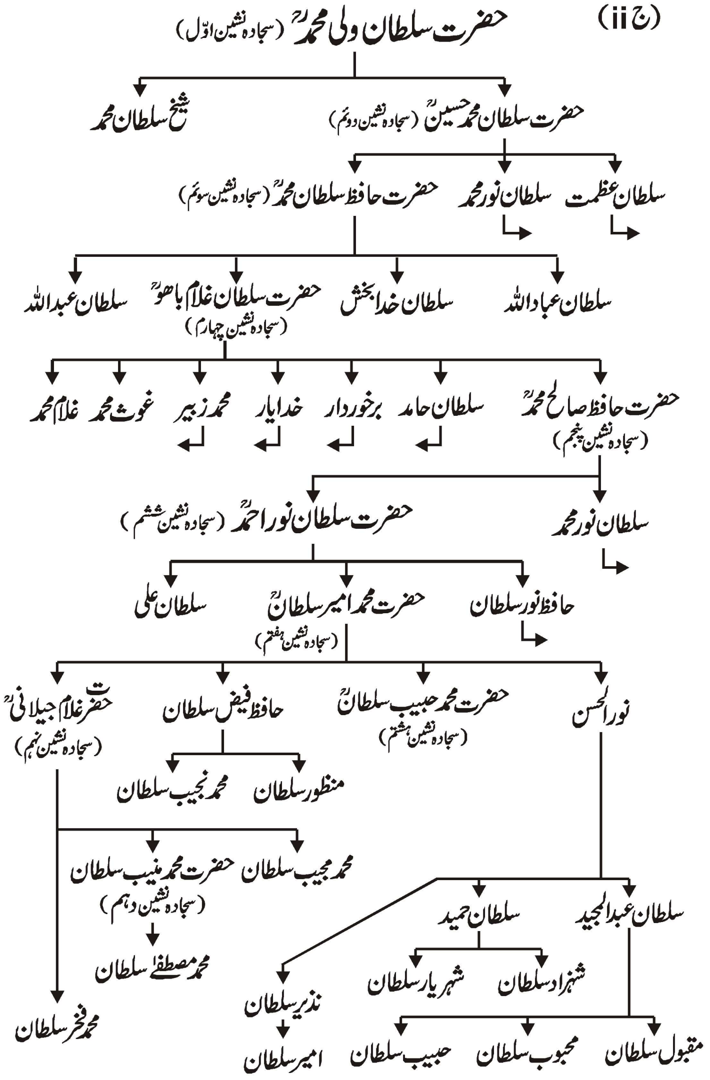

ج (ii) **حضرت سلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ** (سجادہ نشین چہارم)

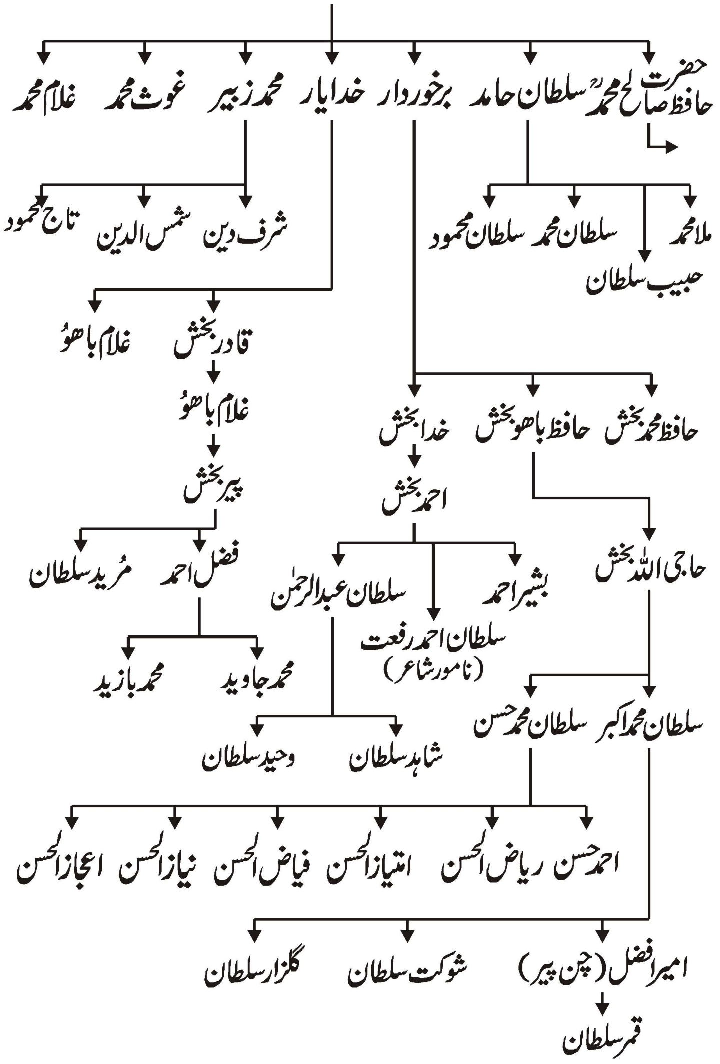

(د)

سلطان لطیف محمد ابن حضرت سلطان باھُو قدس سرہٗ

سلطان لطیف محمد
↓
شیخ سلطان بازید محمد
↓
شیخ سلطان فتح محمد
↓
شیخ سلطان لطیف محمد

شیخ جذ دڈا | شیخ فتح محمد | سلطان غلام محمد | شیخ نور محمد | شیخ خدا بخش

آپ قدس سرہٗ کا اُسلوبِ حیات

اللہ رب العالمین خالقِ کائنات ہے۔اس کائنات میں اٹھارہ ہزار مخلوقات کو تخلیق فرمایا گیا۔ان مخلوقات میں انسان کو اشرف ہونے کا مقام بخشا۔انسان کو ایک جانب عقل و دانش عطا فرمائی تو دوسری جانب اُن کو ایک دوسرے کی پہچان کے لیے ان کی قومیں ذاتیں اور قبیلے بنائے۔اُن کے رنگ، نسلیں اور زبانیں الگ الگ بنائیں۔اسی طرح اُن کی قسمت اور مقدر بھی علیحدہ علیحدہ بنائے۔اس طرح ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف تخلیق کیا گیا۔

ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ انسانی رُوپ میں ظاہر فرمانا تھا اس لئے انسان کو اشرف المخلوقات کا مقام و مرتبہ عطا فرمایا۔لیکن یہ مقام و مرتبہ ہر انسان کو نصیب نہیں ہوتا۔یہ مقام و مرتبہ اُن ہستیوں کو حاصل ہوتا ہے۔جنہیں ذاتِ باری تعالیٰ اپنا مقرب اور خاص بنا لیتی ہے۔اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے فرامین اس طرح ہیں۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

ترجمہ:- اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے چن لیتا ہے۔ (1)

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵

ترجمہ:-اپنی رحمت کیلئے جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے۔اور اللہ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔ (2)

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ

ترجمہ:- جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ (3)

اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پہ قادر ہے۔وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔وہ بڑے فضل کا مالک ہے۔صاحب رحمت ہے۔جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل فرما لیتا ہے۔ذات باری تعالیٰ نے اپنی مرضی سے حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف اپنی رحمت کے لئے چُن لیا بلکہ انہیں اپنی رحمت میں داخل بھی فرما لیا۔

دورِ جدید کے دانشور اس بات پر ضرور معترض ہونگے۔علاوہ ازیں یہ مطالبہ بھی اُن کے دماغ میں گردش کرے گا کہ اس حوالہ سے نشانی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کو اپنی رحمت میں داخل فرمایا ؟

اس حوالہ سے اُن کی ذہنی تشنگی مٹانے کیلئے اُن کی توجہ فرمانِ باری تعالیٰ کی جانب مبذول کرائی جاتی ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں فرمایا ہے کہ

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ

ترجمہ:- کہہ دیجئے کہ تمہارے رب کا دامن رحمت وسیع ہے۔ (4)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ:- اے حبیب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا دیا ہے۔ (5)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی موجود ہے:-

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ

ترجمہ:- اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجات عطا فرمائے۔ (6)

اللہ رب العالمین جس کے درجات بلند کرنا چاہے تو اُسے اپنی رحمت میں داخل فرمانے کیلئے اپنے حبیب رحمۃ اللعالمین ﷺ کی مجلس میں داخل فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو رحمۃ اللعالمین ﷺ کی صرف ایک مجلس میں داخل نہیں فرمایا بلکہ اپنے حبیب ﷺ کی تمام تر (9 عدد) مجالس کی حضوری عنایت فرمائی علاوہ ازیں انہیں لقب ' باالحق ' سے بھی نوازا۔

جن ہستیوں کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ایک مجلس بھی نصیب ہو انہیں حضوری فقیر کہا جاتا ہے۔ اُن کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقربین میں ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے منظورِ نظر ہوتے ہیں۔ اُن کا ہر لمحہ ذکرِ باری تعالیٰ میں گذرتا ہے۔ ظاہری آنکھوں کے علاوہ اُن کے دل کی آنکھیں بھی کھلی ہوتی ہیں۔ وہ ظاہری آنکھیں بند کرلیں تب بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں اور وہ کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں جو ظاہری آنکھیں دیکھ ہی نہیں سکتیں۔ حضوری فقراء کے شب و روز تصورِ اسم ذات میں گذرتے ہیں۔

عام انسان اور حضوری فقراء کے اسلوبِ حیات میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ عام فرد دُنیا داری کے مسائل میں اُلجھا رہتا ہے مگر اللہ رب العالمین کا مقرب وصالِ ذات میں مگن رہتا ہے۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو پیدائشی طور پر ولی اللہ کا شرف حاصل تھا۔ جس کے آثار بچپن میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک سے عیاں ہونا شروع ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی مبارک سے نورانیت کی چمک دیکھ کر دل جذبہ وشوق سے بیتاب ہو جایا کرتے۔ غیر مسلم تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھنے لگتے۔ محمد عظیم بٹ لکھتے ہیں:-

> ''روایت میں مروی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن نہایت پاکیزہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی کسی نے اوائل عمری میں بھی دُنیاوی معاملات یعنی کھیل کود میں دلچسپی لیتے نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ اس عمر میں جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کے بچے کھیل کود میں مشغول رہتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوتے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے دُنیا کے دھندوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قطعی کوئی سروکار نہ تھا اور نیک بختی، کامیابی اور رُوحانی ترقی کے آثار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاکیزہ

دامن میں بندھے ہوئے تھے۔'' (7)

سیّد احمد سعید ہمدانی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ :-

''حضرت سُلطان العارفین سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ان اولو العزم معلّمین میں سے تھے۔جن کے لئے بڑے ہو کر مرشد کامل کے مقام پر فائز ہونا ازل سے مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔خلق خُدا کی ہدایت کے لیے استاد بننا کوئی معمولی کام نہیں۔اس کے لیے اپنے اوپر کئی پابندیاں عائد کرنی پڑتی ہیں اور عام سطح سے بلند ہو کر زندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔'' (8)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ ماجدہ نے حکم فرمایا کہ کامل مرشد تلاش کرو۔والدہ ماجدہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کامل مرشد کی تلاش میں ایک لمبا عرصہ پھرتے پھراتے رہے۔آپ نے مختلف علاقہ جات کے سفر فرمائے۔ بہت سے صوفیائے کرام سے ملاقاتیں فرمائیں۔کئی ایک اولیائے کرام سے مجلسیں ہوئیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سے مرشدانِ کاملین سے ملاقاتیں بھی ہوئیں اور اُن کے ساتھ راہ سلوک میں راز و نیاز کے روابط بھی ہوئے۔کئی ایک اولیائے کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کشف وکرامات کے مظاہرے بھی کیے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً اُن کے سامنے اپنی کشف وکرامات کا مظاہرہ بھی فرمایا۔اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس برس کی عمر تک مرشد کامل کی تلاش میں گھومتے پھرتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے راہِ سلوک کی جن شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جن سے راز و نیاز کے روابط ہوئے۔ان کی راہ سلوک میں منزلت کے مقام و مراتب کو اپنے سے کہیں کم پایا۔اسی سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن ہستیوں میں سے کسی کو اپنا مرشد نہ بنایا۔تیس سال کی عمر کے بعد ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ کے قرب و جوار میں ذِکر فرما رہے تھے کہ ایک گھوڑا سوار ہستی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ بٹھا کر روانہ ہوئی اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کرنے کا عمل وقوع پذیر ہوا۔

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مجلس میں منگوا کر خود دستِ بیعت فرمایا۔جس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر مستغرق فی الذات رہا کرتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں ذکرِ باری تعالیٰ ہر وقت جاری وساری رہتا تھا۔اکثر و بیشتر آپ رحمۃ اللہ علیہ جنگلوں یا ویرانوں میں جا کر کامل یکسوئی میں عبادت و ریاضت فرماتے۔ذکر وفکر میں محو ہو کر قربِ الٰہی میں مشغول رہتے۔اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو طعام کی حاجت بھی نہ رہتی۔کئی کئی روز اسی کیفیت میں گذر جاتے۔ایک بار وادی سون کے علاقہ کلر کہار میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دریائے وحدت میں مستغرق ہوئے تو حالت سکر میں چلے گئے اور ایک ماہ گذر گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔مناقبِ سُلطانی میں مذکور ہے کہ :-

''قطعی طور پر ثابت نہیں ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روزی کی خاطر کوئی دنیاوی شغل کیا ہو۔ صرف اسی قدر رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھیتی باڑی کے ارادہ سے صرف دو دفعہ دو (2) دو (2)

بیل خرید کر کھیتی باڑی شروع کی۔ لیکن ابھی فصل پکنے نہ پائی تھی کہ اُسی صورت میں چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نکل جاتے۔ چنانچہ بیل بھی جو چاہتا لے جاتا۔ کسی کے سپرد نہ کرتے۔ اور جذباتِ الٰہی میں اِدھر اُدھر کی سیر کو نکل جاتے۔'' (9)

آپ رحمۃ اللہ علیہ جس جانب بھی سفر کرتے خلقِ خُدا کو ارشاد و تلقین فرماتے اور لوگوں کو رُوحانی فیض عطا فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شریعت کے پابند تھے اور اپنے مُریدین کو بھی شریعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باقاعدگی سے عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے۔ درویشوں کی رُوحانی تربیت کے لئے کتابیں اور رسائل بھی تالیف فرماتے۔ اکثر مقامات پر درویشوں اور مُریدین کا شعور بیدار کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان مبارک سے بیان فرماتے چلے جاتے جسے درویش لکھتے جاتے۔ جس مقام پر جو کتاب تحریر فرمائی یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ درویشوں نے لکھی اُسے وہیں درویشوں کے پاس ہی چھوڑ دیا۔ اسی بنا پر آج تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتابیں یکجا نہ ہو سکیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کشف و کرامات ظاہر کرنے کے قائل نہ تھے۔ یہی سبب ہے کہ جب کبھی کسی مقام پر اُن کا اظہار ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کو ترک کر کے کہیں اور تشریف لے جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی ایک مقام پر زیادہ عرصہ قیام نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تلقین، رشد و ہدایت اور رُوحانی فیض کو عام کرنے کے لئے وادی سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، لنگر مخدوم، حجرہ شاہ مقیم، سندھ، بلوچستان کے علاقہ جات کے علاوہ دہلی تک کا سفر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے لاکھوں لوگ فیضیاب ہو چکے ہیں اور فیضیاب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

حوالہ جات

(1)	القرآن	پارہ نمبر 2	سورۃ البقرہ	آیت 105
(2)	القرآن	پارہ نمبر 3	سورۃ آل عمران	آیت 74
(3)	القرآن	پارہ 29	سورۃ الدھر	آیت 31
(4)	القرآن	پارہ 8	سورۃ الانعام	آیت 147
(5)	القرآن	پارہ 17	سورۃ الحج	آیت 107
(6)	القرآن	پارہ 8	سورۃ الانعام	آیت 165

(7) محمد عظیم بٹ۔ سیرت حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (عظیم اینڈ سنز پبلشرز۔ اردو بازار۔ لاہور۔ س۔ ن) ص 69

(8) سیّد احمد سعید ہمدانی۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات (حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی۔ 17 ظفر روڈ لاہور چھاؤنی۔ مارچ 1987ء) ص 62

(9) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دوکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 51

تصانیف سُلطان الفقراء قدس سرہٗ

سُلطان الفقراء حضرت باھُو قدس سرہٗ نے ظاہری طور پر کسی درسگاہ سے کوئی تعلیم حاصل نہ کی اور نہ ہی لکھنے پڑھنے کا ہُنر سیکھا۔ آپ قدس سرہٗ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے خصوصی عنایت کے سبب ایسا علم لدُنّی حاصل ہوا جس کی بدولت آپ قدس سرہٗ سُلطان الفقراء کے مقام پر براجمان ہوئے۔ آپ قدس سرہٗ پر اَن گنت ظاہری و باطنی علوم آشکار ہوئے۔ آپ قدس سرہٗ نے ان علوم سے خلقِ خدا کو فیوض و برکات عطا فرمانے کیلئے بیش بہا یادگار تصانیف ضبط تحریر میں لائیں۔

مناقبِ سُلطانی کے مؤلف صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کے خلیفہ سیّد ابو صالح موسیٰ شاہ المعروف بہ موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار سندھ روہڑی شکار پور والہ میں خاص گھوٹکی میں ہے) نے اپنے مرشد سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی ایک سو چالیس تصنیفات کو جمع کیا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب اس بات کے ساتھ ہی صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کے بقول حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

دیدہ ام علمِ صُحبت صد کتاب
کردہ ام یک بیت ذیشان انتخاب (1)

(میں نے علم صحبت میں سو(100) کتابیں دیکھی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک شعر چنا ہے)

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ آنجناب قدس سرہٗ کی تصنیفات میں سے جو ملک میں رائج ہیں۔ اُن میں سے بعض کے نام لکھتا ہوں۔ اس کے نیچے انہوں نے حضرت باھُو قدس سرہٗ کی تیس (30) تصانیف کے نام درج کئے۔ متذکرہ تصانیف کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کتاب میں صرف فقر کے احوال اور مقامات کا ذکر ہے۔ ان میں اشعار، استعارات، شیرازہ تمہیدات اور گذشتہ قصے کہانیاں بیان نہیں کیں۔ ان میں فقر کے احوال اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفتِ الٰہی۔ ذکر فقر کے اشغال، مراقبہ، تصورات اور علم دعوت کا بیان ہے۔ جو دیکھنے کے قابل ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت باھُو قدس سرہٗ کی تصانیف کے بارے میں صاحبزادہ ڈاکٹر سُلطان الطاف علی اپنی کتاب 'باھُو نامہ' میں لکھتے ہیں کہ آپ قدس سرہٗ کی ہر ایک تصنیف مرشد کامل کا مقام رکھتی ہے کیونکہ ان میں بیان کردہ جملے افکار کا سرچشمہ آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی ﷺ ہیں۔ یعنی یہ کلام علم لدُنّی اور تمام الہام ہی ہے۔ اِن آثار میں فقر کی انتہاء اور عارفانہ تعلیمات، تزکیۂ نفس، درس، حکمت اور علمی

اشاراتِ پر محیط پیرائے بیان ہوئے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ تصانیف میں سے منظرِ عام پر آنے والی کتب درج ذیل ہیں:-

(1) اَسرارِ قادری
(2) امیر الکونین
(3) اورنگ شاہی
(4) توفیق الہدایت
(5) تیغِ برہنہ
(6) جامع الاسرار
(7) حجت الاسرار
(8) کشف الاسرار
(9) گنج الاسرار
(10) محبت الاسرار
(11) دیدار بخش
(12) دیدار بخش (خورد)
(13) دیوانِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ
(14) رسالہ رُوحی (خورد)
(15) رسالہ رُوحی (کلاں)
(31) رسالہ رُوحی شریف
(32) سُلطان اُدھم
(33) سُلطان الوہم
(34) سُلطان الوہم (کلاں)
(35) شمس العارفین
(36) گلزار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

(16) عین العارفین
(17) عین الفقر
(18) عقل بیدار
(19) فضل اللّقا
(20) فضل اللّقا (خورد)
(21) قربِ دیدار
(22) قربُ التوحید
(23) طرفۃُ العین
(24) مفتاح العارفین
(25) کلید التوحید (خورد)
(26) کلید التوحید (کلاں)
(27) کلیدِ جنت
(28) مخزنِ فیض
(29) مجالستہ النبی ﷺ
(30) محک الفقر (خورد)
(37) محک الفقر (کلاں)
(38) محکم الفقراء
(39) نور الھُدیٰ (خورد)
(40) نورُ الھُدیٰ (کلاں)
(41) ھُودے بیت

موجودہ دور میں متذکرہ بالا کتب چھپ چکی ہیں۔ علاوہ ازیں چند کتب ایسی بھی ہیں جو مناقبِ سُلطانی میں تو مذکور ہیں لیکن

اب میسر نہ ہیں۔ صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے جن کتب کا تذکرہ مناقبِ سُلطانی میں کیا وہ تمام اُس وقت میسر تھیں۔ اُن میں سے جو کتب آج نظروں سے اوجھل ہیں۔ اُن کے نام ریکارڈ میں لانا ضروری ہیں۔

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے مناقبِ سُلطانی میں عین الفقر نام کی تین کتب کا ذکر کیا مگر دورِ حاضر میں عین الفقر نام کی ایک ہی کتاب موجود ہے۔ جو کتابیں مناقبِ سُلطانی میں درج ہیں مگر آج ہم اُن کی دید سے محروم ہیں وہ درج ذیل ہیں:-

(1)	تلمیذ الرحمٰن	(7)	قطب الاقطاب
(2)	عین النجا	(8)	مجموعہ الفضل
(3)	دیوانِ باھُو (صغیر)	(9)	عین الفقر (کبیر)
(4)	دیوانِ باھُو (کبیر)	(10)	عین الفقر (متوسط)
(5)	مفتاح العاشقین	(11)	عین الفقر (صغیر)
(6)	شمس العاشقین		(2)

مذکورہ بالا کتب میں صرف ایک کتاب (سی حرفی) مقامی زبان میں ہے باقی تمام کتب فارسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ فارسی کتب میں سے دیوانِ باھُو فارسی غزلیات پر محیط ہے۔ علاوہ ازیں باقی فارسی نثر میں تحریر شدہ ہیں۔

مقامی زبان میں لکھی گئی سی حرفی میں چار چار مصرعہ کے ابیات ہیں۔ ہر مصرعہ کی ردیف (آخری لفظ) اسمِ ھُو ہے۔ اسی بنا پر اس کتاب کا نام 'ھُودے بیت' تجویز کیا گیا ہے۔ 'ھُودے بیت' میں 225 ابیات شامل ہیں۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتب کے ذریعے بھی عوام کے لئے علم کے خزانے عام فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتابوں میں قرآن واحادیث کو شامل فرمایا۔ شریعت، طریقت اور حقیقت کے علوم سے ہمیں آگاہ فرمایا۔ علم تصوف، علم معرفت، علم لقا اور عارفانہ مطالب، درس معرفت، عارفانہ رُشد وتلقین، حکمت اور سلسلہ قادریہ کی اساس کو اِن کتب کے ذریعے عام فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طالب، مُرید، ہادی، پیرو مرشد کے بارے بھی آگاہ فرمایا تاکہ لوگوں کے علم میں ہو کہ پیرومرشد کیسا ہونا چاہیے اور مُرید وطالب کس طرح کا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ذکر فکر، عشق، فقر، وجدان، عرفان، علم دیدار کے فیض رساں درس، پوشیدہ خزائن، فنافی اللہ اور بقا باللہ کے بلند افکار اور علم اکسیر سے پُر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب (کا باقاعدہ مطالعہ) مرشد کامل کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سی حرفی کے حوالہ سے پروفیسر صفدر علی شاہ اپنی کتاب 'جہانِ فہم' میں اسطرح رقم طراز ہیں کہ:-

> ''اگر یہ کہا جائے کہ سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی طرز کے آپ ہی موجد ہیں تو یہ یقیناً درست ہے۔ ان کی شاعری کے الفاظ پڑھنے میں جتنے سادہ اور دلفریب نظر آتے ہیں اتنے ہی معنویت کے لحاظ سے گہرے ہیں۔ ان سی حرفیوں میں عربی اور فارسی کے الفاظ بھی موجود ہیں جو اِن کی وسیع العلمی کی دلیل ہے۔ اِن کا یہ کمال ہے کہ

قاری کے ذہن پر ثقالت کا سبب نہیں بنتے۔ اِن کی شاعری کی بُو باس کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے تہذیبی اور ثقافتی علامتوں کے استعمال سے مقامی رسوم و رواج اور روایات سے متعارف کرایا ہے جو اس مٹی سے جڑی ہوئی ہیں۔ انہوں نے صنعت مراعات النظیر، تضاد اور تجنیس کے استعمال سے کلام کی فنی تاثیر میں اضافہ کیا ہے۔ ان کے کلام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ انہوں نے نسوانی لہجے اور جذبات کی وساطت سے عجز و انکساری کو عمدگی سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے ظاہری تزئین و آرائش علمِ بیان اور صنائع بدائع کے استعمال سے خوبصورتی سے کی ہے۔ اگر بندش الفاظ پر غور کیا جائے تو ہر لفظ اپنی جگہ پر نہایت موزوں اور مؤثر ہے بلکہ نگینے کی طرح جڑا ہوا ہے۔ کسی ایک لفظ کو نکالنے یا جگہ بدلنے کی کوشش کی جائے تو بحر کے وزن کے ساتھ ساتھ مصرعے کی معنویت پر شدید زَد پڑتی ہے۔ اِس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنے افکار کی ترسیل میں فن کو کسی طرح مجروح نہیں کرتے بلکہ فکر و فن کے اِمتزاج سے ایسا حُسن اور وَجد پیدا کرتے ہیں جو اِن کی انفرادیت کو قائم رکھتا ہے۔ ان کے کلام میں تعلیم بھی ہے اور تنبیہ بھی ہے۔ من کا سوز بھی ہے اور روح کا ساز بھی ہے۔

سی حرفی میں تصوف کے خالص رَنگ نے پنجابی زبان کی طہارت پر مُہرِ قبولیت ثبت کر دی ہے۔ اِس زبان کی پاکیزگی میں سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ نسبتاً زیادہ ہے۔ صوتی آہنگ اور معنوی رَنگ کی بدولت جسم و جان پر چھائے ہوئے ہیں۔ اِن رحمۃ اللہ علیہ کے اُسلوب کو آج تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ ہر سی حرفی کے بند میں حکمت اور اخلاقی دَرس موجود ہوتا ہے۔ یہ کہنا بجا ہے کہ اِن کا فکر انوکھا اور فن نِرالا ہے۔

اِن کا پیغام خلقِ خُدا کی محبت سے معمور اور نفرت سے دُور ہے۔ معاشرتی ترقی کا دارومدار مادی وسائل کے وافر مقدار میں دستیاب ہونے پر نہیں ہوتا بلکہ اِس کے ساتھ مختلف گروہوں میں ہم آہنگی سے ہوتا ہے۔ وہ ذہنی سکون قلبی طمانیت سے بہرہ وَر ہوں، اعلیٰ اخلاقی اِقدار سے متصّف ہوں، خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہوں، تعصّبات سے بے نیاز ہوں، اِن حقائق کے پیشِ نظر صوفیا کا اَبدی پیغام معاشرہ میں صحیح طور پر ہم آہنگی، خلق، تحمل اور ایثار پیدا کر سکتا ہے۔ یہی وہ کلام ہے جو سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے ملتا ہے۔ ان کی پُرسوز شاعری کی ہمہ گیرافادیت کا احساس دامن گیر ہوتا ہے۔ بلکہ معرفت کے حقائق سے لبریز ہے۔ ان کے شعری سفر کی وہی منزلیں ہیں جو متلاشیانِ حق کی ضرورت ہوتی ہے۔ فکری بلندی، لفظوں کی نزاکت اور معنی کی کشش نے کلام کو دوام بخشا ہے۔ ' ھُو ' کی تاثیر رُوح کی گہرائی تک اُتر جاتی ہے۔ جس سے ایک ناقابلِ بیان طمانیت کا احساس ہوتا ہے۔'' (3)

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان۔ بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص22

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص22-23

(3) پروفیسر صفدر علی شاہ۔ جہانِ فہم (مثال پبلیشرز۔ پریس مارکیٹ فیصل آباد۔ دسمبر 2016ء) ص112-113

باب سوئم

دستِ بیعت

اللہ رب العالمین نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کیلئے کائنات کو تخلیق فرمایا۔ اٹھارہ ہزار مخلوقات کو وجودی صورت عطا فرمائی۔ نوری، ناری، آبی، خاکی مخلوقات میں سے ایک مخلوق انسان ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے حبیب سرکارِ دو عالم رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو انسانی رُوپ میں ظاہر فرمانے کا فیصلہ فرمایا اس لئے انسان کو اشرف المخلوقات کا شرف عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے کھیل تماشہ میں انسان و جنات کی آزمائش کے لئے ان کے اندر نفس امارہ کو جگہ و مقام عطا فرما دیا۔ نفس امارہ بُرائی کی جڑ ہے۔ اس بارے میں ذات باری تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (1)

''نفس امارہ بُرائی ہی تو سکھاتا ہے''

حضرت سُلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نفس امارہ کے بارے میں فرماتے ہیں:-

''زبان بادروغ پذیر نفس است ۔ تونمیدانی کہ در وجودنفس بادشاہ است ، وزیر او شیطان۔'' (2)

ترجمہ:- نفس امارہ ایسی زبان رکھتا ہے جو جھوٹ کو قبول کرتی ہے۔ تو نہیں جانتا کہ وجود انسانی میں نفس بادشاہ ہوتا ہے اور شیطان اس کا وزیر۔

ذاتِ باری تعالیٰ نے انسان اور جنات کو نفس امارہ و شیطانی حملوں سے بچانے اور راہِ راست کے طور طریقے بتانے و سمجھانے کیلئے نبی، رسول و پیغمبر مبعوس فرمائے۔ جو لوگ انبیاء کرام، رسول اور پیغمبروں کے بیان کردہ طور طریقے اپناتے رہے اور اپناتے ہیں ان کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقربین میں ہوتا ہے۔ جبکہ وہ طور طریقے چھوڑ کر نفس امارہ و شیطانی راہ اپنانے والوں کے لیے سخت عذاب کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان بھٹکے ہوئے لوگوں نے انبیاء، رسولوں اور پیغمبروں کی نہ صرف مخالفت کی، ظلم ڈھائے بلکہ اُن کے بعد اُن پہ اُتاری گئی کتابوں اور صحیفوں میں اپنی مرضی اور اپنی پسند و خواہشات کے مطابق تبدیلیاں بھی کیں۔

اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب رحمۃ اللعالمین ﷺ کو تمام تر انبیاء، رسولوں اور پیغمبروں کے بعد مبعوس فرمایا اور نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم فرما دیا۔ آپ ﷺ کی نبوت تا قیامت قائم و دائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو وہ کتاب عطا فرمائی جو

اُم الکتاب ہے۔قرآن مجید کو لاریب کتاب کی سند عطا فرمائی علاوہ ازیں اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لینے کا اعلان بھی فرمایا۔

لاریب کتاب قرآن مجید میں انسان و جنات کی راہنمائی کیلئے تمام تر ہدایت اور تمام تر مسائل کے حل موجود ہیں۔لیکن قرآن مجید ہر فرد کو ہدایت نہیں دیتا۔ چاہے کوئی فرد قرآن مجید کو روزانہ ہی پڑھتا یا سُنتا رہے وہ ہدایت حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک وہ متقی و پرہیز گار نہ بن جائے۔ کسی بھی فرد کیلئے اپنے طور پر متقی ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ جو بھی شخص متقی ہونا چاہے اس کیلئے ہادی، راہنما و مرشد کی لازمی ضرورت ہوتی ہے۔اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن مجید کے فرامین میں سے چند یہ ہیں:-

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ (3)

ترجمہ:- یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ راہ راست پر لے آتا ہے جسے چاہتا ہے اور جسے اللہ ہی ہدایت نہ دے اُس کے لیے پھر کوئی ہادی نہیں ہے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ (4)

ترجمہ:- جس کو اللہ راہنمائی سے محروم کردے اُس کے لئے پھر کوئی راہنما نہیں ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ (5)

ترجمہ:- اور جسے اللہ بھٹکا دے اُس کے لئے تم کوئی ولی مُرشد نہیں پا سکتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (6)

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے جاری ہونے سے ایمان والوں کے لیے ضروری ٹھہرا کہ تقویٰ اختیار کریں اور اللہ رب العالمین کا قرب حاصل کرنے کے لئے وسیلہ تلاش کریں۔ وسیلہ و مرشد کی ضرورت اور اہمیت کے حوالہ سے سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی حدیث مبارک بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ کی اس حدیث مبارک پر توجہ کی جائے تو مُرشد و وسیلہ کی اہمیت کا بھرپور احساس قلب میں وارد ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:-

لَا دِيْنَ لَهٗ مَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ مَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ فَهُوَ يَتَخَّرُ الشَّيْطَانُ (7)

ترجمہ:- جس کا کوئی شیخ (مرشد) نہیں اُس کا کوئی دین نہیں۔ جس کا کوئی شیخ (مرشد) نہیں اُس پر شیطان اپنا قبضہ جما لیتا ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی حیات مبارکہ میں نیک و خوش بخت بندے آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل

کرتے رہے۔ بیعت کا شرف حاصل کرنے والوں پر اور اُن کے بیعت ہونے کے عمل پر ذاتِ باری تعالیٰ خوش ہوئی۔ اس حقیقت کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں مذکور ہے۔:-

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (8)

ترجمہ :- یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کررہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے تین نقاط واضح ہورہے ہیں۔ اول یہ کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے بیعت کرنے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ دوئم یہ کہ بیعت کرنے کے عمل اور بیعت کرنے والوں يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا سے ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ جاری کیا۔
اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ
اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (9)

ترجمہ :- اے نبی ﷺ جب ... اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ ... چوری نہ کریں گی، نہ زنا کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی امرِ معروف میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت لے لیں۔ اور اُن کے حق میں اللہ سے دُعائے مغفرت فرمائیں۔ یقیناً اللہ درگزر اور رحم فرمانے والا ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی بیعت کرنے کا عمل جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی، رسول یا پیغمبر نہیں آئے گا اس لئے سرکارِ دوعالم ﷺ کی نبوت کا سلسلہ ہی تا قیامت جاری وساری رہنا ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت کی راہنمائی حاصل کرنے کیلئے قرآن مجید اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی سُنت پر عمل کرنا ہر صاحبِ ایمان کے لیے لازمی و ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے والے لوگوں کو سیدھی راہ دِکھانے اور اُن کو قربِ الٰہی کی راہ پہ لانے کے لیے سرکارِ دوعالم ﷺ کا جاری کردہ سلسلہ بیعت اب بھی جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اس ضمن میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ؒ روشنی ڈالتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:-

''کہ تلقین، تعلیم، دستِ بیعت، ہدایت، ولایتِ محمدی ﷺ از یک دیگر چانچہ پیر چہاردہ خانوادہ تا قیامت باز نہ ماند'' (10)

ترجمہ:- جبکہ تلقین، تعلیم، دستِ بیعت، ہدایت اور ولایتِ محمدی ﷺ کا سلسلہ چار پیروں اور چودہ

خانوادوں کی معرفت جاری ہے اور یہ تا قیامت جاری رہے گا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ حقیقت عیاں ہے کہ مرشد کے بغیر راہ راست کی تلاش ناممکن ہے۔ مرشد کے بغیر انسان کے لئے بے راہ روی کا شکار ہونا عین ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص مرشد کامل کے بغیر راہ راست پہ چلنے کا جتن بھی کرے تو اُس کے لئے کامیابی ممکن نہیں ہوسکتی۔ اُسے قدم قدم پر اور لمحہ بہ لمحہ نفس امارہ وشیطانی طاقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اُسے معلوم بھی نہ ہونے پائے گا کہ کس کس انداز میں وہ قوتیں اُسے منزل سے دور ہٹاتی چلی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے چونکہ اللہ تعالیٰ نے وسیلہ تلاش کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس لئے راہ راست کیلئے مرشد کامل کی لازمی ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں وسیلہ کی تلاش ہر صاحب ایمان پر فرض بھی ہے۔ اسی بنا پر سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تلقین از مُرشد گرفتن فرض عین است (11)

ترجمہ:- مُرشد سے تلقین حاصل کرنا ضروری فرض ہے

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ بیعت پر عمل کرنے کیلئے دوفریقین کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ بیعت ہونے والے کو مُرید یا طالب کہا جاتا ہے جبکہ بیعت فرمانے والی ہستی کو مُرشد، ہادی یا رہبر کہا جاتا ہے۔ مُرید یا طالب اپنا ہاتھ مُرشد کے ہاتھ میں دیتا ہے اور مرشد اُس مُرید کو تلقین فرماتے ہے۔ مرید کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ مرشد کے ہر حکم کی پاسداری کرے۔

حوالہ جات

(1) القرآن۔ پارہ13۔ سورۃ یوسف۔ آیت53

(2) حضرت سُلطان باھُو ؒ کلید التوحید خورد (انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان موضع حضرت سُلطان باھُو ضلع جھنگ۔س ن) ص46

(3) القرآن۔پارہ24۔سورۃ الزمر۔آیت23

(4) القرآن۔پارہ9۔سورۃ الاعراف۔آیت186

(5) القرآن۔پارہ15۔سورۃ الکھف۔آیت17

(6) القرآن۔پارہ6۔سورۃ۔المائدہ۔آیت35

(7) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔کلید التوحید کلاں۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن اعوان مکان نمبر178 گلی نمبر7۔راول ٹاون۔ اسلام آباد۔فروری2009ء) ص213

(8) القرآن۔پارہ26۔سورۃ الفتح۔آیت18

(9) القرآن۔پارہ28۔سورۃ الممتحنہ۔آیت12

(10) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔توفیق الہدایت۔اردو ترجمہ(انجمن غوثیہ عزیزیہ۔حق باھُو سُلطان ؒ۔ موضع حضرت سُلطان باھُو ؒ ضلع جھنگ۔س ن) ص46

(11) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔توفیق الہدایت۔اردو ترجمہ(پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم۔144.جی۔ گلشن راوی۔لاہور دسمبر1997ء) ص46

مُریدوطالب

اللہ رب العالمین نے انسان کودوراستے دِکھا دیئے ہیں۔ایک راہِ حق ہےاوردوسراراہِ باطل۔راہِ حق رحمانی رستہ ہے جبکہ راہِ باطل شیطانی۔انسانی قلب میں موجودنفس لوامہ انسان کورحمانی راستہ اپنانے کی ترغیب دیتا ہےاورنفس امارہ شیطانی رستہ پر پوری قوت سے چلانے کی کوشش کرتا ہے۔شیطانی رستہ اپنانے والے ظالموں کی صف میں شامل ہوجاتے ہیں۔تکبر،حرص وحسداُن کے تن،من میں گھر کر لیتے ہیں۔وہ جوبھی بُراکام کرتے ہیں شیطان اُس پہ اُنہیں تحسین پیش کرتا ہے۔اِس طرح وہ ظلم میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔آخران کا انجام بُرااورافسوسناک ہوتا ہے۔ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کافرمان اس طرح ہے:-

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (1)

ترجمہ:- اورظالموں کانہ کوئی ولی ہے نہ مددگار

جن لوگوں پہ اللہ رحمٰن ورحیم اپنی رحمت کی نگاہ فرماتا ہے۔ان کے من میں ولی،رہبراورمرشد کی تلاش کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ مرشد کی تلاش کرنے والے یامرشد پالینے والے کومرید یاطالب کہا جاتا ہے۔یعنی مراد حاصل کرنے کا طالب۔مرشد کامل کی تلاش شروع کرنے سے قبل مرید یاطالب کوچاہیئے کہ وہ اپنے دل ودماغ کو مُرشد یاطالب کے مقام تک پہنچائے۔یہ امرلازمی وضروری ہے کہ مُرشد کے ہاتھ میں اپناہاتھ دینے سے قبل بندہ اپنے دل ودماغ کومریدوطالب کے مقام پرقائم رہنے کے قابل بنائے۔جب اُسے یقین ہوجائے کہ وہ مریدوطالب ہونے کی صلاحیت حاصل کرچکا ہے تب اپناہاتھ مُرشد کے ہاتھ میں دےاورمرید بن جائے۔اگرکسی میں مریدوطالب بننے کی صلاحیت وہمت ہی نہ ہوتوپھرمرشد تک رسائی کا کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔مرشد کے ہاتھ میں اپناہاتھ دینے سے پہلے اس مقام کی صلاحیت اورہمت اپنے دل ودماغ میں تب ہی پیدا کی جاسکتی ہے جب مریدوطالب کے معنی ومفہوم کاعلم ہو۔

مُرشد چارحروف کالفظ ہے۔یعنی مُرشد= م + ر + ی + د

یہ چاروں حروف اپنے اپنے معنی کے حامل ہیں۔جیسے :-

م = معرفتِ الٰہی کا طالب ر = رضائے مرشد پہ راضی رہنے والا (لائُرید)

ی = یقین محکم کا حامل د = دیوانہ مرشد (فنافی الشیخ)

بیعت کے خواہشمند یابیعت ہونے والے فرد کیلئے مرید کے علاوہ لفظ طالب بھی موجود ہے۔لفظ طالب کی شرح سُلطان الفقراء

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں:-

''طالب کے بھی چار حروف ہیں۔یعنی ط۔ا۔ل۔ب حرف ط سے طالب صرف طلبِ مولا رکھتا ہے۔اس کا مقصداوراس کی طلب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔اسی لئے طالب معرفتِ ذات الٰہی کے لائق ہوتا ہے۔حرف الف سے ارادہ۔یعنی طالب سچے ارادہ سے پختہ یقین سے مولیٰ کو پالینے کا ارادہ رکھتا ہو۔ظاہری اور باطنی طور پر اتنی سچائی سے عبادت کرے جوسونے کیلئے زمین پہ نہ لیٹے۔مراقبہ میں ڈوبا رہے۔الٰہی توفیق سے سیدھی راہ پہ چلتا رہے۔کوئی غلط قدم نہیں اُٹھاتا۔اپنی جان اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے۔حرف 'ل' سے لائق و باحیاء طالب وہ جوتکبر وغرور سے پاک ہو۔جس کی نفسانی خواہشات مرچکی ہوں اور روح زندہ ہو۔ایسے طالب کواللہ تعالیٰ کی جانب سےخوش آمدید کہا جاتا ہے۔حرف 'ب' سے باربردارِحق۔باطل کو چھوڑ دینے والا۔باادب بزرگ۔اپنے اختیارات سے فارغ۔مرشد کا حکم ماننے کیلئے ہروقت تیار رہنے والا۔ایسے گُن اورایسی خوبیوں والے طالب ومُرید کے بارے میں سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ مُرید وہ ہےجس کی اپنی کوئی مرضی نہ ہو۔'' (2)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ایک اورمقام پرطالب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

بَر طالب فرض عین اَست کے آنچہ مرشد میفر ماید اَزامر
مرشد طالب خلاف نہ کند و بیش ۔ مرشد ردِ جواب دم نہ زند (3)

ترجمہ:- طالب پرفرض عین ہے کہ وہ مرشد کےفرمان کی خلاف ورزی نہ کرے
اورنہ ہی مُرشد کے سامنے دم مارے۔

طالب میں چنداوصاف کا ہونا ضروری ہے جن کے بغیر طالب کوئی مقام بھی حاصل نہیں کرسکتا۔اِس ضمن میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ:-

''(1) بااَدب ہو۔ (2) باحیاءہو۔
(3) طلبِ خُدا رکھتا ہو۔ (4) نفسانی خواہشات چھوڑ دے۔
(5) ماسوائے اللہ کوطلاق دے۔ (6) مُرشد کی اطاعت میں رہے۔
(7) خُدا کی راہ میں جان تک قربان کرے۔ (8) ہمیشہ خاموش رہے۔
(9) باشعوراوراُس کا باطن معرفت اورقربِ الٰہی کے لائق ہو۔ (10) زندہ دل اور مُردہ نفس ہو۔'' (4)

''طالبِ مولیٰ کے ذِمے پانچ حقوق ہوتے ہیں۔

اوّل ماں باپ کا حق، دوئم اُستاد کا۔ سوئم پیر کا۔ چہارم مُرشد کا اور پنجم بیوی کا۔
اِن تمام حقوق سے مُرشد کا حق غالب تر اور فائق تر ہے کیونکہ مُرشد سے معرفتِ الٰہی اور چشمِ بینا
یعنی حق تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھ کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔'' (5)

طالب کو اِسی خاص راہ پہ چلنا چاہیے جو راہِ حق پہ نہ چلے وہ بھٹک جاتا ہے۔ اس حوالہ سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔

ہر کہ طالب خود مطالب لا فزن
طالبان جاسوس باشد رَاہزن سیاہ (6)

ترجمہ:- جو طالب اپنے مطالب کو فوقیت دیتا ہے اُسکی طلب جھوٹی ہے۔
ایسے طالب جاسوس اور طالبانِ حق کے بھی رَاہزن ہوتے ہیں۔

حرص و ہوس کے جال میں پھنسے ہوئے لوگ طالب ہونے کے قابل نہیں ہوتے۔ راہِ حق پر چلنے کے خواہش مند ہی طالب کہلانے اور طالب ہونے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس حوالہ سے حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان اِس طرح ہیں:-

سگ خصالت نیست طالب سگ طریق
طالبے ایشان بہ بائید حق رفیق

ترجمہ:- کُتے کی خصلت والے طالب کہلانے کے مستحق نہیں۔ طالب وہی ہے جو رفیق حق ہو

طالب ، مشکل طلب ، مشکل طلب
طالب قلب ہرگز نشد اہل از کلب

ترجمہ:- مشکل سے ہی کوئی حق کی طلب رکھنے والا ملتا ہے۔ تاہم صاحبِ دل طالب
ہرگز سگ صفت دنیادار نہیں ہوسکتا۔

ہر کہ طالب با مطالب خویشتن
ایں چنیں طالب بُود لاف زن (7)

ترجمہ:- جو طالب مطلب پرست ہو وہ مکمل طور پر لاف زن ہے۔

جو شخص مرید و طالب والی خوبیوں سے آراستہ نہ ہو اُسے چاہیے کہ اِن خوبیوں سے آراستہ ہونے کا جتن کرے۔ تب مرشد کامل کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور دست بیعت ہو۔ یہ کام اور یہ عمل اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ یہ رستہ اللہ تعالیٰ کی جانب جاتا ہے جس پر چلنے کیلئے مرید و طالب والی خوبیوں کا ہونا لازمی اور ضروری ہوتا ہے۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''اے لوگو! اس حقیقت کو اچھی طرح سے جان لو کہ پیری اور مریدی اصل میں اسم اللہ پاک

کے تصور سے قائم ہونے والا عمل ہے۔'' (8)

کامل مرشد کی بیعت کا شرف حاصل ہونے کے بعد مرید و طالب کو مادہ پرستی اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دینا چاہئے۔ طالب المولیٰ کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل اشعار پر توجہ ضروری ہے:-

طالب از مُرشد طلب کن راز راہ
تا تُرا حاصل شود قربِ الٰہ (9)

ترجمہ:- اے طالب مرشد سے سفر (معرفت) کا راز طلب کر تا کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

طالب از مُرشد طلب کن رازِ کُن
ہر مراتب را بیابی زیں سخن (10)

ترجمہ:- اے طالب مُرشد سے کُن کے راز کو طلب کر تو اس ایک بات سے تمام مراتب حاصل کرے گا۔

روز و شب در طلب نبوی با حضور
مرد مُرشد میر ساند خاص نور (11)

ترجمہ:- (اے طالب صادق) تو دن رات مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کی طلب میں رہ۔ کامل مرشد خاص نور تک پہنچاتا ہے۔

طالبانِ حق کے لیے ایسا مُرشد کامل ہونا چاہیئے جو اُنہیں راہِ خاص پر چلانے کے مقام کا حامل ہو۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ دعوت عام دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

ہر کہ طالب حق بُود من حاضرم
در مجالس مصطفیٰ حاضر برم (12)

ترجمہ:- جو کوئی حق کا طالب ہو اس کیلئے میں حاضر ہوں میں اُسے مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دوں گا۔

حوالہ جات

(1) القرآن ۔ پارہ 25۔سورۃ الشوریٰ۔آیت 8۔

(2) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔کلید التوحید کلاں ۔اردو ترجمہ چوہدری بشیر احمد جان فلور ملز۔احمد پور روڈ بہاولپور۔س۔ن)ص 98

(3) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھدیٰ کلاں ۔(انجمن غوثیہ عزیزیہ۔حق باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ۔موضع حضرت سُلطان باھُو ضلع جھنگ۔ مئی 1999ء)ص 30

(4) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔محبت الاسرار۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی G-144 گلشن راوی۔لاہور۔ مارچ 1996ء)ص 28

(5) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کلید التوحید۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔اسلام آباد۔ فروری 2009ء)ص 80

(6) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کلید التوحید۔اردو ترجمہ(فروری 2009ء) ص 79

(7) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کلید التوحید۔اردو ترجمہ(فروری 2009ء) ص 150-87-79

(8) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔امیر الکونین۔اردو ترجمہ(نذیر سنز پبلشرز۔اردو بازار۔لاہور 2006ء)ص 68

(9) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔توفیق الہدایت۔اردو ترجمہ(سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی۔جی 144 گلشن راوی لاہور۔ دسمبر 1997ء) ص 52

(10) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ توفیق الہدایت ۔ اردو ترجمہ (دسمبر 1997ء) ص 52

(11) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ مجالستہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اردو ترجمہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی۔جی 144 گلشن راوی۔لاہور۔ (1995ء)ص 22-23

(12) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔کلید التوحید۔اردو ترجمہ(فروری 2009ء)ص 150

مُرشد

اللہ ربُ العالمین انہی لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ جو راہِ راست پر چلتے ہیں۔ یہ حقیقت بھی عیاں ہے کہ مُرشد کے بغیر راہ راست کی تلاش ناممکن ہے۔ مُرشد کے وسیلہ کا سلسلہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے شروع ہوا جو تا حال جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اس اَمر کی تصدیق سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:-

''پس مُرشد کا وسیلہ اور مُرشد سے دستِ بیعت ہونا جناب سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر تا قیامت کامل فقراء اہلِ ولایت اور اہلِ ہدایت مُرشد سے جو انکے قائم مقام ہیں جاری رہے گا۔ جو کوئی اس عمل پر شک کرتے ہیں وہ بے دین ہیں۔'' (1)

مُرشد کسے کہتے ہیں اور اُس میں کس طرح کے گُن اور خوبیاں ہونی ضروری ہیں۔؟

یہ وہ نقاط ہیں جن سے آگاہی کے بغیر کسی کو مُرشد بنالینا اکثر اوقات نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے ان نقاط پر توجہ دینا اور ان کو سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ لفظ مُرشد کی معنوی وضاحت اِس طرح بھی بیان فرماتے ہیں:-

''لفظ مُرشد کے چار حروف م، ر، ش اور د ہیں۔ حرف م سے مراد ہے کہ وہ مُردہ دِل کو زندہ کرے۔ اور پھر اس زندہ دِل سے ایک ہی مراقبہ میں اِلاَّ اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی مجلس میں پہنچادے۔ حرف ر سے یہ مراد ہے کہ وہ ریاضتوں سے رہائی دِلا کر راز بخشے۔ حرف ش سے مراد یہ ہے کہ وہ طالب کے وجود سے شرِ نفس، شرِ شیطان، شرِ خلق، شرِ دُنیا اور سیاہی دِل کا شر بلکہ ہر ایک قسم کا شر نکال دے اور اِس کے ساتوں اعضاء ہڈیاں، مغز، گوشت، پوست، رَگ و ریشہ اور ہر ایک بال سے اسم اللہ جاری ہو جائے اور طالب کے قلب و قالب سے ذِکر الٰہی دریا کی طرح جاری کر دے۔ چنانچہ اِس کے تمام اعضاء اللہ اللہ کرنے لگیں اور طالب لِب بند کئے ہوئے اللہ تعالیٰ میں محو ہو۔ اور حرف د سے یہ مُراد ہے کہ طالب کو ایک ہی نگاہ سے ثابت قدم بنا کر غرق فنا فی اللہ ذات کر دے تا کہ طالب دونوں جہان میں صاحبِ حیات ہو جائے۔'' (2)

رُشد و ہدایت دینے والے کو مرشد کہا جاتا ہے۔ یہ مرشد کے لفظی معنی ہیں مرشد کا اصل مفہوم یہ ہے کہ ایسی ہستی جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک رسائی کیلئے آپ کا وسیلہ بنے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کی اقسام بھی بیان فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا ہے کہ :-

جاننا چاہیے کہ مرشد تین اقسام میں منقسم ہیں۔

(i) مرشد کی پہلی قسم۔ مرشد کامل۔ طالب کے حق میں رحمت ہوتا ہے۔

(ii) مرشد کی دوسری قسم۔ مرشد ناقص۔ طالب کے حق میں زحمت ہوتا ہے۔

(iii) مرشد کی تیسری قسم۔ مرشد جو کہ دنیاوی مراتب و مناصب میں کمال حاصل کرتا ہے۔

''مرشد کامل جو معرفتِ خداوندی کو مکمل حاصل کرتا ہے۔ وہ مرتبۂ فقر محمدی عَلٰی صَاحِبِهَا التَّحِیَّةِ وَالثَّنَاء کو پہنچتا ہے۔ اور وہ مرشد جو نہ صرف مراتبِ دُنیا ہی حاصل کرتا ہے اور نہ مقاماتِ معرفت کو طے کرتا ہے۔ وہ دُنیا وآخرت کی رُسوائی اپنے سر لیتا ہے۔'' (3)

مرشد کہلانے کے شوق میں ایسے لوگ جن کا تذکرہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کی دوسری اور تیسری قسم میں فرمایا ہے مختلف اقسام کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک تشہیری حربہ ہے۔ مختلف طور طریقوں سے اپنی تشہیر بطور پیر و مرشد کرانا تاکہ عام لوگ اپنی سادگی کی بنا پر اُن کو اعلیٰ و معیاری پیر و مرشد سمجھ کر اُن کی دست بیعت کریں۔ اس تشہیری حربہ سے دوسری اور تیسری قسم کے مرشد دنیاوی طور پر کامیابیوں کی جانب گامزن ہیں۔ کچھ لوگ ظاہری علم حاصل کرنے کے بعد جوش خطابت سے کام چلاتے ہیں اور کچھ لوگ فرضی و من گھڑت کرامات کو اپنے نام سے منسوب کر کے اپنے کارندوں کے ذریعے ان کا چرچا کراتے ہیں۔ اس طرح وہ مریدین کی تعداد بڑھانے کا شوق پورا کرتے ہیں۔ اس قسم کے اعمال اُن کیلئے بہتر نہیں ہوتے مگر وہ اسی عمل میں مگن رہتے ہیں۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''ناقص مرشد جس قدر زیادہ مُرید بناتا ہے اتنا ہی دُنیا وآخرت میں زیادہ ذلیل و خوار ہوتا ہے'' (4)

مُرشد کامل بُود از دل خروش
مُرشد ناقص بُود با خود فروش (5)

ترجمہ :- مرشد کامل تہہ دل سے ہمدردی کرتا ہے مرشد ناقص خود فروش ہوتا ہے

باھُو مرد مرشد می برد در ہر مقام
مُرشدے نامرد طالب زر تمام (6)

ترجمہ :- اے باھُو مردِ مرشد طالب اللہ کو ہر مقام تک پہنچاتا ہے لیکن ناقص مرشد صرف مال و زر کی طلب میں غرق رہتا ہے

مرد مُرشد می برد مجلس حضور

مُرشد نامرد برخود خود غرور (7)

ترجمہ:- مرشد کامل حضوری کی مجلس میں لے جاتا ہے مرشد ناقص اپنے اعمال پر مغرور ہوتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اپنے بزرگوں (جو کامل مرشد گذرے ہیں) کے اِسمائے گرامی کی تشہیر کرتے ہیں اور مرشدی کو بطور میراث اپنا حق ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن میں مرشد کی خوبیاں ہوتی ہی نہیں۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرشدے میراثی نیست صرافی سر راس اَست

مرشد نفر وختن بہ نقد جنس نہ نخاس اَست (8)

ترجمہ:- مرشدی نہ میراث ہے جو بطور ورثہ مل جاتی ہو۔ نہ فروخت ہونے والی چیز ہے جو نقد وجنس اور مال وزر سے خریدی جا سکے بلکہ مُرشدی اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر جان کی بازی لگانے سے نصیب ہوتی ہے۔

باھُو مرشدانِ ایں زمانہ زَر پرست وزَن پرست

زن پرست وزر پرست تو دل سیاہ وخود پرست (9)

ترجمہ:- اے باھُو رحمۃ اللہ علیہ آج کل مُرشد مال و زر اور عورت کے پجاری ہیں ۔ زن پرستی وزر پرستی کی بنا پر اُن کے دل سیاہ ہیں اور وہ خود پرستی میں مبتلا ہیں۔

عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ مرشد کے شوقین طالب دَستِ بیعت ہونے سے قبل اس جانب توجہ ہی نہیں کرتے کہ وہ جسے مرشد بنانے جا رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کیا کہتی ہے۔ کیا وہ مرشد کامل ہے یا مرشد ناقص ؟ یہ تحقیق کئے بغیر دست بیعت ہو جانا دانشمندی نہ ہے۔ دست بیعت ہونے سے قبل مرشد کے بارے میں تحقیق کرنا انتہائی ضروری عمل ہے۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تو اس عمل کو فرض عین قرار دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے"۔

'' برطالب فرض عین است کہ اول مرشد کامل ومرشد ناقص را تجربہ کند '' (10)

ترجمہ:- طالب پر فرض عین ہے کہ وہ سب سے پہلے یہ تحقیق کرے کہ آیا اُس کا مرشد کامل ہے یا ناقص۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے دست بیعت کے طالب کو واضح فرمایا ہے کہ دست بیعت سے قبل کامل مرشد کی تلاش کیلئے تحقیق فرض عین ہے۔ تو دوسری جانب اُن کی سہولت اور آسانی کیلئے مرشد کامل کی نشانیاں اور خوبیاں بھی بیان فرمائیں۔ اب طالب کو چاہیے کہ وہ دست بیعت ہونے سے قبل مرشد کامل کی ان نشانیوں اور خوبیوں کو پیشِ نظر رکھے جو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:-

☆ ’’ اصل اور کامل مُرشد وہ ہوتا ہے جو خود بھی گمراہ نہ ہو اور طالب کو بھی گمراہ نہ ہونے دے۔ طالب حق کو بے اطاعت اور مجاہدات کی مشقوں میں ڈالے بغیر مشاہدہ الٰہی سے فیض یاب کر دے۔‘‘ (11)

☆ ’’ جان لے کہ مُرشد عظیم مرتبے کا ہونا چاہیے تا کہ وہ ظاہر و باطن میں احوالِ طالب سے غافل نہ رہے۔ مرشد کی شان ہے کہ طالب سے اگر کوئی خطا یا غلطی یا صغیرہ و کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو بذریعہ کشف اُسے آگاہی ہو جاتی ہے اور وہ اُسی وقت وجود میں غوطہ زن ہو کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچ جاتا ہے اور التماس کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے طالب کے گناہ بخشوا دیتا ہے۔‘‘ (12)

☆ ’’اِس راہ میں مرشد کامل ایسا صاحبِ توفیق ہونا چاہیے جو ہر وقت طالب کی گردن پر سوار رہے اور ظاہر باطن کی ہر حالت میں اُس کے تمام اقوال و افعال کی نگرانی کرتا رہے اور خود کو درمیان میں لائے بغیر اپنے تمام امور سپردِ خُدا کر دے۔‘‘ (13)

☆ ’’ مرشد کامل وہ ہے جو طالب اللہ کو پہلے ہی روز اسم اللہ ذات کے تصور کے شروع میں ہی نور فی اللہ کے مرتبے پر پہنچا دے اور دیدار سے مشرف کر کے حضوری میں پہنچا دے۔ تا کہ طالب اللہ کو ریاضت، خلوت اور چلہ کی ضرورت ہی نہ رہے۔‘‘ (14)

☆ ’’ اے سچے طالب ! مرشد حقیقی وہ ہے کہ طالب کو طلب کے مطابق دے۔ اگر اس کے مقاصد پورے نہ ہو سکیں تو وہ مرشد نہیں ہے۔ بلکہ وہ کسی دوسرے کی تلاش کرے ورنہ دائمی طور پر ناقص رہے گا۔‘‘ (15)

سُلطان الفقراء نے طالبانِ حق کی راہنمائی کے لیے تمام پہلو اُجاگر فرما دیئے ہیں۔ اِن کو پیشِ نظر رکھ کر ہی مُرشدِ کامل تلاش کرنا چاہیے۔

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔کلید التوحید کلاں ۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن ۔ اسلام آباد ۔فروری 2009ء) ص61

(2) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔کلید التوحید کلاں ۔اردو ترجمہ (فروری 2009ء) ص85-86

(3) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔گنج الاسرار کلاں ۔اردو ترجمہ (پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ غزنوی سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔لاہور ۔ ستمبر 1994ء) ص63

(4) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔قرب دیدار ۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاون ۔ اسلام آباد ۔ اکتوبر 2009ء) ص27

(5) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ مجالسۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔اردو ترجمہ (حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔اکیڈمی G-144 گلشن راوی ۔لاہور ۔ 1995ء) ص22

(6) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔کلید التوحید کلاں ۔ اردو ترجمہ (انجمن غوثیہ عزیزیہ ۔حق باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ ۔ موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ ۔س ن) ص30

(7) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ توفیق الہدایت ۔اردو ترجمہ حق باھُو منزل G-144 گلشن راوی ۔لاہور ۔دسمبر 1997ء) ص36

(8) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔عین الفقر ۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن اعوان مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن ۔ اسلام آباد ۔جون 2010ء) ص57

(9) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔عین الفقر ۔اردو ترجمہ (انجمن غوثیہ عزیزیہ ۔حق باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ موضع حضرت سُلطان باھُو ضلع جھنگ ۔ 1996ء) ص158-159 ۔موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جھنگ

(10) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔نور الھُدیٰ اردو ترجمہ (انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ ۔موضع حضرت سُلطان باھُو ضلع جھنگ ۔ مئی 1999ء) ص30

(11) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔امیر الکونین ۔اردو ترجمہ (نذیر سنز پبلشرز ۔اردو بازار لاہور 2006ء) ص14

(12) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔کلید التوحید کلاں ۔اردو ترجمہ (س ۔ن) ص239

(13) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔کلید التوحید کلاں ۔اردو ترجمہ (س ۔ن) ص437

(14) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ قربِ دیدار ۔اردو ترجمہ (حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور ۔ جولائی 1996ء) ص27

(15) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔گنج الاسرار ۔اردو ترجمہ (ستمبر 1994ء) ص110

مُرشدِ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ مادرزاد ولی اللہ ہستی ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں جب آپ قدس سرہٗ کی نگاہ کسی غیر مسلم پر پڑتی تو وہ کلمہ طیب پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فقر کی منازل طے کر کے سُلطان الفقراء کے مقام پر اس طرح براجمان ہوئے کہ یا ھُو اور باھُو قدس سرہٗ میں صرف ایک نقطے کا فرق رہ گیا۔ان مقامات کا حصول مرشد کامل کے بغیر ناممکن ہوتا ہے۔مرشد اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق اپنے مرید کو منازل طے کراتے ہیں۔حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کو جس مرشد کامل نے سُلطان الفقراء کے مقام تک پہنچایا اُس مرشد کامل کا اپنا مقام و مرتبہ کیا ہوگا ؟ اِس سوال کا جواب دینا انسانی عقل و دانش اور فہم و فراست کے دائرہ اختیار سے انتہائی بلند و بالا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ نے اپنی کتب میں اپنے دست بیعت ہونے کا تذکرہ فرمایا۔علاوہ ازیں آپ قدس سرہٗ اپنے مرشد کا اسم مبارک بھی ضبطِ تحریر میں لائے۔ایک مقام پر آپ قدس سرہٗ فرماتے ہیں:-

'' و از حضور فائض النور اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم ارشاد خلق شدہ۔

چہ مسلم چہ کافر، چہ بانصیب چہ بے نصیب چہ زندہ چہ مُردہ '' (1)

ترجمہ:- اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خلق خدا کو تلقین و ارشاد کا حکم فرمایا۔ اب میری نظر میں کیا مسلم کیا کافر، کیا بانصیب کیا بے نصیب، کیا زندہ کیا مُردہ سب برابر ہیں۔

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ نے اپنی ظاہری حیات میں کئی ایک سفر کئے۔اس طرح آپ قدس سرہٗ سے بہت سے صوفیائے کرام کی ملاقاتیں ہوئیں۔دہلی کا سفر بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔بادشاہی مسجد دہلی میں آپ قدس سرہٗ سے مغل بادشاہ اورنگزیب نے بھی ملاقات کی اور آپ قدس سرہٗ سے رُوحانی فیض بھی حاصل کیا۔وہیں پہ آپ قدس سرہٗ اپنی کتاب اورنگ شاہی ضبطِ تحریر میں لائے۔آپ قدس سرہٗ سے حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا تذکرہ اسی سفر کے دوران کیا جاتا ہے۔اس ملاقات کے حوالہ سے آپ قدس سرہٗ کی بیعت حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جوڑنے کا جتن محض قیاسی ہے۔

اپریل 2004ء میں مجھے دہلی جانے کا موقع میسر آیا۔میں پرانی دہلی پہنچا بادشاہی مسجد میں نماز ادا کی۔وہی بادشاہی مسجد جس میں حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ سے شہنشاہ ہند اورنگزیب نے شرفِ ملاقات حاصل کیا اور رُوحانی فیض و تلقین حاصل کی۔اس بادشاہی مسجد کے گرد و نواح میں زیادہ تر آبادی مسلمانوں کی ہے۔میں نے کئی ایک لوگوں سے حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلومات

حاصل کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ لوگ تو اُن کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ کافی جدوجہد کے بعد میں نے اردو بازار کا رُخ کیا۔ صوفیائے کرام کے حوالہ سے لکھی گئی کئی کتابیں ملاحظہ کیں تو حیرانی ہوئی۔ کتاب 'تذکرہ اولیائے پاک و ہند' میں بھی حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نظر نہ آیا اور نہ ہی دہلی کے صوفیائے کرام کے حوالہ سے لکھی گئی کتاب 'دِلی کے بائیس خواجہ' میں ان کا ذکر موجود پایا۔ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے:-

''اس کتاب میں اُن بائیس حضرات بابرکات کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ جن کو بجا طور پر قطبِ زماں اور مرشدِ دوراں کہا جاسکتا ہے۔'' (2)

اس صورت حال نے مجھے سوچوں میں گم کر دیا۔ کئی گھنٹے میں ان سوچوں میں گم رہا کہ جس ہستی کا شمار دہلی کی سطح پر بائیس مرشدوں میں نہیں ہوتا وہ ہستی سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کا مرشد کیسے ہوسکتی ہے ؟ اس کے علاوہ کئی مزید سوال بھی میرے دماغ میں اُبھرے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:-

(i) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اورنگزیب کے حوالہ سے کتاب 'اورنگ شاہی' تحریر فرمائی مگر حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے کوئی کتاب نہ لکھی۔

(ii) اورنگزیب شہنشاہ ہند نے حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے رُوحانی فیض حاصل کرنے کا جتن کیوں کیا ؟

(iii) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کسی تحریر میں حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بطور مُرشد کیوں نہ فرمایا ؟

آخر کار میں اس نتیجہ پہ پہنچا کہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی کے سفر کے دوران حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات تو یقیناً ہوئی۔ مگر اُن سے دستِ بیعت ہونے کا تذکرہ محض قیاسی ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادے کے مشہور محقق پروفیسر ڈاکٹر سُلطان الطاف علی اس حوالہ سے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''گو مصنف 'مناقبِ سُلطانی' نے اُن کے ہمعصر صوفیاء کا ذکر بھی کیا ہے۔ جو اپنے دور میں ممتاز اور سربرآوردہ مشائخ میں شمار ہوتے تھے اور جن سے موصوف نے سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے اکتسابِ فیض کی روایت بیان کی ہے۔ مگر یہ عجیب اور حیران کُن بات ہے کہ سُلطان رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے اپنی تصنیفات میں اُن میں سے کسی کا نام نہیں لیا۔ سُلطان رحمۃ اللہ علیہ صاحب جیسے علومرتب سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہیں سے استعفادہ کریں اور پھر اظہارِ تشکر کے طور پر بھی اس کا ذکر نہ کریں۔ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی تربیت کو یاد کرتے ہیں تو وجد کی حالت میں پکار اُٹھتے ہیں۔ سو بار اُن کی والدہ پر آفرین کہ ان کا نام باھُو رحمۃ اللہ علیہ رکھا۔ حضرت محبوب سبحانی سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور اُن سے فیض کا ذکر کرتے ہیں۔''(3)

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وتعلیمات کے حوالہ سے تحقیقاتی کام سرانجام دیا ہے۔ وہ بھی حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے بارے میں لکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کی نفی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنی رائے یوں بیان کرتے ہیں:-

> '' 'مناقبِ سُلطانی' میں یہ بھی لکھا ہے چونکہ حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اس لئے روزِ پیدائش سے ہی صاحب اسرار تھے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انوارِ ذات کی تجلیات کے مکاشفات کے سبب ظاہری علم اور ورد وظیفہ کیلئے فرصت نہیں۔ میں ہر وقت وحدانیت میں مستغرق اور سیر فی لذات میں رہتا ہوں۔ اگر ظاہری علم یا وِرد وظیفہ کی فرصت اور ضرورت نہ تھی تو پھر ظاہری مرشدی کی ضرورت سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح بے نیاز تھے۔'' (4)

پروفیسر ڈاکٹر سُلطان الطاف علی کا تعلق حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کو وہ بھی اس انداز میں رَد کرتے ہیں:-

> '' یہ عجیب بات ہے کہ ظاہری 'مرشد سے بیعت کرنے کا واقعہ صرف 'مناقب سُلطانی' میں اور پھر محمد زکریا کی سی حرفی میں چھپھڑ سے شائع ہوا۔ خود حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کسی تصنیف میں ظاہری مرشد اختیار کرنے کے بارے میں کوئی واضح بات نہیں۔'' (5)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو مادر زاد ولی ہونے کا مقام وشرف حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قلبی واردات اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کشف و کرامات کا شہرہ بچپن سے ہی عام ہو چکا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کی کمی یا ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ محترمہ کے حکم پر مرشد کی تلاش کے لئے کئی ایک سفر کئے۔ مختلف مقامات پر کئی ایک درویشوں اور صوفیائے کرام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقاتیں ہوئیں۔ کئی ایک سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علیحدگی میں نشستیں بھی کیں۔ کئی ایک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو اپنی کشف وکرامات بھی ظاہر کیں۔ لیکن وہ سب کے سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معیار پہ پورے نہ اُترے۔ کافی عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل کی تلاش میں گذارا دُور نزدیک کے ان گنت سفر کئے مگر مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ہستی کو دست بیعت ہونے کے لئے مناسب، موزوں اور اپنے معیار کے مطابق نہ پایا۔ یہی سبب ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو بطور مرشد نہ اپنایا۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس برس کی عمر کو پہنچ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1039ھ میں ہوئی۔ تیس سال بعد 1069ھ یا 1070ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دست بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دست بیعت فرمانے کے بعد پیرانِ پیر سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے سپرد فرمایا جنہوں نے سرافرازی کے بعد حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو خلقِ خدا کو ارشاد وتلقین کا حکم فرمایا۔

اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس سال مُرشد کامل کی تلاش میں رہے یعنی 1069ھ تک مرشد کامل کی تلاش میں رہے۔ اس کے بعد آپ

رحمۃ اللہ علیہ خلقت کو ارشاد و تلقین میں مصروف ہوئے۔اس ضمن میں صاحبِ مناقبِ سُلطانی لکھتے ہیں کہ

''آپ کی تصانیف سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال مُرشد کی تلاش میں پھرتا رہا۔اور کئی سال طلب اللہ کی طلب میں بسر ہوئے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ تیس سال بعد مجھے کامل مرشد ملا۔ اور اَب مدت ہوگئی ہے کہ میں سچے طالب کی تلاش میں ہوں۔'' (6)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین سے ظاہر اور واضح ہے کہ تیس سال کی عمر کے بعد جو بھی سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئے ان کے مقاصد خلقِ خُدا کو ارشاد و تلقین ہی تھے۔علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو طالب اللہ کی طلب تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کا سفر 1078ھ میں فرمایا جبکہ 1070 کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تر سفر طالبانِ حق کی طلب اور رُشد و تلقین کے لئے تھے۔دہلی کا سفر بھی اسی مقصد کے لئے تھا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی تشریف لے گئے تو اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چالیس برس تھی۔جس کا تذکرہ صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ نے اِس طرح فرمایا ہے:-

''اُس وقت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ زندہ تھیں۔ اِن دنوں حضرت سُلطان العارفین کی عمر چالیس سال تھی۔ چنانچہ خود ہی اپنی تصنیفات میں فرماتے ہیں کہ میں تیس سال مرشد کامل کی تلاش میں اور ساری عمر طالب صادق کی طلب میں رہا۔ لیکن دونوں نہ پائے۔ (7)

جب تک مرشد کی تلاش جاری ہو مرید نہیں کئے جاسکتے۔مرشد کی عنایت سے کامل مقام حاصل ہونے اور مرشد کی جانب سے تلقین کی اجازت ہو تب ہی مُرید کئے جاسکتے ہیں۔دہلی تشریف لے جانے سے کئی سال قبل ہی حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے دست بیعت کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔دہلی کے سفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید خاص سُلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔

مولوی محمد دین گجراتی نے 1927ء میں ایک رسالہ شائع کیا۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے حوالہ سے خاصہ تحقیقی کام اس میں شامل کیا گیا۔اس تحقیقی کام میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اور پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی میں ہونے والی ملاقات کا واقعہ بھی شامل کیا گیا۔اس ملاقات کے حوالہ سے مولوی محمد دین گجراتی لکھتے ہیں:-

''پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے اور فرمایا تُو تو مالا مال فیضانِ توحیدی سے ہے۔اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔اور حضرت پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کا تُو تربیت یافتہ ہے۔'' (8)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست بیعت کے حوالہ سے اپنی کئی ایک کتب میں تذکرہ فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست بیعت ہونے والے واقعہ کی تفصیل سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہے۔ یہ واقعہ کئی ایک لوگ ضبطِ تحریر میں بھی لا چکے ہیں۔صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقبِ سُلطانی کے باب دوم میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت

ہونے کا واقعہ تفصیلاً بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''میں نے اپنے بزرگوں سے سند بہ سند سنا ہے کہ جب حضرت سُلطان العارفین سن رشد وتمیز یا سن بلوغت کو پہنچے۔ تو ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ قدس سرہٗ قصبہ شورکوٹ کے قریب اس کے گردونواح میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحب نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ قدس سرہٗ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھا لیا۔ آپ قدس سرہٗ ڈرے، کانپے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں ؟ پہلے توجہ کی اور بعدازاں فرمایا کہ میں علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ ہوں۔ پھر آپ قدس سرہٗ نے عرض کی کہ مجھے کہاں لئے جارہے ہیں ؟ فرمایا حسب الارشاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور پُرنور میں لئے جاتا ہوں۔ اسی وقت حاضر مجلس کر دیا۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ ، حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہٗ بن خطاب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ بن عفان بھی مجلس اہلِ بیت میں حاضر تھے۔ آپ قدس سرہٗ کو دیکھتے ہی پہلے پہل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ نے مجلس منورہ سے اُٹھ کر حضرت سلطان العارفین کی ملاقات کی اور توجہ فرما کر مجلس سے رخصت ہوئے۔ بعدازاں حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ بعدازاں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہٗ۔ جب تینوں اصحابِ کبار باری باری اُٹھے اور توجہ وملاقات کے بعد مجلس شریف سے رخصت ہوئے تو مجلس میں صرف اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی رہ گئے۔ میں نے اپنے قدس سرہم سے سینہ بہ سینہ یہ بات سُنی ہے کہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرماتے ہیں لیکن بظاہر خاموش تھے۔

چونکہ حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ ابنِ اَبی طالب کرم اللہ وجہہ میرے پہلے وسیلہ اور اکمل ہادی تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا میرے ہاتھ پکڑو۔ اور مجھے دونوں مبارک ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ حضرت سُلطان العارفین اپنی کتاب عین الفقر اور دوسری تصانیف میں اکثر مقامات پر فرماتے ہیں کہ کامل مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے۔ کہ مجھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ چنانچہ اوّل وآخر یکساں ہوگیا۔ یعنی اَلنِّهَايَتِ هُوَالرَّجُوْعِ اِلَى الْهِدَايَتِ کا مرتبہ اور درجہ حاصل ہوگیا۔ جب میں تلقین سے مشرف ہوا تو حضرت سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا علیٰ ابیہا وعلیہا السلام نے مجھے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے۔ میں نے حضرت سبطین الشریفین امامین السعدین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے قدم مبارک چومے اور اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ حضرت سیّد المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تلقین کے بعد فرمایا

کہ خلقِ خُدا سے محبت کرنا کیونکہ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا۔ اور ابد الاباد تک ایسا ہوتا رہیگا۔ کیونکہ یہ حکم سروری سرمدی ہے۔ بعدازاں آنحضرت ﷺ نے مجھے جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت پیر دستگیر سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے سرافرازی کے بعد مجھے خلقت کے ارشاد و تلقین کا حکم دیا۔'' (9)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست بیعت ہونے کا تذکرہ کئی مقامات پر فرمایا۔ ہر مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یہی ہے کہ مجھے سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے بیعت فرمایا۔ رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یہ ہے:-

دَستِ بیعت کرد مارا مصطفےٰ
فرزندِ خود خوانده اَست مارا مجتبےٰ
شُد اجازت باھُو را اَز مصطفےٰ
خلق را تلقین بکن بہر اَز خُدا (10)

ترجمہ:- حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے مجھے دستِ بیعت فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے فرمایا کہ تو میرا بیٹا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے اللہ کی جانب خلقِ خدا کو تلقین کرنے کیلئے مجھے اجازت عنایت فرمائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک اور تصنیف میں یہ بات یوں بیان فرماتے ہیں:-

محمدؐ چوں بِبِیْنی بیا بی خدا
خُدارا مکن از محمدؐ خدا
مرشد محمدؐ پیشوائے رہبر
از محمدؐ یافتم رحمت نظر (11)

ترجمہ:- اگر تو نے حضرت محمد ﷺ کی زیارت کر لی تو خُدا کو پالے گا۔
خدا کو حضرت محمد ﷺ سے جُدا نہ کر۔
میرے مُرشد، میرے پیشوا اور میرے رہبر حضرت محمد مصطفےٰ ہیں۔
مجھے اُن سے ہی رحمت کی نظر نصیب ہوئی ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنے مُرشد اور دستِ بیعت کا ذِکر ایک اور کتاب میں اس طرح فرماتے ہیں:-

باھُو خضرِ اُمت مصطفےٰ فی اللہ فنا
دستِ بیعت کرد نبوی مصطفےٰ (12)

ترجمہ:- باھُو رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کا رہبر اور فنا فی اللہ ہے۔ حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسے دستِ بیعت فرمایا ہے۔

اپنی ایک اور کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

رہبر من مصطفیٰ مرشد مرا
شُد مرا تعلیم علم ازِ خدا (13)

ترجمہ:- میرے رہبر و مرشد تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت ہے کہ مجھے خود خدا نے تمام علوم کی تعلیم فرمائی۔''

دَستِ بیعت کرد مارا مصطفیٰ
واقفِ اسرارِ گشتم اَز اِلٰہ (14)

ترجمہ:- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مجھے اپنے دستِ مبارک پر بیعت فرمایا ہے۔ میں اسرارِ الٰہی سے خوب واقف ہو گیا ہوں۔

دستِ بیعت ہونے کے مقامات کی درجہ بندی پر غور کیا جائے تو سب سے اعلیٰ ارفع اور عظیم تر مقام اُس بیعت کا ہے جو سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر کی گئی ہو۔ اِس حوالہ سے قرآن مجید کا درج ذیل حوالہ لاریب شہادت پیش کر رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (15)

ترجمہ:- اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ اُن کے ہاتھ پہ اللہ کا ہاتھ تھا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں اپنے دستِ بیعت کئے جانے کے طریق کار کے بارے میں فرماتے ہیں:-

''جو شخص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتا ہے اُس کے وجود میں چار نگاہوں سے چار اثر پیدا ہوتے ہیں۔ (اوّل) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے طالب اللہ کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے۔ جھوٹ اور نفاق وجود سے نکل جاتے ہیں۔ (دوئم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب کے وجود میں عدل اور محاسبۂ نفس پیدا ہوتے ہیں اور نفسانی خطرات نفسانی ہوا و ہوس بالکل نکل جاتے ہیں۔ (سوئم) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب و حیا داخل ہوتے ہیں اور بے ادبی و بے حیائی خارج ہو جاتی ہے۔ (چہارم) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر سے طالبُ اللہ کے وجود میں علم ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں اور جہالت و دُنیاوی محبت نکل جاتی ہیں۔ بعد ازاں طالب اللہ لائق تلقین ہوتا ہے اور

جناب پیغمبر ﷺ اُسے دست بیعت فرماتے ہیں'' (16)

آپ رحمۃ اللہ علیہ پیرانِ پیر سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے دستِ بیعت ہونے کے واقع کو بھی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کی روح پاک کو معراج کی رات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے تعلیم حلم اور تلقین اور علم معرفت ارشاد فرمائی تھی اور آنحضرت ﷺ نے باطن میں آپ قدس سرہ العزیز کو دستِ بیعت فرما کر متفخر اور سربلند فرمایا اور اپنا قائم مقام مقرر فرما کر محی الدین سیّد شاہ عبدالقادر قدس سرہ العزیز کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ چونکہ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین سیّد عبدالقادر قدس سرہ العزیز مادرزاد ولی اللہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی دسعتِ بیعت حاصل تھی۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری مرشد کی دستِ بیت کی حاجت نہ تھی۔'' (17)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ خود بھی مادرزاد ولی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سرکارِ دوعالم ﷺ نے دستِ بیعت فرمایا تھا۔ اس لئے اپنے بارے میں بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

''یہ فقیر (باھُو) بحضور پیغمبر صاحب ﷺ کی مجلس سے مشرف ہوا اور جناب رسالت مآب ﷺ نے خود ہاتھ پکڑ کر فقیر کو بیعت کیا۔'' (18)

صاحبِ 'مناقبِ سُلطانی' نے جہاں سرکارِ دوعالم ﷺ کی مجلس میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری اور دستِ بیعت ہونے کا واقعہ رقم کیا ہے وہاں پہ ایک اور وضاحت بھی تحریر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

''اپنی ایک کتاب میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا جو سر میں ہوتی ہیں۔ اور اس ظاہری بدن سے دیکھا اور مشرف ہوا'' (19)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہوئی۔ جس کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی ایک تصانیف میں ذکر فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سرکارِ دوعالم ﷺ نے خود دست بیعت فرمایا۔ یہ تمام تر عمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری طور پر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مزید بیعت کرنے کی قطعاً ضرورت ہی نہ تھی اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں حضرت عبدالرحمٰن دہلوی کو اپنا مرشد بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ظاہری مرشد کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ خود ہی یوں وضاحت فرماتے ہیں:-

''جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو اور اُسے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اور جناب رسول کریم ﷺ سے تعلیم، تلقین اور دستِ بیعت حاصل ہو اور جس نے ظاہر و باطن میں ہدایتِ نبوی ﷺ کو اپنا رفیق بنایا ہوا ہو اس کو ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میرا کہنا کسی کی حالت کے واسطے نہیں بلکہ خود میری یہ حالت ہے۔ (20)

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو۔رسالہ روحی شریف۔اردو ترجمہ(شبیر برادرز۔اردو بازار۔لاہور۔فروری 1998ء)ص 12

(2) ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔دِلی کے بائیس خواجہ۔(کتب خانہ عزیزیہ۔اردو بازار جامع مسجد دہلی۔مئی 1964ء)دیباچہ

(3) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔دیوانِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی۔G-144 گلشن راوی۔لاہور۔جولائی 1990ء)ص 12

(4) سیّد احمد سعید ہمدانی۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی 17 ظفر روڈ لاہور چھاونی مارچ 1987ء)ص 53

(5) پروفیسر ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُو نامہ(لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام۔س۔ن)ص 60

(6) حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(ملک چنن دین تاجر کتب۔بازار کشمیری لاہور۔1345ھ) ص 40

(7) حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص 129

(8) سید احمد سعید ہمدانی۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔(مارچ 1987ء)ص 54

(9) حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص 16/17

(10) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔رسالہ روحی شریف۔اردو ترجمہ(فروری 1998ء)ص 13

(11) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(انجمن غوثیہ عزیزیہ۔حق باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ۔موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ۔مئی 1999ء)ص 140

(12) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔کلید التوحید کلاں۔اردو ترجمہ(انجمن غوثیہ عزیزیہ۔حق باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ۔موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ۔س ن)ص 186

(13) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی 1999ء)ص 90

(14) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی 1999ء)ص 586

(15) القرآن۔پارہ 26۔سورۃ الفتح۔آیت 10

(16) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔کلید التوحید کلاں۔اردو ترجمہ(س۔ن) ص 170

(17) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔اسلام آباد۔مئی 2007ء)ص 175

(18) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔اسلام آباد۔جون 2010ء)ص 119

(19) حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص 17

(20) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔کلید جنت۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی G-144 گلشن راوی۔لاہور۔جنوری 1996ء)ص 21

پیرِ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

اللہ رب العالمین کے وصال کا راستہ انتہائی مشکل ہے۔ یہ کام نہ تو عقل و دانش سے کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مال و دولت سے۔ یہ منزل نہ تو جاہ و جلال سے حاصل کی جا سکتی ہے اور نہ ہی ظاہری عبادت و ریاضت سے۔ سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا مقرب ترین اور موصل ترین راستہ دل کا راستہ ہے۔ آپ قدس سرہٗ فرماتے ہیں:-

''اے میرے عزیز ! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی معرفت اور وصال کا کونسا راستہ ہے اور وہ راستہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کے وصال کا راستہ دل کا راستہ ہے۔ اب چاہیئے کہ راستہ کے بارے میں آگاہی حاصل کی جائے۔ جاننا چاہیئے کہ اس راستہ کی آگاہی اور حصول پیر کامل کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس راستہ کا رہبر ہے۔'' (1)

لفظ مرشد کے معنی ہیں رُشد و ہدایت دینے والا۔ جس کے ہاتھ پہ بیعت کی جاتی ہے۔ جبکہ پیر اُسے کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔ فیروز اللغات میں لفظ پیر کے معنی اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ (1) عمر رسیدہ۔ معمر۔ بوڑھا (2) ہادی، رہنما، مرشد (3) ولی، بزرگ

سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ تلقین فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد کامل ہونا ضروری ہے۔ جبکہ پیر و مرشد کا ناقص ہونا انتہائی گھاٹے کا کام ہے۔ کامل ہستیاں ہی مرید و طالب کو اللہ تعالیٰ کے قرب تک پہنچا سکتی ہیں۔ آپ قدس سرہٗ کا فرمان ہے:-

''**پیرِ کامِلُ بِحُکمِ الشَّیْخُ یُحْیِ وَیُمِیْتُ**'' (پیرِ کامل زندہ کرتا اور مارتا ہے) کے مصداق اپنے اوہام اور تصرف سے مرید کے دِل کو اللہ کی یاد سے اس طرح زندہ کر دیتا ہے کہ مرید کا کوئی سانس حق تعالیٰ کی یاد کے بغیر نہیں آتا اور مرید سوتے جاگتے ہر حالت میں اللہ کا ذاکر ہو جاتا ہے اور اُسے دائمی طور پر سیرِ اوہام حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ مرید کے دل میں اس قدر بصیرت یعنی دل کی نظر پیدا کرتا ہے کہ وہ تمام عالمِ الطاف کا معائنہ کر لیتا ہے اور اسی بصیرت کی بدولت وہ ہر لمحہ اپنے دل میں اللہ کے جمال اور دیدار سے مستفید ہوتا رہتا ہے۔'' (2)

سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ ناقص پیر کے بارے بھی عوام کو وضاحت سے آگاہ فرماتے ہیں۔ تاکہ عوام ناقص پیر سے دُور رہیں اور کامل پیر و مرشد سے فیض پائیں۔ ناقص پیر کے بارے میں آپ قدس سرہٗ کا فرمان ہے:-

مُردہ پیری با مُریدی ہیچ کار
با طلب حاضر نگردوز انتظار (3)

ترجمہ:- مُردہ پیر یعنی مردہ دل و خام و ناقص پیر کسی کام کا نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی بھی مشکل وقت میں مرید کی مدد کے لئے حاضر نہیں ہوسکتا اور مُرید پیر کے انتظار میں ہی مرجاتا ہے۔

پیر و مُرشد کامل واکمل ہونا چاہیے۔ جو شخص اس مقام ومنزل کا حامل نہ ہوا سے ناقص پیر و مرشد کہا جاتا ہے۔ ان کا فقر سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ عوام کو دھوکا دینے کیلئے کئی ایک طریقے استعمال کرتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے کئی کئی حربے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ پیری و مرشدی کو کاروبار بنانے والے ایسے لوگوں کی کئی ایک اقسام ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک طبقہ بذریعہ تشہیر اپنے آپ کو پیر و مرشد ظاہر کرتا ہے۔ ایک طبقہ ظاہری علم اور علم البیان کی بنیاد پر اپنے آپ کو پیر و مرشد منوانے کا جتن کرتا ہے۔ ایک طبقہ تعویذ دے کر اپنے آپ کو پیر و مرشد کہلاتا ہے۔ ان میں زیادہ تعداد اُس طبقہ کی ہے جو محض اس وجہ سے پیر و مرشد کہلاتے ہیں کیونکہ اُن کے جدِامجد فقر میں اعلیٰ مقام ومنزلت کے حامل تھے۔ حالانکہ قبیلے اور ذاتیں تو محض پہچان کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ (4)

ترجمہ:- تمہارے قبیلے بنائے تاکہ تمہاری پہچان وشناخت ہو۔ تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو بہتر پرہیز گار ہے۔

تصوف کا شوق رکھنے والے لوگوں کی اکثریت ناقص پیروں کی وجہ سے اصل منزل سے دُور بلکہ بہت ہی دور رہتی ہے۔ ناقص پیروں کے بارے میں سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”جاننا چاہیے کہ جو پیر بال و پَر نہیں رکھتا (یعنی قوتِ پرواز نہیں رکھتا) اور ہر لمحہ مرید کی خبر نہیں رکھتا اور اُسے گناہوں سے نہیں بچاتا اور اپنے مرید کو مرتے وقت خُدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں التماس کے ذریعے موت کے پُل سے باایمان اور ثابت قدمی سے نہیں گذارتا اُسے پیر نہیں کہنا چاہیے۔ وہ پیر نہیں ہے بلکہ وہ بوڑھا، ضعیف، محتاج اوصافِ پیری سے بالکل بے خبر ہے اور اُس کا مرید احمق گنوار بے نظر ہے (یعنی پیر ناقص خام اور مرید اندھا نادان) کیونکہ پیری اور مریدی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ پیری اور مریدی میں پرودگارِ عالم کے عظیم سِرّ اسرار ہیں اور اس زمانہ کے پیر تو استخوان فروش اور اہلِ شرب بادہ نوش ہیں۔ یعنی بدخصلت، بدفطرت، کمینے، شرابی ہیں۔ محض اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے بیان کرتے ہیں۔ ایسے پیروں سے ہزار بار استغفار پڑھنی چاہیے۔ اللہ ایسے بُرے پیروں سے بچائے۔“ (5)

پیر و مُرشد جس مقام ومنزلت کی ہستی ہوگی اُن کا مرید و طالب بھی اُسی پیمانے کے مقام کا حامل ہوتا ہے۔ اگر پیر و مرشد اعلیٰ وارفع مقام کی حامل ہستی ہو تو ان کے مُرید و طالب کو بھی اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔ حبیبِ کبریا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام الانبیاء، رحمۃ اللعالمین، خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو مولا علی کرم اللہ وجہہ کی معرفت منگوا کر دستِ بیعت ہونے کا شرف بخشا اور بعدازاں پیرانِ پیر یعنی شیخ المشائخ حقیقت الحق نور مطلق مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین شیخ سیّد شاہ عبدالقادر جیلانی الحسنی و

الحسینی قدس سرہٗ کے سپرد فرمایا۔ صاحبِ مناقب سُلطانی لکھتے ہیں:-

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا میرے ہاتھ پکڑو۔ اور مجھے دونوں مبارک ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ حضرت سُلطان العارفین اپنی کتاب عین الفقر اور دوسری تصانیف میں اکثر مقامات پہ فرماتے ہیں کہ کامل مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے۔ کہ مجھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہوگیا۔ جب میں تلقین سے مشرف ہوا تو حضرت سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا علیٰ ابیہا علیہا السلام نے مجھے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے۔ میں نے حضرت سبطین الشریفین امامین السعدین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے قدم مبارک چومے اور اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ حضرت سیّد المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تلقین کے بعد فرمایا کہ خلقِ خدا سے محبت کرنا۔ کیونکہ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا۔ اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہیگا۔ کیونکہ یہ حکم سروری سَرمدی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت پیر دستگیر سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہٗ نے سرافرازی کے بعد مجھے خلقت کے ارشاد و تلقین کا حکم دیا۔'' (6)

سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کے پیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہٗ ہیں اِس حقیقت کو آپ قدس سرہٗ خود اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

باھُوؒ مرا پیر اَست ہر دم دستگیر اَست
فنا فی اللہ جیلاؒنی فقیر اَست (7)

ترجمہ:- فقیر باھُو قدس سرہٗ کے پیر پیرانِ پیر دستگیر شیخ المشائخ، حقیقت الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت شاہ محی الدین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ ہیں۔ جو ہر دم باھُو قدس سرہٗ کے دستگیر اور فنا فی اللہ فقیر ہیں۔

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے دستگیر ہونے کے بارے میں سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ یوں بیان فرماتے ہیں۔

''سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کو بھی دستگیر کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ اپنے مریدوں کی دستگیری فرما کر ہاتھ سے پکڑ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری مجلس میں داخل فرماتے ہیں۔'' (8)

پیرانِ پیر شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کا فرمان ہے کہ ''میرا یہ قدم کل اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔'' سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ اِس بات کی تصدیق اس انداز میں فرماتے ہیں:-

پای بر گردن ولی و ہر اولیاء
بر گردن پیر ماشد قدم مصطفیؐ (9)

ترجمہ:- میرے پیر غوث الاعظم شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قدم مبارک ہر ولی اور اولیاء کی گردن پر ہے۔ جبکہ میرے پیر کی گردن پر سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدم مبارک ہے۔''

سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ مزید فرماتے ہیں کہ:-

یاد کُن آں وقت زیرِ پایت سَر
ہر کرا بر چشم شُد صاحب نظر (10)

ترجمہ:- شیخ المشائخ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کا وہ وقت کتنا عظیم تھا کہ جب آپ قدس سرہٗ العزیز کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردن پر رکھا گیا تھا۔ اور جس کسی نے بھی آپ قدس سرہٗ العزیز کا قدم مبارک سر آنکھوں پر تسلیم کیا یقیناً وہ صاحبِ نظر اولیاء اللہ ہو گیا۔

سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ نے اپنے پیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے مقام و مرتبہ کے مختلف پہلوؤں پر اپنی کتب میں روشنی ڈالی ہے۔ جنہیں پڑھ کر پیرانِ پیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی قدر و منزلت سے آگاہی ہوتی ہے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز ایک مقام پہ فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالقادرؒ اَست رہبر خُدا
دَمبدَم آنجان بجان اَست مصطفیؐ (11)

ترجمہ:- شاہ عبدالقادر قدس سرہٗ العزیز ہی رہبر خُدا ہیں کیونکہ آپ قدس اللہ سرہٗ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دم بدم اور جان بجان ہیں۔

آپ قدس سرہٗ قارئین کو اس کے علاوہ اس امر سے بھی آگاہ فرماتے ہیں کہ پیرانِ پیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز مادر زاد ولی اللہ تھے جنہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود دست بیعت فرمایا۔ آپ قدس سرہٗ کا فرمان ہے:-

''حضرت پیر دستگیر مادر زاد وَلی اللہ بود۔ دست بیعت کردہ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام و ظاہر کہ دست بیعت از کسے مرشدے در طلب نمود و آنچہ مرشدان در مقامِ طلبِ ناقص مے بود، ایشاں را بتوجہ باطنی از مقامِ طلب بیرون کشیدہ با انتہائے مرتبہ مرشدی می ربود۔'' (12)

ترجمہ:- حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز مادر زاد وَلی اللہ تھے جنہیں خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دست بیعت فرمایا۔ آپ قدس سرہٗ العزیز جب کبھی ظاہری دست بیعت کرنے کی غرض سے کسی مرشد کامل کی تلاش میں نکلتے اور مرشدوں کو

طلب ناقص میں گرفتار پاتے تو اپنی باطنی توجہ سے انہیں طلبِ ناقص سے نکال کر مرشدی کے انتہائی مرتبے پر پہنچا دیتے۔

اللہ رب العالمین نے پیرانِ پیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ اور سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمانے والی خوبیوں میں مماثلت پیدا فرمائی۔ جیسے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ مادر زَاد وَلی اللہ تھے اور حضرت سُلطان باھُو قدس سرّہٗ بھی مادر زَاد وَلی اللہ۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کو سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا اور حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حبیبِ رب ذوالجلال جل جلالہٗ نے دستِ بیعت فرمایا۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کو سُلطان الفقراء کا مقام عطاء ہوا اور حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مقامِ سُلطان الفقراء سے نوازا گیا۔

اللہ رب العالمین اپنی خالقیت کے مظاہر یوں تو ہر تخلیق سے عیاں فرماتے ہیں۔ لیکن اگر ابن آدم علیہ السلام پر ہی توجہ کی جائے تو ذاتِ باری تعالیٰ کی خالقیت کے اَن گنت مظاہر سامنے آتے ہیں۔ ایک ہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے باوجود ہر فرد ہر حوالہ سے دوسرے فرد سے مختلف نظر آتا ہے۔ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ ذاتِ باریٔ تعالیٰ کی خالقیت کے کمالات بھی بیان فرماتے ہیں۔ ایک مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس حوالہ سے سورج اور پتھر کی مثال دے کر فرماتے ہیں:-

پر تو خورشید عشقت برہم تابد
ولیکن سنگ بیک نوع نیست تا گو ہر شوند (13)

ترجمہ:- سورج کی روشنی تو ہر ایک پتھر پر برابر پڑتی ہے۔ لیکن تمام پتھر ایک جیسے نہیں ہوتے کہ لعل یا قیمتی موتی بن جائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے متذکرہ بالا بیت میں دیئے گئے مضمون کے مفہوم کی وضاحت اپنے نثری انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں:-

''پس اسی طرح ہر اِنسان کی صلاحیتیں یکساں نہیں ہوتیں بلکہ ہر ایک میں اپنی اپنی استعداد ہوتی ہے۔ اِسی استعداد کے مطابق ہر ایک نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات سے فائدہ حاصل کیا۔ پس اسی طرح پیر اور مرید دونوں کا ایک دوسرے سے تعلق ہوتا ہے۔ اگر ایک طرف بھی کمزوری یا کوتاہی ہو تو اللہ کی معرفت کا کام اپنے کمال کو نہیں پہنچتا۔ یعنی پیر کامل ہو لیکن مرید صادق نہ ہو یا مرید صادق ہو، پیر کامل نہ ہو تو بھی معاملہ نہیں بنتا اور کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔'' (14)

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کے مقام و منزلت پر توجہ کی جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سُلطان الفقراء منازل طے کرنے والی ہستی مادر زَاد وَلی اللہ ہوتی ہے علاوہ ازیں انہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دستِ مبارک سے بیعت فرمانے کی سعادت عطا فرماتے ہیں۔ جن کو یہ عظمت و سعادت نصیب نہ ہو وہ اس مقام و منزلت

کو حاصل ہی نہیں کر سکتے ۔حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

''کیا تو جانتا ہے کہ عشق کا معاملہ انتہائی بلند پرواز ہے اور جو اس کا اہل نہیں وہ کتنی ہی کوشش و سعی کرے اس کے مراتب کو نہیں پا سکتا۔ اگر مکھی کئی بار ہاتھ ملتی رہے، سر مارے اور ہزاروں بار اُڑے وہ ہرگز پرواز میں شہباز کے مناسب اور مراتب کو نہیں پہنچ سکتی۔ ایسے ہی نا اہل کتنی ہی ریاضت و زہد کرتا رہے وہ صاحب راز نہیں بن سکتا۔'' (15)

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ سُلطان الوہم اردو ترجمہ (فقیر میر محمد رحمۃ اللہ علیہ ڈھلی فقیر تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال۔ فروری 1999ء) ص 3

(2) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ سُلطان الوہم ۔اردو ترجمہ (فروری 1999ء) ص 2

(3) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ گنج الاسرار۔ اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔ مئی 2011ء) ص 25

(4) القرآن ۔پارہ 26۔ سورۃ الحجرات ۔آیت 13

(5) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ گنج الاسرار۔ اردو ترجمہ (مئی 2011ء) ص 25

(6) صاحبزادہ سُلطان حامد۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والی کی قومی دوکان۔ بازار کشمیری بازار۔ لاہور 1345ھ) ص 16-17

(7) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ گنج الاسرار۔ اردو ترجمہ (مئی 2011ء) ص 34

(8) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ دیدار بخش خورد۔ اردو ترجمہ (شبیر برادرز۔ اردو بازار لاہور۔ اگست 1995ء) ص 28

(9) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔گنج الاسرار۔ اردو ترجمہ (مئی 2011ء) ص 24

(10) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔گنج الاسرار۔ اردو ترجمہ (مئی 2011ء) ص 23

(11) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔کلید التوحید کلاں۔ اردو ترجمہ ((صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔ فروری 2009ء) ص 83

(12) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ نور الھدیٰ ۔اردو ترجمہ (انجمن غوثیہ عزیزیہ۔ حق باھُو سلطان رحمۃ اللہ علیہ۔ موضع حضرت سُلطان باھُو ضلع جھنگ۔ مئی 1999ء) ص 405, 404

(13) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ سُلطان الوہم ۔اردو ترجمہ (فروری 1999ء) ص 32

(14) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ سُلطان الوہم ۔اردو ترجمہ (فروری 1999ء) ص 32

(15) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔عین الفقر۔ اردو ترجمہ ((صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔ جون 2010ء) ص 139

دُنیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے کائنات تخلیق فرمائی۔ کائنات کی وسعت کا اندازہ لگانا انسانی عقل و دانش کے دائرہ سے باہر ہے۔ اللہ رب العالمین نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا۔ اس جہان میں حضرت آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم علیہ السلام کے رہنے اور ٹھہرنے کے اس مقام کو دُنیا کہا جاتا ہے۔

محاوراتی طور پہ لفظ دُنیا کے بہت سے معنی و مطالب ہیں۔ جن میں سے زر، زن، زمین، اولاد، محلات، جاہ و جلال، رعب دبدہ اور حاکمیت کے حصول کے علاوہ حرص، حسد اور تکبر کو اپنے وجود میں وارد کرنے کے عمل کو بھی دنیا کہا جاتا ہے۔ عام طور پر معاشرے میں ان چیزوں کے حصول کو بہت بڑی کامیابی گردانا جاتا ہے۔ جبکہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝١٤ (1)

(لوگوں کے لئے مرغوبِ نفس عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آیندہ بنا دی گئی ہیں۔ مگر یہ سب دُنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانہ ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔)

اللہ رب العالمین کی جانب سے لوگوں کو تنبیہہ کی جا رہی ہے کہ دنیا کی زندگی محتاط طریقہ سے گذارنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں دھوکہ میں ڈال دے۔ ہم لوگ عام طور پر اللہ تعالیٰ کے فرامین کی جانب متوجہ نہیں ہوتے اور اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال دیتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں یہ زندگی محتاط طور طریقہ سے گزارنی چاہیئے۔ زندگی کو محتاط طور پر گذارنے اور اپنے آپ کو راہِ راست پہ چلانے کیلئے ضروری ہے کہ ہم ذاتِ باری تعالیٰ کے فرامین کو مدِنظر رکھیں۔ ہمیں سب سے پہلے تو یہ حقیقت جاننا چاہیئے کہ دنیا کیا ہے ؟ اس کی حیثیت کیا ہے ؟ اس کا مستقبل کیا ہے ؟ اس جہان میں یہ ہمیں کیا کیا فوائد پہنچا سکتی ہے ؟ اور اگلے جہان میں ہمیں اس سے کیا کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ؟ دُنیا کی حیثیت کے حوالہ سے اللہ رب العالمین ہم پر اس طرح واضح فرما رہا ہے:-

☆ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝١٨٥ (2)

ترجمہ:- دُنیا کی زندگی تو فریب اور دھوکہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

☆ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ (3)

ترجمہ:- دُنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے۔

☆ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (4)

ترجمہ:- دُنیا کی زندگی تو چندروزہ مزے ہیں۔ پھر تمہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے۔ اس وقت ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

☆ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا (5)

ترجمہ:- تم لوگوں کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ محض دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے۔

☆ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (6)

ترجمہ:- لوگ دُنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔

☆ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (7)

ترجمہ:- اور یہ دُنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشے اور دل کے بہلاوے کے سوا کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی کا گھر تو آخرت ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔

☆ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ (8)

ترجمہ:- اے قوم ! یہ دُنیا کی زندگی تو چندروزہ ہے ہمیشہ کے قیام وقرار کی جگہ تو آخرت ہی ہے۔

☆ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ (9)

ترجمہ:- خوب جان لو کہ دُنیا کی یہ زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی ہے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال واولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُنیا کے بارے میں ارشادات ہیں:-

☆ اَلدُّنْيَا زُوْرٌ لَا يَحْمِلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ (10)

ترجمہ:- دُنیا دھوکا کا نام ہے جو دھوکا ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

☆ دُنیا کو حقارت وتحقیر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ یہ شیطانی مال ومتاع ہے

☆ حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنَ لَا يَسْعَانِ فِي الْقَلْبِ كَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِيْ اٰنَاءٍ وَّاحِدٍ (11)

ترجمہ:- دین اور دنیا کی محبت ایک ہی دل میں جمع نہیں ہوسکتی۔ جس طرح آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہوسکتے۔۔

☆ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ (12)

ترجمہ:۔ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

سرور کائنات ﷺ کا فرمان کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے ہمارے لئے بہت بڑی راہنمائی ہے۔ہمیں اس پر خصوصی توجہ کرنا چاہیئے۔ کسان جس کھیتی کیلئے جتنی محنت کرتا ہے اور اُس پر جتنا خرچ کرتا ہے فصل تیار ہونے پر اُسے اتنا ہی اَجر ملتا ہے۔ ہمیں دُنیا کی اس چند روزہ اور عارضی زندگی میں رہ کر اپنی مستقل زندگی کیلئے محنت کرنی چاہیے۔اگر ہم مستقل حیات کو بھول کر عارضی اور مختصر زندگی کو خوب سے خوب تر بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہوگئے تو پھر آخرت کے انجام کا ازالہ ممکن ہی نہیں ہوگا۔اپنی آخرت سنوارنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ رب العالمین کے بتائے ہوئے راستہ کو اپنا لیں۔ذاتِ باری تعالیٰ جس جس کام کے کرنے کا حکم دیتی ہے ہم وہ وہ کام کریں۔اسی طرح وہ جس جس عمل سے روکتی ہے ہم وہ عمل کرنے سے باز رہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے مطابق ہمارے ہر ہر عمل کا حساب ہوگا۔ایسا ممکن ہی نہیں کہ ہم خالقِ کائنات کے چند حکم مان کر اُن کے مطابق عمل بھی کرلیں اور دل میں یہ خیال کریں کہ ہم تو بخش دیئے جائیں گے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرنے کی کوشش اور جتن کریں۔اس ضمن میں رب العالمین کا فرمان ہے:۔

☆ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ
هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ۝٣٨ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٣٩ (13)

ترجمہ:۔ ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے اُن کے لئے کسی خوف اور رَنج کا موقع نہ ہوگا۔اور جو اُس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں۔جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ذاتِ باری تعالیٰ کے یہ فرامین ازلی ہیں جن میں تا ابد کسی قسم کی تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

(i) آنچہ از حق باز دارد دُنیائی زشت
آنچہ با حق می برد مزرعہ بہشت

(ii) بَر سر شرمندہ باشد رو سیاہ
ایں چنیں دُنیا بُود قہر اِلٰہ

(iii) دُنیا حرص و حسد کفر و نفاق

دُنیا و شیطان ہر دو بایک اتفاق (14)

ترجمہ:- (i) جو چیز جو محبت تجھے خُدا کی طرف جانے سے روکے وہی دُنیا ناپاک ہے۔ اور جو چیز خُدا کی طرف لے جانے والی ہووہ بہشت کی کھیتی ہے۔

(ii) حُبِ دنیا شرمندگی اور رو سیاہی کا باعث ہے۔ یہ دُنیا تو اللہ تعالیٰ کا قہراور غضب ہے۔

(iii) دُنیا حرص و حسد اور کفر و نفاق ہے ۔ دُنیا اور شیطان دونوں کا آپس میں اتحاد ہے

لفظ دُنیا چار حروف (د۔ن۔ی۔ا) کا مرکب ہے۔ یہ چاروں حروف ایک ایک لفظ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ د = دل ، ن= نفس امارہ ، ی= یگانہ، الف= اتحاد۔ اِس طرح دل اور نفس امارہ کے یگانہ اتحاد کو دُنیا کہا جاتا ہے۔

اللہ رب العالمین کا فرمان ہے۔

☆ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (15)

ترجمہ:- کہ نفس امارہ بُرائی ہی تو سکھا تا ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کی دُنیا کے بارے میں حدیث مبارکہ یوں ہے۔

☆ اَلدُّنۡیَا جِیۡفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ (16)

ترجمہ:- دُنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ نفسِ امارہ کی حقیقت واصلیت کے بارے میں فرماتے ہیں:-

نفس امارہ بدُنیا در طلب

اصل دُنیا جیفہ طالب او کلب (17)

ترجمہ:- نفس امارہ ہمیشہ دنیا کی طلب میں ہی رہتا ہے۔ اصل میں دُنیا مردار ہے اور اس کا طالب کُتا ہے۔

نفس کی اماجگاہ قلب ہے اور نفس ہی قلب کو اپنی پسند کی راہ پہ چلاتا ہے۔ جس کسی کے قلب میں نفس امارہ کی سرداری ہوگی وہ اُسے دنیا کی طلب میں مگن رکھے گا۔ جس کسی کے قلب میں نفس لوامہ کی سرداری ہوگی وہ اُسے دنیا سے محتاط رہنے پر مائل رکھے گا۔ اسی طرح جس کسی کے قلب میں نفس مطمئنہ موجود ہوگا وہ اُسے تارک الدنیا کی کیفیت میں رکھے گا۔

جس شخص کے قلب میں نفس امارہ کی اجارہ داری ہوتی ہے وہ اُسے اور اُس کے دل و دماغ کو دنیا کی طلب میں یوں مگن رکھتا ہے کہ اُسے خوفِ خدا کا احساس بھی نہیں ہونے پاتا۔ وہ ہر حال اور ہر صورت دنیاوی جاہ وجلال، مال وزر، محلات اور دنیا کی ہر ظاہری نعمت کو اپنے قبضہ اور اپنے استعمال میں رکھنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے وہ دن رات انتھک محنت کرتا ہے، ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرتا ہے۔ اسے جائز و ناجائز اور حلال و حرام میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ ہر حال اور ہر صورت میں اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے۔ اس طرح کے طالب الدنیا معاشرے میں معزز و شرفا کا لبادہ اوڑھے نظر آتے ہیں۔ انہیں نہ تو خلقِ خُدا پہ ترس آتا ہے اور نہ ہی انہیں آخرت کا خوف ہوتا ہے۔

طالب الدنیا کے دو طبقات ہوتے ہیں۔ ایک طبقہ اپنے آپ کو ماڈرن اور ترقی پسند ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ اپنے آپ کو نیکوکار ظاہر کرتا ہے۔ یہ لوگ بظاہر اسلام کے بنیادی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں مگر حقیقت میں اسلام کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں اور خلقِ خُدا کو بھی۔ یہ لوگ اگر شعبہ تجارت میں ہوں تو عوام سے ناجائز منافع حاصل کرنا ان کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔ مال میں ملاوٹ اور اچھے لیبل میں گھٹیا مال فروخت کرنا ان کا مستقل عمل ہوتا ہے۔ اگر طالب الدنیا اسلام کے نمائندے بن جائیں تو یہ مزید نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اسلام کے لبادہ میں یہ ایسے ایسے امور سرانجام دیتے ہیں جنکا ازالہ جلد ممکن ہی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ لوگوں کو بظاہر قرآن پڑھاتے ہیں مگر ساتھ ہی لوگوں کو قرآن مجید کے فرامین کی کھلے عام خلاف ورزیاں کرنے کا عادی بنا دیتے ہیں۔ یہ لوگوں کو جو قرآن مجید پڑھاتے ہیں اُس میں ذاتِ باری تعالیٰ کے فرامین ہیں۔

☆ وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِۙ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ۝۱۱ (18)

ترجمہ:- اُن سے جب بھی کہا گیا کہ زمین میں فساد مت برپا کرو تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

☆ وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۳۹ (19)

ترجمہ:- اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور وہ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانیوالے ہیں۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وہ قرآن مجید میں سے یہ بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں:-

☆ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۝۱۰۵ (20)

ترجمہ:- تم اُن لوگوں کی طرح قطعاً نہ ہونا جو فرقوں میں بٹ گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں وہ یہ بھی پڑھتے ہیں:-

☆ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ يَنۡزَغُ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِيۡنًا ۝۵۳ (21)

ترجمہ:- دراصل یہ شیطان ہے جو انسان کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ یقیناً شیطان اِنسان کا کھلا دشمن ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ لاتعداد حدود و فرائض قرآن مجید میں ایسے بیان کئے گئے ہیں جن کی یہ لوگ کھلے عام خلاف ورزیاں کرتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے لوگ نفس امارہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اِس بنا پر ان کیلئے طالب الدنیا کا لقب ہی موزوں و مناسب ہے۔

جن لوگوں کے قلب طالب الدنیا کی گردش میں رہتے ہیں وہ دین کو دین نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے فرقوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ وہ فریبِ دُنیا میں ہی مگن رہتے ہیں۔ اس حقیقت کا تذکرہ قرآن میں اس طرح موجود ہے:-

☆ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (22)

ترجمہ:- چھوڑ دو اُن لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے اور جنہیں دُنیا کی زندگی فریب میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔

طالب الدنیا افراد کی خواہش وتمنا یہی ہوتی ہے کہ اُنہیں اس فانی دُنیا میں ہی سب کچھ حاصل ہو جائے۔ انہیں آخرت کا نہ تو خوف ہوتا اور نہ ہی کوئی ڈر۔ وہ اپنی ہر خواہش اس دُنیا میں ہی پورا کرنے کا جتن کرتے ہیں۔ ایسے لوگ دُعا بھی اسی ڈھب سے کرتے ہیں۔ جس کا تذکرہ رب العالمین اپنی لاریب کتاب میں فرماتے ہیں:-

☆ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ (23)

ترجمہ:- اِن لوگوں میں سے کوئی تو ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں دُنیا ہی میں سب کچھ دے دے۔ ایسے شخص کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

اللہ رَبُّ العالمین طالب الدنیا کو اِسی دُنیا میں سب کچھ دے دیتا ہے۔ جبکہ آخرت میں اُسے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اِس حوالہ سے ذاتِ پاک قرآن مجید میں بار بار ذکر فرماتی ہے۔ جن میں سے ایک حوالہ یہ بھی موجود ہے:-

☆ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ
اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ۔ (24)

ترجمہ:- جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اُس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں اُن کی کارگزاری کا سارا پھل ہم ان کو یہیں دے دیتے ہیں اور اُس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کیلئے آگ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

وہ لوگ جنہیں شیطان اور نفس امارہ اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے وہ راہِ حق سے بہت ہی دُور ہو جاتے ہیں۔ وہ رحمتِ خداوندی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ روزِ محشر اُن کے لئے سخت عذاب کا دن ہوگا۔ دُنیا کا مال ومتاع، جاہ وجلال، شان وشوکت اور سونا چاندی اُن کی قطعاً

معاونت نہ کر سکیں گے بلکہ اُن کیلئے عذاب میں اضافہ کا سبب بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرامین اٹل ہیں۔ جن میں کسی قسم کی کمی بیشی کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔ رب العالمین کا فرمان ہے:-

☆ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ (25)

ترجمہ:- دردناک سزا کی خوشخبری دواُن کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اس فرمان کے ساتھ ہی سونا چاندی جمع کر کے رکھنے والوں کو ایک اور دردناک عذاب کے بارے میں اس طرح خبر دے رہا ہے:-

☆ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ (26)

ترجمہ:- ایک دن آئیگا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیاں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔

یہ بات حقیقت سے مالا مال ہے کہ کم فہم وفراست اور کم علم وعقل افراد کے ساتھ ساتھ راہِ حق سے نا آشنا لوگ جب کسی طالب الدنیا کے ٹھاٹھ باٹھ اور جاہ وحشمت کو دیکھتے ہیں تو عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ یہ سلسلہ آج سے نہیں ہزار ہا سال قبل سے جاری وساری ہے۔ جب لوگوں نے قارون کی جاہ وحشمت اور امارت کی انتہاء پر نظر دوڑائی تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اس پر کتنا راضی ہے۔ اس کے ساتھ ہی دعا مانگنے لگے کہ یا رب العالمین ہم پر بھی قارون کی طرح مہربانی فرما۔ جب صبح قارون کے غرق ہونے کی خبر پھیلی تو وہی افراد جو کل دعا مانگ رہے تھے توبہ کرنے لگے۔ آج بھی طالب الدنیا افراد میں سے جس کے پاس جتنی دنیا ہوتی ہے وہ اسی قدر اِتراتا ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے لوگ اس کی ظاہری قوت کے حساب سے اس کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن طالب المولیٰ ہستیوں کی سوچ فکر اور فرمان مختلف ہوتے ہیں۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:-

(i) طالبِ دُنیا ز سگ کمتر است
ظاہر او گرچہ بجاہ و فراست

(ii) حرصِ دُنیا دل گرفتہ از ریا
چُوں ز دل دنیا رود محرم خُدا

(iii) باھُو مومن آں مرد است دارد چشم باز
تارک و فارغ ز دُنیا بے نیاز

(iv) او نہ بیند فقر را آن زرد رو

زانکہ زر آں راکشد باخجل سو (27)

ترجمہ:- (i) دُنیا کا طالب کُتے سے بھی گھٹیل ہے ۔خواہ بظاہر وہ جاہ وحشمت اور فہم وفراست کا مالک ہی کیوں نہ ہو

(ii) ریا کاری کے سبب دنیاوی حرص و ہوا تیرے دل میں پیوست ہوچکی ہے۔ جب تک دُنیا کا خیال تیرے دل سے نہیں نکلے گا اس وقت تک تو خُدا کا محرم نہیں ہوسکتا۔

(iii) باھُو مومن وہ مرد ہے جو دُنیا کی رنگینیوں سے اپنی آنکھ بند رکھے۔اور وہ دُنیا کا تارک اور دُنیا سے فارغ و بے نیاز ہو

(iv) جو لوگ سونے چاندی اور دنیا کے پرستار ہیں وہ فقیر کے ہم صحبت ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ان کے چہرے دنیا کی پرستش سے زرد ہوگئے ہیں۔ کیونکہ دنیا اور سونا چاندی انہیں ہمیشہ شرمندگی کی طرف لے جاتی ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ دنیا کی محبت کو دل سے نکال دینے کی تلقین فرماتے ہیں آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:-

اَخْرِجْ حُبَّ الدُّنْیَا وَاجِبٌ وَحُبَّ الْمَوْلٰی فَرْضٌ (28)

ترجمہ:- دُنیا کی محبت دل سے نکال دینا واجب ہے اور مولا کی محبت پیدا کرنا فرض ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ طالبِ دُنیا کو سمجھانے کیلئے فرماتے ہیں:-

باھُو ! دُنیا دانی چیست پُر درد و بلا

مے کُند از ذِکر و فکرِ حق جُدا (29)

ترجمہ:- اے باھُو رحمۃ اللہ علیہ تو جانتا ہے کہ دُنیا کیا ہے دُنیا پُر درد بَلا ہے جو حق تعالیٰ کے ذِکر و فکر سے جُدا کرتی ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''جو لوگ دُنیا کی قید میں پھنس جاتے ہیں اُن کے وجود میں خطراتِ شیطانی، وَسوسہ، وہم نفسانی، حِرص، حسد، طمع، لالچ اور تکبر قرار پکڑ لیتے ہیں۔ وہ اَنا، تکبر اور غرور کرنے لگتے ہیں۔ جس کے سبب وہ راہ حق سے مطلق بھٹک جاتے ہیں۔ اور ہر ایک علم کے مقابل ہمیشہ شیطانی حجت اور حیلہ پیش کرتے ہیں۔'' (30)

جب تک کسی شخص میں حرص ہوس حسد و تکبر موجود رہتا ہے یعنی نفس امارہ کی اجارہ داری رہتی ہے تب تک وہ طالب الدنیا کے محور میں ہی مقید رہتا ہے۔ جس ہستی نے جیتے جی اپنے نفس امارہ کو مار لیا اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَ مُوْتُوْا کی منازل طے کر کے تارک الدنیا کی راہ پر گامزن رہنا شروع کیا اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقربین میں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقربین اس جہان میں رہتے ہیں لیکن ان کے قلب محبت الٰہی میں مست رہتے ہیں۔ ایسی خوش بخت ہستیوں کے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک ہے:-

اَجْسَامُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ قُلُوْبُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (31)

ترجمہ:- اُن کے جسم تو دُنیا میں ہیں لیکن اُن کے دل آخرت میں ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مگن رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ جو لوگ اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کا ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا ذکر کرتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ
رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾ (32)

ترجمہ:- حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے اُس کیلئے اُس کے رب کے پاس اَجر ہے اور ایسے لوگوں کیلئے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں۔

سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(i) ہر کہ یکتای بیکتا شُد خُدا
داد رخصت نفس شیطان باھوا

(ii) دِیدہ را دیدار بردہ نفس را بردہ ہوا
دِل کی دائیم باخدا شد روح بردہ مصطفیٰ

(iii) ہر چہار رفت اَز من عاقبت ماراچہ نام

باھُو در ہو گم شدہ بد نام را دادہ سلام (33)

ترجمہ:- (i) جو کوئی خدائے واحدہٗ لاشریک کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے وہ نفس، شیطان اور خواہشات کو ہمیشہ کے لئے رخصت دے دیتا ہے۔

(ii) میری آنکھوں کو دیدار نے اپنے اندر سمو لیا ہے اور میرے نفس کو خواہش لے گئی۔ میرا دل ہمیشہ کیلئے خُدا کے ساتھ ہو گیا ہے اور میری روح بارگاہِ مصطفےٰ ﷺ میں چلی گئی ہے۔

(iii) جب چاروں (آنکھیں، نفس، دل اور روح) میں نے خُدا اور رسول خدا ﷺ کے سپرد کر دیں تو پھر میرا کیا نام رہ جاتا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ باھُو ذاتِ ھُو میں گم ہو کر سِرِّ ذات یاھُو ہی ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے اپنا الگ نام رکھنے کی بدنامی کو بھی سلام کہہ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے راہنمائی فرماتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر دیتا ہے۔ ذات پاک جس کے درجات بلند کر دے اُسے نہ صرف تارک الدنیا بنا دیتا ہے بلکہ اُسے آخرت کی بھی کچھ پرواہ نہیں رہتی۔ وہ تو صرف ذات پاک کے دیدار میں ہی مگن رہتا ہے۔ سُلطان الفقراء فرماتے ہیں:-

فارغ اَز سود و بی غم از ضررم

دو جہان را بہ نیم جو نخرم (34)

ترجمہ:- میں دُنیا و آخرت کے نفع و نقصان سے فارغ اور بے غم ہو چکا ہوں۔ میرے نزدیک دونوں جہان کی کچھ بھی اہمیت نہیں۔ میں دونوں جہان کو آدھے جو کے بدلے بھی نہیں خریدتا۔

حوالہ جات

(1) القرآن۔ پارہ3،سورۃ آل عمران،آیت14

(2) القرآن۔ پارہ4،سورۃ آل عمران،آیت185

(3) القرآن۔ پارہ7،سورۃ الانعام،آیت32

(4) القرآن۔ پارہ11،سورہ یونس،آیت23

(5) القرآن۔ پارہ20،سورۃ القصص،آیت60

(6) القرآن۔ پارہ21،سورۃ الروم،آیت7

(7) القرآن۔ پارہ21،سورۃ العنکبوت،آیت64

(8) القرآن۔ پارہ24،سورۃ المؤمن،آیت39

(9) القرآن۔ پارہ27،سورۃ الحدید،آیت20

(10) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔دیدار بخش کلاں اردو ترجمہ(حق باھُو منزل G-144 گلشن راوی لاہور۔اپریل1997ء)ص88

(11) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔محبت الاسرار۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ مارچ1996ء)ص44

(12) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔دیدار بخش کلاں اردو ترجمہ(اپریل1997ء)ص89

(13) القرآن۔ پارہ1، سورۃ البقرہ،آیت38-39

(14) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔گنج الاسرار۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔مئی2011ء)ص10-31-32

(15) القرآن۔ پارہ13،سورۃ الیوسف،آیت53

(16) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔کلید التوحید خورد۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ 1992ء)ص68

(17) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔گنج الاسرار۔اردو ترجمہ(مئی2011ء)ص32

(18) القرآن۔ پارہ1،سورۃ البقرہ،آیت11

(19) القرآن۔ پارہ1،سورۃ البقرہ،آیت39

(20) القرآن۔ پارہ4،سورۃ آل عمران،آیت105

(21) القرآن۔ پارہ15،سورۃ بنی اسرائیل،آیت53

(22) القرآن۔ پارہ7،سورۃ الانعام،آیت70

(23) القرآن۔ پارہ2،سورۃ البقرہ،آیت200

(24) القرآن۔ پارہ12،سورۃ ھود،آیت15-16

(25) القرآن۔ پارہ10،سورۃ التوبہ،آیت34

(26) القرآن۔ پارہ10،سورۃ التوبہ،آیت35

(27) حضرت سُلطان باھُو ؒ،کلید التوحید کلاں۔اردوترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔فروری2009ء) ص25-26-207-224

(28) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔نور الھُدیٰ خورد۔اردوترجمہ(فقیر میر محمد ؒ ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال جون1998ء)ص28

(29) حضرت سُلطان باھُو ؒ،عین الفقر۔اردوترجمہ۔(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔جون2010ء)ص184

(30) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔کلید التوحید کلاں۔اردوترجمہ(فروری2009ء)ص226

(31) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔نور الھُدیٰ خورد۔اردوترجمہ(جون1998ء)ص16

(32) القرآن،پارہ1،سورۃ البقرہ،آیت112

(33) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔نورُ الھُدیٰ کلاں۔اردوترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔مئی2007ء)ص57-61

(34) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔گنج الاسرار۔اردوترجمہ مئی2011ء)ص27

عِلم

علم عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کے معنی اس طرح ہیں:-

(i) معلوم ہونا (ii) دریافت کرنا۔تمیز کرنا۔فرق کرنا (1)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ لفظ علم کے معانی یوں بیان فرماتے ہیں۔

علم سراسر یاداشت،حساب وشمار اَست۔ (2)

(علم تو بس یاداشت اور حساب وشمار ہے)

آپ رحمۃ اللہ علیہ علم کے معنی اس طرح بھی بیان فرماتے ہیں۔

علم پیغام اَست دانستن بیان (3)

(علم ایک پیغام ہے جس کا تعلق جاننے اور بیان کرنے سے ہے)

حاصل کئے گئے علم کو تعلیم کہا جاتا ہے۔انسان کے لیے علم کا حاصل کرنا یوں ہی ضروری ہے جس طرح وجود کیلئے خوراک و پانی ضروری ہوتا ہے۔علم کے بغیر انسانی عقل و دماغ خالی خالی رہتے ہیں۔اسی سبب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:-

لَا فَوْقَ بَیْنَ الْحَیَوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ (4)

ترجمہ:- انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں سوائے علم کے۔

انسانی عقل و دماغ میں شعور کی مقدار اتنی ہی ہوتی ہے جتنا اس کے پاس علم ہوتا ہے۔جس انسان کو جتنا علم حاصل ہو اس کا شعور اسی مقدار سے اچھا ہوتا ہے اور اس کی سوجھ بوجھ کا معیار اسی پیمانہ پہ ہوتا ہے۔جس انسان کو جتنا علم ہو اس کا مقام و مرتبہ بھی اسی سطح کا ہوتا ہے۔

اللہ رب العالمین اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے:-

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ (5)

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور صاحبِ علم بھی ہیں ان کے درجات بلند ہوں گے۔

انسان کی عظمت کا سبب علم ہے۔انسان کو اشرف الخلوقات بنائے جانے کے اسباب میں ایک سبب علم بھی ہے۔سرکارِ دوعالم خاتم

النّبیین حضرت محمد ﷺ پر اُتاری جانے والی پہلی وَحی کا پہلا لفظ 'اِقْرَأْ' ہے۔جس کے معنی ہیں 'پڑھ'۔اس طرح پڑھنے کی اہمیت وضرورت کی جانب ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔سرکارِ دوعالم ﷺ کا ہمارے لئے حکم ہے کہ :-

اَطْلُبُوا الْعِلْمَ لَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ (6)

ترجمہ:- علم حاصل کروخواہ چین ہی جانا پڑے۔

اس حدیث پاک سے علم اورعلم حاصل کرنے کی اہمیت وضرورت واضح ہورہی ہے۔علم کے بغیر نہ تواس جہاں میں کوئی جگہ ومقام بن سکتا ہے اور نہ ہی اگلے جہان میں کچھ حاصل ہوسکتا ہے۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ علم کی اہمیت اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:-

علم را آموز اوّل بعدازاں اینجا بیا

جاہلاں را پیش حضرت حق تعالٰی نیست جا (7)

(پہلے علم حاصل کر جس کے بعد اس میدان میں آ کیونکہ بارگاہ حق تعالٰی میں جاہلوں کیلئے کوئی جگہ نہیں)

اس حقیقت میں کسی قسم کی کمی پیشی کی کوئی گنجائش نہیں کہ انسان کوانسانیت کا معیار قائم رکھنے کے لئے علم کی لازمی ضرورت ہے۔

انسانی شعور میں علم داخل ہونے کے درج ذیل دو روپ، ذریعے اور طریقے ہیں۔-

(i) علم حاصل کرنا (ii) علم حاصل ہونا

جوعلم خود حاصل کیا جاتا ہے اُسے ظاہری علم کہا جاتا ہے۔جوعلم حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ الہام یا وحی سے حاصل ہوتا ہے اُسے باطنی علم کہا جاتا ہے۔اس بارے سلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

'' اما علم دوقسم است۔علم ظاہر وعلم باطن۔علماء ظاہر علم عالم انسان وعلم باطن علم القلب۔ ہر کہ علم باطن معرفتِ توحید الٰہی۔تمام تحصیل ربوبیت میخواند آنزا **احتیاج علم ظاہر نماند المطلب**'' (8)

ترجمہ:- علم دوقسم کا ہوتا ہے۔ظاہری اور باطنی۔ظاہری علم والے زبانی علوم کے عالم ہوتے ہیں۔اُن کا سارا علم وجود سے متعلق ہوتا ہے۔لیکن علم باطن والے قلب کے عالم ہوتے ہیں۔باطنی علم والا معرفت توحید الٰہی میں کامل ہوتا ہے۔باطنی علم والے ظاہری علم سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری وباطنی علوم کی تعداد بھی اِس طرح بیان فرماتے ہیں:-

''علم ظاہر چہاردہ علم اَست بنطقِ زبان منطق معانی وعلم باطنی ہفتاد کروڑ وسی لکھہ و پنجاہ و پنج وسہ ویک علم اَست۔'' (9)

ترجمہ : - ظاہری علم چودہ بتائے جاتے ہیں۔جبکہ باطنی علوم ستر کروڑ تین لاکھ پچاس ہزار پانچ سواکتیس (70,03,50,531) شمار کئے جاتے ہیں۔

علم حاصل ہونا پہلا اور بڑا ذریعہ ہے۔انسان کیلئے علم حاصل ہونے والے اس بڑے ذریعہ کا تعلق الہام سے ہے۔اس کیلئے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے۔جب خالقِ کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کے بُت میں اپنی روح پھونکی تو فرشتوں نے اعتراض کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت پر اُنگلی اُٹھائی۔اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کچھ چیزوں کے نام پوچھے۔فرشتے وہ نام نہ بتا سکے۔جبکہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے نام بتا دیئے۔حضرت آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے بارے علم کہاں سے سیکھا ؟ حضرت آدم علیہ السلام کو وہ علم اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام عطا فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی پنگھوڑے ہی میں تھے جب انہوں نے اعلانِ نبوت فرمایا۔علاوہ ازیں تبلیغ بھی شروع کی۔انہوں نے وہ علم کہاں سے حاصل کیا ؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی وہ علم بذریعہ الہام عطا فرمایا۔

بذریعہ الہام علم حاصل ہونے کا ایک ذریعہ 'وحی' بھی ہے۔بذریعہ وحی انبیاء کرام کو علم عطا کیا جاتا رہا ہے۔بذریعہ وحی کتب اور صحیفے بھی نازل ہوئے۔

الہامی علم ہر کسی کو یا عام اِنسانوں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔الہامی علم کے حصول کے طور طریقے یا اصول وضوابط مخصوص ہوا کرتے ہیں۔جن کا عام لوگوں کی سمجھ میں آنا ممکن ہی نہیں بلکہ الہامی علم صرف ان لوگوں کو ہی حاصل ہوسکتا ہے جو اللہ رب العالمین کے خاص بندے ہوتے ہیں۔کوئی فرد بھی اپنے طور پر یا اپنے مادی وسائل کے بل بوتے پر اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ نہیں بن سکتا۔اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا خاص بندہ بنا دیتا ہے۔اس حوالے سے ذاتِ باری تعالیٰ کا فرمان ہے:-

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (10)

ترجمہ:- اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے۔

عام لوگوں کو تو علم حاصل کرنا ہی پڑتا ہے۔عام آدمی کو حصول علم کیلئے درس، نصاب، استاد اور امتحان کی لازمی ضرورت ہوا کرتی ہے۔عام افراد کا معیارِ تعلیم اور ہوتا ہے جبکہ خواص کا معیار تعلیم اور ہوتا ہے۔عام لوگوں کے حصول تعلیم کے مقاصد اور قسم کے ہوتے ہیں جبکہ خواص کے حصول تعلیم کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں۔عوام اور خواص کے حصول علم کے حوالے سے مقاصد قطعی طور پر مختلف ہوا کرتے ہیں۔عوام کا نظریہ حصول علم مادی ہوا کرتا ہے جبکہ خواص اپنے علم کو رُوحانی مقام ومنزلت کے حصول کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے حوالہ سے بہت کچھ فرمایا ہے۔جن میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند فرامین قارئین کیلئے حاضر ہیں۔

(1) علم محاسبہ بنفس عدل و حلم برآمدن از تمامی
جہل و علم ترک و علم خطرات خلل (11)

ترجمہ:- علم نفس کے محاسبہ کا نام ہے۔تمام تر جہالتوں سے نکل کر عدل و بردباری سے

کام لینا ہے۔علم ترکِ دُنیا کا نام ہے اور علم سے خلل وخطرات پیدا ہوتے ہیں۔

(2) علم بمثل شہداست و فقر بمثل شہادت ۔ در علم
مفت خوردن و مفت پوشیدن و مفت نوشیدن و
با آسائش خسپیدن ، علم سرگردانی گردیدن
زبان اَست ، فقر بافاقہ سو ختنِ جان (12)

ترجمہ:- علم شہد کی مانند ہے جبکہ فقر کی مثال شہادت ہے علم میں مفت کھانا، مفت پوشاک، مفت پینا اور آرام کی نیند سونا، علم زبان چلانے کی چالاکی ہے اور فقر میں بھوک سے جان جلانا۔

(3) علم کز تو ترا نہ بستاند
جہل از آں علم نہ بُود بسیار (13)

ترجمہ:- اگر تمہارا علم تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو اُس کی نسبت جہالت بہت بہتر ہے

(4) گرچہ رُسوا ملا متش حاصل
علم آنکہ کُند بحق واصل (14)

ترجمہ:- چاہے رُسوائی اور ملامت ہی ملتی ہے لیکن علم وہ ہے جو حق تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔

(5) علم تعلیم اَست مارا از خُدا
علم توحید اَست دیگر سر ہوا (15)

ترجمہ:- علم تو فقط علمِ توحید ہے ۔ مجھے جس کی تعلیم ذاتِ باری تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ اسکے علاوہ جو علم بھی ہے وہ حرص وہوا ہے۔

(6) علم دو قسم است۔ علم رحمانی از برائے ترکِ دنیا
واہلِ طاعت۔وعلم شیطانی حُبِ دنیا، حرص، حسد، کبر، اہلِ بدعت (16)

ترجمہ:- علم کی دو اقسام ہیں

(i) علم رحمانی۔ جو ترکِ دنیا سکھاتا ہے یہ اطاعت کرنے والوں کیلئے ہے

(ii) علم شیطانی، جو محبتِ دنیا، حرص، حسد، تکبر سکھاتا ہے۔ یہ بدعتی لوگوں کیلئے ہے

حصولِ علم کے حوالہ سے ہر انسان کا نظریہ اور مقاصد مختلف ہوتے ہیں۔ جو شخص جس مقصد یا نظریہ کے پیشِ نظر علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے اس کا اجر اس کے نظریے اور مقاصد کے حساب سے ہی ملتا ہے۔ سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث مبارک کو اس ضمن میں

پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

مَنْ طَلَبُ الْعِلْمُ لِلدُّنْیَا فَھُوَ کَافِرُ وَ مَنْ
طَلَبُ الْعِلْمُ لِلْعجة فَھُوَ مُنَافِقُ وَ مَنْ
طَلَبُ الْعِلْمِ لِلْمُوْلَا فَھُوَ مُسْلِمُ (17)

ترجمہ:- جس شخص نے دُنیا کی طلب کیلئے علم حاصل کیا وہ کافر ہے۔ جس نے بغرض حجت علم حاصل کیا وہ منافق ہے اور جس نے طالب المولا کی غرض سے علم حاصل کیا وہ مسلمان ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو جو بھی علم حاصل ہوا وہ صرف اور صرف معرفتِ حق تعالیٰ سے حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہر ہر علم کو عملی صورت میں بھی ڈھالا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رب کی رضا اور قرب الٰہی کی لذتوں کیلئے اپنے علم سے فائدہ اُٹھایا۔ اپنے علم کے استعمال اور اسے عملی جامہ پہنانے کے حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ہر علم را در عمل آوردہ ام
ہر علم از معرفت برخواندہ ام (18)

ترجمہ:- میں ہر علم کو زیرِ عمل رکھتا ہوں۔ میں ہر علم کو معرفتِ الٰہی کے حوالہ سے پڑھتا ہوں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے معرفتِ الٰہی، معرفتِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوم، معرفتِ اسمائے اعظم، معرفت اسمِ ھُو اور معرفتِ حق تعالیٰ کی نہ جانے کون کونسی منازل و مقامات کی سیر کی۔ عربی، فارسی، قرآن، حدیث، فقہ سب کے عالم باعمل، عام انسان کی عقل و دانش سے ماورا علم حاصل۔ لیکن کسی علم کے حصول کی خاطر آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی درسگاہ میں نہیں گئے۔ کسی اُستاد سے تعلیم حاصل نہ کی۔ کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی سے کوئی ڈگری حاصل نہ کی۔ یہ تمام تر علم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں پڑھا اور یہ تعلیم کہاں کہاں سے حاصل کی ؟ یہ وہ سوال ہیں جو صدیوں سے دانشورانِ دُنیا کے ذہنوں میں سوالیہ نشان کے طور پر موجود ہیں۔ جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِن سوالات کے جواب اپنی کتب میں رقم فرما دیئے۔ اس ضمن میں چند حوالے درج ذیل ہیں:-

(1) اگرچہ نیست مارا علم ظاہر
ز علم باطنی جاں کشتہ طاہر (19)

ترجمہ:- میں نے اگرچہ ظاہری طور پر علم حاصل نہیں کیا۔ پھر بھی علم باطنی سے میری

جان پاک کشتہ بن گئی ہے۔

(2) محمدؐ مصطفیٰؐ عربیؐ و مرا علم ظاہر ہیچ نہ بُود

اَز علم حضوؐر است و ظاہر باطن علم چندیں واردات

فتوحات کشادہ اَست کہ دفتر ہا باید (20)

ترجمہ:- حضرت محمد مصطفیٰ عربی ﷺ اور مجھے ظاہری طور پر کچھ بھی علم حاصل نہ تھا۔ لیکن حضور ﷺ کی جانب سے واردات وفتوحات کے سبب میرے ظاہری و باطنی علم میں اتنی وسعت ہو چکی ہے جس کے لئے بہت سے دفتر درکار ہیں۔

(3) ایں علم تعلیم مارا از نبیؐ

ہر کہ طالب اَز من اَست اہل اَز وَلی (21)

ترجمہ:- اس علم کی تعلیم مجھے نبی کریم ﷺ سے حاصل ہوئی۔ جو شخص بھی میرا طالب بن جاتا ہے اس کا شمار اولیاء میں ہو جاتا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واضح طور پر بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ظاہری طور پر کوئی علم حاصل نہیں کیا۔ مجھے جو کچھ نصیب ہوا وہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے ہی حاصل ہوا ہے۔ بلکہ بارگاہِ رسالت ﷺ سے اتنا کچھ حاصل ہوا کہ اس کا سنبھالنا بھی مشکل کام ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و دُنیا داری کے علم کی طلب ہی نہ تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں کسی درس، مدرسہ، سکول، کالج یا یونیورسٹی کی جانب قدم ہی نہ بڑھایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود و مطلوب قربِ الٰہی رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طلب دُنیاوی یا ظاہری علم پوری نہ کر سکتے تھے۔ یہ طلب علم لَدُنی سے ہی ممکن ہو سکی۔ علم لَدُنی کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان یوں ہیں:-

(1) و بے علم نتواں خُدارا شناخت علم من لَدُنی (22)

ترجمہ:- جس علم کے بغیر خُدا کو پہچانا ہی نہیں جا سکتا وہ علم لَدُنی ہے۔

(2) ہر اولیاء و غوث و قطب ولی اہل اللہ را ذکر فکر الہام مذکور غرق توحید مراقبہ کشف کرامات ہمہ از برکتِ اسم اللہ ہست باعلم لَدُنی ۔ و علم لَدُنی از اسم اللہ یکشا شد کہ ہیچ علم دیگر خواندن احتیاج نمانند (23)

ترجمہ:- ہر اولیاء، غوث، قطب، ولی اللہ جو ذکر فکر، الہام کے ذریعے غرق توحید ہوئے۔ مراقبہ۔ کشف کرامات کے جو مقام و مرتبے ملے وہ سب کے سب علم لَدُنی سے ہی

حاصل ہوئے۔ یہ علم لَدُنی اسم اللہ سے کھلتا ہے۔ جس کے بعد کسی اور علم کے پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری طور پر کسی قسم کی کوئی تعلیم حاصل نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم لَدُنی حاصل تھا۔ یہ علم لَدُنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم کے شہر سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے عطا ہوا اور اس مقدار میں عطا ہوا کہ اُسے سنبھالنا بھی مشکل ہوا۔ اسی علم لَدُنی کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان الفقراء کا مقام ومرتبہ حاصل ہوا۔

حوالہ جات

(1) ابوالفضل۔غریب القرآن فی لغات الفرقان۔قانونی کتب خانہ کچہری روڈ۔لاہور

(2) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔محبت الاسرار۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ مارچ1996ء)ص54

(3) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔نورُالھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(العارفین پبلی کیشنز جوہر آباد ضلع خوشاب۔مئی1999ء)ص313

(4) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔توفیق الہدایت۔اردو ترجمہ(حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ منزل G-144 گلشن راوی لاہور۔دسمبر1997ء)ص18

(5) القرآن۔پارہ28۔سورۃ المجادلہ۔آیت11

(6) الحدیث

(7) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(انجمن غوثیہ عزیزیہ موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ1996ء)ص74

(8) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔امیر الکونین۔اردو ترجمہ(نذیر سنز پبلشرز۔اردو بازار۔لاہور2006ء)ص32

(9) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔امیر الکونین۔اردو ترجمہ(2006ء)ص33

(10) القرآن۔پارہ2۔سورۃ بقرہ۔آیت105

(11) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔دیدار بخش کلاں۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ اپریل1997ء)ص18

(12) حضرت سُلطان باھُو ؒ عین الفقر۔اردو ترجمہ(1996ء)ص590
(13) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ عین الفقر۔اردو ترجمہ(1996ء)ص590
(14) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(1996ء)ص252
(15) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی1999ء)ص316
(16) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ عین الفقر۔اردو ترجمہ(1996ء)ص254
(17) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ عین الفقر۔اردو ترجمہ(1996ء)ص178
(18) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی1999ء)ص292
(19) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی1999ء)ص14
(20) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ عین الفقر۔اردو ترجمہ(1996ء)ص372
(21) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی1999ء)ص140
(22) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی1999ء)ص256
(23) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ عین الفقر۔اردو ترجمہ(1996ء)ص98

اسمِ ذات

اللہ ربُ العالمین نے کائنات تخلیق فرما کر اپنی شان عیاں فرمائی۔ موجوداتِ کائنات پر توجہ کی جائے تو ان کا ہر پہلو عقل و دانش کو حیرانی کے سمندر میں غرق کرتا چلا جاتا ہے۔ کائنات میں موجود اٹھارہ ہزار مخلوقات ذاتِ باری تعالیٰ کی **خالقیت** کا شاہکار نظر آتی ہیں۔ اِس ضمن میں اللہ ربُ العالمین کے فرامین ہیں:۔

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ (1)

(کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کے ہیں)

اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ (2)

(اللہ ہی زمین اور آسمانوں کی ساری موجودات کا اکیلا مالک ہے)

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ (3)

(وہی اللہ تمہارا رب ہے ہر ایک شئے کا خالق ہے)

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (4)

(اللہ ہی زمین و آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے)

اتنی وسیع و عریض کائنات اور اس میں موجود مخلوقات کا تمام تر نظام ذاتِ باری تعالیٰ کی مرضی اور اشارہ پہ چل رہا ہے۔ ذات پاک کی مرضی کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہلتا۔ زندگی، موت، عزت ذلت سب کچھ اس کی رضا کے تابع ہے۔ ذات باری تعالیٰ کی مکمل شان بیان کرنا مخلوق کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اِس ضمن میں: **وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ** (5)

ترجمہ:- زمین میں کے سب درخت قلم بن جائیں اور سمندر جیسے سات مزید سمندر روشنائی بن جائیں تب بھی اللہ کی شان مکمل نہیں ہوگی بے شک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

اللہ ربُ العالمین کی مکمل شان کا بیان کرنا ناممکن ہونے کے باوجود اپنی استطاعت کے مطابق خلوصِ دل سے اس کی شان بیان کرنا اور اِسی کا ذکر کرنا ہم پر فرض ہے۔ اسی سبب تمام تر مخلوقات ذاتِ باری تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں۔ اس کی شہادت قرآن مجید میں یوں موجود ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ
الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ (6)

ترجمہ:- ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے وہ نہایت مقدس بادشاہ ہے، زبردست ہے اور حکیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر فرمان لاریب اور اٹل ہے جس پر یقین کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام تر فرامین پر پختہ یقین ہونے کے باوجود انسان کے دماغ میں سوال ضرور اٹھتا ہے کہ یہ سب چیزیں ذات پاک کا ذکر کس انداز میں کرتی ہیں ؟ قرآن وحدیث پر غور کیا جائے تو دِلوں پہ لگے ہوئے تالے کھلتے چلے جاتے ہیں اور دل ودماغ حقیقت کی جانب رواں دواں ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ پرندوں اور پہاڑوں کے بارے میں تو ذات پاک نے خصوصی ذکر فرمایا ہے۔ جب حضرت داوٗد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتے تو پہاڑ بھی ان کی ہمنوائی کرتے تھے۔ اس حوالہ سے فرمان باری تعالیٰ اس طرح ہے:-

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ (7)

ترجمہ:- ہم نے داوٗد کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطاء کیا تھا اے پہاڑ و اس کے ساتھ ہمنوائی کرو (اور یہی حکم ہم نے) پرندوں کو بھی دیا۔

جب ابوجہل نے سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال پوچھا کہ میری مُٹھی میں کیا ہے ؟ تو سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ پہ ابوجہل کی مُٹھی میں بند پتھر کی کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کردیا۔ اس طرح یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی، رسول اور پیغمبروں کی تلقین وراہنمائی کے مطابق خلقِ خدا ذکرِ باری تعالیٰ کرتی ہے۔ جس نبی، رسول اور پیغمبر کو جتنے علاقہ کیلئے مبعوث فرمایا جاتا رہا۔ اس علاقہ کی حدود میں موجود مخلوقات ان کے فرامین کی روشنی میں ذکر باری تعالیٰ کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا میں موجود مخلوقات کی اصلاح کیلئے ہر علاقہ اور ہر قوم میں اپنے نبی، رسول اور پیغمبر مبعوث فرمائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ (9)

ترجمہ:- ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

ذات پاک نے ہر اُمت میں نبی، رسول یا پیغمبر مبعوث فرمایا۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ ان انبیاء کرام نے عوام کو کونسی

زبان میں پرچار کیا ؟ اس بات کی وضاحت ذات باری تعالیٰ نے اس طرح فرمائی ہے:-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ (9)

ترجمہ:- ہم نے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ہے اس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔

یہ بات ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ تمام تر انبیاء کرام نے لوگوں کو ان کی زبان میں ہی پرچار کیا۔ کیونکہ علم کا صحیح معنوں میں حصول اپنی زبان میں ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ غیر زبان کے ذریعے یہ کام مکمل نہیں ہوسکتا۔ دنیا کے ہر خطے کے عوام کو ذات باری تعالیٰ نے مختلف زبان عطا فرمائی ہے۔ جس کا اعلان خالقِ کائنات اس طرح فرماتے ہیں:-

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ (10)

ترجمہ:- اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا جُدا جُدا ہونا۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کیلئے۔

خالق کائنات نے اپنی خالقیت کے کمالات میں سے ایک یہ کمال بھی ظاہر فرمایا کہ ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کی اولاد جب زمین کے مختلف خطوں میں پھیلی تو ہر خطے میں آباد لوگوں کو الگ زبان سے نوازا۔ علم کا حصول تو ہر شخص کیلئے ضروری ہے۔ مگر ہر شخص جس طرح اپنی زبان کے ذریعے علم حاصل کرسکتا ہے اس طرح غیر زبان میں حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی سبب ہے کہ جن قوموں اور جن ملکوں نے عوام کو علم کے حصول کیلئے علمی نظام عوام کی زبان میں رائج کیا وہ ملک اور وہ قومیں ترقی کرچکی ہیں۔ مگر جن ملکوں میں تعلیمی نظام غیر زبانوں میں رائج ہے وہ پسماندگی کے گڑھوں میں پھنسی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے طریق کار سے ہٹنا بہت بڑے گھاٹے کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس خطے اور جس قوم میں جو نبی، رسول یا پیغمبر بھیجا وہ لوگوں کو تعلیم دینے اور پیغامِ باری تعالیٰ پہنچانے کیلئے اسی خطے کے لوگوں کی زبان میں ہی پرچار فرماتا۔ آسمان سے جو بھی کتاب یا صحیفہ جس خطے کے لوگوں کیلئے اُتارا گیا اس کی زبان وہی ہوتی جو اس خطے کے لوگ بولتے تھے۔ خاتم النّبیین ﷺ چونکہ ملک عرب میں مبعوث فرمائے گئے اس لیے آپ ﷺ پر نازل فرمائی جانے والی کتاب (قرآن مجید) کی زبان بھی عربی ہی ہے۔ ذات باری تعالیٰ کا فرمان ہے:-

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ (11)

ترجمہ:- اے نبی ہم نے اس کتاب کو آپ ﷺ کی زبان میں سہل بنا دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی، رسول اور پیغمبر مبعوث فرمائے انہوں نے لوگوں کو ان ہی کی زبانوں میں پیغام باری تعالیٰ پہنچایا اور پرچار کیا۔ یہی سبب ہے کہ ہر قوم ذات باری تعالیٰ کو اپنی زبان کے ذریعے ہی پُکارتی ہے۔ ہر اُمت ذکر باری تعالیٰ اپنی زبان میں کرتی اور ذات باری تعالیٰ کا اسم

مبارک بھی اپنی زبان میں ادا کرتی ہے۔قرآن مجید کی زبان عربی ہے۔قرآن مجید کے ذریعے ظاہر فرمائے گئے اسمائے باری تعالیٰ حسب ذیل ہیں:-

اَللّٰہُ ، لِلّٰہ ، لَہٗ ، ھُو ، اَلرَّحمٰن ، اَلرَّحِیم ، اَلْمَلِك
اَلقُدُوس ، اَلسّلام ، اَلمُؤمِن ، اَلمُهَیمِنُ ، سُبُّوحٌ
اَلجَبَّارُ ، اَلمُتَکَبِّر ، العَزِیزُ ، الخَالِقُ ، اَلبَارِیُ ، المُصَوِّرُ
اَلغفَّارُ ، اَلقَهَّارُ ، اَلوَهَّابُ ، اَلرَّزَّاقُ ، اَلشَّکُورُ ، اَلعَلِیُ
اَلکَبِیرُ ، اَلحَافِظُ ، اَلمُقِیتُ ، اَلحَسِیبُ ، اَلجَلِیلُ
اَلکَرِیمُ ، اَلرَّقِیبُ ، اَلمُجِیبُ ، اَلوَاسِعُ ، اَلحَکِیمُ
اَلوَدُودُ ، اَلمَجِیدُ ، اَلبَاعِثُ ، اَلشَّهِیدُ ، اَلحَقُّ ، اَلوَکِیلُ
اَلقَوِیُّ ، اَلفَتَّاحُ ، اَلعَالِمُ ، اَلقَابِضُ ، اَلبَاسِطُ
اَلحَافِظُ ، اَلخَافِضُ ، رَبُّ العَالَمِین ، اَلرَّافِعُ ، اَلمُعِزُّ
اَلمُذِلُّ ، اَلسَّمِیعُ ، اَلبَصِیرُ ، اَلعَادِلُ ، اَلخَبِیرُ
اَلحَلِیمُ ، اَلعَظِیمُ ، اَلعَلِیمُ ، اَلغَفُورُ ، اَلجُمْعِیَّتُ
کُلُّ ، اَلمَتِینُ ، اَلوَلِیُّ ، اَلحَمِیدُ ، اَلخَفِیُّ ، اَلبَدِیعُ
اَلمُحیِیُ ، اَلمُمِیتُ ، اَلحَیُّ ، اَلقَیُّومُ ، اَلوَاحِدُ
اَلاَحَدُ ، اَلصَّمَدُ ، اَلقَادِرُ ، اَلمُقْتَدِرُ ، اَلمُقَدِّمُ ، اَلاَمُؤَخِّرُ
اَلاَوَّلُ ، اَلاٰخِرُ ، اَلظَّاهِرُ ، اَلبَاطِنُ ، اَلوَالِیُ
اَلمُتَعَالِیُ ، اَلبَرُّ ، اَلتَّوَّابُ ، اَلمُنعِمُ ، اَلمُنتَقِمُ
اَلعَفُوُّ ، اَلرَّؤُفُ ، المَالِكُ المُلكُ ، اَلجَامِعُ ، اَلغَنِیُ
اَلوَارِثُ ، اَلمُحصِیُ ، اَلمُعِیدُ ، اَلمَاجِدُ ، اَلقِسطُ
اَلمَانِعُ ، اَلضَّارُ ، اَلنَّافِعُ ، اَلنُورُ ، اَلهَادِیُ ، اَلبَاقِیُ
اَلرَّشِیدُ ، اَلصَّبُورُ ، ذُوالجَلَالُ ، اَلاِکرَامُ

قرآن مجید کے ذریعے ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے جو اسمائے گرامی انسانوں تک پہنچائے وہ تو محفوظ چلے آتے ہیں اور تا قیامت

محفوظ رہیں گے۔ مگر جو اسمائے گرامی توریت، زبور، انجیل کے علاوہ آسمانی صحیفوں کے ذریعے انسانوں تک پہنچے وہ محفوظ نہیں رہے۔ کیونکہ ان کتابوں اور صحیفوں کے متن ہی اوجھل ہو چکے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ کے ان اسمائے گرامی اور ان کی تعداد کا علم عام انسانوں کے پاس ہے ہی نہیں۔ اِس لیے عام انسان ذات باری تعالیٰ کے تمام اسمائے گرامی اور ان کی تعداد کے حوالہ سے غلط فہمی میں ہیں۔ مگر وہ بندگانِ خدا جنہیں ذات پاک نے اپنی رحمت میں داخل فرما کر خاص بنایا ان پر اپنے تمام اسمائے گرامی منکشف فرمائے۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہمیں ذاتِ باری تعالیٰ کے اسمائے گرامی کی تعداد سے آگاہ فرماتے ہیں۔ اس حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اس طرح ہے:-

''باید دانست کہ یک لک و ہفتاد ہزار و بیست پنج نام باری تعالیٰ اُو ذِکر نیز یک لک و ہفتاد ہزار بیست پنج اُست'' (12)

ترجمہ:- واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک لاکھ ستر ہزار پچیس ہیں اور ذکر بھی ایک لاکھ ستر ہزار پچیس ہیں۔

ذات باری تعالیٰ کے ہر ایک اسمِ پاک کا الگ مقام اور الگ ذکر ہے۔ اسی لیے ذات پاک کے ہر ہر اسم پاک کی عظمت انسانی عقل وشعور سے انتہائی اعلیٰ وارفع ہے۔ ذات باری تعالیٰ کو اس کے جس بھی اسم مبارک سے پکارا جائے وہ خوش ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے ذات باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۟ (13)

ترجمہ:- وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے سب نام بہترین ہیں ہر چیز جو زمین و آسمان میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست وحکیم ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ (14)

ترجمہ:- اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اُن سے کہہ دیجئے اسم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو اُس (ذاتِ باری تعالیٰ) کے سب نام ہی اچھے ہیں۔

ذاتِ باری تعالیٰ کے اسمائے گرامی کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار پچیس ہے جبکہ ذاتی اسم مبارک ایک ہی ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کا ذاتی اسم مبارک اسم 'اللہ' ہے۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''ہر علم قرآن، حدیث اور آیات کو عزت شرف اِسمِ اللہ ذات سے ہے۔ اگر کسی نے انبیاء، اولیاء، غوث قطب،

درویش فقراء کا مرتبہ اور منصب پایا تو اِسمِ اللہ ذات سے پایا۔'' (15)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اسم ذات کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''اللہ اسم ذات ہے جو ذات وصفات پر دلادت کرتا ہے۔ اللہ کا اسم نزول قرآن سے قبل بھی عربوں میں مروج تھا۔ عبرانی، سریانی، جمیری، عربی تمام قدیم زبانوں میں الف، لام، ہ کے مادہ سے مشتق تصور (اسم اللہ) موجود تھا۔ کلدانی اور سریانی میں الامیا۔ عبرانی کا الوہیم اور عربی کا اِلٰہٌ ہم معنی ہیں۔ بنی اسرائیل میں ایلی اللہ کو کہتے تھے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیے جانے کے احکام دیے گئے تو آپ نے فریاد کی ایلی، ایلی (اے میرے اللہ، اے میرے اللہ) (16)

خالق کائنات نے اپنا ذاتی اسم مبارک ایسا ترتیب دیا ہے کہ اس اسم مبارک کی عظمت کا بیان ناممکن ہے اسم 'اللہ' کی حرفی ترتیب کے بارے میں حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''اسم 'اللہ' چار حروف است، در وجود چہار دریائے اند یعنی ہویدا گردو، یکے دریائے توکل، دوئم دریائے ترک، سیوم دریائے توحید و چہارم دریائے معرفت۔ ہر کہ دریں چہارم دریائے غوطہ خورد فقیر عارف باللہ شید'' (17)

ترجمہ:۔ اسم ''اَللّٰہُ'' کے چار حروف ہیں جن کے تصور سے وجود میں چار دریا جاری ہو جاتے ہیں۔ ایک دریائے توکل، دوسرا دریا ترک، تیسرا دریائے توحید اور چوتھا دریائے معرفت۔ جو کوئی ان چار دریاؤں میں غوطے کھا لیتا ہے۔ عارف باللہ فقیر ہو جاتا ہے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ اسم 'اللہ' کے چار حروف کی اپنی اپنی اہمیت بیان فرماتے ہیں۔ کہ اگر اسم 'اللہ' کے ایک ایک حرف کو الگ بھی کرتے جائیں تو پھر بھی ذات باری تعالیٰ کا ذاتی اسم مبارک موجود رہتا ہے۔ مطلب یہ کہ بظاہر اسمِ اللہ ایک ہی اسمِ ذات ہے لیکن اسمِ اللہ میں مزید تین اسماء بھی اسمِ ذات ہیں۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی اسمائے گرامی کی تعداد چار ہے۔ اِس اَمر کی وضاحت حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

''اگر اسم 'اللہ' کا الف دور کر دیں تو اسم ''لِلّٰہ'' بن جاتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

اسم لِلّٰہ ہی کے واسطے زمین و آسمان کے لشکر ہیں۔

اگر 'لام' اوّل کو دور کریں تو اسم لَهٗ رہ جاتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

وَاِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنَ

جب وہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا۔ وہ کام كُنْ فَيَكُوْنَ سے فوراً پورا ہو جاتا ہے۔ جب اسم اللہ کا دوسرا 'لام'

بھی دُور کیا جاتا ہے تو اسم ھُو باقی رہ جاتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

ترجمہ:- وہی اللہ ہے اور ھُو کے سوا کوئی اللہ نہیں

پس اَللّٰہ ، لِلّٰہ ، لَہٗ ، ھُوَ اسمِ ذات ہیں' (18)

اسم "اَللّٰہ" کے مقام و منزلت کے حوالہ سے عام لوگ بے بہرہ ہوتے ہیں۔اس کے بارے میں اور اس کی حقیقت کو کون جانتا ہے اور کون جان سکتے ہیں۔اِس بارے آگاہی ہمارے بس کی بات نہیں۔یہ حقیقت سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

اسم اللہ بس گراں اَست دبے بہا
این حقیقت را بداند مصطفیٰؐ (19)

ترجمہ:- اسم اللہ ذات کس قدر بے بہا اور کتنا گراں مایہ خزانہ ہے اس حقیقت کو محض حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی جانا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید بیان فرماتے ہیں کہ:-

''اسم اللہ ذات کی یہ حقیقت، معرفت، فقر، فنا، بقا، باطن صفا اور حقائق حق صرف وہ شخص جان سکتا ہے جو باطل سے نکل کر حق رسیدہ ہوگیا ہو یعنی جس نے اپنے آپ کو اسم اللہ ذات میں مستغرق کرلیا ہو۔ (20)

اسی حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرمان کے ذریعے قارئین کو آگاہ فرماتے ہیں۔

''اے لوگو ! صرف ایک ہی لفظ اسم اللہ ذات تمام معمات کا حل ہے یہ اسم با مسمیٰ ہے اس حقیقت کی صرف کامل لوگوں کو خبر ہے۔'' (21)

اسم اللہ کے تصور کے بارے میں سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم اللہ ہی راہبر ہے اس کے سوا ہر چیز کو دل سے نکال دے۔ اسم اللہ کے تصور سے اپنے ذکر و فکر کو پُرنور کر۔اس طرح اللہ تعالیٰ کا ظاہراً دیدار کرسکتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(i) باتو گویم یاد داری بالیقین
اسم اللہ کُن تصور عین بین
(ii) اسم اللہ راہ رہبر پیش تو
اسم اللہ بس تُرا دیگر مگو
(iii) ماسِوٰی اللہ از دِل دُور کُن
ذِکر فِکر و خلوت پُر نور کُن (22)

ترجمہ:- (i) جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں تو اِس بات کا یقین کر۔ تو اسمِ اللہ کا تصور کر اور اللہ کا ظاہراً دِیدار کر۔

(ii) اسمِ اللہ ہی راہ اور رہبر ہے اسم اللہ ہی تیرے لیے کافی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

(iii) اسم اللہ کے سوا تو ہر چیز کو دل سے دور کردے۔ اپنے ذکر فکر اور تنہائی کو اسم اللہ کے تصور سے پُرنور کر۔

باھُوؒ اسم اللہ ہر کرا گردد رفیق
او فنا فی اللہ شود درجان غریق (23)

ترجمہ:- اے باھُو رحمۃ اللہ علیہ اسم اللہ ذات جس کسی کا رفیق ہو جاتا ہے وہ فنا فی اللہ ہو کر اللہ کے وجود میں غرق ہو جاتا ہے۔

ہر علم از اسم اللہ یافتن
اسم اللہ وِرد باخود ساختن (24)

ترجمہ:- میں نے ہر ایک علم محض اسم اللہ ذات سے ہی پایا ہے لہٰذا میرا وِرد بھی تصور اسم ذات ہی ہے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کئی ایک کتب میں اسم اللہ کے مقام وعظمت کا ذکر فرمایا ہے اور اسم اللہ کی اہمیت بھی انتہائی مؤثر انداز میں بیان فرمائی۔ آپ قدس اللہ نے نظم ونثر دونوں طریق سے اسم اللہ کی فضیلت بیان فرما کر عام قاری کو بھی اسم اللہ کی جانب متوجہ فرمایا ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل پیرا عام قاری کے دماغ کی بند کھڑکیوں کو بھی کھول دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:-

''اسم اللہ ذات وہ ذاتی اسم ہے۔ جس میں جملہ صفات الٰہیہ اس طرح شامل ہیں جس طرح ایک بیج میں ایک درخت کی جڑیں، تنہ، شاخیں، پتے، پھل، پھول موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسم اللہ ذات میں اس کی تمام صفات رَب، رحمٰن، رحیم، رزاق، ستار، غفار، حَیی و قیوم، مالک الملک اور دوسرے اسماء الحسنٰی شامل ہیں۔'' (25)

اسم ذات یعنی اسم اللہ ذِکر اذکار کا خزانہ ہے جس کو یہ خزانہ نصیب ہو گیا اسے قریب الٰہی نصیب ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ہی اسم اعظم ہے حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اسم اعظم طی بُود در اسم ذات
با نظر مردہ شود قبر از حیات (26)

ترجمہ:- اسم اعظم بھی اسم اللہ ذات میں موجود ہے اور اسم اللہ ذات کی وجہ سے میں اپنی نظر سے قبر میں مردے کو زندہ دل کر سکتا ہوں۔

اسم **اَللّٰہ** اور اس میں موجود اسم **لِلّٰہ**، اسم **لَہٗ** اور اسم **ھُو** کے مقامات اور ان کے فیوض کے بارے میں حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

''اسم **اَللّٰہ** اسم اعظم است و اسم **لِلّٰہ** معظم است و اسم **لَہٗ** مکرم است و اسم **ھُو** عظمت العظمیٰ یکبارگی **میکند** بحضورِ خدا روزِ اول بہ مرتبہ حضور پُرنور خاتم ختم لا رجعت ولا غم'' (27)

ترجمہ:- اسم **'اَللّٰہ'** اسم اعظم ہے اسم **''لِلّٰہ''** معظم ہے اسم **''لَہٗ''** مکرم ہے اور اسم **'ھُو'** عظمت عظیم ہے یہ اسمائے مبارک یکبارگی حضور خدا میں پہنچاتے ہیں اور پہلے ہی روز پُرنور حضوری کے اس انتہائی درجہ پر پہنچاتے ہیں جہاں نہ کوئی رجعت ہے اور نہ ہی کوئی غم ہے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ اسم **'اَللّٰہ'** کے ذکر اور اس کے تصور میں مشغول رہنے کی ہدایت فرماتے ہیں اور بار بار اس عمل کی تلقین فرماتے ہوئے اِس کی اہمیت، مقام و مرتبہ کو بیان فرماتے ہیں تاکہ طالبان حق اسم 'اللہُ' کے ذکر کو اپنائیں اور قرب الٰہی سے **بمشرف** ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقام پر فرمان یہ ہے:-

ترجمہ:- اسمِ اللہ ایک ایسا اسم ہے کہ جس دل میں قرار پکڑتا ہے اسے دونوں جہان سے دیوانہ بنا کر مست کر دیتا ہے تین شخصوں پر اسم اللہ تاثیر نہیں کرتا۔ اوّل عالم بے عمل دوئم اہلِ دُنیا جس میں رحم نہ ہو۔ سوئم تارک الصلوٰۃ جسے نماز روزہ کی واقفیت نہ ہو' (28)

اسم اللہ میں بہت ہی شیرینی، لذت، شوق، عزت، حیاء، عشق، دل کی صفائی اور عطائے حق کی خوشبو ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات سے واقف ہے وہ عارف باکمال ہے۔ اس کیلئے غرق فنا فی اللہ کوئی مشکل کام نہیں۔ وہ ایک لحظہ میں طالب کو واصل کر دیتا ہے۔ اسم اللہ ایک آئینے کی طرح ہے جس میں طالب کو دونوں جہان دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ہر ایک مقام کو دیکھ لیتا ہے جو شخص اسمِ اللہ کا تصور دماغ میں کرتا ہے تو اسمِ اللہ دیکھ لیتا ہے اِس کی آنکھوں میں کبھی نیند نہیں آتی۔ اس کی خوراک مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہو جاتا ہے۔''

باھُو بہر از خدا دعوت نُما
مید ہم منصب ترا از مصطفیٰ (29)

ترجمہ:- باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے فی سبیل اللہ (تصور اسم اللہ ذات کی) دعوت بتا دی ہے جو کوئی اس دعوت کا طلب گار ہوگا میں اسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منصب و مراتب عطا کرا دوں گا۔

حوالہ جات

(1) القرآن۔ پارہ2۔سورۃ البقرہ۔آیت142

(2) القرآن۔ پارہ13۔سورۃ ابراہیم۔آیت2

(3) القرآن۔ پارہ24۔سورۃ المؤمن۔آیت62

(4) القرآن۔ پارہ25۔سورۃ الشوریٰ۔آیت49

(5) القرآن۔ پارہ21۔سورۃ لقمان۔آیت27

(6) القرآن پارہ 28 ، سورۃ الجمعہ آیت 1

(7) القرآن پارہ 22 ، سورۃ سبا آیت 10

(8) القرآن پارہ 14 ، سورۃ النحل آیت 36

(9) القرآن پارہ 13 ، سورۃ ابراہیم آیت 4

(10) القرآن پارہ 21 ، سورۃ الروم آیت 22

(11) القرآن پارہ 25 ، سورۃ الدخان آیت 58

(12) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ، نور الھُدیٰ خورد۔اردو ترجمہ (فقیر میر محمد رحمۃ اللہ علیہ ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال۔ جون1998ء)ص29

(13) القرآن پارہ 28 ، سورۃ الحشر آیت 24

(14) القرآن۔ پارہ15۔سورۃ بنی اسرائیل۔آیت110

(15) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ، نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔مئی2007ء)ص9

(16) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ، طرفۃ العین۔اردو ترجمہ (شبیر برادرز،اردو بازار لاہور فروری1996ء)ص42

(17) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ شمس العارفین۔اردو ترجمہ (انجمن غوثیہ عزیزیہ موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ضلع جھنگ س۔ن) ص106-107

(18) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ، طرفۃ العین۔اردو ترجمہ (شبیر برادرز،اردو بازار لاہور فروری1996ء)ص43

(19) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ،کلید التوحید کلاں۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔

اسلام آباد۔فروری2009ء)ص12

(20) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ،کلید التوحید کلاں اردو ترجمہ(فروری2009ء)ص12

(21) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ،امیر الکونین۔اردو ترجمہ(نذیر سنز پبلشرز۔اردو بازار۔لاہور2006ء)ص176

(22) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ،ترجمہ نور الھدیٰ خورد۔اردو ترجمہ(جون1998ء)ص2

(23) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ،عین الفقر۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔اسلام آباد جون2010ء)ص32

(24) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نور الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی2007ء)ص40

(25) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ، طرفۃ العین۔اردو ترجمہ(فروری1996ء)ص42

(26) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ،نور الھدیٰ کلاں اردو ترجمہ(مئی2007ء)ص40

(27) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ شمس العارفین اردو ترجمہ(س۔ن)ص114-115

(28) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ،محبت الاسرار۔ اردو ترجمہ (حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ مارچ1996ء)ص21

(29) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔ نور الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی2007ء)ص120

ذِکر

اللہ ربُ العالمین نے لوگوں کو راہِ راست پہ چلانے اور ابلیس کے حربوں سے بچانے کیلئے ہر خطے اور ہر قوم میں اپنے نبی، رسول اور پیغمبر بھیجے۔ انبیاءِ کرام پر بذریعہ وحی کتب وصحائف اُتارے گئے جن کی روشنی میں وہ عوام کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرماتے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام پر اُتاری جانیوالی کتاب زبور، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُتاری گئی کتاب توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کتاب انجیل اُتاری گئی۔ بہت سے انبیاء کرام پر صحیفے بھی اُتارے گئے۔ اُن انبیاء کرام کے فانی دُنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اُن انبیاء کرام کی اُمت کے علماء ان کتابوں اور صحیفوں میں اپنی من مرضی کے مطابق رَدوبدل کرتے چلے گئے۔ اس طرح کسی اُمت کے پاس بھی کلام الٰہی اصل صورت میں محفوظ نہ رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النّبیین کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتاب بھی وہ عنایت فرمائی جو اُم الکتاب ہے۔ اس آسمانی کتاب کو قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید پہلی آسمانی کتب کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ ذات پاک نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تا قیامت نبوت عطا فرمائی تو آپ پر کتاب بھی وہ نازل فرمائی جس کے فرامین تا قیامت قائم دائم اور لاگو رہیں گے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت خود فرمانے کا اعلان فرمایا۔ قرآن مجید لاریب کتاب ہے۔ اسلام دشمنوں اور شیطانی طاقتوں کی کوشش کے باجود یہ آج بھی محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گا۔

لفظ قرآن کے معنی ہیں بار بار پڑھی جانے والی کتاب۔ اِس لاریب کتاب میں اس کے چار نام بیان کئے گئے ہیں جن میں القرآن ،الفرقان، الکتاب اور الذکر۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں لفظ ذِکر کو قرآن مجید کے معنوں میں اس انداز میں بیان فرمایا ہے:-

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ (1)

ترجمہ:- پچھلے رسولوں کو بھی ہم نے روشن نشانیاں اور کتابیں دے کر بھیجا تھا اور اب یہ ذکر (قرآن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ (2)

ترجمہ:- اُن سے کہہ دیجیے کہ لاؤ اپنی دلیل۔ یہ ذکر بھی موجود ہے جس میں میرے دور کے لوگوں کیلئے

نصیحت ہے اور وہ ذکر بھی موجود ہے جس میں مجھ سے پہلے لوگوں کیلئے نصیحت تھی‘‘

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ (3)

ترجمہ:- کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیا گیا ؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ میرے ذکر پر شک کر رہے ہیں اور یہ ساری باتیں اس لئے کر رہے ہیں کہ انہوں نے میرے عذاب کا مزہ چکھا نہیں ہے۔

لاریب کتاب میں ذاتِ باری تعالیٰ نے لفظ ذکر کو بمعنی نصیحت بھی استعمال فرمایا ہے جیسے :-

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (4)

ترجمہ:- یہ تو ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کیلئے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (5)

ترجمہ:- ہم نے اس قرآن کو نصیحت کیلئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے۔ پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں لفظ ’ذِکر‘ کو یاد کرنے اور تذکرہ کرنے کے معنی میں بھی شامل فرمایا ہے۔ لفظ ذکر کو ذکر کے معنی میں استعمال بہت زیادہ کیا گیا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے ذکر کے حوالے سے لاتعداد بار ارشادات فرمائے ہیں۔ ذکرِ باری تعالیٰ کی فضیلت کا بیان بھی بار بار ہوا ہے۔ لفظ ذکر کے ذکرِ باری تعالیٰ کے حوالہ سے موجود ارشادات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:-

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (6)

ترجمہ:- لہٰذا تم میرا ذِکر کرو میں تمہارا ذِکر کروں گا۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (7)

ترجمہ:- اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ (8)

ترجمہ:- یقیناً نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اِس سے بھی بڑی چیز ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (9)

ترجمہ:- اور وہ مرد و خواتین جو اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ نے اُن کیلئے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ (10)

ترجمہ:- اور پھر اُن کے جسم اور اُن کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

اللہ رب العالمین کا ذکر کرنا ہر صاحبِ ایمان اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کا ذکر کرنے سے جہاں فرض کی ادائیگی ہوتی ہے۔ وہاں رب ذوالجلال اپنے ذاکرین پہ خوش بھی ہوتا ہے اور انہیں اپنی رحمت میں بھی داخل فرمالیتا ہے۔ جس شخص کو رب العالمین اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے اُس کے دل کو شیطانی غلاظتوں سے پاک فرما دیتا ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہوتے ہیں اُن کا رفیق اور ساتھی شیطان ہوتا ہے۔ جو انہیں اپنی راہ پہ گامزن کرتا ہے۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ (11)

ترجمہ:- جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔

رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:-

اَلشَّيْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ خَنَسَ وَ تَوَلَّى الشَّيْطٰنُ وَ اِذَا غَفَلَ التَّقْسِيْمُ مُحَدِّثَهٗ وَمَنَاهُ (12)

ترجمہ:- شیطان انسان کے دل میں پیوست ہے۔ جب انسان اللہ کا ذِکر کرتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب انسان غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں اپنی باتیں یعنی اپنی خواہشات ڈال دیتا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ذکرِ باری تعالیٰ کے حوالہ سے فرماتے ہیں:-

''ذکر یقین کا نام ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے نام پر یقین ہے اُس کو اگر کوئی شخص منع کرے تو وہ بے دین ہے کیونکہ دشمن کا نام سُننا کوئی بھی نہیں چاہتا۔ منافق، کافر یا حاسد کے سوا اور کوئی شخص اُسے منع نہیں کرتا۔ جس شخص کو سچا نام معلوم ہو گیا وہ نفس دُنیا یا شیطان کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ ایسے بُرے ناموں سے اُس کی طبیعت ملول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے خوش وقت ہوتا ہے'' (13)

اللہ رب العالمین رحمٰن ہے۔ اس نے انسانیت پر خاص رحم فرماتے ہوئے ہمیں اپنی نورانی اور لاریب کتاب (قرآن مجید) عطا فرمائی۔ ہمارے لیے قرآن مجید بہت بڑی اور عظیم راہنمائی ہے۔ ہر صاحبِ ایمان قرآن مجید سے راہنمائی حاصل کرتا ہے۔ قرآن مجید پر غور نہ کرنے والے اور اسے پسِ پشت ڈالنے والے روزِ محشر عذاب سے چھٹکارا نہ پاسکیں گے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے دلوں پہ نفس امارہ اور شیطان کی سرداری قائم ہو جاتی ہے۔ شیطانی خواہشات ان لوگوں کے دلوں میں ڈیرہ جما لیتی ہیں۔ اس طرح وہ بُرائی اور گناہ کے قلعوں میں محسور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی سبب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ذکر باری تعالیٰ کی فضیلت، اہمیت و برکات کا قرآن مجید میں بار ہا مرتبہ تذکرہ فرمایا ہے۔ مگر قرآن مجید پر غور نہ کرنے والے ذکر باری تعالیٰ سے منہ موڑے رہتے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں بھی ہمیں آگاہ فرما دیا ہے۔ اس ضمن میں

قرآن مجید سے چند حوالے درج ذیل ہیں:-

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ (14)

ترجمہ:- اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کیلئے دُنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اُسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔

وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ (15)

ترجمہ:- اور اُن کا اپنا حال یہ ہے کہ رحمٰن کے ذکر سے انکاری ہیں۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ (16)

ترجمہ:- پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جو شخص ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے اور دُنیا کی زندگی کے سوا جسے کچھ مطلوب نہیں ہے۔ اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں۔

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ (17)

ترجمہ:- اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا اس کا رب اُسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان مبارک ہے:-

لَا يُدْخِلُ الْمَلٰٓئِكَةِ فِيْ بَيْتِ الْكَلْبِ (18)

ترجمہ:- جس گھر میں کُتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''واضح رہے کہ قلب گھر کی طرح اور ذکرِ الٰہی فرشتے کی طرح اور حُبِ دُنیا کے خطرات کُتے کی طرح ہیں۔ جس گھر میں کتا ہوتا ہے وہاں پر فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔'' (19)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث مُبارک ہے۔

اَلذِّكْرُ شَیْءٌ طَاهِرٌ لَا يَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَكَانٍ طَاهِرٍ (20)

ترجمہ:- ذِکرِ الٰہی ایک پاکیزہ شئے ہے جو پاک مکان کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتی۔

سُلطان الفقراء حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

دِل یکے خانہ ایست ربانی
خانۂ دِیو را چہ دِل خوانی

ترجمہ:- دل وہ گھر ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔ شیطانی گھر کو کس طرح دل کہہ سکتے ہیں۔ (21)

انسان کا دل اس کی ہستی وشخصیت کا محور ومرکز ہوتا ہے۔ دل حرکت میں رہتا ہے تو انسان زندہ رہتا ہے۔ اگر دل کی حرکت بند ہو جائے تو انسان مرجاتا ہے۔ انسان کا دارومدار دل پہ ہونے کی بدولت جس شخص کا دل صاف ہوگا اُس پر ذاتِ باری تعالیٰ راضی ہوگا اور روزِ محشر اُسے آسانیاں بہم پہنچائی جائیں گی۔ لیکن جس شخص کا دل پراگندہ و پلید ہوگا اس کو روزِ محشر اُن مشکلات، تکالیف اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جس کا اس نے کبھی تصور ہی نہیں کیا ہوگا۔ اِن تکالیف، مشکلات اور عذابوں سے بچنے کیلئے انسان کو اسی جہان میں ہی تدابیر وعوامل کرنا ہوں گے۔ دل کی صفائی کس طرح ممکن ہوسکتی ہے ؟ یہ انتہائی اہم سوال ہے۔ جس کا جواب قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ جو لوگ قرآن وحدیث اور صوفیائے کرام کے فرامین کا بغور اور دلجمعی سے مطالعہ کرتے ہیں انہیں اس کا جواب میسر آجاتا ہے۔ جس سے وہ راہِ راست اپنا لیتے ہیں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ (22)

ترجمہ:- ایسے ہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اُن کے دِلوں کو اللہ کے ذِکر سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ خبردار رہو کہ اللہ کا ذِکر ہی وہ چیز ہے جس سے دِلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے:-

لِكُلِّ شَیْءٍ مَصْقَلَةٌ وَ مَصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى (23)

ترجمہ:- ہر چیز کی صفائی کیلئے ایک آلہ ہوتا ہے اور دل کی صفائی کا آلہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی ذکرِ باری تعالیٰ کے بغیر دل کی صفائی ناممکن قرار دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”نفس سے ہمیشہ کیلئے امن میں لانے والا ذکرِ الٰہی ہی ہے۔ جب زبان قلب اور رُوح کا ایک ہی ذکر ہوتا ہے تو ہر ایک بال بمنزلہ زبان ہوجاتا ہے اور نفس دن رات جلتا رہتا ہے اور روح کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ نفس بہت پلید ہے ذکرِ دوام کے سوا اور کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔“ (24)

ذکرِ باری تعالیٰ کے بغیر دل کی صفائی قطعی طور پر ناممکن ہے۔ دِل کی صفائی اور اس ضروری ولازمی عمل کی سرانجام دہی کیلئے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ قرآن مجید بار بار اپنا ذِکر کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنا ذِکر کرنے کے حوالہ سے جو فرامین جاری فرمائے ہیں ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:-

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ (25)

ترجمہ:- پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ

مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (26)

ترجمہ:- اپنے رب کا ذکر صبح شام کیا کرو۔ دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ۔ ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ (27)

ترجمہ:- اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اُسی کے ہو رہو

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (28)

ترجمہ:- اور صبح شام اپنے رَب کے نام کا ذکر کیا کرو۔

ہر صاحبِ ایمان اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو فرض سمجھتا اور مانتا ہے۔ کسی بھی حکم کے ذریعے جو بھی عمل کرنے کا حکم فرمایا گیا ہو اس عمل کا کرنا ہر صاحبِ ایمان کیلئے ضروری اور فرض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کرنے کا بار بار حکم صادر فرمایا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہر صاحبِ ایمان اپنا فرض سمجھتا ہے۔

سرورِ کائنات سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے۔ آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:-

ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى عِلْمُ الْاِيْمَانِ وَبَرَاۗءَةٌ مِّنْ نِّفَاقٍ وَحِصْنٌ
مِّنَ الشَّيْطَانِ وَحِرْزٌ مِّنَ النِّيْرَانِ (29)

''اللہ تعالیٰ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور نفاق سے بیزاری اور شیطان سے بچاؤ کے لئے بمنزلہ قلعہ کے ہے اور دوزخ کی آگ سے بمنزلہ پناہ ہے۔''

رب العالمین کا ہر فرمان تا قیامت اٹل حقیقت ہے۔ جو لوگ ایمان لا کر ذاتِ باری تعالیٰ کے فرامین پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پہ راضی ہوتا ہے۔ جو صاحبِ ایمان اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حوالہ سے فرامین پہ عمل کرتے ہیں ان کے قلب اطمینان وسکون حاصل کرتے ہیں۔ اسی بنا پر ذاتِ باری تعالیٰ صاحبِ ایمان لوگوں کو مخاطب فرما کر حکم صادر فرما رہا ہے کہ اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ اس حوالہ سے فرامین باری تعالیٰ اس طرح ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ (30)

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (31)

ترجمہ:- اور ذِکر کرتے رہو کیونکہ ذِکر ایمان لانے والوں کیلئے نافع ہے۔

ذکرِ باری تعالیٰ کی عظمت، فضیلت اور اہمیت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے واضح وعیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر صاحبِ

ایمان کونفع پہنچا تا ہے اور دِلوں کو اطمینان بہم پہنچا تا ہے۔سرکارِدو عالم خاتم النّبیین ﷺ تو ذکر کو افضل عبادت فرماتے ہیں۔آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:-

اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی (32)

ترجمہ:- سب سے بڑی عبادت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:-

ترجمہ:- عبادت ذکر کی محتاج ہے اور اہلِ ذکر اور اہلِ فقر لا یحتاج ہیں۔ (33)

سُلطان الفقراء حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ ذکر کی چار اقسام بیان فرماتے ہیں۔کتاب عین الفقر میں ان اذکار کے نام اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

ذکرلسانی ۔ ذکرقلبی ۔ ذکرروحی ۔ ذِکرِسِرّی وجہری وخفی (34)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم ھُو سے چار جذب ومستی والے ذِکر کھلتے ہیں۔

انہی چار اذکار کو کلیدِ جنت میں اس طرح بیان فرمایا ہے:-

اوّل= ذکرِحامل: یہ مُرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے۔

دوم= ذِکرِ سُلطانی: اِس سے انسان نفسانی خواہشات سے نکل کر لاہوت لامکانی میں داخل ہو جاتا ہے۔

سوم= ذکرقربانی: اس کے سبب انسان خطرات شیطانی سے خلاصی پاتا ہے۔

چہارم= ذِکرِخفی: اس کے سبب ذاکر مجلسِ نبوی ﷺ میں ہمیشہ حاضر رہتا ہے۔ (35)

ذِکر کیا ہے ؟ ذِکر کسے کہتے ہیں ؟ اور ذکر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے ؟ اِن سوالات کے جوابات کی ہر صاحبِ ایمان کو ضرورت محسوس ہوتی ہے۔اس بارے میں یعنی ذِکر کے بارے میں علم کا ہونا ایمان لانے کے ساتھ ہی ضروری ہوتا ہے۔سُلطان الفقراء حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا فیض جاری وساری رکھنے کیلئے تقریباً ایک سو چالیس کتب لکھیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتابیں آج بھی تلقین فرماتی نظر آتی ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کے حوالہ سے تفصیلی معلومات وہدایات ارشاد فرمائیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کے حوالہ سے بیان کردہ علمیت میں سے مختصراً درج ذیل ہیں:-

’’جس طرح مال کی زکوٰۃ نکالنے سے مال پاک وحلال ہو جاتا ہے۔اسی طرح آدمی کا وجود ذکراللہ سے کفرو شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہو جاتا ہے یہی حال اِنسان اور ذکر کا ہے۔جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے اسی طرح ذکر گناہ ومعصیت کو دُور کرتا ہے۔ اور جس طرح کہ بارش مرجھائے ہوئے گھاس کو سرسبز کرتی ہے اور حیات بخشتی ہے اسی طرح ذکراللہ آدمی

کے مردہ ایمان اور دل کو آراستہ کر دیتا ہے۔اور جس طرح کہ پھل درخت کیلئے زینت ہوتا ہے اسی طرح ذکر اللہ انسان کے ایمان کی زینت ہے۔اور جیسا کہ تاریکی کو روشنی مِٹا دیتی ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ضلالت و گمراہی کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جو تعلق پھول کا خوشبو کے ساتھ ہے وہی تعلق آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہے یا جس طرح کا تعلق نمک اور طعام کا آپس میں ہے ایسا ہی تعلق انسان کا اللہ تعالیٰ کے ذِکر کے ساتھ ہے۔اور جیسا کہ حیوان کو ذبح اور حلال کرنے کے لئے تکبیر ضروری ہے ایسا ہی آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذِکر بھی ضروری ہے۔ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔نماز بھی بدون ذکر اللہ کے نہیں ہوسکتی بلکہ وہ بہمہ وَجوہ ذِکر **اَللّٰہ** ہے اس سے اوّل بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ چنانچہ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** اور **اَللّٰہُ اَکۡبَرُ** ہے۔جس کو تکبیر اولیٰ و تکبیر تحریمہ بولتے ہیں۔ بعد ازاں خود نماز میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے۔اور اس کے اوّل و آخر سب ذکر اللہ ہی ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ اوّل ذکر اللہ تعالیٰ کرو۔قال علیہ السلام **اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ** ہے اور بعد ازاں قرآن شریف کی تلاوت کرو۔تو پہلے ذِکر اللہ ہے۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** پس **بِسۡمِ اللّٰہِ** میں اسمِ اللہ بھی ذکر اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی اُتری تو سب سے پہلے یہ کہا گیا۔قولہٗ تعالیٰ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ

(اے رسول ﷺ پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''جان نکلنے کے وقت بھی ذکر ہی کرنا چاہیے۔ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ** یا اسمِ اللہ یا کلمۂ شہادت پڑھنا چاہیے۔'' (36)

ذِکرِ باری تعالیٰ کے حوالہ سے سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تین فرامین حسبِ ذیل ہیں جن سے ذِکر و ذاکر کی اہمیت عیاں اور واضح نظر آتی ہے:-

☆ **اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ ذِکۡرُ اللّٰہِ تَعَالٰی** (37)

ترجمہ:- سب سے افضل ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

☆ **عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ ذِکۡرُہٗ** (38)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی اُس کا ذکر کرنا ہے۔

☆ **اَفۡضَلُ الۡعِبَادِ عِنۡدَ اللّٰہِ الذَّاکِرُوۡنَ** (39)

ترجمہ:- سب سے افضل بندے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

حوالہ جات

(1) القرآن۔ پارہ14۔سورۃ النحل۔آیت44

(2) القرآن۔ پارہ17۔سورۃ الانبیاء۔آیت24

(3) القرآن۔ پارہ23۔سورۃ صٓ۔آیت8

(4) القرآن۔ پارہ23۔سورۃ صٓ۔آیت87

(5) القرآن۔ پارہ27۔سورۃ القمر۔آیت32

(6) القرآن۔ پارہ2۔سورۃ البقرہ۔آیت152

(7) القرآن۔ پارہ10۔سورۃ الانفال۔آیت45

(8) القرآن۔ پارہ21۔سورۃ العنکبوت۔آیت45

(9) القرآن۔ پارہ22۔سورۃ الاحزاب۔آیت35

(10) القرآن۔ پارہ23۔سورۃ الزمر۔آیت23

(11) القرآن۔ پارہ25۔سورۃ الزخوف۔آیت36

(12) الحدیث

(13) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔نور الھدیٰ خورد۔اردو ترجمہ(فقیر میر محمد رحمۃ اللہ علیہ ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال۔ جون1998ء)ص27-28

(14) القرآن۔ پارہ16۔سورۃ طٰہٰ۔آیت124

(15) القرآن۔ پارہ17۔سورۃ الانبیاء۔آیت36

(16) القرآن۔ پارہ27۔سورۃ النجم۔آیت29

(17) القرآن۔ پارہ29۔سورۃ الجن۔آیت17

(18) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(جون1998ء)ص8

(19) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(جون1998ء)ص8

(20) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(جون1998ء)ص8

(21) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نورُ الھدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(جون1998ء)ص8

(22) القرآن۔ پارہ13۔سورۃ الرعد۔آیت28

(23) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (انجمن غوثیہ عزیزیہ موضع حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ضلع جھنگ 1996ء) ص390

(24) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ نور الھدیٰ خورد۔اردو ترجمہ (جون1998ء) ص29

(25) القرآن۔ پارہ5۔سورۃ النساء۔آیت103

(26) القرآن۔ پارہ9۔سورۃ الاعراف۔آیت205

(27) القرآن۔ پارہ29۔سورۃ المزمل۔آیت8

(28) القرآن۔ پارہ29۔سورۃ الدھر۔آیت25

(29) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔نور الھدیٰ خورد۔اردو ترجمہ (جون1998ء) ص30

(30) القرآن۔ پارہ22۔سورۃ الاحزاب۔آیت41

(31) القرآن۔ پارہ27۔سورۃ الذریت۔آیت55

(32) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔نور الھدیٰ خورد۔اردو ترجمہ (جون1998ء) ص29

(33) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔جون2010ء) ص126

(34) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ عین الفقر ۔ اردو ترجمہ (جون2010ء) ص122

(35) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔کلید جنت۔اردو ترجمہ (حضرت سُلطان باھُو ؒ اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ جنوری1996ء) ص81-83

(36) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (جون2010ء) ص127-128

(37) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (جون2010ء) ص127

(38) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (جون2010ء) ص127

(39) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (جون2010ء) ص127

فقر و سُلطان الفقراء

اللہ ربُ العالمین نے اپنے نور میں سے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو خلق فرمایا اور اپنے آپ کو ظاہر کرنے کی خاطر کائنات کو تخلیق فرمایا۔ اپنے نور کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں ظاہر کرنا مقصود تھا اور اپنے حبیب ﷺ کو انسانی صورت میں ظاہر فرمانا تھا اِس لئے انسان کو اٹھارہ ہزار مخلوقات میں فضیلت اور افضیلت عطاء فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو نیکی اور بدی کے دونوں راستے بھی دکھائے اور ان کے انجام سے بھی آگاہ فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ روزِ محشر تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ جس شخص کا اعمال نامہ جس طرح اور جس معیار کا ہوگا اُس کو بدلہ بھی اُسی طرح اور اُسی معیار کا ملے گا۔ اس بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ (1)

ترجمہ:- اور زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے۔ تاکہ اللہ بُرائی کرنے والوں کو اُن کے عمل کا بدلہ دے اور اُن لوگوں کو اچھی جزاء سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے نسلِ آدم کو مختلف علاقوں، قوموں، ذاتوں، رنگوں اور زبانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے علاوہ معاشی طور پر بھی انہیں کئی حصوں میں تقسیم فرمایا۔ نسلِ آدم کو معاشی طو وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ باری تعالیٰ کا فرمان ہے:-

وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ (2)

ترجمہ:- اگر اللہ اپنے سب بندوں کو کھلا رزق د... میں سرکشی کا طوفان برپا کر دیتے۔ مگر وہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور اُن پر نگاہ رکھتا ہے۔

اللہ ربُ العالمین کی عنایت سے جن لوگوں کو دُنیا کے مال دولت، سونا، چاندی، جاگیر محلات، جاہ و جلال سے نوازا گیا۔ انہیں اُمراء کہا جاتا ہے۔ جبکہ دُنیا کی سہولیات سے محروم طبقہ کو فقراء کہا جاتا ہے۔

لفظ 'فقراء' لفظ 'فقیر' کی جمع ہے۔ فقیر اُس شخص کو کہتے ہیں جسے فقر حاصل ہو۔ فیروز اللغات کے مطابق فقر کے لغوی معنی قلندری، درویشی، محتاجی، مفلسی ہے اور جہانگیر اُردو لغت میں فقیر کے لغوی معنی درویش، قلندری، توکل، غریبی، مفلسی درج ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان کیلئے امارت اور فقیری دونوں آزمائشی صورتیں ہیں۔ امارت یا امیری اس انداز میں آزمائش ہے۔ کہ ایک انسان جس کو دُنیاوی مال ومتاع اور جاہ وجلال عطا کیا گیا ہے۔ وہ اِن کا استعمال کس طرح کرتا ہے۔ کیا وہ متکبر تو نہیں ہو جاتا، وہ مال و دولت اور اپنی طاقت اور اختیارات کا استعمال غلط تو نہیں کرتا۔ وہ اپنے مال و زر میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ و رضا کے مطابق خرچ کرتا ہے یا شیطانی طور طریقے سے۔ وہ مخلوقِ خدا کی خدمت کرتا ہے یا اُس پر ظلم کرتا ہے۔ ؟

اسی طرح فقراء کو بھی فقیری دے کر آزمایا جاتا ہے۔ اس طبقہ کیلئے آزمائش اس طرح ہوتی ہے کہ تنگی رزق، محتاجی و مفلسی کے ہوتے ہوئے وہ ایمان لاتا ہے۔ ایمان پر قائم رہتا ہے۔ امراء کے طور طریقے اور چال چلن دیکھ کر اس کا ایمان ڈول تو نہیں جاتا۔ اُمراء کو دیکھ کر حسد تو نہیں کرتا۔ شیطان کے بہکاوے میں آکر غلط راہ تو اختیار نہیں کرتا، کیا صبر کرتا ہے اور اس حال میں رہ کر خالقِ کائنات کا شکر ادا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انسانی آزمائش کا ذکر اپنی لاریب کتاب میں یوں فرماتا ہے:-

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً (3)

ترجمہ:- کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی بغیر آزمائش کے چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جنہوں نے جاں فشانی کی۔ اور اللہ اور رسول ﷺ اور مومنین کے سوا کسی کو جگری دوست نہ بنایا۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کی آزمائش کرتا ہے اُس کا تعلق خواہ کسی بھی طبقہ سے ہو۔ اُمراء کے بھی طبقات ہیں اور فقراء کے بھی طبقات ہیں۔ فقراء دو طبقات میں منقسم ہیں۔ جن میں ایک طبقہ وہ ہے جو مفلسی و محتاجی کے جال میں پھنسا ہوتا ہے۔ یعنی جو محتاج، مفلس اور غریب ہوتا ہے، اس کی یہ حالت اُس کی اپنی مرضی تمنا یا کوشش کی بنیاد پر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اُسے ایسی صورت میں رکھتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ (4)

ترجمہ:- کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے۔

فقراء کا دوسرا طبقہ وہ ہے جسے تنگی، مفلسی و محتاجی نہیں ہوتی وہ قلندری، درویشی اور توکل کی فضاؤں میں اُڑان بھرتا ہے۔ یہ طبقہ فقر کو خود اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی یہ طبقہ وہ نہیں ہوتا جو مفلسی و غریبی کی چکی میں پستہ چلا جاتا ہے۔ بلکہ اسے دُنیا کے تمام وسائل میسر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے قرب کی چاہت میں فقر کو اپنا لیتا ہے۔ جن لوگوں کو مادی وسائل میسر ہوں اُن کیلئے فقر کو اختیار کرنا انتہائی مشکل اور کٹھن فیصلہ ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ عام آدمی کسی صورت نہیں کر سکتا۔ مگر

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ (5)

ترجمہ:- اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاکیزگی عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس انسان کو پاکیزہ فرمادے وہ فقر کی راہ اختیار کرتا ہے اور اِس کے دل سے نفس امارہ کی حکمرانی ختم ہو جاتی ہے۔اس حقیقت کو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اِن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

''جو کوئی فقر کی راہ اختیار کرتا ہے اُس کا نفس کشتہ ہو جاتا ہے'' (6)

نفس امارہ کے کشتہ ہونے سے اِس کے دل سے نفس امارہ کی حکمرانی ختم ہو جاتی ہے اور وہ ہستی نفسانی خواہشات سے چھٹکارا حاصل کر لیتی ہے۔اُس ہستی کی نظر میں دُنیاوی مال و زر کی قدر و منزلت منفی ہو جاتی ہے۔اور وہ تمام تر مال و متاع اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔فقراء کی یہ نشانی اس طرح بیان کی گئی ہے:-

☆ ''فقیر درویش اُسے کہتے ہیں کہ اگر اُسے روئے زمین کا سارا مال و متاع دے دیا جائے تو اُسی وقت راہِ خُدا میں صرف کر دے جیسا کہ پیغمبرِ خُدا ﷺ کیا کرتے تھے۔''

☆ واضح ہو کہ فقر کے تین حروف ہیں۔ ف، ق، ر حرف ف سے فنائے نفس۔ ق سے قوتِ رُوح اور ر سے رحم دل مُراد ہے۔ (7)

جو ہستی فقر اختیار کرتی ہے اور اُس کا نفس کشتہ ہو جاتا ہے۔اُس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھر جاتی ہے۔اور اُس کا ایمان عشق میں ڈھل جاتا ہے۔وہ ہستی ہمہ وقت ذِکر باری تعالیٰ میں محو و مگن ہو جاتی ہے۔اس بارے میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یوں آگاہ فرماتے ہیں:-

''فقراء کے دِل میں اسمِ اللہ پیوست ہوتا ہے۔ وہ صاحبِ درد ہوتے ہیں۔'' (8)

اللہ رب العالمین نے اپنی خاص کرم نوازی سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو پیدائشی طور پر ہی پاکیزہ فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مادر زَاد وَلی ہونے کا شرف بخشا۔بچپن سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اسم اللہ پیوست ہو چکا تھا۔اس لئے نفس امارہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب کی جانب رُخ کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکا۔اسی لئے نفسانی خواہشات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب و وجود سے دُور بلکہ بہت دور رہنے پر مجبور تھیں۔دُنیاوی مال و زر اور جاہ و جلال کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حقیر جانا۔دُنیا کا مال و متاع اور ہزار ہا بیگھے زمین کی ملکیت کو نظر انداز کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کو اپنایا۔

اللہ ربُ العالمین خالقِ کائنات اور صاحبِ رحمت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پہ چاہتا ہے اپنی رحمت فرماتا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٥٦ (9)

ترجمہ:- ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں ہمارے ہاں نیک لوگوں کا اَجر مارا نہیں جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کا اَجر مارا نہیں جاتا۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر فقر اختیار کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت فرماتا ہے۔اللہ

تعالیٰ جس پہ اپنی رحمت فرماتا ہے اُسے رُوحانی عشق کی دولت عطا فرما دیتا ہے۔یعنی اُسے اپنا اور اپنے حبیب رحمۃ اللعالمین ﷺ کا عشق عنایت فرما دیتا ہے۔ذاتِ باری تعالیٰ نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے فقر کی راہ کو پسند فرمایا اور انہیں اپنی رحمت سے نواز دیا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جنگلوں، پہاڑوں اور ویرانوں میں بیٹھ کر ذکر اذکار میں مشغول رہتے۔ ہمہ وقت ذکر باری تعالیٰ میں مگن رہنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول بن گیا۔عشق سمندر میں غوطہ زن رہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات مبارکہ کے تیس سال بیت گئے۔ اللہ رب العالمین نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی رحمت کے بالائی درجہ میں داخل فرمایا۔اپنی لا ریب کتاب میں رب العالمین کا فرمان ہے:-

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ (10)

ترجمہ:- اپنی رحمت میں جس کو چاہتا ہے داخل کر لیتا ہے۔

اللہ رَبُ العالمین نے اپنے عشق میں تیس برس غوطہ زَن رہنے والی ہستی حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی رحمت میں داخل فرما لیا۔ یعنی ذاتِ باری تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حبیب رحمۃ اللعالمین کی حضوری نصیب فرمائی۔علاوہ ازیں اپنی خصوصی رحمت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رحمۃ اللعالمین کے دَستِ بیعت ہونے کا شرف بھی عطا فرمایا۔اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عشق کی منازل آسانی طے ہوتی چلی گئیں۔ایک مقام ایسا آیا کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خواص بندوں میں داخل فرما لیا۔فرمانِ رب اللعالمین سے

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ (11)

ترجمہ:- اور سب کچھ جانتا ہے۔اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور اُس کا فضل بہت بڑا ہے۔

عشق کی خاص منازل طے ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خاص بندوں میں شامل فرمایا۔یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے فقراء کی صف میں شامل ہونے کا شرف بخشا۔سرکارِ دو عالم ﷺ کی حضوری میں رہنے سے قبل فقر کا مقام حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ مقام سرکارِ دو عالم ﷺ کی حضوری اور فضلِ ربِ کائنات سے حاصل ہوتا ہے۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

باھُوؒ فقر را دَر یافتہ اَز مصطفیٰؐ
واقفی اِسرار شُد فضل اَز اِلٰہ (12)

ترجمہ:- باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو فقر کی دولت حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے حاصل ہوئی ہے۔اور اسرار و رموز سے واقفیت فضلِ خداوندی سے ہوئی ہے۔

فقر کا تعارف بیان کرتے ہوئے سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''فقر کے بھی تین حرف ہیں۔ 'ف' ، 'ق' ، 'ر' ، حرف 'ف' سے ہر دو جہان کی فتح اور فنا فی اللہ بقا

باللہ مراد ہے۔اور حرف 'ق' سے مراد قرب اللہ ہے۔وہ اللہ کی قبا پہنتا ہے۔اور حرف 'ر' سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو۔ریاضت نفس کو سختی سے دوچار کرتی ہے۔فقراء میں ریا وجھوٹ نہیں آتا۔فقیر ایک بادشاہ کی طرح ہوتا ہے اور عشق فرشتہ کی مانند ہوتا ہے۔جس کسی کو عشق ہوتا ہے عشق اس کو حضوری میں لے آتا ہے اور فقیر جس کسی پر نگاہ ڈالتا ہے دونوں جہان دیوانہ ہوجاتے ہیں۔عشق دیو کی مانند ہے اور فقر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ہے اور نفس جن پلید کی طرح ہے۔'' (13)

فقر کے مقامات پر پہنچ کر جو شخص پھر دُنیا کی جانب مائل ہوجائے تو اس کو فقر کے مقامات سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔علاوہ ازیں وہ قہر خداوندی میں بھی گھر جاتا ہے۔اس کی وضاحت سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ اِس انداز سے فرماتے ہیں:-

''جو شخص فقر کے اِن مراتب پر پہنچے اور پھر وہ دُنیا کی طرف رُخ کرے اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دے اور دُنیا یعنی مرتبہ فرعونی کو اختیار کرے تو اُسے فقر کے حرف 'ف' سے فضیحت فرعون حاصل ہوتی ہے۔'ق' سے اُس پر قہرِ خدا نازل ہوتا ہے اور 'ر' سے وہ شیطان کی طرح مردود اور راندۂ درگاہ حق ہوجاتا ہے۔ (14)

ہمارے معاشرے میں لوگ عام طور پر غور وفکر نہیں کرتے اور نہ ہی کسی عمل یا بات کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔سُنی سنائی بات یا پروپیگنڈہ اور تشہیر کو حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔فقر کے حوالہ سے دیکھا جائے تو اس جانب بھی یہی حال ہے۔عام طور پر لوگ بے بہرہ اور ناسمجھی کی بنا پر گھاٹے کی جانب بڑھے جارہے ہیں۔سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہماری توجہ اِس ضروری اَمر کی جانب دلانے کیلئے فرماتے ہیں:-

''بے شمار ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو باطل کو حق تعالیٰ کی حضوری سمجھتے ہیں اور اہل حق کو باطل کہتے ہیں۔ایسے لوگ فقیر یا درویش کس طرح ہوسکتے ہیں۔یہ لوگ تو اہل دوکان (خود فروش) ہیں (جو محض دُنیا کی خاطر اپنے آپ کو فروخت کرتے ہیں) یہ لوگ نفس کے حکم کے تابع اور شیطان لعین کی قید میں سراسر ریا کار اپنی خواہشات میں گرفتار اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی باطنی نعمت سے محروم بدنصیب لوگ ہیں۔بلکہ یہ لوگ تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔لہٰذا مراتب کے لحاظ سے یہ لوگ محض گائے گدھے اور چوپائیوں کی مانند ہیں۔اگرچہ ان کا ظاہر کتنا ہی آراستہ و پیراستہ کیوں نہ ہو۔لیکن باطن انتہائی خراب اور بدکردار ہوتا ہے اور یہ محض نقل کرنے والے اہل تقلید لوگ ہیں۔جبکہ لوگوں کی نظر میں یہ فقیر بنے ہوئے ہیں۔'' (15)

ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ خواص اور عوام کا موازنہ بیان فرماتے ہیں:-

نفس را بشناس اَز خصلت ہوا
خاصہ را خاصیت حق راہ نما

نفس را بشناس لذت ذائقہ
نفسِ خاصاں میکشد بس فاقہ (16)

ترجمہ:- اہلِ نفس کی شناخت خصلت اور حرص وہوا سے ہو سکتی ہے۔ خاص لوگوں کی خاصیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ خود ان کا راہنما ہوتا ہے۔ عوام کا نفس ذائقوں اور لذتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ جبکہ خاص لوگوں کا نفس فاقہ سے لذت حاصل کرتا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فقر کا تعارف اِس طرح بھی بیان فرماتے ہیں:-

''فقر ایک حد سے زیادہ خوب روصورت ہے۔ جو صحیح نسخہ ہے۔ وہ صورتِ فقر غیر مَاسِوَیٰ اللہ سے پاک ہے اور دونوں جہان اُسے دیکھنے کے خواہشمند اور اُس کے مشتاق ہیں۔ جس نے اُس کو دیکھا اُسے حق حاصل ہو گیا۔ کیونکہ فقر کا بھید خُدا کا بھید ہے۔ فقر کے کان کلامُ اللہ سننے والے ہیں۔ (کلام اللہ کے سوا دیگر کچھ نہیں سنتے) فقیر کی زبان پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ ہوتا ہے۔'' (17)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک جانب فقر کے نام پہ منفی سوچ رکھنے والوں کی نشاندہی فرمائی ہے تو دوسری جانب فقیر میں جو لازمی صفات ہونا ضروری ہیں اُن سے بھی ہمیں روشناس فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''یہ جان لو کہ فقیر میں کیا صفات ہونی چاہئیں۔ وہ ہمیشہ اپنے نفس کافر سے جنگ اور جہاد اور جدال کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کی گریہ وزاری کی کوئی پرواہ نہ کرنے والا ہو۔ عاشق غازی اور خدا سے راضی رہنے والا ہو۔ وہ مفتی قاضی بن کر نفس کا محاسبہ کرنے والا ہو۔ وہ طالب خدا روزِ ازل سے مقرر شدہ قضا و قدر کا ماننے والا ہو اور ایک دم بھی پاس انفاس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔'' (18)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقر میں چار خصلتوں کی لازمی ضرورت بھی بیان فرمائی ہے۔ جن کے بغیر فقیر فقر پر قائم نہیں رہ سکتا۔ وہ خصلتیں حسب ذیل ہیں:-

اوّل: صبر سے کام لینا چاہیئے۔
دوم: تا مرگ ثابت قدم رہنا چاہیئے۔
سوم: شیطان نفس اور دُنیاوی خواہشات سے خبردار رہنا چاہیے۔
چہارم: ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ (19)

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کی راہ اختیار کرنے والوں کی جو خوبیاں اور خصلتیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کے بغیر کوئی بھی شخص فقر کی راہ اختیار نہیں کر سکتا۔ اُن خوبیوں اور اُن خصلتوں کی حامل شخصیت ہی فقر کی راہ اختیار کر سکتی ہے۔ مذکورہ بالا خوبیوں اور خصلتوں کی حامل شخصیات میں سے جس کو اللہ رب العالمین پاکیزہ فرما دے وہی فقر کی راہ اختیار کرتا ہے۔ فقر کی راہ پہ چلنے والے کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کی قربانی دینا لازمی وضروری ہوتا ہے۔ ذکرِ باری تعالیٰ میں ہمہ وقت مگن رہنے کے علاوہ رُوحانی عشق کے سمندر میں غوطہ زنی بھی لازمی امر ہے۔ جب ربُ العالمین اُس کے ان اعمال پہ راضی ہوگا تو اُسے اپنی رحمت میں داخل فرما دے گا۔ یعنی اُسے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا شرف عطا فرمائے گا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں رہتے ہوئے اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اُسے اپنے خواص بندوں کی صف میں شامل فرمائے گا۔ یعنی اُسے اپنے فقراء میں شامل ہونے کی سعادت بخشے گا۔ فقراء کی صف میں شامل ہونے سے پہلے مولا علی کرم اللہ وجہہ سے اُسے فقر کی عنایت ہوگی۔ جس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے اپنے فقر کی نگاہ سے نوازیں گے۔

فقر کی راہ میں حائل انتہائی کٹھن مراحل طے کرنا اور دُور افتادہ منازل تک رسائی عقل وفہم کی حدود سے بالاتر ہے۔ فقر کی حدود کو چھونا ہر صوفی و عارف کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس حقیقت کو وہی ہستی بیان کر سکتی ہے جس نے فقر کی منزل پائی ہو۔ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

> ''فقر کیا ہے ؟ فقر اس طرح ہے کہ فقر کے مراتب کے لئے حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ طبق کا سیر تماشا دیکھا۔ لیکن مراتبِ فقر کو پھر بھی نہ پہنچے۔ اگر فقر میں کامل ہوتے تو وہ گمنام ہوتے۔ فقیری کے لئے سُلطان ابراہیم اُدھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بادشاہت کو ترک کر دیا اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سے سرگرداں پھرتے رہے۔ اس کے بعد مراتب فقر کو پہنچے۔ کیا تو جانتا ہے کہ حضرت سُلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر ریاضتیں کرتے رہے اور انہوں نے آخر کو اپنے نفس کی کھال بھی کھینچ ڈالی تب بھی وہ ہرگز مراتبِ فقر پر نہیں پہنچے۔ اگرچہ شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رُکن عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنی جان سے نکل گئے مگر ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بہت اچھی طرح سوئیں اور خواب میں فقر کو دیکھا اور بے واسطہ مراتبِ فقر پر پہنچیں اور جناب حضرت شیخ شاہ محی الدین، سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر ہی میں تھے کہ مراتب فقر پر پہنچ گئے اور پھر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدم بہ قدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا اور فقیر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب پایا۔ پس فقیر مالک الملکی کا نام ہے۔ جو مقامات غوثی قطبی میں ہیں۔ کشف وکرامات میں ہرگز نہیں ہیں۔ فقر عین اللہ کی ذات میں ہے۔ فقر عطاء الٰہی ہے۔ جس کو اللہ چاہے بخش دے۔ چاہے وہ شخص سیر ہو یا بھوکا ہو۔'' (20)

فقر کے مقام ومراتب انسانی عقل وشعور کے دائرہ اختیار سے انتہائی بلند وبالا ہیں۔ فقر کے مقام ومراتب کے بارے وہی ہستی

جانتی ہے جو فقر کے مقام تک پہنچی ہو۔ فقر کے بارے سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

فقر اَز عین اَست عینش عین بین
چونکہ دو عین یک شُد حق الیقین (21)

ترجمہ:- فقر عین اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اور ذاتِ عین کا مشاہدہ محض چشم عین یعنی صاحب تصور اسم اللہ ذات کی نظر میں سے ہی ممکن ہے۔ لہٰذا جب صاحب فقر ذات عین کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ صاحب حق الیقین ہو جاتا ہے۔

فقر حق نورِ اَست ذات از ذات نور
کل مخلوقات روشن شد ظہور
می بخشد فقر را فخری خدا
فقر دایم با حضوری مصطفیٰؐ (22)

ترجمہ:- فقر حق تعالیٰ کی ذات کا وہ نور ذات ہے کہ جس نور کے اظہار سے روشن وظہور کل مخلوقات ہے۔ خُداوندِ قدوس کی ذاتِ عالی نے خود ہی فقر کو اس قدر فخر وافتخار سے سرفراز فرمایا ہے کہ صاحبِ فقر فقیر ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص حضوری میں رہتا ہے۔

دُنیا دار لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو فقر کے جھوٹے مدعی بنے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے طور طریقے دیکھ کر عام لوگ ظاہری علوم رکھنے والے افراد کو فقراء پر فوقیت دیتے ہیں۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فقر کے جھوٹے دعویداروں کو بھی تنبیہہ فرماتے ہیں کہ تمہیں کیا معلوم کہ فقر کیا ہے۔ علاوہ ازیں فقر کا مختصر الفاظ میں تعارف بھی بیان فرماتے ہیں:-

''فقر وہی ہے کہ جس کے وجود میں شریعت پنہاں ہو اگرچہ وہ مقام اَلست میں مست ہو اور اُس کا مکان لا مکان میں ہو۔ ابتدائے فقر علم الیقین ہے اور متوسط عین الیقین اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔'' (23)

جو لوگ ظاہری علوم رکھنے والوں کو فقراء پر فوقیت دینے کے عادی ہیں۔ انہیں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ علماء اور فقراء کی قدر و منزلت کا فرق دلائل سے اس طرح سمجھاتے ہیں:-

'' علماء اور فقراء کے درمیان کیا فرق ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ علماء غصہ اور غضب کے وقت علم کی جلالیت کے سبب تکبر، غرور اور گھمنڈ کرتے ہیں۔ لیکن فقراء غصہ کے وقت جلالیت اور معرفتِ الٰہی کے سبب غرور ترک کر دیتے ہیں۔ جہاں علمائے عامل کی انتہاء ہوتی ہے وہاں فقرائے کامل کی ابتداء ہوتی ہے۔'' (24)

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ اسی ضمن میں ایک اور مقام پر اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:-

''علمائے دین دُنیا کے چراغ کی طرح ہیں اور فقیر آفتاب کی طرح ہیں۔ چراغ کی کیا مجال کہ سورج کے مقابلے میں روشنی دے سکے۔ فقیر ایک ایسا آفتاب ہے جو جاہل کو ایک نظر میں علم عطا کرتا ہے اور عالم کو عارف کر دیتا ہے۔'' (25)

سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فقر جن ہستیوں کو نصیب ہوا اور جتنا نصیب ہوا اُن کی عظمت عقل وشعور سے انتہائی اعلیٰ، ارفع و عظیم ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے فقراء کے حوالہ سے ارشادات مبارکہ ہیں:-

☆ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَلَقَ اللّٰہُ کُلُّ خَلْقٍ مِنْ طِیْنِ الْاَرْضِ وَخَلَقَ الْاَنْبِیَآءَ وَ الْفُقَرَآءَ مِنْ طِیْنِ الْجَنَّۃِ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلْیُکْرِمِ الْفُقَرَآءُ

ترجمہ:- جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات زمین کی مٹی سے پیدا کی اور پیغمبروں اور فقیروں کو بہشت کی مٹی سے پیدا کیا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا حقیقی بندہ بننا چاہے اُسے چاہیئے کہ فقراء کی تعظیم وتکریم کرے۔

☆ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حُرْمَۃُ الْمُوْمِنُ الْفَقِیْرِ عِنْدَاللّٰہِ تَعَالٰی اَعْظَمُ مِنْ سَبْعِ السَّمٰوٰتِ وَ سَبْعَۃِ الْاَرْضِیْنَ وَالْجِبَالِ وَمَا فِیْھَا وَالْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ

ترجمہ:- جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا فقیر مومن کی عزت وحرمت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سات آسمانوں، سات زمینوں پہاڑوں اور پہاڑوں کی چیزوں اور مقرب فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔

☆ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِلْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ سَبْعَۃٌ عَنْھَا لِلْفُقَرَآءِ وَوَاحِدٌ لِلْاَغْنِیَآءِ

ترجمہ:- حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے سات دروازے فقیروں کے لئے اور ایک دروازہ امیروں کے لئے ہے۔ (26)

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ (27)

ترجمہ:- فقیروں کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

سُخن فقر از کنہ کُن فیض و فضل
درمیانش یک سُخن ابد و ازل (28)

ترجمہ:- سخنِ فقر یعنی فنا فی اللہ فقیر کی بات کُن کی حقیقت و ماہیت کا ماخذ امر غالب ہے اور مخلوق کیلئے اللہ تعالیٰ کا فیض وفضل ہے اور فقیر فنا فی اللہ ذات کا ایک سخنِ ازل وابد کی تمام تر

مخلوق پر امر غالب ہے۔

فقر کے مقام و مرتبہ کے حوالہ سے سُلطان الفقراء حق باھُو ﷫ فرماتے ہیں۔ کہ فقر تصورِ اسم اللہ ذات سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جسے فقر حاصل ہو جائے وہ ذاتِ باری تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے اور وہ حق الیقین کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ آپ ﷫ کا فرمان ہے:-

سواد الفقر در چشمِ سیاہی
نماندہ پردہ بین سِرِّ الٰہی (29)

ترجمہ:- جس کی چشمِ سیاہ میں فقر کا سرمہ لگے یعنی جسے فقرِ محمدی ﷺ حاصل ہو جائے اُس کیلئے پھر کوئی پردہ حائل نہیں رہتا۔ وہ عین بعین اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھتا ہے۔

مقامِ فقر کے بارے میں ہی سُلطان الفقراء ﷫ فرماتے ہیں کہ فقر کا مقام معرفت سے بھی بہت آگے ہے اور حقیقی دارالامن ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

فقر بیش از معرفت دارُالامن
ذِکر فِکر و معرفت شُد راہزن (30)

ترجمہ:- مقامِ فقر مقامِ معرفت سے بہت آگے ہے۔ حقیقی دارالامن ہے اور مقامِ فقر کیلئے ذکر فکر اور مقامِ معرفت سب راہزن اور رُکاوٹیں ہیں۔

فقر کے مقام کے ساتھ ساتھ سُلطان الفقراء حق باھُو ﷫ فقیر کے مقام سے بھی آگاہ فرماتے ہی۔ فقیر کے مقام کے بارے میں آپ ﷫ کا فرمان ہے:-

''جان لو! کہ فنا فی اللہ فقیر کا مقام چودہ طبقات میں نہیں۔ غرق اور مقامِ توحید میں ہے۔ توحید کہاں ہے؟ وہاں جہاں خُدا ہے۔ خدا کہاں ہے۔؟ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم کہاں ہیں؟ ہم باخُدا ہیں۔'' (31)

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:-

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ (32)

ترجمہ:- جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

حضرت سُلطان باھُو ﷫ نے اپنی کتب میں جہاں تصوف کے حوالہ سے لاتعداد پہلو بیان فرمائے ہیں وہیں فقر کی بہت سی باریک بینیوں کی وضاحت بھی فرمائی۔ فقر کی ابتداء و انتہا بھی بیان فرمائی ہے۔ کتاب عین الفقر میں فقر کے حوالہ سے بہت کچھ وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے مختصراً حسب ذیل ہے:-

(i) ''ابتدائے فقر اشک (آنسو) ہیں اور انتہائے فقر عشق ہے۔ ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرف ہے۔''

(ii) ’’ فقر شریعت ہے۔ فقر طریقت ہے۔ فقرِ حقیقت ہے اور فقرِ معرفت ہے اور فقرِ معرفت مُنتہیٰ ہے۔ اور نہ ہی شریعت کے بغیر فقرِ طریقت حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی فقر اللہ تعالیٰ کے عشق کے بغیر حاصل ہوسکتا ہے۔ ‘‘

(iii) ’’ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریعت ہیں اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ طریقت ہیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حقیقت ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ معرفت ہیں اور جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرّ (راز) ہیں۔

(iv) صدیقؓ صدق و عدل عمرؓ و پُر حیاء عثمانؓ بود
گوئے فقرش از پیغمبرؐ شاہ مردانؓ می رَبودؔ‘ (33)

ترجمہ:- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صدق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عدل اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیاء سے پُر تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شاہِ مردان یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر کی دولت پائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ فقر اللہ تعالیٰ کے عشق کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتا۔ اللہ رب العالمین کے عشق کی جانب توجہ مرکوز کی جائے تو کربلا معلی کا واقعہ عشق کی آخری منزل نظر آتا ہے۔ اسی بنا پر سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

خاک پائم از حسینؓ و از حسنؓ
معرفت گشت است برمن انجمن (34)

ترجمہ:- میں حسنین رضی اللہ عنہم شریفین کی خاکِ پا (قدموں کی خاک) ہوں اس لئے معرفت وفقر مجھ پر خاک ہوگیا۔

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں کسی بات یا کسی چیز پر فخر نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فخر فرمایا تو صرف فقر پر ہی فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پاک ہیں:-

(i) قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

ترجمہ:- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ فقر میرا فخر ہے۔ اور فقر مجھ سے ہے۔

(ii) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فقر میرا فخر ہے اور فقر کے ذریعے ہی میں تمام پیغمبروں پر فخر و ناز کروں گا۔

(ii) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِکُلِّ شَیْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ وَلَا ذُنُوْبَ عَلَیْہِمْ لِاَنَّہُمْ جُلَسَآءُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

ترجمہ:- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز کیلئے ایک چابی ہوتی ہے اور بہشت کی چابی فقراء و مساکین کی محبت ہے۔ اور اُن پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ قیامت کے روز یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے۔ (35)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و احادیث کی روشنی میں ہمیں بہت کچھ تعلیم فرمایا ہے۔ جس سے عیاں ہے کہ مخلوقات کے لئے سب سے اعلیٰ و ارفع مقام فقر ہے۔ جن ہستیوں کو فقر حاصل ہوا اور وہ فقراء کی صف میں شامل ہوئے اُنہی کے مقامات اعلیٰ و ارفع ہیں۔

فقر کے مقامات عقل و دانش کی حدود سے بہت آگے ہیں۔ کیونکہ جہاں عقل و دانش کی حدود ختم ہو جاتی ہیں وہاں سے فقر کا مقام شروع ہوتا ہے۔ فقر کے مقامات کے بارے میں سُلطان الفقراء فرماتے ہیں:-

"فقیری درویشی کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر درویش جب تک اُن ستر ہزار مقامات کو طے نہیں کر لیتا اور دیکھ نہیں لیتا اور کسی دوسرے کو اس کا تماشہ نہیں دِکھاتا اُس کو درویش فقیر نہیں کہا جا سکتا۔ فقیر درویش جب تک اِن تمام مقامات کا واقف نہ ہو اور ہر ایک مقام سے گذر نہ جائے وہ درویش فقیر نہیں ہے۔ وہ صرف اپنے نفس کے لیے فقیر بنا ہے۔" (36)

فقر کے درجات کے بارے میں بھی ہم نابلد ہیں بہر حال اللہ ربُ العالمین جس ہستی کو جو بھی مقام اور جو بھی درجہ عطا فرمانا چاہے عطا فرما دیتا ہے کیونکہ وہ مالک و خالق ہے۔ ربِ ذوالجلال کا فرمان ہے:-

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ (37)

ترجمہ:- ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں۔ اور ایک علم رکھنے والا ایسا ہے جو ہر صاحبِ علم سے بالاتر ہے۔

فقراء میں سے جن فقراء کے درجات ذاتِ باری تعالیٰ نے بلند فرمائے اُن کی تعداد سات ہے۔ ان سات فقراء کو اللہ تعالیٰ نے سُلطان الفقراء کے اعزاز سے نوازا۔ ان سات سُلطان الفقراء کی ارواح کو خالقِ کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ستر ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔ جس کی تفصیل سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

"جان لے کہ جب نورِ احدی نے تنہائی وحدت کی ڈولی سے نکل کر عالم کثرت میں ظہور فرمایا تو اپنے جمال کو صفائی سے جلوہ دے کر اپنے حُسن کا بازار گرم کیا۔ اس کی شمع جمال پر ہر دو جہان پروانے کی طرح مر مٹے، بعدہٗ نقاب میم احمدی اوڑھ کر صورتِ احمدی اختیار کی۔ اور کثرتِ جذبات و ارادات سے سات دفعہ اپنے اوپر جنبش کھائی۔ جس سے سات ارواحِ فقراء با صفا، فنا فی اللہ، بقا باللہ اُس کی ذات کے خیال میں ہمہ تن محو جملہ مثل مغز بے پوست۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے غرق بحرِ جمال رہ کر شجر مرآۃُ الیقین پر پیدا ہوئے۔ انہوں نے ازل سے ابد تک اُس کی ذات کے سوا اور کسی چیز کی طرف نہ دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی آواز اَلست کے بغیر اور کوئی آواز نہ سُنی۔ اُس کے حریمِ کبریاء کے اندر وِصال لازوال میں ہمیشہ محو اور مستغرق رہے۔" (38)

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُن سُلطان الفقراء کے قدم مبارک تمام اولیاء، غوث وقطب کے سر پر ہیں۔ یہ لوگ فقراء اہل اللہ کے بادشاہ ہیں اور دونوں جہان کے سردار ہیں۔ سُلطان الفقراء کے مقام ومرتبہ کے حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''اُس ایک تجلی کوہ طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تھے اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ہر ایک پل اور ہر دَم میں جذباتِ انوارِ ذات کے ستر ہزار تجلیات اُن پر نازل ہوتے رہے لیکن انہوں نے دم نہیں مارا اور آہ تک نہیں کھینچی اور مزید تجلیات کے طالب رہے۔'' (39)

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے متذکرہ سات سُلطان الفقراء میں سے پانچ کے اسمائے گرامی اس طرح تحریر فرماتے ہیں:-

''ایشاں سُلطان الفقراء وسیّد الکونین اند۔ یکے رُوح خاتونِ قیامت رضی اللہ عنہا ویکے رُوح خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ویکے رُوح شیخ ما حقیقت الحق نور مطلق مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ویکے رُوح سُلطانِ انوارِ سِرّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز ویکے رُوح سِرّ ذات یاھُو بندہ فقیر باھُو قدس سرہ العزیز۔'' (40)

ترجمہ:- یہ لوگ فقراء اہلِ اللہ کے بادشاہ اور دونوں جہان کے سردار ہیں۔ ایک رُوح مقدس حضرت **فاطمۃ الزہرا** خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا ہے اور ایک رُوح خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک رُوح مکرم ومعظم ہمارے شیخ حقیقت الحق نورِ مطلق مشہود علی الحق حضرت سیّد محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور ایک رُوح سُلطان انوار سِرّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز اور ایک رُوح اللہ تعالیٰ کی ذات کا راز بندہ فقیر باھُو قدس سرہ العزیز کی ہے۔

آپ قدس سرہ العزیز نے ان پانچ سُلطان الفقراء کے علاوہ دو مزید سُلطان الفقراء کا ذکر فرمایا ہے لیکن اُن کے اسمائے گرامی ظاہر نہیں فرمائے۔ جس کے سبب سُلطان الفقراء ششم کے دعویٰ دار یا اُس سے منسوب ہونے والے افراد کی تعداد اٹھارہ اُنیس ہو چکی ہے۔ اِس ضمن میں ڈاکٹر سُلطان الطاف علی بارگاہِ ایزدتعالیٰ سے گرفت میں آجانے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

'' سُلطان اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان نے دعویٰ کیا ہے کہ اُن کے والد مکرم سُلطان الفقر روح ششم ہو گذرے ہیں۔ **وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ**۔ دراصل پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد اَب تک روح ششم کے دعویٰ دار یا اُس سے منسوب ہونے والے افراد کی تعداد اٹھارہ، اُنیس ہو چکی ہے۔ سُلطان الفقر کے مقام اور اُس کے رُوحانی احوال کو صرف حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ظاہر فرمایا ہے اور پانچویں سُلطان الفقر تو وہ خود تھے۔ گویا بیان فرمودہ پانچ سُلطان الفقر کے احوال ومقامات پر تو کوئی شُبہ نہیں رہتا بلکہ یقینِ کامل حاصل ہے۔ مگر اُن کے بعد آنے والے مدعیوں یا منسوب شُدگان کے معاملہ پر بڑے غور وفکر

کی ضرورت ہے۔تاکہ سلسلۂ تصوف کی تاریخ وحالات میں کوئی مشکوک چیز نہ رہے ورنہ ہم سب بارگاہِ ایزد تعالیٰ سے گرفت میں آسکتے ہیں۔'' (41)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے سُلطان الفقراء ششم وہفتم کے اسمائے گرامی تو ظاہر نہیں فرمائے۔البتہ یہ ظاہر فرمایا کہ جب تک وہ دو رُوحیں اس جہان میں تشریف نہ لائیں گی قیامت نہیں آئے گی۔اس سے واضح ہے کہ سُلطان الفقراء ششم اور ہفتم کا ظہور قیامت سے کچھ عرصہ قبل ہی ہوگا۔تاحال سُلطان الفقراء ششم وہفتم برمظاہر کثرت سے تشریف نہیں لائے۔اس بارے سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اس طرح ہے:-

''و دو رُوح دیگر اولیاء بحرمتِ یمنِ ایشاں قیام دارین، تا آنکہ آن دو رُوح از آشیانۂ وحدت برمظاہرِ کثرت نہ خواہند پرید قیامِ قیامت نخواہد شد۔'' (42)

ترجمہ:- اور دو اَرواح دیگر اولیاء اللہ کی ہیں جو ابھی دُنیا میں نہیں آئے۔اُن کی برکت اور حُرمت سے دارین کو قیام اور بقاء حاصل ہے۔جب تک وہ دو رُوح وحدت کے گھونسلے سے نکل کر عالمِ کثرت کی فضا میں پرواز نہ کرلیں قیامت قائم نہ ہوگی۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں ارواح کا ذکر اکٹھا فرمایا ہے۔علاوہ ازیں یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تک وہ اَرواح وحدت کے گھونسلے سے نکل کر عالمِ کثرت کی فضا میں پرواز نہ کرلیں قیامت قائم نہ ہوگی۔

ابوداؤد جلد 2 صفحہ 588 کے مطابق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث مبارک اِس طرح ہے:-

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔مہدی مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اُس کا چہرہ خوب نورانی، چمکدار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔''

ترمذی جلد 2 صفحہ 47 کے مطابق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ:-

''حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دُنیا اُس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہوجائے۔جس کا نام میرے نام کے مطابق ہو (یعنی محمد بن عبداللہ)''

اللہ رب العالمین نے اپنی لاریب کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی نشانی بیان فرمایا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ (43)

ترجمہ:- اور وہ (یعنی ابن مریم) دراصل قیامت کی ایک نشانی ہے۔پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری

بات مان لو یہی سیدھا راستہ ہے۔

اس فرمان پر غور کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ساتویں سُلطان الفقراء کا مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوگا۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ سُلطان الفقراء ششم و ہفتم کی اَرواح کا ذکر ایک ساتھ فرمایا ہے اس لیے سُلطان الفقراء ششم (حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ) کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور سے کچھ عرصہ قبل ہی ممکن ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں زمین پہ اُتارے جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا فرمائیں گے بعد ازاں حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین اسلام کا پرچار فرمائیں گے۔

حوالہ جات

(1) القرآن پارہ نمبر 27 سورۃ النجم آیت 31

(2) القرآن پارہ نمبر 25 سورۃ الشوریٰ آیت 27

(3) // // پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت 16

(4) // // پارہ نمبر 21 سورۃ الروم آیت 37

(5) // // پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت 49

(6) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ طرفۃُ العین۔ اردو ترجمہ (شبیر برادرز۔ اردو بازار۔ لاہور۔ فروری 1996ء) ص 12

(7) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ نور الھُدیٰ خورد۔ اردو ترجمہ (فقیر میر محمد رحمۃ اللہ علیہ ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال۔ جون 1998ء) ص 19

(8) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ، کلید التوحید کلاں۔ اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔ فروری 2009ء) ص 144

(9) القرآن پارہ نمبر 12 سورۃ الیوسف آیت 56

(10) القرآن پارہ نمبر 29 سورۃ الدھر آیت 31

(11) القرآن پارہ نمبر 3 سورۃ آل عمران آیت 74

(12) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔مئی 2007ء)ص 132

(13) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔دیدار بخش کلاں۔اردو ترجمہ(حق باھُو ؒ منزل G-144 گلشن راوی لاہور۔اپریل 1997ء) ص 85-87

(14) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔کلید التوحید کلاں۔اردو ترجمہ(فروری 2009ء)ص 286

(15) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی 2007ء)ص 33

(16) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔کلید التوحید کلاں۔اردو ترجمہ(فروری 2009ء)ص 77

(17) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔طرفۃُ العین۔اردو ترجمہ(فروری 1996ء)ص 27

(18) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔اسلام آباد۔ جون 2010ء)ص 153

(19) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔ دیدار بخش کلاں۔اردو ترجمہ(اپریل 1997ء)ص 95

(20) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(جون 2010ء)ص 144-145

(21) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔گنج الاسرار کلاں۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔مئی 2011ء)ص 33

(22) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔تیغ برہنہ۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔اسلام آباد۔ فروری 2013ء)ص 41-45

(23) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(جون 2010ء)ص 147

(24) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔کلید جنت۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھُو ؒ اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ جنوری 1996ء)ص 143

(25) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔نور الھُدیٰ خورد۔اردو ترجمہ(جون 1998ء)ص 17

(26) الحدیث۔بحوالہ حضرت سُلطان باھُو ؒ۔محکم الفقراء۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7۔ راول ٹاؤن۔اسلام آباد۔اگست 2006ء)ص 53-56

(27) الحدیث۔بحوالہ حضرت سُلطان باھُو ؒ نور الھدیٰ خورد۔اردو ترجمہ(جون 1998ء)ص 3

(28) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔تیغ برہنہ۔اردو ترجمہ(فروری 2013ء)ص 11

(29) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ گنج الاسرار۔اردو ترجمہ(مئی 2011ء)ص 33

(30) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔تیغ برہنہ۔اردو ترجمہ(فروری 2013ء)ص 7

(31) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔طرفۃُ العین۔اردو ترجمہ(فروری 1996ء)ص 15

(32) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ دیدار بخش کلاں اردو ترجمہ(اپریل 1997ء)ص 100

(33) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(جون 2010ء)ص 147-168-169

(34) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ رسالہ روحی کلاں ۔ اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔اگست 2017ء)ص 9

(35) الحدیث۔بحوالہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔محکم الفقراء۔اردو ترجمہ(اگست 2006ء) ص 42-57

(36) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔عین الفقر۔ اردو ترجمہ(جون 2010ء)ص 24

(37) القرآن۔ پارہ 13۔ سورۃ یوسف ۔ آیت 76

(38) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔رسالہ روحی کلاں۔اردو ترجمہ(اگست 2017ء)ص 3-4

(39) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔رسالہ روحی کلاں۔اردو ترجمہ(اگست 2017ء)ص 5

(40) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔رسالہ روحی کلاں۔اردو ترجمہ(اگست 2017ء)ص 5-6

(41) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (ولادت کے چار سو سال) ایک جائزہ(باھُو پبلی کیشنز راوی روڈ۔ لاہور 2018ء)ص 22

(42) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔رسالہ روحی کلاں۔اردو ترجمہ(اگست 2017ء)ص 6

(43) ابو عبداللہ آصف مجید نقشبندی۔جہادِ افغانستان سے ظہور مہدی علیہ السلام تک(مکتبہ مجددیہ۔الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ اگست 2002ء)ص 21

(44) ابو عبداللہ آصف مجید نقشبندی۔جہادِ افغانستان سے ظہور مہدی علیہ السلام تک(اگست 2002ء)ص 21

(43) القرآن۔پارہ 25۔ سورۃ الزخرف۔ آیت 61

عِشق

اللہ ربُّ العالمین نے انسان کو اشرف المخلوقات کا مقام عطا فرمایا۔ ذات باری تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کے مقام پر براجمان کیے جانے والی مخلوق کو اعلیٰ وارفع طریق پہ خلق بھی فرمایا اور اس کا اظہار بھی فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ (1)

ترجمہ:- قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس پُر امن شہر (مکہ) کی۔ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

خالق کائنات کی جانب سے یہ اظہار اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ انسان کو ہر حوالہ سے اعلیٰ وارفع طریقہ پہ خلق فرمایا گیا ہے۔ انسان کا ظاہر، باطن، وجود، اعضاء، دل، دماغ، سوچ، فکر اور جذبات واحساسات۔ یعنی انسانی وجود اور اس کے اندر کارگر تمام ترحرکات و سکنات کو بھی اعلیٰ وارفع طریق پہ خلق فرمایا گیا۔

انسانی قلب میں موجود جذبات میں سے ایک جذبہ کو 'شوق' کہا جاتا ہے۔ شوق بڑھتا ہے تو پیار کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ پیار بڑھ کر محبت کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ محبت بڑھتے بڑھتے جب عروج کو چھونے لگتی ہے تو وہ عشق میں ڈھل جاتی ہے۔ یعنی جذبہ شوق کی انتہا کو عشق کہا جاتا ہے۔ لفظ عشق تین حروف پہ محیط ہے۔ یعنی حرف ع+ش+ق سے لفظ عشق بنتا ہے۔ یہ تینوں حروف الگ الگ لفظ کی نمائندگی کرتے ہیں ع= عروج، ش= شوق، ق= قلب۔ اسی بنا پر عروجِ شوقِ قلب کو عشق نام عطا ہوا۔ یعنی قلب سے اٹھنے والا شوق جب انتہا کی منازل پہ پہنچتا ہے تو اسے عشق کا مقام ومرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

حروف کے حساب سے لفظ عشق یہ معنی بھی رکھتا ہے:-

ع = عرش ، ش = شروعات ، ق = قلب

یعنی عشق کی شروعات عرش سے ہوئی اور اس کا محور ومرکز قلب ٹھہرا۔ عشق کی شروعات عرش معلیٰ سے ہونے کے بارے میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں:-

''حضرت عشق بالائے کونین بارگاہِ کبریا وتخت سلطنت آراستہ اَز کمال عبرت ماہیت ذاتِ پاکش ہزار ہا ہزار بے شمار قوافلِ عقل سنگسار۔ سبحان اللہ ! از اجسامِ عناصر خاکی بہزار مظہر ظہور وآثارِ جلال وجمال، قدرت

ہائے کاملہ آئینہ باصفاء ساختہ تماشائے روئے زیبا مے فرمائید۔خود باخود قمار عشق مے باز د۔خود نظر و خود ناظر وخود منظور۔خود عشق وخود عاشق وخود معشوق۔‘‘

ترجمہ:- حضرت عشق نے اس کی بارگاہِ کبریائی میں کونین کے اوپر اپنا تختِ سلطنت آراستہ کیا اُس ذات پاک کی ماہیت کے بیان سے بکمال عبرت ہزاراں ہزار بلکہ بے شمار عقل کے قافلے سنگسار ہیں۔سبحان اللہ ! عناصر خاکی کے اجسام سے اپنے جلال و جمال کے ہزاروں مظہر بنائے۔قدرت ہائے کاملہ نے آئینہ باصفا بنایا جس میں وہ اپنے روئے زیبا کا تماشا دیکھ رہی ہے۔خود بخود عشق بازی کر رہا ہے۔خود نظر خود ناظر اور خود منظور ہے۔ خود عشق و خود عاشق و خود معشوق ہے۔ (2)

جس شخص کو جس ذات، ہستی یا جس چیز سے عشق ہو جائے اسے اپنی محبوب ذات ہستی یا اس چیز کے حصول کے بغیر چین ہی نہیں آتا۔ جسے عشق ہو جائے اسے عاشق کہا جاتا ہے جبکہ وہ جس کسی پہ عاشق ہو جائے اسے محبوب، معشوق یا مطلوب کہا جاتا ہے۔کوئی بھی عاشق اپنی محبوب ہستی یا مطلوب چیز کے حصول کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرتا چلا جاتا ہے۔وہ اپنی سوچ، فکر اور توجہ کی تمام تر صلاحیتیں اپنے محبوب ومطلوب کے حصول کی راہ میں قربان کر دینا عبادت سمجھتا ہے۔عاشق کو اپنے تن من دھن اور زمانے کے دُکھوں، دردوں، تکلیفوں اور مشکلات کی قطعاً پرواہ نہیں رہتی۔عاشق کی حیات کا محور ومرکز محبوب ومطلوب کا وصال ہی ہوا کرتا ہے جس کے بغیر اسے چین ہی نہیں آسکتا۔

عشق کی کیفیات واثرات کو سمجھنا عام آدمی کیلئے ممکن ہی نہیں۔ان کیفیات واثرات کو وہی شخص محسوس کر سکتا ہے اور وہی سمجھ سکتا ہے جس کو آتشِ عشق نے جھلسایا ہو۔عام آدمی تو عشق کے معنی ومفہوم اور اس کی اقسام سے بھی بے بہرہ ہوتا ہے۔عام فرد تو بے راہ روی اور فحاشی کو بھی عشق کے زمرہ میں شمار کرتا ہے۔حالانکہ ہر فرد کو کم از کم عشق کی اقسام سے متعلق تو معلومات حاصل ہونی چاہیے۔

عشق تین حروف کا مجموعہ ہے اور اس کی اقسام بھی تین ہیں۔پہلی قسم عشق حقیقی، دوسری قسم عشق مجازی اور تیسری قسم نفسانی عشق ہے۔عشق کی ہر ایک قسم کا اپنا اپنا طریقہ، اپنی اپنی راہ اور اپنی اپنی منزل ہوتی ہے۔جس طرح عشق کی تین اقسام ہیں اسی طرح قلب انسانی میں نفوس بھی تین اقسام کے ہوتے ہیں۔نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ اور نفسِ مطمئنہ۔عشق کی ہر قسم کے پس پردہ نفس کی ایک قسم موجود ہوتی ہے۔ جس شخص کے قلب میں نفس کی جو قسم غالب ہوتی ہے۔اس شخص کا عشق بھی اسی قسم کا ہوتا ہے۔جس آدمی کے قلب میں نفسِ امارہ کا غلبہ ہو وہ آدمی نفسانی عشق میں ہی مست ومگن رہتا ہے۔جس ہستی کے قلب میں نفس لوامہ کا راج ہو وہ ہستی عشق مجازی کی فضاؤں میں پرواز کرتی ہے۔جس ہستی کے قلب میں نفس مطمئنہ کی سلطنت ہو وہ ہستی عشق حقیقی کے افلاک میں محو، مگن اور مست پھرتی ہے۔

نفسِ امارہ کے زیرِ فرمان لوگ اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا جتن کرتے رہتے ہیں۔جبکہ نفس امارہ لوگوں کو بُرائی کی جانب راغب کرتا ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:-

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ (3)

ترجمہ:- نفس امارہ بُرائی ہی تو سکھاتا ہے سوائے اِس کے کہ کسی پر میرے رَب کی رحمت ہو۔

نفس امارہ کے زیرِ فرمان آدمی اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بھرپور جتن کرتے ہیں۔نفسانی خواہشات میں دُنیاوی مال وزر، زن، محلات، زمین، اقتدار، ظاہری ٹھاٹھ باٹھ، شان وشوکت، وجاہت وبربریت کی طلب اُبھرتی چلی جاتی ہے۔نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا جذبہ جب جنونی صورت اختیار کرلیتا ہے تو اُسے نفسانی عشق کہا جاتا ہے۔جس شخص کو جس کسی سے یا کسی چیز سے نفسانی عشق ہوجائے وہ اس کے حصول کیلئے ہمہ وقت سرگرداں رہتا ہے۔اس جدوجہد کے دوران وہ ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرتا ہے اور اپنے آپ کو فرعون وقارون کی سطح پر پہنچانے کا طالب بھی ہوجاتا ہے۔اِس طرح نفسانی عاشق دین وایمان سے کوسوں دُور چلا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اپنی آخرت بھی برباد کرلیتا ہے۔اللہ رب العالمین ہمیں اس حقیقت سے یوں آگاہ فرماتے ہیں:-

وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ (4)

ترجمہ:- اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کے ذریعے بلندی عطا کرتے ،مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جُھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس کے پیچھے پڑا رہا، لہٰذا اُس کی حالت کُتے کی سی ہوگئی۔

عشق کی دوسری قسم عشق مجازی ہے یعنی ذات باری تعالیٰ کی مجازی صورت سے عشق۔اللہ تعالیٰ کا مجازی رُوپ کون ہیں ؟ اس اہم ترین پہلو کی جانب عوام توجہ کرنے کا جتن ہی نہیں کرتے۔اس اہم نقطہ کو سمجھے بغیر عشق مجازی کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔

خالقِ کائنات نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کیلئے اپنے حبیب ﷺ کو مبعوث فرمایا۔اللہ جل جلالہ نے اپنی ذات کا اظہار اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے فرمایا۔ذات باری تعالیٰ بے صورت سے اپنے حبیب ﷺ کی صورت میں کائنات، موجوداتِ کائنات اور تمام تر جہانوں کیلئے تجلیات کا سبب بنی۔حقیقت مجاز کی صورت میں آشکار ہوئی۔احد احمد ﷺ کی صورت میں جلوہ افروز ہوا۔احد اور احمد ﷺ میں صرف مجاز کی میم کا پردہ حائل ہے۔یعنی احمد ﷺ، احد ہی کی مجازی صورت ہے۔محبّ اور محبوب ایک ہی نور کے دو رُوپ ہیں۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''بداں کہ چُوں نورِ احدی اَز حجلۂ تنہائی وحدت برمظاہر کثرت ارادہ فرمود حُسنِ خود را جلوہ بصفائے گرم بازاری نمود، بر شمع جمال پروانۂ کونین بسوزید ونقاب میم احمدی پوشیدہ صورت احمدی گرفت'' (5)

ترجمہ:- جان لے کہ جب نورِ احدی نے تنہائی وحدت کی ڈولی سے نکل کر عالمِ کثرت میں ظہور فرمایا تو اپنے جمال کو صفائی سے جلوہ دے کر اپنے حُسن کا بازار گرم کیا۔اس کی شمع جمال پر ہر دو جہان پروانے کی طرح مَر مٹے۔بعدہٗ نقاب میم احمدی اوڑھ کو صورت احمدی ﷺ اختیار کی)

اللہ جل جلالہ کے صفاتی اسمائے مقدسہ میں ایک اسم مبارک رَبُ العالمین، بھی ہے۔ذات باری تعالیٰ نے اپنے مجازی رُوپ کے

صفاتی اسمائے مقدسہ میں ایک اسم مبارک رَحمۃُ اللعالمین بھی شامل فرمایا۔ حقیقت 'ربُ العالمین' اور مجاز رَحمۃُ اللعالمین، اس طرح جہاں جہاں حقیقت وہاں وہاں مجاز۔ رب العالمین نے اپنے مجازی رُوپ کو رَحمۃُ اللعالمین ﷺ بنایا اور پھر رحمت کو اپنے او پر فرض کیے جانے کا اظہار ایسے پرزور طریق پہ فرمایا کہ اَحد اور احمد ﷺ حقیقت اور مجاز کے محض دو رُوپ ہی تو محسوس ہو رہے ہیں۔ اسی ضمن میں ذاتِ باری تعالیٰ کے دو فرامین حسب ذیل ہیں:-

ذاتِ باری تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتے ہیں:-

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ (6)

ترجمہ:- پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُن کو قتل کیا۔ اور اے نبی ﷺ آپ نے اُن پر (کنکریاں) نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (7)

ترجمہ:- اے نبی ﷺ! جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ اُن کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا۔

اللہ جل جلالہ کے فرامین کے علاوہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان بھی اہلِ ایمان کے لئے قابلِ توجہ ہے۔

مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ (8)

ترجمہ:- جس نے مجھے دیکھا اُس نے گویا اللہ کو دیکھا۔

یہ اَمر واضح و عیاں ہے کہ اللہ جل جلالہ حقیقت ہے اور اُس کا حبیب ﷺ ذاتِ پاک کا مجازی رُوپ ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے عشق کو ہی عشق مجازی کا نام عطا ہوا۔ اس عشق مجازی کی تڑپ میں علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی عرض یوں بیان کرتے ہیں:-

ے کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں

عشقِ مجازی یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ کے عشق کی سعادت مرشد کامل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ کوئی شخص اپنے طور پر خواہ جتنی جدوجہد کرے عشقِ مصطفےٰ ﷺ کی دولت نہیں پا سکتا۔ یہ قدر و منزل نہ تو مال و زر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی قوتِ بازو سے، نہ عبادات سے حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی عملیات سے۔ یہ وہ منزل ہے جس تک کامل مرشد کی نظرِ کرم کے ذریعے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ کامل مرشد کے بغیر آدمی بھٹک جاتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ (9)

ترجمہ:- جسے اللہ رہنمائی سے محروم کر دے پھر اُس کے لئے کوئی رہنما نہیں ہے۔

سُلطان الفقراءحق باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ہر کرا مُرشد نہ از سر ہوا
مے برد مُرشد حضوری مصطفیٰؐ (10)

ترجمہ:- جس کسی کا مرشد نہیں وہ حرص وہوا کا منبع ہے اور کامل مرشد طالب کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

مُرشد کامل کی نگاہ وتوجہ سے بندہ عشق مجازی کے محل میں داخل ہوجاتا ہے۔ عشق مجازی یعنی سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق میں جب بندہ اپنے آپ کو مِٹا دے یعنی فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام پہ پہنچ جائے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی خصوصی مہربانی سے عاشق مجازی پر شفقت فرما دیتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:-

''مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ لَازِمٌ دِیَتُهٗ وَفَاَنَادِیَتُهٗ (11)

ترجمہ:- جس نے مجھے طلب کیا اُس نے مجھے پالیا۔ جس نے مجھے پالیا اُس نے مجھے پہچان لیا۔ وہ جس نے مجھے پہچان لیا وہ میرا محبّ بن گیا اور جو میرا محبّ بن گیا وہ میرا عاشق ہوگیا۔ جو میرا عاشق ہوجاتا ہے میں اُسے قتل کر دیتا ہوں اور میں جسے قتل کرتا ہوں اُس کی دِیت یعنی خون بہا مجھ پر لازم ہوجاتا ہے۔ اور میں وہ دِیت اس طرح ادا کرتا ہوں کہ میں خود اُس کا ہوجاتا ہوں۔

حقیقتِ ذات یعنی ذاتِ باری تعالیٰ اللہ رب العالمین سے ہونے والے عشق کو عشقِ حقیقی کہا جاتا ہے۔ عشقِ حقیقی کے معنی کے حوالہ سے غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''میں نے پروردگار کو دیکھا۔ وہ لوگوں کی سمجھ سے اونچا ہے۔ میں نے سوال کیا کہ عشق کیا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا کہ اے غوث میرے ساتھ زندہ رہ اور اپنے دل کو بچائے رکھ میرے غیر سے۔'' (12)

عشقِ حقیقی کے بارے میں سُلطان الفقراء حق باھُوؒ کا فرمان اس طرح ہے:-

''عشق وتوحید وہ ہے کہ جب وہ (وجود پر) مؤکل ہو جائے تو وجود میں مَاسِوَیٰ اللہ کچھ باقی نہ رہے'' (13)

آپؒ کا ایک فرمان یہ ہے:-

باھُوؒ عاشقاں را زہد وتقویٰ خلوتی درکار نیست
کار باغم عشق وحدت ہر بمنزل مے رسد (14)

ترجمہ:- عاشقوں کو زہد وتقویٰ اور خلوت کچھ درکار نہیں۔ عشق وحدت کے غم کے ساتھ واسطہ ہونا چاہیے جو

ہر ایک منزل پر پہنچاتا ہے۔

عام طور پر لوگ لفظ 'عشق' کے معنی آسان سمجھتے ہیں۔ مگر لفظ عشق خاص طور پر عشق حقیقی کے معنی انسانی سوچ وفکر کو جھنجھوڑ دینے والے ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا عشق کے بارے میں فرمان ہے:-

''عشق وہ آگ ہے جب وہ محبّ کے دل میں داخل ہوتی ہے تو وہ محبوب کے سوا ہر چیز کو خاک میں ملا دیتی ہے'' (15)

عشق حقیقی کے آگ ہونے کے بارے میں سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین کا انداز اِس طرح ہے:-

(i) باھُوؒ دیو زادہ نفس را علاجی نیست
از سوزِ عشق بسوز تا مسخر گردو

(ii) دِل بمثل، دیگ جوشد زیر آتش عشق سوز
گاہ گرمی گاہ سردی ذاکراں را شب و روز

(iii) چو در آتش عشق شُد منزلم
دل دوزخ آتش گرفت از دلم (16)

ترجمہ:- (i) اے باھُو رحمۃ اللہ علیہ دیو زادہ نفس کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں کہ اُسے عشق کی آگ میں اس قدر جلا کہ یہ مسخر ہو جائے۔

(ii) سوزِ عشق کی تیز آگ سے ذاکروں کا دِل دیگ کی طرح اُبلنے لگتا ہے اور شب و روز ذاکروں کے بدن میں کبھی گرمی جوش مارتی ہے اور کبھی اس سے ٹھنڈک اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔

(iii) میں عشق الٰہی کی آگ میں جل جل کر اِس طرح منزلم ہو گیا ہوں کہ دوزخ کے دِل نے بھی میرے دل سے آگ مستعار لی ہے۔

عشق حقیقی انسان کی سب سے اعلیٰ وارفع منزل ہے۔ جس ہستی کو عشق حقیقی حاصل ہو اُس کی ذاتِ باری تعالیٰ سے قرابت ہو جاتی ہے۔ عاشق حقیقی کو جنت و دوزخ کی قطعاً پرواہ نہیں ہوتی۔ اُسے دیدار ذات سے جو لذت وسکون میسر آتا ہے اس کے مقابلہ میں جنت کا مقام کمتر معلوم ہوتا ہے۔ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

حقیقی عاشقی با استغراق
فنا فی اللہ بیار آمیز (17)

ترجمہ:- میں حقیقی عاشق ہوں اور ذات حقیقی میں مستغرق ہوں اور فنا فی اللہ ہو کر یار کے ساتھ یک وجود ہو گیا ہوں۔

عشق حقیقی کا جس طرح مقام بلند ہے اسی طرح اُس کی اہمیت بھی عظیم تر ہے۔ انسان کو دُنیا کے چکر سے نکل کر اللہ رب العالمین سے لو لگانا چاہیئے وگرنہ انتہائی گھاٹے میں رہے گا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اس بارے فرماتے ہیں:-

فُؤَادُ قَلْبِیْ نَارٌ لِلْجَحِیْمُ ھُوَ عَلٰی بَرْدِھَا (18)

ترجمہ:- جس دل میں عشق کی آگ نہیں جلی اُس پر دوزخ کی آگ جلے گی

عشق حقیقی کی سعادت اُن ہستیوں کو نصیب ہوتی ہے جنہیں ذاتِ باری تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل فرما کر انہیں خاص مقام عطا فرماتا ہے۔ جس ہستی کو ذاتِ باری تعالیٰ خاص مقام عطا فرمانا چاہیے اس کے قلب میں اپنے عشق کی شمع روشن فرما دیتا ہے اور وہ اس عشق کے ذریعے کمال مرتبہ پر براجمان ہو جاتی ہے۔ اس پر ہزاروں اسرار نازل ہوتے ہیں۔ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''کامل فقراء نے عشق و محبت کے ذریعے ہی اپنے آپ کو کمال کے مرتبہ پر پہنچایا ہے اور اُن کا سینہ تجلیات انوار سے مالا مال ہو گیا ہے۔ کیونکہ صاحبِ عشق و محبت کے دل پر ہزاروں اِسرار نازل ہوتے ہیں۔'' (19)

عشق کی حامل ہستیوں کی سوچ، فکر، چاہت، محبت اور اُن کے عشق کا رُخ سرکارِ دو عالم ﷺ اور ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب ہی مرکوز رہتا ہے۔ وہ اس عارضی دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا اور موجوداتِ دنیا کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتیں بلکہ اُن سے نفرت کرتی ہیں۔ اس ضمن میں سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(i) دُنیا کہ دو روز کاخ کوخ اَست
در راہ محمدیؐ کلوخ اَست

(ii) اُو آب حیاتِ عشق خوردہ
استنجا اَزین کلوخ کردہ (20)

ترجمہ:- (i) دُنیا جو دو روزہ محل و مکان ہے راہ محمدی ﷺ میں بمنزلہ مٹی کے ڈھیلے کے ہے۔
(ii) جس نے عشق کا آب حیات پیا ہے وہ اس ڈھیلے سے استنجا کرتا ہے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین کے مطابق جو طالب مطلب پرست ہو وہ مکمل طور پر لاف زن ہوتا ہے۔ اس لئے عشق کی طلب کرنے والے کو ہر قسم کے حرص و ہوس سے مبرا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حرص لالچ حسد تکبر کو دل میں بسانے والے کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ طالبِ عشق کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''طالب ہونا بھی آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ طالب کو صاحبِ نفس فنا، روح بقا، با ادب و باحیاء، فنافی اللہ تعالیٰ، باخدا ہونا چاہیے۔''

خود پرستان را نہ حاصل شُد خُدا

خود پرستان را خُداوَند شُد ہوا (21)

ترجمہ:- اہلِ نفس خود پرست اور اہل ہوا و ہوس کو ہرگز خُدائے حقیقی حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ انہوں نے خود ہی اپنی خواہشات نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔ جن کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کردی ہے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتب میں عشق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں تا کہ قارئین کو عشق کی شروعات، عشق کی اہمیت، اس کے مقام، منزلت، ضروریات وشرائط کے ساتھ ساتھ عاشقاں کی کیفیت کے بارے میں آگاہی ہو سکے۔ عشق حقیقی میں غرق طالبانِ حق کی کیفیات یوں بیان فرماتے ہیں:-

بیقراری و عشق بی تمکین

جز مردن نبا شدش تسکین (22)

ترجمہ:- فقراء اللہ کے عشق سے ہمیشہ بیقرار اور بے اطمینان رہتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سوائے موت کے ان کو کبھی تسکین نہیں ملے گی۔

باھُوؒ واصلان را بس بُود نامِ خدا

روز و شب با عشقِ وحدت کبریا (23)

ترجمہ:- واصلوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا نام ہی کافی ہے۔ وہ دن رات اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست رہتے ہیں۔

سُلطان الفقراء حق باھُو صاحبِ دل قارئین کو عشق کے میدان میں آنے کیلئے دعوت عام دیتے ہیں۔ تا کہ وہ عارضی اور ختم ہونے والی دنیا میں اپنا سب کچھ لُٹا نہ دیں اور ہمیشہ کی زندگی اور ہمیشہ رہنے والے جہان کی جانب قدم بڑھائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(i) بیا دَر عشق جانی خوش بدہ خویش

کہ ہر دم می برآید جان درویش

(ii) باھُوؒ عشق را بام بلند اَست اسم اللہ نردبان

ہر مکانی بے نشانی می برد دَر لامکان

(iii) عاشقانی کہ وصل برد نمبرد

جان خود را بخوش خُدائے سپرد (24)

ترجمہ (i) عشق کے میدان میں آ اور اپنے محبوب پر اپنی جان خوشی سے فدا کر دے۔ تاکہ تجھے ہر وقت ایک نئی زندگی، نئی جان عطا ہو۔

(ii) اے باھُو رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ عشق حق کی چھت بہت بلند ہے۔ مگر اِسم اَللّٰہ ہے۔ مگر اسم اللہ ذات اِسکی سیڑھی ہے۔ جو صاحب تصور کو ہر مکان بے نشان اور لامکان یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات تک ضرور پہنچاتی ہے۔

ترجمہ:- (iii) جن عاشقوں نے وصل حاصل کر لیا وہ مرتے نہیں بلکہ بقا باللہ ہو جاتے ہیں اور خوشی خوشی اپنی جان اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے عشق کا مقام و مرتبہ انتہائی اعلیٰ وارفع ہے۔ اس مقام تک پہنچنا عام لوگوں کیلئے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے جن ہستیوں کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں انہیں ہی عشقِ کبریا نصیب ہوتا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

'' از بارگاہِ کبریا حکم شد کہ تو عاشق مائی۔ ایں فقیر عرض نمود کہ عاجز را توفیق عشق حضرت کبریا نیست باز فرمود کہ تو معشوق مائی ''

ترجمہ:- بارگاہِ کبریا سے مجھے خطاب ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔ اِس فقیر نے عرض کیا کہ اس عاجز کو حضرت کبریا کے عشق کی توفیق نہیں ہے۔ پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے۔ (25)

سلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو ذاتِ باری تعالیٰ کے معشوق ہونے کا شرف و مقام حاصل ہے۔ اِسی لئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(i) کل و جز دَر نظر من من ناظرم
در مجالس مصطفیٰ ﷺ من حاضرم

(ii) زود تر طالب زَمن مطلب طلب
با نظر تو را کنم روشن قلب (26)

ترجمہ:- (i) کل و جز ہر ایک چیز اور مرتبہ میری نظر میں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ کرنے والا ناظر ہوں اور میں ہمیشہ حضور نبی ﷺ کی ہر مجلس پاک میں حاضر رہتا ہوں۔

(ii) اے طالب جلدی آ اور مجھ سے اپنا مطلب طلب کر میں تجھے اپنی ایک ہی نظرِ کرم سے ایک لحظہ میں روشن ضمیر کر دوں گا۔

حوالہ جات

(1) القرآن ۔ پارہ 30۔سورۃ التین ۔آیات 1 تا 4

(2) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔رسالہ روحی شریف ۔اردو ترجمہ (شبیر برادرز اردو بازار لاہور۔فروری 1998ء) ص 5

(3) القرآن ۔ پارہ 13۔سورۃ یوسف ۔آیت 53

(4) القرآن ۔ پارہ 9۔سورۃ الاعراف آیت 176

(5) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔رسالہ روحی شریف ۔اردو ترجمہ (فروری 1998ء) ص 7

(6) القرآن ۔ پارہ 9۔سورۃ الانفال ۔آیت 17

(7) القرآن ۔ پارہ 26۔سورۃ الفتح ۔آیت 10

(8) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔کلید جنت ۔اردو ترجمہ (حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔اکیڈمی G-144 گلشن راوی لاہور۔ جنوری 1996ء) ص 110

(9) القرآن ۔ پارہ 9۔سورۃ الاعراف ۔آیت 186

(10) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔کلید التوحید کلاں ۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن ۔ اسلام آباد۔فروری 2009ء) ص 61

(11) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔دیدار بخش کلاں ۔اردو ترجمہ (حق باھُو ؒ منزل G-144 گلشن راوی لاہور۔اپریل 1997ء) ص 36

(12) غوث الاعظم ؒ۔رسالہ غوث الاعظم ۔اردو ترجمہ (الکتاب گنج بخش روڈ لاہور۔1978ء) ص 213

(13) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔طرفۃُ العین ۔ اردو ترجمہ (شبیر برادر۔اردو بازار لاہور۔فروری 1996ء) ص 24

(14) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن ۔اسلام آباد۔ جون 2010ء) ص 93

(15) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔دیدار بخش کلاں ۔اردو ترجمہ (اپریل 1997ء) ص 84

(16) حضرت سُلطان باھُو ؒ عین الفقر۔اردو ترجمہ (جون 2010ء) ص 37,128,134

(17) حضرت سُلطان باھُو ؒ عین الفقر۔اردو ترجمہ (جون 2010ء) ص 29

(18) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ خورد۔اردو ترجمہ(فقیر میر محمد رحمۃ اللہ علیہ ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال۔ جون1998ء)ص16

(19) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(فروری2010ء)ص182

(20) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔کلید التوحید کلاں۔اردو ترجمہ(فروری2009ء)ص225

(21) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر178 گلی نمبر7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔مئی2007ء)ص150

(22) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی2007ء)ص206

(23) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(جون2010ء)ص184

(24) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔عین الفقر۔اردو ترجمہ(جون2010ء)ص137,129,114

(25) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔رسالہ روحی کلاں۔اردو ترجمہ(صاحبزادہ حبیب الرحمٰن اعوان۔مکان نمبر178۔گلی نمبر7۔ راول ٹاؤن اسلام آباد۔اگست2017ء) ص9

(26) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ(مئی2007ء)ص117,118

باب چہارم

کشف وکرامات حضرت باھُو قدس سرہٗ

اللہ ربُ العالمین نے جن شخصیات کو اپنی رحمت سے خاص بنایا اُن کی صف میں حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ بھی موجود ہیں۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا شمار اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں ہوتا ہے۔ آپ قدس سرہٗ کو پیدائشی طور پر ولی کامل کا مقام عطا فرمایا گیا۔ آپ قدس سرہٗ کی کشف وکرامات بچپن سے ہی ظاہر ہونا شروع ہوگئیں۔ مناقبِ سُلطانی میں مذکور ہے کہ آپ قدس سرہٗ کو ازلی فیض حاصل تھا اور آپ قدس سرہٗ کی پرورش نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی تھی۔ جناب غوث الثقلین قدس سرہٗ کی طرح آپ قدس سرہٗ بھی ماہِ رمضان میں دن کے وقت ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے۔

اللہ رَبُ العالمین کا فرمان ہے کہ جو لوگ میرے ہو جاتے ہیں۔ میں اُن کا ہو جاتا ہوں۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کو پیدائشی طور پر ہی ولی کامل کا مقام حاصل تھا۔ اس لیے آپ قدس سرہٗ کے ہر عمل و ہر اشارہ سے کشف وکرامات وقوع پذیر ہوا کرتی تھیں۔

آپ قدس سرہٗ کی کشف وکرامات آپ قدس سرہٗ کے بچپن سے ہی وقوع پذیر ہونا شروع ہوگئیں۔ چار صدیاں قبل کے یہ واقعات محض زبانی بیانی ہی سفر کرتے رہے۔ یہی سبب ہے کہ آپ قدس سرہٗ کی تمام کشف وکرامات ہم تک نہ پہنچ پائیں۔ کہ مناقبِ سُلطانی کے ذریعے بھی آپ قدس سرہٗ کی کشف وکرامات میں سے چونکہ محدود تعداد ہی ہم تک پہنچ پائی اس لیے تذکرہ سُلطانی قدس سرہٗ میں شامل کی جانے والی کشف و کرامات کی تعداد کم ہی ہے۔

بچپن میں ہندوؤں کو مسلمان کرنا

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں جب چلنے پھرنے لگے تو اس عمر میں بھی جب کبھی گلیوں اور بازاروں میں چلتے تو ہندو لوگوں میں سے جس کسی کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے مبارک اور پیشانی پر پڑتی وہ بے اختیار کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا۔ اس طرح کافی تعداد میں ہندوؤں نے مسلمان ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اس صورتحال سے شہر کے ہندوؤں میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ شہر کے سرکردہ ہندو کافی تعداد میں اکٹھے ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملتمس ہوئے کہ دایہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کو وقت بے وقت بازار و گلیوں میں لے جاتی ہے جس سے ہمیں مذہبی طور پر نقصان ہو رہا ہے۔ اُن کے بازار و گلیوں میں جانے کا مخصوص وقت مقرر ہونا چاہیئے۔ حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کیا۔ شہر کے ہندوؤں نے باقاعدہ نوکر مقرر کئے کہ جب اس بچہ کو گھر سے سیر کے لئے لایا جائے یا وہ خود بخود گھر سے نکلے تو بآواز بلند منادی کریں۔ جب کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر سے نکلتے تو وہ نوکر بلند آواز میں منادی کرتے۔ ہندو اپنی دوکانوں یا گھروں میں چھپ جاتے۔ اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ مبارک جس ہندو پر پڑتی وہ کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ اِس کے علاوہ جس ہندوں مرد یا عورت کی دروازہ یا کھڑکی کے سوراخ میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نگاہ پڑتی تو اُسے بھی کلمہ پڑھنے کا شرف نصیب ہو جاتا۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہی ولی اللہ کی صورت میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی لوگوں کو فیضیاب فرمانا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نگاہِ کامل سے لاتعداد ہندوؤں کے افراد کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف بخشا، اِس طرح بے شمار لوگوں کی آخرت سنور گئی۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 13-14

برہمن طبیب کا اسلام لانا

شورکوٹ اور گردونواح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اِس کرامت کا چرچا عام ہو چکا تھا۔ کہ جس ہندو کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑتی ہے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے۔ مریدین نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو فلاں برہمن طبیب کو برائے علاج حاضرِ خدمت کیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندو طبیب کو لے آنے کی اجازت فرمائی۔ جب مریدین نے اُس برہمن طبیب کے پاس پہنچ کر اپنا مدعا بیان کیا تو اُس حکیم نے جواباً کہا کہ میں تو ڈرتا ہوں۔ اگر میں وہاں گیا تو اُن کی نگاہ مجھ پر پڑے گی اور میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اُن کا قارُورہ لے آؤ۔ میں اس کو دیکھ کر دوا دے دوں گا۔ مریدین واپس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قارُورہ لے کر طبیب کے پاس پہنچے۔ برہمن طبیب حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا قارُورہ دیکھتے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضرت سُلطان حامد علیہ الرحمۃ 'مناقب سُلطانی' (اردو ترجمہ صفحہ 14) میں اس کرامت کو ضبطِ تحریر میں لانے کے بعد لکھتے ہیں کہ:-

> ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت گردونواح میں بہت مشہور ہے میں نے خود سُنی ہے اور یہ تو اپنی آنکھوں دیکھا ہے اور ہزاروں عام وخواص دیکھتے ہیں اور اِن شَاءَاللہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔ کہ ہزاروں آدمی مزار مقدس کی زیارت کیلئے جاتے ہیں تو اکثر خانقاہ میں داخل ہوتے ہی اور مزار شریف کی زیارت کرتے ہی بے اختیار ذاتِ الٰہی کے شوق سے رونے لگ جاتے ہیں اور ذکر جہراُن کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔''

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 14

حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ چلتے پھرتے ایک روز دریائے راوی کے قرب میں گاؤں بغداد پہنچے۔ وہاں حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کا شہرہ عام تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملاقات کیلئے ان کی مجلس میں پہنچ گئے۔حضرت شاہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ پانی کی دیگ نرم آنچ پر ہروقت گرم رکھتے تھے۔جوبھی طالبِ حق اُن کے پاس آتا اُسے اُس دیگ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔حضرت شاہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت یہ تھی کہ اُس گرم دیگ میں ہاتھ ڈالنے والا صاحب کشف ہوجاتا۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ خاموش بیٹھے یہ کرشمہ ملاحظہ فرماتے رہے۔ حضرت شاہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے درویش تو نے اپنے ہاتھ دیگ میں کیوں نہیں ڈالے ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ میں دیگ میں ہاتھ ڈالنے والوں کی کیفیت دیکھتا رہا ہوں۔پھر حضرت شاہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اے درویش چند روز یہیں ٹھہر مجاہدہ کر اور مسجد کا پانی بھر۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے لنگر کے خدمتگاروں سے پانی کے لئے مشک مانگی۔انہوں نے ایک مشک دے دی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی مشک بھر کر ڈالی تو حمام اور صحن پانی سے پُر ہوگئے۔درویشوں نے یہ حال حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ماجرا سُنا تو نظر کاملہ سے توجہ فرمائی۔واردات کے اِلقا کے بعد حصول مراد کے بارے میں پوچھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یا شیخ ! جو مقامات مجھے آج منکشف ہوئے ان سے تو میں اپنے گھوارے ہی میں گزر چکا تھا۔حضرت شاہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال گذرا کہ اس بات کی آزمائش کرنی چاہیے۔چنانچہ امتحان کے طور پر حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک سے غائب ہوگئے۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کے پیچھے اُڑے۔حتیٰ کہ ایک ملک کے ایک جنگل کے کونے میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس صورت میں پایا کہ ایک بوڑھا آدمی بیلوں کی جوڑی لئے ہل چلا رہا ہے۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے کمبل پہنے ہاتھ میں کُھنڈی لئے خرقہ پوشوں کی طرح حاضر خدمت ہوکر کہا کہ بابا آپ کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں۔آپ آرام کریں میں آپ کی جگہ ہل چلاتا ہوں۔یہ سُن کر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی اصل صورت میں لوٹ آئے۔پھر دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوئے۔کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھر نظروں سے غائب ہوگئے تو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے گم ہوگئے۔یہاں تک کہ ہندوؤں کے ایک شہر میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایک بوڑھے برہمن کی صورت میں ہاتھ میں زعفران وغیرہ کے رنگ سے بھرا ہوا ایک برتن لے کر بازار کے ہندوؤں کو تلک لگا رہے ہیں۔یہ منظر دیکھ کر حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک ہندو جوان کی

صورت میں ایک دوکان پر بیٹھ گئے ۔ جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گذرے تو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بابا ! میری پیشانی پر بھی تلک لگاتے جانا۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حال سے واقف ہو کر اصلی حالت میں آئے اور حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوئے ۔ چلتے چلتے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسری مرتبہ پھر نظروں سے اوجھل ہو گئے ۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بدستور پیچھے ہو لئے ۔ تلاش کے بعد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پالیا۔ایک اسلامی شہر کے ایک گوشے میں ایک غیر مشہور مسجد کے اندر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بچوں کو قرآن شریف کے قاعدہ کی تعلیم دے رہے تھے۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک چھوٹے بچے کی صورت میں قاعدہ ہاتھ میں لئے چلتے چلتے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب تین مرتبہ اچھی طرح امتحان کر چکے تو حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مسکن بغداد میں آئے اور محو گفتگو ہوئے ۔حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ’’اے درویش آپ جس نعمت کے مستحق ہیں وہ ہمارے امکان سے باہر ہے‘‘

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔لاہور۔1345ھ)ص35-37

حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کے دوران ایک گاؤں کے قرب و جوار میں پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔اس گاؤں میں آباد مشہور بزرگ شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند طالب و مرید لنگر کے لئے لکڑیاں اور گوبر چُنتے چُنتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچ گئے۔اُن میں سے ایک طالب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت قریب آ گیا۔آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے جب اُس پر نگاہ فرمائی تو اُس کا قلب جاری ہو گیا۔اُس کے وجود سے ذکر باری تعالیٰ کی آوازیں آنے لگیں۔وہ طالب کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پہ گر پڑا اور رونے لگا۔

کچھ دُوری پہ کھڑے دوسرے طالب نے پہلے طالب کی حالت دیکھی تو اُس کی خبر گیری کے لئے اُس کے پاس آ گیا۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اُس پر نگاہ فرمائی تو وہ بھی وَجد میں آ گیا۔اُس کی حالت بھی پہلے طالب جیسی ہو گئی۔اور وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور رونے لگا۔تیسرے طالب نے اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھی تو وہ اُن کی جانب بڑھنے کی بجائے بھاگتا ہوا اپنے پیر سیّد شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔

تمام تر حالات و واقعات سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ صورتِ حال بچشمِ خود دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔چند طالبوں اور درویشوں کے ہمراہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچے تو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رُوحانی طاقت اور باطنی توجہ کو پوشیدہ فرما لیا۔حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام پیش کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔بعد ازاں حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اے درویش باطنی سیر کرتے مجھے عرصہ گزرا ہے۔میں سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچہری میں بھی حاضری دیتا ہوں لیکن آپ کو وہاں کبھی نہیں دیکھا۔معلوم ہوتا ہے کہ آپ سفلی عامل یا جادوگر ہیں۔جس کے ذریعے آپ نے میرے طالبوں کو پھنسا لیا ہے۔آپ کے لیے بہتر یہی ہے کہ ابھی اس عمل سے باز آ جائیں۔ورنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزم میں جا کر آپ کو ایسی سزا دلاؤں گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی غصے بھری بات سننے کے بعد فرمایا شاہ صاحب آج رات آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہونا اِن شاء اللہ میں بھی وہاں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔بعد ازاں آپ جو مناسب جانے کریں۔کل صبح آپ کی اور ہماری ملاقات اِسی مقام پر ہو گی اور فیصلہ بھی یہیں ہو گا۔

حضرت شیر شاہ ؒ رات کو جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو تمام حاضرینِ مجلس کا بغور جائزہ لینے لگے۔ انہوں نے مجلس میں موجود ہر ایک ہستی کو غور سے دیکھا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ (حضرت سُلطان باھُو ؒ) سرکارِ دو عالم ﷺ کی اس مجلس میں موجود ہی نہیں۔ صبح اُن سے نپٹ لیں گے۔ اتنے میں شاہ صاحب ؒ کی نظر ایک معصوم بچے پر پڑی جو حضرت رسالت مآب ﷺ کی آستین سے نکل کر آپ ﷺ کی گود میں کھیلنے لگا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اُس کو اپنے بچے کی طرح پیار فرمایا۔ پھر وہ بچہ باری باری چار اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرات حسنین شریفین رضی اللہ عنہم، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ، جملہ حاضرین انبیاء مرسلین اور اولیائے کاملین رضی اللہ عنہم کی گود میں کھیلتا رہا اور سب نے اُسے پیار کیا۔ آخر میں وہ بچہ حضرت شیر شاہ ؒ کی گود میں آیا تو انہوں نے بھی اُسے پیار کیا۔ وہ نوری حضوری بچہ حضرت شیر شاہ ؒ کی داڑھی سے کھیلنے لگا۔ اس دوران اُن ؒ کی داڑھی کے دو بال نکل کر اُس بچے کے ہاتھ میں چلے گئے۔ جس سے حضرت شاہ صاحب ؒ نے درد تو محسوس کیا۔ لیکن مجلس کے پاس ادب کے سبب خاموش رہے۔ مجلس کے اختتام سے قبل وہ بچہ سرکار دو عالم ﷺ کی گود مبارک میں آیا پھر آپ ﷺ کی آستین مبارک میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔

صبح ہوئی تو حضرت سُلطان باھُو ؒ اپنے درویشوں کے ہمراہ اسی معین شدہ ٹیلے پر تشریف فرما ہوئے۔ کچھ دیر میں حضرت شیر شاہ ؒ اپنے درویشوں کے ہمراہ وہاں تشریف لائے۔ وہ جوشِ انتقام اور غصہ سے بھرے حضرت سُلطان باھُو ؒ کے سامنے آکر غضب ناک لہجے میں گویا ہوئے۔ کہ اے درویش ہم نے رات کو مجلسِ نبوی ﷺ میں ہر جانب جائزہ لیا اور وہاں موجود ہر چہرہ کو دیکھا لیکن وہاں تمہاری شکل نظر ہی نہ آئی۔ لہٰذا تم جھوٹے ثابت ہو گئے (معاذ اللہ)۔ اب تمہیں ایک موقع یہ دیتے ہیں کہ تم اپنے ان سفلی احوال و افعال سے تائب ہو جاؤ ورنہ اس کا نتیجہ تمہارے لئے بُرا ہو گا۔

حضرت سُلطان باھُو ؒ نے حضرت شیر شاہ ؒ کی غصے اور جوش بھری باتیں انتہائی تحمل سے سماعت فرمائیں۔ بعدازاں شاہ صاحب ؒ کو مخاطب فرمایا کہ شاہ صاحب ؒ کسی امر واقعہ کی شہادت کے لئے شریعت میں کتنے گواہ لازمی ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب ؒ نے جواباً کہا کہ دو گواہ۔ اس جواب کے بعد حضرت سُلطان باھُو ؒ نے اپنی مٹھی کھولتے ہوئے فرمایا۔ یہ لو میری حاضری کے گواہ کے طور پر آپ ؒ کی ریش مبارک کے دو بال موجود ہیں۔ رات مجلس نبوی ﷺ میں جب آپ ؒ مجھے گودی میں لئے ہوئے تھے تو میں نے یہ بال آپ ؒ کی داڑھی سے نکالے تھے۔ حضرت شیر شاہ ؒ اپنی داڑھی کے بال دیکھ کر چونک پڑے اور حضرت سُلطان باھُو ؒ کے روبرو ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔

بعدازاں حضرت شیر شاہ ؒ علیحدگی میں حضرت سُلطان باھُو ؒ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت شاہ صاحب ؒ نے آپ ؒ سے یہ بھی دریافت کیا کہ مجلسِ نبوی ﷺ میں آپ ؒ ہمیں بظاہر نظر نہیں آتے حالانکہ ہم اپنے باطنی کمالات اور رُوحانی طاقت سے بڑھے ہوئے ہیں۔ آپ ؒ نے فرمایا حضور سرورِ کائنات ﷺ کی باطن میں نو قسم کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ ان میں سب سے کم مقام کی مجلس وہ ہے جو عالم ناسوت میں ہر جگہ منعقد ہوتی ہے۔ جس میں عام اولیاءِ اللہ جسم نفس کے ساتھ سرورِ دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے

لطیفہ نفس کے اردگرد جمع ہوتے ہیں اور ناسوتی فیض پاتے ہیں۔اسی طرح قلب کی کچہری الگ ہے اور ارواح کے دربار الگ۔علیٰ ہذا القیاس ہم عاشقوں اور فنافی اللہ بقاباللہ فقراء کی خاص کچہری نور کے دریائے ژرف توحید بالا مکان میں منعقد ہوتی ہے۔آپ لوگوں کو سوائے اسی ایک مجلس مقامِ ناسوت کے اور کسی مجلس تک رسائی نہیں۔ہم حضور پُرنور ﷺ کے ذاتی فقر کے وارث آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ہر مجلس میں حاضر و موجود رہتے ہیں۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے وہ نو مقام جہاں پہ مذکورہ نو مجالس منعقد ہوتی ہیں اس طرح بیان فرمائے:-

اوّل مقام = دُنیا	دوم مقام = عقبیٰ
سوم مقام = ازل	چہارم مقام = ابد
پنجم مقام = حرم نبوی ﷺ	ششم مقام = بیت اللہ (خانہ کعبہ)
ہفتم مقام = عرش اعظم	ہشتم مقام = دریائے ژرف (بحر توحید)
نہم مقام = لاہوت (لامکان)	

اَزاں بعد حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اُن رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر مقام ادنیٰ سے نکال کر مقام اعلیٰ پر سرفراز فرمایا۔

حوالہ

(1) الحاج حافظ محمد رمضان۔سوانح حیات حضرت سخی سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے (سُلطانی کتب خانہ دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے۔س ن) ص 84 تا 87

نظر جنہاں دِی کیمیا

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں شورکوٹ کے قُرب وجوار میں کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ایک خاندانی سفید پوش سیّد زادہ نے مفلسی سے تنگ آ کر کسی اللہ والے کی خدمت میں اپنی حالت زار بیان کی۔اُس نے کہا کہ حضرت میری مفلسی اب حد سے گذر چکی ہے۔گھر کی حالت یہ ہے کہ اب تو فقر وفاقہ میں ہی بسر ہورہی ہے۔قرض خواہوں کا دروازہ پہ جمگھٹا ہی رہتا ہے۔میری سفید پوشی صرف ظاہری طور پر ہی نظر آتی ہے۔بچوں کی شادیاں اور دیگر کارِخیر مفلسی کے سبب ہی ملتوی ہوتے چلے جارہے ہیں۔آپ کی خدمت میں دُعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔اللہ ربُ العالمین اپنے ولیوں کی دعاؤں سے مشکلات ٹال دیا کرتا ہے۔خُدارا مجھے ان پریشانیوں سے نکالنے کیلئے میرے حق میں خصوصی دُعا فرمائیں۔

اُس ولی اللہ نے اس سفید پوش حاجت مند سیّد کو کہا کہ تمہاری ان مشکلات کا حل جس مردِ کامل کی معرفت ممکن ہے وہ دریائے چناب کے کنارے آباد شہر شورکوٹ میں رہائش پذیر ہیں۔اُن کا اسم مبارک حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہے۔تم اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانیاں بیان کرو۔وہ سفید پوش سیّد اپنے رفیقوں اور نوکروں کو لے کر بجانب شورکوٹ روانہ ہوا۔شورکوٹ پہنچ گیا۔لوگوں سے پوچھتا پوچھتا اس مقام پر پہنچا جہاں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہل چلا رہے تھے۔اُس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہل چلاتے دیکھا تو مزید پریشان ہوا۔اُس کے دل ودماغ میں مختلف خیالات آنا شروع ہوئے۔اُس کا دماغ اِس گردش میں پھنس گیا کہ جو شخص اپنی روٹی روزی کیلئے خود ہل چلا رہا ہے وہ میری افلاس، بھوک، قرضوں، ضرورتوں اور پریشانیوں کا ازالہ کیسے کرسکتا ہے۔اسی پریشانی میں اُس سفید پوش حاجت مند سیّد نے واپسی کا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور واپس لوٹا۔

اُس سفید پوش حاجت مند سیّد نے ابھی واپس رُخ موڑا ہی تھا کہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کا نام لے کر اُسے آواز دی۔فرمایا کہ فلاں علاقہ سے آنے والے سیّد! اتنے طویل سفر کی سعوبتیں برداشت کر کے آئے ہو اور ہم سے ملاقات کئے بغیر واپس کیوں جارہے ہو۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سُن کر اُس سفید پوش حاجت مند سیّد کی سوچیں تبدیل ہوگئیں اور اُس کے دل ودماغ کی کیفیات نے پلٹا کھایا۔اس کے دل ودماغ میں یہ بات سما گئی کہ میری مشکلات کا حل تو ذاتِ باری تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں کامل مردِ خُدا کے پاس تو پہنچا ہوں۔واپس مُڑ کر گھوڑے سے اُترا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔اپنی پریشانیاں اور مشکلات دست بستہ عرض کیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی گذارشات سماعت فرمانے کے بعد اُسے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لئے میرا ہل چلاؤ میں پیشاب کرلوں پھر

تمہاری مشکلات کا ازالہ کروں گا۔ اُس سفید پوش سیّد نے ہل چلانا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پیشاب کرنے کے بعد اُس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ جس ڈھیلے سے بول کی طہارت فرما رہے تھے اس سے فارغ ہو کر اُس سفید پوش سیّد کی آنکھوں کے سامنے وہ ڈھیلا کھیت میں دے مارا۔ اُس ڈھیلے کے مارتے ہی اُس کھیت کے سارے ڈھیلے، ٹیلے اور مٹی سونا بن گئی۔ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ نے اس سفید پوش حاجت مند سیّد کو حکم فرمایا کہ اپنی حاجت اور ضرورت کے مطابق یہاں سے سونا اُٹھالو۔ اُس نے اپنے گھوڑے، رفیقوں اور نوکروں کو سونے سے لا دلیا اور بولا:-

نظر جنہاں دِی کیمیا اوہ سونا کر دے وَٹ
ذاتاں دِتیاں رب دِیاں کیا سیّد کیا جٹ

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 45-46

اندر ھُو تے باہر ھُو

حضرت شیخ جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ کالو شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور مرید تھے ایک روز شورکوٹ آئے۔ وہ جب حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر پہنچے تو حجرہ کے اندر سے ' ھُو ' کے ذکر کی آواز سُنی۔ کالو شاہ رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے لئے حجرہ کے اندر داخل ہوئے۔ نگاہ دوڑائی تو کُچھ بھی نہ پایا۔ اتنے میں باہر سے 'ھُو ' کے ذِکر کی آواز آنے لگی۔ وہ باہر نکلے تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر ' ھُو' کی آواز اندر سے آنے لگی۔ جب اندر جا کر دیکھا تو کچھ بھی دِکھائی نہ دیا۔ اور باہر سے' ھُو' کی آواز آنے لگی۔ باہر جا کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ پھر حجرے کے اندر سے ' ھُو ' کی آواز آنے لگی۔ شیخ کالو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ اندر باہر جانے آنے کے بعد خاموش کھڑے ہو گئے اور سوچوں میں گم ہو گئے۔ کچھ دیر بعد زیارت کے شوق میں آہ بھر کر یہ شعر کہا:-

اندر ھُو تے باہر ھُو وَت باھُو کتھ لبھیدا ھُو
ھُو دا داغ محبت والا دَم دَم پیا سڑیندا ھُو

جب جُدائی و مفارقت اور نا اُمیدی کے یہ کلمات شیخ کالو شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہوئے تو ان کلمات سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ مہربان ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مُبارک سے یہ شعر ارشاد ہوا:-

جِتھے ھُو کرے رُشنائی چھوڑ اَنھیرا وَیندا ھُو
دو جگ اوہدے بردے باھُو جو ھُو سہی کریندا ھُو

اِسی اثنا میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کالو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیدار سے نوازا۔ درمیان سے حجاب اُٹھا دیا۔ اپنی ذات بابرکات سے مشرف فرما دیا۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص66-67

ایک ننھی بچی کی فیضیابی

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کی جانب سفر پر تھے۔راستے میں چھبری نامی ایک گاؤں سے گذر ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درویشوں نے عرض کی کہ یا حضرت رحمۃ اللہ علیہ اگر اجازت ہوتو یہاں کُچھ دیر ٹھہر کر روٹیاں پکالیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عنایت فرمائی۔اس گاؤں کی ایک نیک و پارسا عورت درویشوں کی خدمت کرنے کے حوالہ سے نامور تھی۔درویش اس نیک بخت عورت کے ہمراہ کھانا پکانے میں مصروف ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی گھر میں تشریف فرما ہوئے۔کُچھ دیر بعد اس عورت کی پنگھوڑے میں سوئی ہوئی شیرخوار بچی رونے لگی۔وہ نیک بخت عورت کام میں مصروف تھی اِس لیے وہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگی اے درویش بچی کے پنگھوڑے کو ہلا دے تاکہ ذرا بہل جائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بچی کے پنگھوڑے کو ہلانا شروع کیا اور ساتھ ہی اسم ذات کا ذکر شروع کردیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور نگاہِ کاملہ کے سبب اس بچی پر پنگھوڑے میں ہی اسم ذات جاری ہوگیا۔اسے اللہ تعالیٰ کی ولیہ کا مقام نصیب ہوگیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بچی کی والدہ کو فرمایا کہ اے خاتون ! ہم نے اس بچی کے پنگھوڑے کو ایسی جنبش دی ہے جو تاقیامت ترقی کی منازل طے کرتی رہے گی۔

اِس بچی کا نام فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا ہے جو بلوچ قوم کے قبیلہ مستوئی سے ہے۔وہ مائی مستوئن رحمۃ اللہ علیہا کے اسم مبارک سے مشہور ہیں۔اُن کا مزار مبارک قصبہ فتح خان اور قلعہ کڑانک کے نزدیک ہے۔اِس مزار پاک پر لاتعداد طالبانِ حق اور لاکھوں زائرین حصول فیض کیلئے حاضری دیتے رہتے ہیں۔

حوالہ

(1) الحاج حافظ محمد رمضان۔سوانح حیات حضرت سخی سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے (سُلطانی کتب خانہ دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے۔س ن)ص66

حضرت سُلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ پہ نوازش

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھکر کے شمال کی جانب دامن چول میں ویران ٹیلے پر پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید سُلطان حمید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ فرمایا تو فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ حمید ! اِس ٹیلے سے فوراً اُترو۔ یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔ (بعدازاں یہ حقیقت عیاں اور مشہور ہوئی کہ وہ ٹیلہ ایک ظالم ہندو کا تھا۔)

سُلطان الفقراء اس ٹیلہ سے اُتر کر ریت کے میدان میں سوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سر مبارک سُلطان حمید کے زانو پر تھا۔ چند لمحوں میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بدن مبارک خاک آلود ہوگیا۔ سُلطان حمید کے دل میں آئی کہ کاش میرے پاس دُنیاوی دولت ہوتی تو آج میں اپنے مرشد کا بستر اطلس ومخمل کا بنواتا۔ اتنے میں آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اس کے زانو سے اُٹھا کر فرمایا۔ حمید ! تو نے کیا خیال کیا ؟ اُس نے عرض حال کیا۔ فرمایا آنکھ بند کر۔ سُلطان حمید نے آنکھیں بند کیں۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک باغ دیبا کے فرش پر ایک مجلس سجی ہے جس میں وہ موجود ہے۔ ایک خوبصورت عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے سُلطان حمید سے رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے مجھ سے نکاح کرلو۔ سُلطان حمید نے اُسے اشارہ اور نرم لہجہ میں کہا کہ دُور دُور ادب کا مقام ہے۔ میں اپنے ہادی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ اِسی اثنا میں مراقبہ سے سر اُٹھایا تو آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ حمید ! تو نے کیا دیکھا ؟ اس نے صورت حال عرض کی۔ فرمایا تو نے جو دنیاوی مال کے نہ ہونے کا اپنے دل میں غم کیا تھا یہ وہی دُنیا ہے۔ اسے کیوں نہ قبول کیا ؟ اگر اس کو قبول کر لیتے تو مال و دولت تمہارے گھر سے کبھی ختم ہی نہ ہوتا۔ سُلطان حمید نے عرض کیا۔ یا مُرشدِ کامل ! میں اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اَثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا۔ سُلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھکر کی جانبِ شمال دامن چول پر میاں عثمان کے قبرستان میں ہے۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص30

ایک نِگاہ سے لامکان پہنچانا

بھکر کے گرد و نواح علاقہ چولستان میں حضرت سُلطان باھُو ؒ گئے تو آپ ؒ کے ساتھ خلیفہ سُلطان حمید بھی تھا۔ دُور سے آپ ؒ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جو جنگل میں ایندھن کا گٹھا باندھ رہا تھا۔ آپ ؒ سیر کرتے کرتے آگے چلے گئے۔ دوسرے روز اُسی راستے سے واپس لوٹ رہے تھے کہ ایک مقام پہ کھڑے ہو گئے۔ کافی دیر کے بعد خلیفہ سُلطان حمید نے عرض کیا۔ جناب آپ ؒ کو کھڑے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ اُس طرف کسی ولی اللہ کا مقبرہ یا روح ہے جس سے نور آسمان تک پہنچ رہا ہے۔ اُس نور کی جانب آپ ؒ قدم بقدم چل کر پہنچے۔ دیکھا کہ ایک شخص بے ہوش بیٹھا ہے اور ایندھن کا گٹھا اس کے پاس دھرا ہے۔ آپ ؒ نے اپنا دست مبارک اُس کے سر پر رکھا۔ وہ شخص ہوش میں آ گیا۔ اُس سے حال پوچھا۔ اس نے عرض کیا حضرت شاید آپ ؒ ہی کل اِس رستے جا رہے تھے کہ میں نے آپ ؒ کو دیکھا۔ بعد ازاں مجھے کچھ خبر نہ رہی۔ آنحضرت نے پھر اُسے از سرِ نو لامکان پر پہنچایا۔

مناقبِ سُلطانی میں مذکور ہے کہ آپ ؒ اپنی تالیفات میں فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے لاکھوں بلکہ بے شمار طالبوں کو ایک قدم پر خدا رسیدہ کیا ہے جن کے حالات کی کسی کو خبر نہیں۔

گم قبر گم جُثہ گم نام و نشاں

حوالہ

(1) سُلطان حامد ؒ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 31

حضرت نورنگ کھتران رحمۃ اللہ علیہ کی فیض یابی

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اور ہر لحہ ذکرِ باری تعالیٰ میں مشغول رہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ رب العالمین کے ہر ہر فرمان کو پیشِ نظر رکھتے ۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے فرامین میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دُنیا کو چل پھر کر دیکھو۔ اسی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف علاقہ جات کی جانب سفر فرمایا کرتے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی زمین کے مختلف قطعات کا نظارہ بھی کریں اور اُن میں ذکر باری تعالیٰ بھی کیا جائے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ کوہ سیاہ (کالا روہ) میں ذکرِ باری تعالیٰ فرما رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ اُٹھائی۔ دیکھا کہ ان سیاہ پہاڑیوں میں کم عمر لڑکا اکیلا ہی گائیں چرا رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تجلیات کاملہ سے بھری نگاہ سے اس لڑکے پر توجہ فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے اُس لڑکے کے وجود میں نورِ الٰہی سرایت کر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہی نگاہ نے اُسے مجذوب الٰہی بنا دیا۔

وہ لڑکا اُس نور کی جانب بڑھا جس نور نے چند لمحے قبل اس کے وجود میں سرایت کر کے اُسے منور کر دیا۔ وہ نور حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے وجود اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ نظر سے جاری ہوا تھا۔ اسی بنا پر وہ لڑکا مجذوبانہ حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد گھومنے لگا۔ اس لڑکے کا نام نورنگ تھا جو بلوچ قوم کے خاندان کھتران سے تعلق رکھتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد نورنگ کھتران مسلسل حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو لقب 'سُلطان' سے نوازا۔ یہی سبب ہے کہ وہ سلطان نورنگ کھتران کے نام سے مشہور ہیں۔ اُن کا مزار مبارک ڈیرہ غازی خان کے پہاڑ کالا روہ کے دامن میں آباد دیہات وہوا میں ہے۔

اُن کے رُوحانی فیض کے طالب ہزارہا لوگ اُن کے مزار مبارک پر حاضری دیتے ہیں۔

حوالہ

(1) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔ باھُو نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد۔ س، ن) ص 63

واقعہ آہُو باھُو قدس سرہٗ

مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ اور باھُو قدس سرہٗ نامہ میں بیان ہوا کہ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ ایک بار گھومتے ہوئے کوہ شمالی میں سون سکیسر کے مقام پر پہنچے تو نورنگ کھتران بھی آپ کی خدمت میں تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوگیا تو آپ قدس سرہٗ نے نورنگ کھتران سے فرمایا کہ ہم پر رمضان المبارک کا ادب وتعظیم واجب ہوگیا ہے۔ نورنگ کھتران کو نماز وروزہ کا اعادہ کرنے کا حکم فرمایا اور خود وہاں سے شمال کی طرف کوہ کھون میں تالاب شور یعنی کلر کہار کے مقام پر پہنچے۔ آپ قدس سرہٗ نے اس مقام کو مقدس اور تنہا پایا تو پہاڑ کے غار میں قیام فرمایا۔ وہاں پر مشاہدات و تجلیات میں محو ہو کر بیٹھ گئے۔ اور دریائے وحدت میں مستغرق ہوگئے۔ بالآخر نورنگ کھتران نے العطش کی آواز منہ سے نکالی تو آپ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ اے نورنگ!

براتِ عاشقاں بر شاخِ آہو

اسی اثناء میں ایک نر ہرن حاضر ہوگیا۔ جس کے سینگوں پر دسترخوان میں خوراک باندھی ہوئی تھی اور ساتھ ہی برتن میں پانی بھی لٹکا ہوا تھا۔ اس خوراک سے آپ قدس سرہٗ نے اور نورنگ کھتران نے افطار کیا۔ وہ نرینہ ہرن جو دراصل ایک مؤکل تھا اس نے وہیں پہ جان دے دی۔ اس موقع پر نورنگ کھتران جو مرشد کامل کی محبت اور توجہات حاصل کر کے باطنی کشف سے بھانپ گئے تو دوسرا مصرعہ یوں ادا کیا۔

ع عجب دیدم کرامت شیخ باھُو قدس سرہٗ

لوگوں نے اُس ہرن کو کرشمہ قدرت قرار دیتے ہوئے اُسی پہاڑی پر دفن کر دیا۔ وہاں پر دو مزار تعمیر ہوئے تو ان کا نام مزار پیر آہو باھُو رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہوا۔ پھر اسی مقام پر ایک روضہ کی تعمیر کر دی گئی۔ ڈاکٹر سُلطان الطاف علی اس واقعہ کے حوالہ سے اپنی کتاب 'باھُو رحمۃ اللہ علیہ نامہ' (ص 65-64) میں لکھتے ہیں کہ اسی روایت کے ساتھ واقعہ 'آہو باھُو رحمۃ اللہ علیہ' میں مذکور ہوا کہ اس واقعہ کے وقت نورنگ کھتران کے علاوہ ایک اور درویش بھی حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کی خدمت میں موجود تھا۔ جس وقت وہ مؤکل نر ہرن کی صورت میں آپ قدس سرہٗ ایک نظر توجہ سے فوت ہوگیا تو اُس درویش نے فریاد کی کہ وہ ایک عرصہ تک خدمت میں رہا ہے مگر اس پر کوئی توجہ نہ کی گئی۔ حضرت قدس سرہٗ نے اُس درویش پر بھی نظرِ فیضان ڈالی تو وہ بھی جانبر نہ ہوسکا۔ چنانچہ دوسرا مزار اُسی درویش کا آہُو (ہرن) کے مزار کے ساتھ بنا دیا گیا۔ اسی بنا پر وہ دونوں مزار ''آہو باھُو'' کے نام سے معروف ہوئے۔ اسی ضمن میں سُلطان غلام سرور ابن حضرت سُلطان نور محمد نے مذکورہ بالا روایت کی توثیق کی ہے اور انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ دوسرا درویش جس کا مزار مؤکل (آہو) کے ساتھ بنایا گیا اُس کا نام داؤ تھا۔

اُس وقت سے اس واقعہ کو حضرت باھُو قدس سرہٗ سے نسبت ہو جانے کے باعث ان مزارات کو بجائے ''آہو داؤ'' کے ''آہو باھُو'' کہا جانے لگا۔ جواب روضہ ''ھُو باھُو'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقام اب بھی اللہ سے لَو لگانے والے عشاق کی زیارت گاہ ہے۔ وہاں پر طالبانِ حق جاتے ہیں اور مجاہدات وچلہ کشی کر کے اپنی رُوحانی منزلِ مقصود کی جانب گامزن ہوتے ہیں۔

حوالہ

(1) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔ باھُوؔ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد۔ س، ن) ص 63 تا 65

لا ولد فقیر

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے موجودہ دربار عالیہ سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر موجود ایک گاؤں کا نام 'پیر عبدالرحمٰن' ہے۔ یہ گاؤں مظفر گڑھ روڈ سے جانب مشرق آباد ہے۔ اس گاؤں کا نام ایک وَلی اللہ پیر عبدالرحمٰن قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب اور مشہور ہے۔ پیر عبدالرحمٰن قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی فیض اُن کی ظاہری حیات میں بھی عام تھا اور اُن رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی جاری وساری رہا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جس طرح اور کئی ایک اولیاءِ کرام کے مزارات پر حاضر ہوتے اور دعوت قبور کے لیے اُن کی قبروں پر سوار ہوتے رہے۔ اِسی طرح حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پیر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر بھی سوار ہوئے۔ تو صورتِ حال مختلف ظاہر ہوئی۔ اس بارے صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ ص 33) میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:-

> ''حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پیر عبدالرحمٰن قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جن کا مزار شریف تودہ زرہور کے پہلو میں ہے سوار ہوئے۔ یہ صاحب تجرید وتفرید اور صاحبِ جلال وکمال تھے۔ اِس مزار پر سوار ہونے کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں پاؤں پر آبلے پڑ گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مزار سے نیچے اُترے تو حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-
>
> تُو نا مُراد لا ولد فقیر ہے
>
> ترجمہ:- چونکہ یہ کلمات بوقت جذبہ جناب کی زبان مبارک سے نکلے اس لیے اُن کا اثر اب تک ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ (لا ولد فقیر) جاری ہوئے جس بنا پر حضرت پیر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے جاری فقر کا تسلسل فوری طور پر بند ہوگیا۔ صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے کوئی فرد حضرت پیر عبدالرحمٰن قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جائے تو مالی اور جانی نقصان اُٹھاتا ہے۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 33

درویشوں میں مِثلِ کُل

ڈھاڈ ہروالہ (ملک کندھار) کے حضرت مُلا مُعالی رحمۃ اللہ علیہ بمعہ مُلامصری رحمۃ اللہ علیہ اور عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ رُوحانی فیوض و برکات کے حصول کی غرض سے سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی نگاہ سے اُنہیں فیضاب فرما دیا۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کافی عرصہ گذارا۔ دِیدارِ الٰہی کے مست و مشتاق اِن درویشوں نے سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ سے پورا پورا فیض پایا اور عِشقِ الٰہی کی منازل طے کیں۔ جس کے بعد رخصت حاصل کی۔

حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقبِ سُلطانی میں لکھتے ہیں کہ:-

''منقول ہے کہ رخصت کے وقت شیخ المشائخ حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس لقب سے سرفراز فرمایا۔ کہ مُلا مُعالی درویشوں میں مِثلِ کُل ہے۔''

حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ مُلا مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ خاص قصبہ ڈھاڈ ہروالا میں اور عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ قندھار کے نواح میں ہے۔ حضرت مُلاّ معالیؒ کی خانقاہ کے بارے آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

''ڈھاڈ ہروالہ کوہ بلوچستان کے دامن میں ہے۔ جہاں قوم مری آباد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف ملک سیوی مذکور میں شہر کوڑک کے نزدیک نہایت عالی خانقاہ اور ایک بڑا منور اور متبرک مزار ہے۔ جہاں لاکھوں کی تعداد میں زیارت کرنے والے آتے ہیں۔ اور مدد طلب کرتے ہیں۔ اور فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں اَب بھی عِشقِ الٰہی کا نور متجلی ہے۔''

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص56

آپ قدس سرہٗ کا سفرِ دہلی

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے مناقبِ سُلطانی (ص 46) میں بھی مذکور ہے کہ میں تیس سال مُرشد کی تلاش میں پھرتا رہا اور کئی سال طالب اللہ کی طلب میں بسر ہوئے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس سال بعد مجھے کامل مُرشد ملا اور اب مدت ہوگئی ہے کہ میں سچے طالب کی تلاش میں ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1039ھ میں ہوئی اور اس کے تیس سال بعد کامل مرشد ملا۔یہ بات ثابت کررہی ہے کہ سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 1069ھ یا 1070ھ میں دستِ بیعت فرمایا۔بعدازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد فرمایا۔حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز نے سرافرازی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلقت کے ارشاد وتلقین کا حکم فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد خلقِ خُدا کو ارشادوتلقین کا سلسلہ شروع فرمایا۔دہلی کی جانب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سفر بھی اسی مقصد کا حامل تھا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے 1078ھ میں دہلی کا سفر کیا یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کے حکم سے ارشادوتلقین کو جو سلسلہ شروع فرمایا اس کے آٹھ نو سال بعد دہلی کی جانب قدم بڑھایا۔مناقبِ سُلطانی (ص 43) میں درج ہے کہ جب حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ دہلی کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں ابداد، اوتاد اور مجذوبوں سے ملاقات ہوئی جو خود بخود آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی کے قریب پہنچے تو حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درویش کو حکم فرمایا کہ فلاں راستہ سے اس شکل وصورت کا ایک درویش آرہا ہے۔جاکر اُسے ہمارے پاس لے آؤ۔اس طرح دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔

> حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے۔ خلوت میں تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ تو فیضانِ توحیدی سے مالامال ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہٗ کے تربیت یافتہ ہیں۔ (1)

اس نشست کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے بادشاہی مسجد کی جانب روانہ ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فیضِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جذبات سے لبریز تھے۔دہلی کے بازاروں سے گذر ہوا تو ہر خاص وعام پر توجہ فرمانے لگے۔جس کا خاص اثر ہوتا چلا گیا اور خلق خدا کو عام فیض ہونے لگا۔

بازاروں میں خلقت کا اس قدر انبوہ ہوگیا کہ راستے بند ہوگئے۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ ؒ شاہی مسجد میں پہنچے۔ مسجد میں اس قدر بھیڑ تھی کہ تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ آپ ؒ آخری صف میں کھڑے ہوگئے۔ نماز کے اختتام پر آپ ؒ نے خاص توجہ فرمائی تو تمام مسجد میں شور پڑ گیا۔ تمام نمازیوں پر وجد طاری ہوگیا۔ صرف تین آدمی جن میں شہنشاہ اورنگزیب، قاضی اور کوتوال جذبہ کی تاثیر اور نگاہِ کامل کے اثر سے غیر مؤثر اور اس نعمت سے محروم رہے۔ وہ آپ ؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ اے ولی اللہ مردِ خدا ہمارا کیا گناہ اور ہماری کیا تقصیر ہے کہ ہمیں اس نعمت سے محروم رکھا۔ ؟ آپ ؒ نے فرمایا کہ ہم نے تو توجہ یکساں کی تھی۔ تم پہ اثر اس لئے نہیں ہوا کہ تمہارے دل سخت ہیں۔ انہوں نے فیض کیلئے دست بستہ ہو کر پھر التجا کی تو آپ ؒ نے فرمایا کہ اس کے لئے یہ شرائط ہیں کہ تم اور تمہاری اولاد ہماری اولاد اور پس ماندوں کیلئے دنیاوی مال ومتاع کی مروت نہ کریں۔ ہمارے مکان پر نہ آئیں تاکہ تمہارے دنیاوی اموال کے سبب ہمارے عیال واولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں اس طرح وہ گمراہ نہ ہوجائیں۔

آپ ؒ نے اورنگ زیب سے یہ اقرار لے کر اُن پر توجہ فرمائی اور خاص فیض عطا فرمایا۔ آپ ؒ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو شہنشاہ اورنگزیب نے آپ ؒ سے یادگار کے لئے التجا کی۔ آپ ؒ نے وہیں کھڑے کھڑے کتاب اورنگ شاہی تالیف فرمائی۔ آپ ؒ اس کتاب کے کلمات زبان سے ادا فرماتے رہے اور شاہی محرر ساتھ ساتھ لکھتے رہے۔ (2)

حوالہ جات

(1) سید احمد سعید ہمدانی۔ حضرت سُلطان باھُو ؒ (حضرت سُلطان باھُو ؒ اکیڈمی 17 ظفر روڈ لاہور چھاونی۔ مارچ 1987ء) ص 54

(2) سُلطان حامد ؒ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 39-40

ہندوسنیاسیوں پر نگاہِ کرم

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں اَن گنت لوگوں میں رُوحانی فیض تقسیم کرنے کے بعد واپسی کا سفر اختیار فرمایا۔ کچھ سفر طے کرنے کے بعد اسی شاہراہ پر لیٹ کر آرام فرمانے لگے۔ اسی دوران ہندوسنیاسیوں کے ایک گروہ کا وہاں سے گذر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بدستور آرام میں رہے۔ ہندوسنیاسیوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو انہیں یہ عمل ناگوار گزرا۔ کہ سفر کے دوران ہمارے راستے میں ایک مسلمان لیٹا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور حقارت بھرے لہجے میں کہا کہ اُٹھو اور ہمیں سیدھا رستہ بتاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیدھا رستہ پوچھتے ہو۔ وہ بولے کہ ہاں ہاں سیدھا رستہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے۔ اُن کی جانب نظر فیض فرمائی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ سیدھا رستہ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ ہندوسنیاسیوں کا وہ سارا گروہ کلمہ طیبہ کی ایک ضرب اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کاملہ سے کلمہ طیبہ کا وِرد کرنے لگا۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خاص عنایت سے وہ پورا گروہ ہی اولیائے کاملین میں شمار ہوا۔ روایات کے مطابق وہ سب کے سب ابدال ہوگئے اور اُن کی حالت اس مصرعہ

گُم قبر گُم جُثہ گُم نام و نشاں

کے مطابق ہوگئی۔ جو آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ بعض طالباتِ حق کے احوال میں فرماتے ہیں اور یہ مناقب بہت مشہور ہیں اور اپنے بزرگوں کی زبانی سینہ بہ سینہ سُنتے آئے ہیں۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 40

چوہے کیر کا شکر ہونا

حضرت سُلطان باھُو ؒ اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں خوش نصیب لوگوں میں رُوحانی فیض تقسیم کرنے کیلئے مختلف علاقہ جات میں سیر فرمایا کرتے۔اس دوران بعض مقامات پر رُوحانی شخصیات سے ملاقات بھی ہوجایا کرتی۔آپ ؒ کے رُوحانی مقام ومرتبہ کو دیکھ کر اُن رُوحانی شخصیات میں سے بعض اپنی فوقیت ظاہر کرنے کی غرض سے کشف وکرامات کا مظاہرہ کرتے۔یہ واقعہ بھی اسی نوعیت کا ہے۔

صوبہ ملتان سے متعلق دریائے روای کے مشرقی کنارہ پر جلال خان قوم ڈیڈھ کا بسایا ہوا قصبہ سردار پور تھا۔حضرت سُلطان باھُو ؒ سیر کرتے کرتے وہاں پہنچے۔وہاں آپ ؒ کی ملاقات شیخ جنید قریشی ؒ سے ہوئی۔شیخ جنید قریشی ؒ نے آپ ؒ کی ضیافت میں جنڈ کا پھل جسے سنگری کہتے ہیں پکانے کا حکم دیا۔سنگری شکل وصورت میں لمبی اور باریک ہوتی ہے۔جب درویشوں اور خادموں نے سنگری پکا کر دیگ سے باہر نکالی تو حضرت جنید قریشی ؒ کے تصرف سے سنگری سِوّیوں میں تبدیل ہوگئی۔(ملک ہند میں اکثر اہلِ اسلام عید الفطر کے دن سِوّیوں پکاتے ہیں۔پہلے انہیں پانی میں اُبال/ جوش دیتے ہیں پھر نکال کر ان پر گھی اور شکر ڈال کر کھاتے ہیں)

جب سنگری سِوّیوں میں تبدیل ہوئی دیکھی تو حضرت سُلطان باھو ؒ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ زمین پہ جو بارش کا پانی کھڑا ہے اس میں سے پانی لاؤ۔وہ پانی بحکم خُدا گھی بن گیا جو اِن سِوّیوں میں ملا دیا گیا۔پھر حکم دیا کہ چوہے کے بل سے چوہے کیر (چوہے کے بل کی مٹی) لاؤ اور ان سوّیوں پہ ڈال دو۔وہ چوہے کیر بحکمِ تعالیٰ شکر بن گئی۔اس طرح ساری مجلس نے وہ سویاں کھائیں۔

اِس مجلس میں موجود تمام حاضرین آپ ؒ کی اِن کرامات کو دیکھ کر عش عش کرتے رہے۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد ؒ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔لاہور۔1345ھ) ص66

حضرت سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی فیضیابی

حضرت سیّد موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کم سِنی اور یتیمی کے دور میں آپکی والدہ ماجدہ گھوٹکی (سندھ) میں رہائش پذیر تھیں۔ اُن دنوں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی فیض رسانی کا شہرہ دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فیض رسانی کا چرچا سُن کر گھوٹکی کے ایک درویش شخص نے پنجاب کا رُخ کیا۔ وہ شورکوٹ پہنچ کر سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس پر خاص شفقت فرمائی تو اُس پر ہدایت کے آثار اور فیضانِ الٰہی کے انوارِ متجلّی ہوئے۔ فیض یابی کے بعد وہ واپس گھوٹکی پہنچا۔ گھوٹکی میں لوگوں نے اس پر ہدایت کے آثار اور فیضان الٰہی کے انوار کو دیکھا تو خلقِ خُدا اس کی جانب رجوع کرنے لگی۔

حضرت سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے جب اُس شخصیت کے حالات میں اتنی بڑی تبدیلی کے آثار دیکھے تو اُس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اب کی مرتبہ جب آپ اپنے شیخ یعنی سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری کیلئے جائیں تو میرے فرزند موسن شاہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں اور اپنے مرشد پاک کی خدمت میں حاضر کر کے اسے بھی فیضیاب کرائیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا کہ اپنے مرشد پاک کی خدمت میں میری یہ گذارش بھی پیش کریں کہ ہم چونکہ از حد مسکین ہیں اور ہم عمر بھر فقر و فاقہ اور مسکینی کا بوجھ اُٹھاتے اُٹھاتے تنگ آ چکے ہیں اس لئے میرے اس مسکین و یتیم فرزند کو دینی و دُنیاوی دونوں نعمتیں عطا فرمائیں۔ ہم پہلے ہی بہت مصیبتیں اُٹھا چکے اور سختیاں جھیل چکے ہیں۔ اب ہم میں مزید برداشت کی سکت نہیں رہی۔ لہٰذا میری عرض منظور فرمائیں۔

> وہ درویش بزرگ سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ شورکوٹ لائے اور اپنے مُرشد سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کر کے اُن کی والدہ کی عرض پیش خدمت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرحمت فرما کر فرمایا کہ سیّد موسن شاہ کی والدہ کو ہماری طرف سے کہنا کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ دونوں نعمتیں تمہارے گھر میں تا قیامت رہیں گی۔ علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ابھی یہ بچہ چھوٹی عمر کا ہے اس کی ماں سے کہنا کہ پہلے اسے ظاہری تعلیم دلوائے اور جب فارغ ہو چکے تو پھر ہماری خدمت میں آئے۔ اس بچے کے لیے ہمارے پاس بہت نعمت ہے۔ (1)

وہ درویش بزرگ سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر واپس گھوٹکی پہنچا اور اُن کی والدہ ماجدہ کو سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام سُنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مدرسہ میں داخل فرمایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو پھر اسی درویش

بزرگ کو حضرت سُلطان باھُو ؒ کی خدمت میں حاضر کرنے کو کہا۔ وہ درویش بزرگ سیّد موسن شاہ ؒ کو ساتھ لے کر شورکوٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب رنگپور کھیڑا میں پہنچے تو اچانک سُنا کہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ؒ کا وصال ہو گیا ہے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی 1102ھ بمطابق 1691ء کا ہے۔

وہ درویش بزرگ چونکہ عشق کی راہ میں کامل تھا اور اس کی جان مرشد کی جان سے وابستہ تھی۔ اس لیے اپنے مُرشد ؒ کے وصال کی خبر سُنتے ہی اس درویش بزرگ کی رُوح بھی جہانِ فانی سے پرواز کر گئی۔ اس کے بعد سیّد موسن شاہ ؒ اکیلے ہی رنگپور کھیڑا سے نکلے۔ روتے دھوتے، گرتے پڑتے اور شکستہ حال سلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ؒ کے مزار مقدس پر پہنچے۔ دیکھا کہ صاحبزادگان فرش ماتم بچھائے فیض رسانی عالم کی مسند پر تشریف فرما ہیں۔

وصال کے وقت جب سُلطان الفقراء ؒ سُنتِ نبوی ﷺ کے مطابق زمین پر مصلےٰ بچھا کر لیٹے ہوئے تھے اور آپ ؒ کی رُوح مقدس اَعْلَى الْعَلٰى هُوَ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى کی بلندی پر پرواز کر رہی تھی اور دونوں جہان کی چاروں جانب دیکھ رہی تھی۔ اُس وقت آپ ؒ نے فرمایا کہ جنوب کی جانب سے موسن شاہ نامی نوجوان رب الربوب کی طلب کے لیے آ رہا ہے۔ اُسے خاص نعمت سے نوازنا۔ آپ ؒ کے اس فرمان کے ساتھ ہی آپ ؒ کے جانشین کی زبان پہ آیا کہ یا حضرت ؒ اُسے کیا دینا چاہیئے؟ حضرت ؒ نے اپنا دستِ مبارک بڑھا کر اپنی انگشت سبابہ سے خود اسم ذات لکھا۔ صاحبزادہ صاحب نے اسم اللہ کا وہی نقش مٹی کی رکابی سے ڈھانپ دیا۔

سیّد موسن شاہ ؒ دو تین روز کے بعد پہنچے۔ صاحبزادگان کو آداب بجا لائے۔ سجادہ نشین صاحب نے سیّد موسن شاہ ؒ کی جانب غور سے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ وہی نوجوان صاحب مقسوم اور اہل نصیب ہے۔ تو انہوں نے رکابی اُٹھائی اور سیّد موسن شاہ ؒ کو اسمِ اللہ ذات کا نقش دکھایا۔ شاہ صاحب ؒ وہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ صاحبزادہ صاحب نے اس نقش کو ڈھانپ دیا۔

سیّد موسن شاہ ؒ تین دن اور تین راتیں بے ہوش اور مست پڑے رہے۔ جب ہوش میں آئے تو انہیں وہ نقش پاک دوبارہ دِکھایا گیا۔ جسے دیکھ کر وہ پھر بے ہوش و مست ہو گئے اور دو دن اور دو راتیں مستی کی حالت میں رہے، ان کے ہوش میں آنے کے بعد انہیں تیسری مرتبہ پھر وہی نقش اسمِ اللہ دکھایا گیا تو وہ ایک دن اور ایک رات حالت مستی میں رہے۔ جب چوتھی بار انہیں وہی نقش پاک دِکھایا گیا تو مستی اُن پر غالب نہ آ سکی اور نعمتِ خاص نے اُن کے دل میں قرار پکڑ لیا۔

سجادہ نشین صاحب نے توجہ فرمائی تو انہیں تسلی ہوئی کہ نعمتِ خاص سیّد موسن شاہ ؒ کے دل میں قرار کر گئی ہے۔ تو فرمایا کہ نقشِ پاک کی خاک پانی میں گھول کر سیّد موسن شاہ ؒ کو پلاؤ۔ چنانچہ خادموں نے ایسا ہی کیا۔ سیّد موسن شاہ ؒ دربار عالیہ سُلطان الفقراء سے ارشاد و تلقین کا فیض حاصل کر کے رخصت ہوئے اور اپنے گاؤں گھوٹکی میں رہائش پذیر ہوئے۔ اور خلقِ خدا کو فیض پہنچانے لگے۔ (2)

حضرت سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلقین حاصل کیا اور فیضِ رُوحانی پایا تو کمال درجے کا مرشد پیدا ہوا۔ شرع شریف کی متابعت اور عبادت الٰہی کے اشغال میں مشغول رہنا سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری حیات میں ہی ایک نہایت وسیع مسجد تعمیر کرائی جس کے ساٹھ ستون تھے۔ اسی مسجد میں پانچ اوقات، تہجد اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی کی جاتی علاوہ ازیں وعظ ونصیحت اور ذکراذکار کی محافل سجائی جاتیں۔ لاکھوں کی تعداد میں خلقِ خدا اور گروہ در گروہ طالبِ مولیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد پا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے۔

حضرت سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مقدس کی زیارت کیلئے تین بار حاضر ہوئے۔ ہر بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہزاروں لوگ آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک آپ کی تعمیر کرائی ہوئی مسجد معظم کے صحن میں موجود ہے۔

حوالہ جات

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص57-58

(2) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص60-61

نابینا بوڑھے پہ شفقت

دربار عالیہ کے سجادہ نشین سوم قبلہ حضرت حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ کے دورِ سجادگی کے دوران ایک بوڑھا سفید ریش شخص خانقاہ معلیٰ پہ حاضر ہوا۔ آنکھوں سے نابینا اس بڑھئی کا نام میاں قائم تھا۔ نہ جانے کس علاقہ سے چل کر خانقاہ معلیٰ پر مُعتکف ہوا۔ خانقاہ معلیٰ پر انتہائی عقیدت بھرے جذبات لے کر حاضر رہنے لگا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر شفقت فرمائی تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ جس کے بعد بھی وہ دربار عالیہ پر ہی رہنے لگا۔ اُسے اپنے گھر کا خیال تک نہ آیا۔

میاں قائم کُلی طور پر ان پڑھ تھا۔ اُسے حروفِ ابجد کی پہچان بھی نہ تھی۔ کُچھ روز کے بعد اُس نے کسی سے قرآن مجید منگایا۔ صبح سویرے قرآن مجید کو طالبعلموں کی طرح کھول کر بیٹھ جاتا۔ قرآن مجید کی عبارت کو حرف بہ حرف اور سطر بہ سطر دیکھتا رہتا۔ دوپہر کے وقت وہ قرآن مجید کو بند کر کے رکھ دیتا۔ ظہر کی نماز کے بعد قرآن مجید کو کھول کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح نماز کے اوقات کے علاوہ صبح سے شام تک طالبعلموں کی طرح قرآن مجید کی عبارات پر متوجہ رہتا۔ کُچھ مُدت کے بعد جب وہ کتاب الٰہی کو کھول کر بیٹھا تو اس نے منزل خوانوں کی طرح قرآن مجید کے اوراق اُلٹنا شروع کئے لیکن زبان سے ایک حرف کی آواز بھی باہر نہ نکالی۔ اس کی معمولات سے شناسا درویش اس کے اس عمل سے حیران ہوئے تو اُس کے اس عمل کے بارے میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ کئی ایک درویشوں نے اس بات کا تذکرہ نوجوان صاحبزادگان کی مجلس میں کیا۔

ایک روز چند صاحبزادگان نے اس سے کہا۔ میاں قائم ! تُو تو اندھا تھا۔ تو نے کسی اُستاد سے کُچھ پڑھا بھی نہیں۔ نہ ہی تم نے ابتدائی قاعدہ کسی سے سیکھا۔ تجھے قرآن مجید پڑھنا کیسے آگیا ؟ میاں قائم نے صاحبزادہ حضرت غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے کان میں آہستہ سے کہا۔ اے حضرت ! آپ کے جد بزرگوار سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لا کر مجھے پڑھاتے ہیں۔

اس کے بعد میاں قائم کی اِس بات کو عام کر دیا گیا۔ جب اس بات کا چرچا عام ہوا تو لوگ میاں قائم کے پیچھے پڑ گئے۔ کوئی کہے کہ میاں قائم یونہی کہتا ہے۔ اسے قرآن پڑھنا آتا ہی نہیں۔ کُچھ لوگ میاں قائم کو مجبور کرتے کہ ہمیں قرآن مجید کی تلاوت سناؤ۔ میاں قائم خاموش رہتا۔ مگر لوگ اُسے تنگ کرتے چلے جاتے۔ ایک روز اُسے بہت مجبور کیا گیا تو اُس نے بلند آواز میں تلاوتِ کلام پاک شروع کر دی۔ میاں قائم کی خوبصورت آواز اعلیٰ لب ولہجہ اور انتہائی نفیس تلفظ کے ساتھ تلاوتِ قرآن مجید سُن کر حاضرین دَنگ رہ گئے۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص136-137

مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ پرنگاہِ کرم

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کاملہ کی بدولت لاکھوں طالبانِ حق فیض یاب ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فیضِ رسانی کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ اس ضمن میں مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم کا واقعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین سوم قبلہ حضرت حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ کے دور (1202ھ تا 1224ھ) کا ہے۔

مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی علاقہ شکار پور (سندھ) کے گرد ونواح میں میاں صاحب پٹ والہ کے کھوٹہ کے قریب ہے۔ پہلے پہل مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ اپنے گاؤں میں مولوی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا کرتے تھے۔ جو حضرت سیّد موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ گھوٹکی والا کے مرید تھے۔ بعد ازاں علم کی مزید تلاش کے لیے مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ قاضی نور احمد بلکانی والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بلکانی والا حضرت حامد محمود مخدوم سیّد محمد راجن علیہ الرحمۃ کے روضہ منورہ کے قریب دریائے سندھ کی کچھی میں ہے۔ مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ عرصہ بعد وہاں پہ سر میں درد شروع ہوگیا۔ ان کا بہتر علاج معالجہ کیا گیا۔ لیکن سر درد بدستور قائم رہا۔ قاضی نور احمد خود بھی نہایت صادق طبیب تھے۔ انہوں نے اپنے علاوہ اور بھی کئی حکیموں اور طبیبوں سے علاج کرایا۔ مگر کسی بھی حکیم وطبیب کا کوئی بھی علاج کارگر نہ ہوسکا۔ مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ سر درد کی تکلیف میں لگاتار مبتلا رہے۔

انہی دنوں سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید سیر کرتے کرتے وہاں پہنچا۔ اِس کی ملاقات مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ مولوی صاحب نے انہیں اپنی تکلیف کا ذکر کیا تو مولوی صاحب کو جواباً کہا گیا کہ اے درویش اگر فلاں مقام پر ہمارے پاس آؤ تو اِن شاء اللہ تمہارا علاج ممکن ہوگا۔ جب مولوی صاحب حسب الحکم وہاں پہنچے تو حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ مُرید نے کہا کہ مولوی صاحب آپکا یہ درد کسی بیماری کا سبب نہیں۔ اس کے لیے حکیموں کا علاج کارگر نہیں ہوگا۔ یہ سر درد ہمارے مُرشد وآقا سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ وکشش کے سبب ہے۔ آپ بے فائدہ تکلیف نہ اُٹھائیں۔ آپ ہمارے مُرشد سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مقدس کی زیارت کریں۔ مزار مقدس کی زیارت کرتے ہی اِنْ شَآءَ اللہ آپ کا درد سر جاتا رہے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اُس مُرید کی باتوں نے مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے دل ودماغ کو متاثر کیا۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس کی حاضری کے لیے روانہ ہوا۔ کئی دنوں کے سفر کے بعد مولوی صاحب دربار عالیہ پر پہنچے۔ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری دیتے اور زیارت کرتے ہی مولوی صاحب کا سر درد جاتا رہا اور اُسے مکمل شفاء نصیب ہوئی۔

مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ دربارِ عالیہ پر اڑھائی سال تک مُعتکف رہے اور فیض حاصل کرتے رہے۔ ان کو نہ صرف شفاء کاملہ نصیب ہوئی بلکہ انہیں مقبولِ خُدا، ولی اللہ اور صاحبِ حضوری کا مقام بھی حاصل ہوا۔

چونکہ مولوی صاحب کافی عرصہ اپنے مُرشد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر رہے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا بھائی میاں مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے خانقاہ معلیٰ پر آیا۔ اس نے اپنے بھائی مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کو واپس اپنے وطن لے جانے کا کہا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ میرا کام نہیں بلکہ یہ سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ورخصت پر منحصر ہے۔ ان کے بڑے بھائی میاں مبارک نے ضد کی تو مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مُرشد سُلطان الفقراء کی خدمت میں عرض گذاری۔ تو ارشاد ہوا کہ مبارک سے کہو کہ واپس چلا جائے۔ تاج محمود تم موسم برسات گذرنے کے بعد ماہ اسوج کا تک میں یہاں سے رخصت ہونا۔ مولوی صاحب نے اپنے بھائی کو واپس بھیج دیا اور خود ماہ کا تک میں رخصت کا شرف حاصل کیا۔

مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ بعد ازاں دو تین مرتبہ حضور فیض گنجور رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آخری مرتبہ بڑھاپے میں جب زیارت کا شرف حاصل کیا تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ میں آنا معاف فرما دیا گیا۔ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے حکم ہوا کہ اے تاج محمود تجھے یہاں پھر آنا معاف کیا گیا ہے۔ اگر تجھے ہماری زیارت کا شوق غلبہ کرے تو خلیفہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ (محمد پور والا) کی زیارت کر لینا۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کو آخری عمر میں تلقین وارشاد کی اجازت عطا ہوئی۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ بوڑھے تھے۔ جو شخص معرفتِ الٰہی کے حصول کی خاطر اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اپنی ایک ہی توجہ سے اُسے مراد کو پہنچا دیتے۔

مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ وطن پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ بعد ازاں وہاں کی بڑی مسجد میں مُعتکف ہوگئے اس مسجد کے ایک گوشہ میں مراقبہ کی صورت میں سر سینے پر رکھ کر اس دارِ فانی سے پردہ پوش ہوئے۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 167 تا 170

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگہبانی

لاہور سے شمال مغرب کی جانب ایک علاقہ ''وِرکوں کی بار'' کے نام سے مشہور تھا۔ حاجی خلیفہ اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے لاہور کے مضافات میں بے شمار آدمی قتل ہوئے۔ جن کی لاشیں بے کفن و دفن رہنے کے سبب بھیڑیوں نے کھائیں۔ اس لیے وہ مردم خور ہو گئے تھے اور اس قدر دلیر ہو گئے تھے کہ سواروں کو گھوڑوں پر سے اُتار کر پھاڑ ڈالتے تھے۔ اس لیے زراعت پیشہ لوگ درختوں پر بیٹھنے کی جگہ بنا کر کھیتی کی حفاظت کرتے تھے۔ ایک رات کھیتی کی نگرانی کی عرض سے حاجی خلیفہ درخت پر بیٹھے تھے۔ جب آدھی رات ہوئی تو نیند نے زور ڈالنا شروع کیا۔ وہ رات چاندنی تھی۔ وہ درخت سے اُتر کر گھر کی جانب روانہ ہوئے۔ گاؤں سے پہلے راستے کے اردگرد دیواریں تھیں۔ اسی رستہ سے مال مویشی بھی گذر کر گاؤں میں پہنچتے تھے۔ حاجی خلیفہ انہیں دیواروں کے درمیان سے گذر رہے تھے کہ دو آدم خور بھیڑیئے ایک سامنے سے اور ایک پیچھے سے اس کی طرف بڑھنا شروع ہوئے۔ ان کے گھیرنے کی وجہ سے خلیفہ صاحب گھبرا گئے۔ دونوں بھیڑیے یکدم حملہ آور ہوئے تو حاجی خلیفہ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجب نظارہ دیکھا۔ کہ ایک بھیڑیا چیختا ہوا ایک دیوار سے باہر جا گرا جبکہ دوسرا بھیڑیا چیختا ہوا دوسری دیوار سے باہر جا گرا جبکہ خلیفہ صاحب بخیریت گھر پہنچ گئے۔

یہ واقعہ حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ضعیف العمری میں خود صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ (مصنف مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ) کو سُنایا۔ انہوں نے مزید دو واقعات بھی بیان کئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مدت بعد مجھے کعبہ شریف کے حج کا شوق دامن گیر ہوا۔ میں روانہ ہوا جہاز میں سوار تھے کہ تقدیر الٰہی سے مخالف سمت سے آنیوالی ہوا کے سبب جہاز کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا۔ غرق ہونے کو تھا کہ قدرت الٰہی سے صحیح سلامت کنارے پر جا پہنچا۔ جب ہم حج سے واپس آ کر گھر پہنچے تو مجھے کسی کامل ہستی سے
رُوحانی فیض حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ میں جابجا تلاش کرتا رہا مگر کسی جگہ سے میرا دل قرار نہ پا سکا۔

ایک رات میں نے خواب میں ایک کامل ولی اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ جس نے مجھے فرمایا کہ بیٹا ! ہماری طرف آؤ میں نے عرض کیا حضرت آپ کون ہیں۔ فرمایا میں سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ میں نے دوبارہ عرض کرتے ہوئے پوچھا آپ کا مکان کہاں ہے۔ فرمایا دریائے چناب کے کنارے۔ دوسرے روز میں نے سفر شروع کیا۔ دریائے چناب کے کنارے کنارے پوچھتا پوچھتا خانقاہ مقدس پر پہنچ گیا۔ خانقاہ مقدس پر ادب آداب اور عقیدت مندی سے کافی دن گذارنے کے بعد واپسی کا ارادہ کیا۔ ابھی میں خانقاہ مقدس میں ہی تھا تو مجھے فرمایا حاجی ! تُم ہم سے جدا ہونا چاہتے ہو ؟ تمہیں واپس جانے کی اجازت نہیں۔ تم بہت عرصہ ہمارے پاس رہو گے۔ ہم اسی

رات سے تمہارے نگہبان بن کر جا بجا تمہاری حفاظت کرتے آئے ہیں۔ جس رات تمہیں دو بھیڑیوں نے آگے پیچھے سے گھیر لیا تھا۔ ہم نے ان میں سے ایک کو ایک دیوار پر سے اور دوسرے کو دوسری دیوار پر سے باہر پھینک دیا تھا۔ تم کعبہ شریف کا حج کرنے گئے تو تمہارے سفر کے دوران تمہاری خاطر ٹوٹے ہوئے جہاز کو صحیح سلامت کنارے پہنچایا اور تمہاری رہبری کر کے تمہیں یہاں تک لے آئے۔ تمہیں ہماری محافظت کا احساس نہیں۔

حاجی خلیفہ کو سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ وقت حضوری حاصل تھی۔ وہ جس وقت بھی چاہتے حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری حاصل کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کر کے جواب حاصل کرتے۔ سینکڑوں آدمی حاجی خلیفہ سے سوال کیا کرتے جن کا جواب فوری طور پر دے دیا کرتے۔

صاحبزادہ سُلطان حامد لکھتے ہیں کہ اِن دنوں میں عاقل بالغ یا قریباً بالغ تھا تو حاجی خلیفہ ضعیف العمر تھے۔ ہم دونوں بھائی یعنی مخدوم حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ اور سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ حاجی خلیفہ سے علیحدگی میں سوال پوچھتے جن کا مناسب جواب تھوڑی دیر کے مراقبہ کے بعد دے دیتے۔

حاجی خلیفہ نے سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ظاہری حیات کا بقیہ حصہ دربار عالی پر ہی بسر کیا۔ اُن کا جنازہ دربار شریف پر ہی ہوا اور یہیں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ ان کا وصال سجادہ نشین چہارم حضرت سلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے دور میں ہوا۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص408-409

موسیٰ ڈبورا پر مہربانی

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی رحمت کے دروازے کھولے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مجلس میں خود ہی بلایا خود ہی دستِ بیعت فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے فیضان کے دروازے کھول دیئے۔ اُس روز سے تا حال حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی فیض جاری و ساری ہے۔ طالبانِ حق جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف نصیب ہوتا ہے اور جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ معلیٰ پر حاضر ہوتے ہیں ان پر تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فیض رسانی فرماتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے واقعات بھی موجود ہیں جن سے یہ بات منظرِ عام پر آچکی ہے کہ بعض شخصیات کے من میں طلب نہ ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خود ہی اپنے دربارِ معلیٰ پر بُلایا اور پھر انہیں رُوحانیت سے فیض یاب فرمایا۔ ایسا ہی ایک واقعہ موسیٰ ڈبورا کا ہے۔ صاحبِ مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ نے انکا ذکر اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔

موسیٰ ڈبورا کچھی روجھان کے جنوب کا رہنے والا تھا۔ اس کی قیمتی گھوڑی چور چوری کر لے گئے۔ اس گھوڑی کی تلاش میں وہ شمالی جانب روانہ ہوا۔ تلاش کرتے کرتے وہ گاؤں سیوا میں پہنچا۔ تھکا ماندہ کسی کے ڈیرہ پر رات گذارنے کے لیے ٹھہرا۔ گاؤں سیوا جو اُس وقت حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ معلیٰ کی جانب مغرب تھا۔ موسیٰ ڈبورا تھکاوٹ کی وجہ سے جلد سو گیا۔ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ ڈبورا کو خواب میں زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا پریشان مت ہو۔ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمہارا مسئلہ حل کر دیں گے۔ موسیٰ ڈبورا نے پوچھا حضرت آپ کون ہیں ؟ فرمایا میں باھُو ہوں۔ موسیٰ ڈبورا اُسی وقت جاگے اور باقی رات بیقراری اور انتظاری کیفیت میں بسر کی۔ صبح ہوئی تو وہاں کے باشندوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے پوچھا۔ وہاں سے روانہ ہوا۔ بڑی ہی بیتابی کے جذبہ کے ساتھ کُچھ دیر بعد مزار شریف پر حاضر ہوا۔

موسیٰ ڈبورا کے حاضر ہوتے ہی سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اُس پر ایسی توجہ فرمائی کہ وہ صاحب احوال عالی بن گیا۔ اس پر ہزار ہا اسرارِ الٰہی منکشف ہوئے اور اپنے وقت کا ولی اللہ بن گیا۔ وہ میاں موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے دربارِ معلیٰ سے رخصت کا شرف حاصل کیا اور اپنے آبائی علاقہ کی جانب روانہ ہوئے جہاں ہزار ہا لوگوں کو رُوحانی فیض عطا فرمایا۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 141

چور سے قطب بنانے کا واقعہ

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا موجودہ مزار مبارک تیسرے مقام پر منتقل شدہ ہے۔ پہلا مزار مبارک قلعہ قہرگان میں تھا۔ دوسرا مزار مبارک پپل والے کنویں کی حویلی میں تھا۔ وہ مقام موجودہ دربار عالیہ کی جانب جنوب مشرق دریائے چناب کے کنارے پر ہے۔ اس مقام کو اَب پرانا دربار شریف کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ واقعہ اُس دور کا ہے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک دوسرے مقام پر تھا۔ وہ حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چہارم (1224ھ تا 1264ھ) کا دور تھا۔

ایک روز علاقہ کانڈیوال تحصیل چنیوٹ کا ایک قد آور جوان جس کا پیشہ ہی چوری، ڈاکہ زنی تھا علاقہ احمد پور سیال (جو کہ دربار شریف سے کچھ فاصلہ پر ہے اور اب ضلع جھنگ کی ایک تحصیل ہے) میں پہنچ گیا۔ اُس نے وہاں سے دن دیہاڑے کسی وڈیرے کی خاص ماہری (اونٹنی) چُرالی۔ اُس پر سوار ہو کر اس کو جھنگ کی جانب دوڑانا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں احمد پور سیال میں اِس واردات کی خبر پھیل گئی۔ کئی ایک آدمی جلدی جلدی گھوڑوں پہ سوار ہوئے اور چور کا پیچھا شروع کر دیا۔ اسی دوڑ دھوپ میں چور دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچ گیا تو گھوڑ سوار چور کے قریب آ گئے۔ گھوڑ سواروں نے کچھ فاصلہ سے جب چور کو للکارا تو اُن کی آواز سُن کر اونٹنی بیٹھ گئی۔ چور کی کوشش کے باوجود وہ نہ اُٹھی۔ اونٹنی سے اُتر کر چور دربار عالیہ کی حویلی کی جانب دوڑا۔ گھوڑ سوار بھی گھوڑوں سے اُتر کر اُس کے پیچھے بھاگے۔ چور دوڑتا ہوا دربار عالیہ میں داخل ہوا۔ اُس کے پیچھے آنے والے لوگوں کا جتھہ بھی دربار شریف کی جانب لپکا۔ چور نے گھبرا کر مزار شریف کی چادر میں چھپنے کی جسارت کی۔ جتھے کے لوگ اُسے پکڑنے کے لئے دربار عالیہ کے اندر دوڑے۔ دوپہر کا وقت تھا جتھے کا جتھہ تلاش کرتا رہا مگر انہیں چور کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ کافی دیر کی جدوجہد اور تلاش کے بعد حیران و پریشان حویلی سے باہر آ کر آپس میں تبصرہ کرنے لگے۔ اسی دوران حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین) اُن کے پاس تشریف لائے۔ اُن سے پوچھا کہ کیوں پریشان ہو اور کیا مسئلہ ہے ؟ انہوں نے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ چور ہماری آنکھوں اور ہاتھوں سے غائب کس طرح ہو گیا ہے۔ ؟ اُن کی گفتگو سُننے کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گھبراہٹ کی آخری حد پہ پہنچے ہوئے چور نے حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی پناہ چاہی اور حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے پناہ دے دی ہے۔ وہ اب تمہیں نہیں مل سکتا۔ آپ تشریف لے جائیں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کو سمجھدار لوگوں نے تو تسلیم کر لیا مگر کچھ نوجوان بھانت بھانت کی باتیں کرنے لگے۔ جس پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے مخاطب ہو کر سوال کیا کہ چور تمہاری کیا چیز چُرا کر لایا ہے۔ ؟ انہوں نے جواباً کہا کہ اونٹنی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ وہ اونٹنی کہاں ہے ؟ انہوں نے اشارہ کرکے بتایا کہ وہ کھڑی ہے۔حضرت صاحب ﷫ نے پھر فرمایا کہ مجھے دِکھاؤ کہ وہ اونٹنی واقع تمہاری ہی ہے ؟ وہ حضرت صاحب ﷫ کو ساتھ لے کر اس کے پاس پہنچے تو سب نے دیکھا کہ وہ اونٹنی نہیں بلکہ اونٹ ہے۔اس پر وہ بہت پشیمان ہوئے اور واپس چل دیئے۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ حضرت صاحب ﷫ نے اپنے ایک فقیر کو حکم فرمایا کہ انہیں واپس بلا لاؤ۔ جب وہ دوبارہ حاضر ہوئے تو حضرت صاحب ﷫ نے اُن سے فرمایا کہ یہ اونٹنی تمہاری ہی ہے اسے لیتے جاؤ۔انہوں نے دیکھا تو وہ اونٹ نہیں بلکہ واقعی اُنہی کی اونٹنی تھی۔اس طرح وہ اپنی اونٹنی لے کر چل دیئے۔

بعدازاں حضرت سُلطان غلام باھُو ﷫ دربار شریف میں تشریف لے گئے اور تھوڑی ہی دیر بعد اُس شخص کو ساتھ لے کر باہر آ گئے۔ وہ شخص چور کی صورت میں دربارِ حق باھُو ؒ میں داخل ہوا تھا۔لیکن باہر آیا تو قطب کا مقام حاصل کر چکا تھا۔اُس شخص کا نام رحمت علی تھا جبکہ اُسے رحموں کے لفظ سے پکارا جاتا تھا۔دربار عالیہ سے باہر آیا تو اُسے میاں رحمت ﷫ کا نام عطا ہوا۔ یہ واقعہ 1815ء تا 1845ء کے عرصہ کے دوران کا ہے۔اس وقت میاں رحمت ﷫ کی عمر اندازاً چالیس پچاس (40, 50) برس کی تھی۔ دربار شریف سے باہر آ کر میاں رحمت ﷫ نے سجادہ نشین حضرت سُلطان غلام باھُو ﷫ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

دربار عالیہ سے فیضیاب ہونے اور سجادہ نشین کے دست بیعت ہونے کے بعد حضرت میاں رحمت ﷫ نے دریا جہلم کے کنارے چلتے چلتے موضع ٹھٹھہ نون (نزد وَاڑھی تحصیل شاہ پور) میں گاؤں سے باہر شیشم کے ایک درخت کے نیچے ڈیرہ جما لیا۔ وہاں ذکر وفکر اور سُکر کی حالت میں ایک ہی جگہ تقریباً ایک سال گذار دیا۔ بعدازاں بارہ سال پانی میں، بارہ سال قلندری اور بارہ سال سیلانی صورت میں گذارا۔اس تمام تر عرصہ کو گزار چکے تو حضرت سُلطان باھُو ؒ نے انہیں باطنی طور پر ایک مقام کا نقشہ دکھا کر حکم فرمایا کہ اس مقام پر رہائش پذیر ہوں۔ حضرت میاں رحمت ﷫ جہاں رہائش پذیر ہوئے۔اُس جگہ کا نام ''میاں دی کھوہی'' ہے۔ چنیوٹ سرگودھا روڈ پہ آباد احمد نگر سے شرقی جانب جانے والے تخت ہزارہ روڈ پر احمد نگر سے 18 کلومیٹر کے فاصلہ پر مقام اچھروال ہے اچھروال کی جانب جنوب دو کلومیٹر کے فاصلہ پر آباد ''میاں دی کھوہی'' کے مقام پر حضرت میاں رحمت ﷫ نے 1911ء میں تقریباً ایک سو چالیس سال کی عمر میں وصال فرمایا۔میاں رحمت ﷫ نے ظاہری طور پر تعلیم حاصل نہ کی۔ جبکہ حق باھُو ؒ سے فیض پانے کے بعد حضرت میاں رحمت نے کئی عنوانات سے بہت سا کلام لکھا۔ جن میں جنگ نامہ (کربلا)، مداح (مولا علی ؓ، غوث پاک ؒ، حضرت باھُو ؒ)، ہیر رانجھا، مرزا صاحبہ، مہینے، دن، سی حرفی، کافی اور کھلے اشعار۔

حضرت میاں رحمت ﷫ نے دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو ؒ سے فیض حاصل ہونے کا تذکرہ اپنے منظوم کلام کے ذریعے اس طرح بیان کیا:-

ڈاچی رَڑے تے بہہ گئی مار گوڈے جدوں صد سُنیا پچھوں واہر دا اے
سوٹے مار دے چور تے اُٹھدی نہ اُتوں کڑکدا وقت دوپہر دا اے

چور ڈاچی نوں چھڈ کے بھج وگے پچھے لگیا کٹک سرکار دا اے

رحمت بھج کے وڑ محل اندر پیا صد سُلطان نوں مار دا اے

جدوں وچ محل دے جا وڑیا اگوں پنج بیٹھے نظریں آوندے نی

نبیؐ، علیؓ، فاطمہؓ، پیر میراںؒ، پنجواں باھُو سُلطانؒ فرماوندے نی

باری کھول کے لنگھ آ توں اگاں، پنجے نال سلوک بُلاوندے نی

رحمت گھت کے پردہ اوہ کج لیندے، ویکھ چور دا قطب بناوندے نی

حضرت میاں رحمت علیہ الرحمۃ نے دربار عالیہ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنے کے بعد ایک سال حالت سکر میں گذارا۔ جس کے بعد تمام عمر غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں آنسو بہاتے ہی گذار دیے۔ ان کی عمر کے اس حصہ میں کوئی لمحہ ایسا نہ گذرا جو غم حسین رضی اللہ عنہ سے خالی ہو۔ یہاں تک کہ کفن میں بھی ان کی گالوں پہ آنسو موجود تھے۔ حضرت میاں رحمت علیہ الرحمۃ کے مزار سے ہزاروں لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت میاں رحمت علیہ الرحمۃ ایک بھگوڑے چور کی صورت میں دربار عالیہ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ میں داخل ہوئے۔ وہ صرف اور صرف وجودی پناہ چاہتے تھے۔ اِس کے علاوہ کوئی مزید خواہش و تمنا نہ رکھتے تھے۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں وجودی پناہ بھی عطا فرمائی اور رُوحانی فیوض و برکات سے بھی نواز کر اعلیٰ مقام پر براجمان فرمایا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح ظاہری حیات میں لاکھوں لوگوں کو فیوض و برکات سے نوازا اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے لاکھوں لوگ فیوض و برکات حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سُلطان الفقرا ہیں۔ فقراء کی نشانی آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان فرماتے ہیں:-

ع نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ قبر جنہاں دی جیوے ھُو

حوالہ

(1) میاں غلام عباس (سجادہ نشین) دربار میاں رحمت علیہ الرحمۃ تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ (راوی)

بیر حضوری کا اپنے طور چلنا

حضرت سُلطان باھُو ؒ نے دربار عالیہ میں حضوری دروازہ کی دہلیز کے قریب بیری کا درخت تھا۔ جو لوگ زیارت کرنے جاتے انہیں تکلیف ہوتی۔ خلیفے اور مجاور حضور ؒ کے ادب کے سبب درخت مذکور کا کاٹنا جائز خیال نہ کرتے۔

ایک روز ظہر یا عصر کے وقت ایک نابینا شخص خانقاہ مقدس کی زیارت کرنے کے لیے گیا۔ اس درخت کا تنا اُس کی پیشانی میں لگا۔ اس نابینا شخص کو زخم ہو گیا اور اس کا خون بہنے لگا۔ خلیفوں اور مجاوروں نے اُسے تسلی دی اور اس کا علاج کرایا۔ اس واقعہ کے بعد خلیفوں اور مجاوروں نے یہ ٹھان لی کہ کل صبح بعد از اں نماز فجر اس درخت کو کاٹ ڈالنا چاہیئے تا کہ آئندہ زیارت کرنے والوں کو دِقت نہ ہونے پائے۔ تمام فقیر اس فیصلہ پر متفق ہوئے اور پھر اپنے اپنے حجروں میں چلے گئے۔ اُسی رات مُکاشفہ خاص میں خلیفہ محمد صدیق ؒ جو اس مشورہ اور فیصلہ میں شامل تھے کو حضرت سُلطان باھُو ؒ نے زیارت کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے محمد صدیق ! ہماری بیر کے درخت کو کیوں کاٹتے ہو ؟ وہ یہاں سے خود بخود دُور جا کر کھڑا ہو گا۔ خلیفہ محمد صدیق ؒ نے راتوں رات تمام خلیفوں اور مجاورں کو آپ ؒ کا فرمان پہنچا دیا کہ ہماری بیر کا درخت کیوں کاٹتے ہو ؟ وہ خود بخود اپنے پاؤں چل کر دُور جا کھڑا ہو گا۔

صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ بیر کا وہ درخت واقعی اپنے اصلی مقام سے دس قدم دُور کھڑا ہے۔ اس روز سے اس درخت کا نام حضوری بیر ہے۔ حضوری بیر کا میوہ زیارت کے لئے آنے والے ہزار ہا لوگ بطور تبرک لے جاتے ہیں۔ اُسے بیماروں کی شفا، حصول اولاد اور تبرک کے طور پر کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنی مُرادیں پاتے ہیں۔

حوالہ

(1) سُلطان حامد ؒ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 163-164

باب پنجم

دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ

ضلع جھنگ پاکستانی پنجاب کے وسط میں واقع ہے۔ دریائے جہلم اور دریائے چناب کا سنگم بھی ضلع جھنگ میں تریموں ہیڈ کے مقام پر ہورہا ہے۔ تریموں کے مقام سے آگے یہ دونوں دریا ایک ہی دریا کی صورت میں رواں ہیں۔ جسے عام طور پر دریا چناب کہا جاتا ہے۔ جھنگ شہر سے 56 کلومیٹر جانب جنوب مغرب دریائے چناب کی بائیں جانب ضلع جھنگ کی مشہور تحصیل شورکوٹ واقع ہے۔ شورکوٹ قدیمی شہر ہے۔ 900 قبل مسیح کے فرعون مصر کی حکمرانی میں شورکوٹ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ شورکوٹ کئی بار آباد ہوا اور کئی بار تباہ ہوا۔ اِس کی آبادی و بربادی کی پرانی تاریخ ایک بہت بڑے بھڑ کی صورت میں آج بھی شورکوٹ شہر میں موجود ہے۔

مغل بادشاہ شاہجہان کے دورِ حکومت میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ جب ملتان میں رہائش پذیر تھے تو اِسی عرصہ میں ملتان کے صوبیدار اور امروٹ کے راجہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔ نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ صوبیدار ملتان نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ صوبیدار ملتان کی روانگی سے پہلے تن تنہا راجہ امروٹ کے دربار میں پہنچے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے راجہ امروٹ کا سر قلم کیا اور اُسے صوبیدار ملتان کو پیش کیا۔ اِس واقعہ کی اطلاع سلطنت دہلی میں شاہجہان کے پاس پہنچی۔ شاہجہان نے اس منفرد بہادری پر خوش ہو کر حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کو رہائش کیلئے شورکوٹ میں مکان دیئے۔ علاوہ ازیں خرچ کے لئے قلعہ قہرگان اور وسیع رقبہ دیا۔

حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ اور آپ علیہ الرحمۃ کی زوجہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے 1039ھ بمطابق 1629ء میں شورکوٹ کو اپنا جائے مسکن بنایا۔ حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ اور حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے شورکوٹ میں رہائش پذیر ہونے کے بعد اپنی ظاہری حیات مبارکہ کا بقیہ حصہ شورکوٹ میں ہی گذارا۔

حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کا وصال 1056ھ بمطابق 1646ء میں شورکوٹ میں ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک شورکوٹ میں موجود ہے۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا وصال 1080ھ بمطابق 1669ء میں ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کے پہلو میں ہے۔ شورکوٹ شہر میں واقع اِس مقام کو ''دربار مائی باپ'' کہا جاتا ہے۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اور والد محترم علیہ الرحمۃ کے مزارات ایک ساتھ ہونے کی بنا پر اُسے ''دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ'' کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا مدفن کہاں ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کا مزار مُبارک کہاں پر واقع ہے ؟ اِس حوالہ سے مناقبِ سُلطانی میں دو مختلف رائے موجود ہیں۔ صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ نے اس حوالہ سے یوں تحریر کیا ہے :-

''کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا مزار شریف ملتان کے گردونواح میں شہر بوستان اور لطیف آباد کے نزدیک سیّد صاحبوں کے بی بی پور کے قبرستان میں ہے'' (1)

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کی اِس تحریر کے ساتھ ہی دوسری رائے اس طرح تحریر شدہ ہے :-

''بعض کی یہ رائے ہے کہ جو مزار حضرت سُلطان بازید محمد علیہ الرحمۃ کے قریب ہے یہی حضرت سُلطان العارفین کی والدہ ماجدہ کا مزار ہے۔'' (2)

مناقبِ سلطانی کے ذریعے پیش کردہ اِن دو رائے کی بنا پر عام قاری پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ قاری کے دماغ میں کم از کم دو سوال ضرور جنم لیتے ہیں۔ (i) حضرت بازید محمد علیہ الرحمۃ کے دربار شریف میں محل کے اندر آپ علیہ الرحمۃ کے مزار کے پہلو میں دوسرا مزار کس ہستی کا ہے ؟ (ii) شورکوٹ میں اگر حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے صرف والدگرامی ہی کا مزار مبارک موجود ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک علاقہ ملتان میں ہے تو پھر شورکوٹ میں واقع دربار شریف کو دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کیوں کہا جاتا ہے ؟

جہاں تک شورکوٹ میں واقع دربار شریف کے نام کا تعلق ہے، تو یہ شروع سے ہی اسی نام سے یعنی دربار مائی باپ رحمۃ اللہ علیہ پکارا جاتا چلا آرہا ہے۔ اس کے نام کی تبدیلی کے بارے میں آج تک نہ کہیں پڑھا ہے نہ ہی سُنا۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی سے واپس تشریف لائے تو اُس وقت والدہ ماجدہ حیات تھیں اور اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ اِس صورت حال میں ڈاکٹر سُلطان الطاف علی نے باوزنی دلیل کے ساتھ اپنی رائے یوں تحریر کی ہے :-

'' ظاہر ہے کہ والدہ محترمہ کے انتقال کے وقت حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے اور بڑی عمر میں ہی تھے تو یقیناً انہوں نے اپنی والدہ محترمہ کو اپنے والد مرحوم کی قبر کے پہلو میں ہی دفن کیا ہوگا نہ کہ کسی دُور دراز کے علاقے میں'' (3)

شورکوٹ شہر کے تحصیل چوک میں سے جانب مغرب جانے والی سڑک جو بھڑ کے پہلو سے گذر رہی ہے اِس پر تحصیل چوک سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر دائیں جانب ایک گلی ہے۔ جس کے آخر میں دائیں جانب ''دربار مائی باپ'' واقع ہے۔ دربار مائی باپ صرف چند مرلہ اراضی پر محیط ہے۔ گلی سے تقریباً پانچ فٹ بلند ''دربار مائی باپ'' کی جانبِ شمال گلی ہے۔ جانب مشرق وجنوب رہائشی مکانات ہیں۔ جانب مغرب چند مرلہ کا صحن ہے جس میں بیری کے بڑے درخت کی گھنی چھاؤں ہے۔ اِس صحن کے ساتھ جانب جنوب مسجد موجود ہے۔ جس کے صحن میں وضو کی جگہ اور چند ایک لیٹرینیں ہیں۔

دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اور دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کی سجادہ نشینی کے فرائض مورخہ 1931-08-06 تک ایک ہی

ہستی سرانجام دیتی رہی یعنی دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہی دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کی سجادہ نشینی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہفتم حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ نے اپنے وصیت نامہ مورخہ 13-07-1931 کے ذریعے دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا آئندہ سجادہ نشین اپنے چھوٹے فرزند حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کو نامزد فرمایا جبکہ ''دربار مائی باپ'' کا آئندہ سجادہ نشین اپنے بڑے فرزند حضرت نور حسن رحمۃ اللہ علیہ کو نامزد فرمایا۔ حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہفتم کا وصال مورخہ 06-08-1931 کو ہوا۔ اُن علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین ہشتم کی ذمہ داری حضرت نور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالی۔

دربار مائی باپ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہشتم حضرت نور حسن رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دربار عالیہ (پُرانا) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں واقع پردہ سرائے میں 4 جنوری 1907ء کو ہوئی۔ انہوں نے مورخہ 06-08-1931 کو منصف سجادہ نشینی سنبھالا تو اُس وقت اُن کی عمر 24 سال 7 ماہ 2 دن تھی۔

دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کا منصب سجادہ نشینی حاصل ہونے کے باوجود حضرت نور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے شورکوٹ کو اپنا جائے مسکن نہ بنایا۔ جبکہ حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ نے اپنے وصیت نامہ کے ذریعے اُنہیں دربار مائی باپ رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کے علاوہ وہاں پر موجود مکان بھی دیا تھا۔ مگر حضرت نور حسن رحمۃ اللہ علیہ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے قرب وجوار میں ہی رہائش پذیر رہے۔ وہ 15 سال 6 ماہ 21 دن منصب سجادہ نشینی پر فائز رہنے کے بعد مورخہ 27-02-1947 کو اس دارِفانی سے رخصت ہوئے تو اُن کی عمر چالیس سال ایک ماہ تئیس دن تھی۔ اُس وقت اُن علیہ الرحمۃ کی اولاد کمسن تھی۔ سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ نے اُن کی اولاد کی پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری احسن طریق سے نبھائی۔

حضرت نور حسن علیہ الرحمۃ کے تین فرزند (سُلطان با عبدالمجید۔ حمید سُلطان۔ محمد نذیر سُلطان) تھے۔ اُن کے بڑے فرزند صاحبزادہ سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 02-12-1930 کو ہوئی تھی۔ حضرت نور حسن رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت اُن کے بڑے فرزند صاحبزادہ سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ بھی نابالغ تھے۔ صاحبزادہ سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے نابالغی کی عمر میں ہی دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کی سجادہ نشینی کا منصب سنبھالا۔ صاحبزادہ سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سکونت دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کے قرب وجوار میں منتقل نہ کی۔ اُن کی اولاد بھی اپنے باپ دادا کی روش پہ قائم ہے۔ حضرت سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ 60 سال 11 ماہ 18 دن منصب سجادہ نشینی پر فائز رہنے کے بعد مورخہ 19-02-2008 کو اس دارِفانی سے رخصت ہوئے۔ اُن کا مزار اپنے والد کے پہلو میں دربارِ عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی حدود میں موجود ہے۔

حضرت نور حسن رحمۃ اللہ علیہ کی آل اولاد نے اپنی سوچ فکر کا رُخ فقر کی بجائے سیاست و دُنیاداری کی جانب موڑ لیا۔ اُن کی نظریں یونین ناظم۔ ضلعی ناظم۔ ایم این اے۔ سینیٹر اور وزارت پر ہی رہتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ 'دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ' کے انتظام وانصرام پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ نصف صدی سے 'دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ' کی صورتِ حال وہی کی وہی ہے۔ صرف مسجد کی تعمیرِ نو کی گئی۔

'دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ' شورکوٹ شہر میں موجود ہے۔ چونکہ شورکوٹ میں سجادہ نشین 'دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ' کی رہائش گاہ ہی نہیں علاوہ ازیں سجادہ نشین ہفتہ میں کوئی مخصوص دن بھی 'دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ' پر نہیں گزارتے اِس لیے زائرین سجادہ نشین کی زیارت کے شرف سے مسلسل محروم چلے آ رہے ہیں۔

حضرت سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین نہم 'دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ' کے تین فرزند (صاحبزادہ مقبول سُلطان، صاحبزادہ محبوب سُلطان اور صاحبزادہ حبیب سُلطان) ہیں۔ حضرت سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں اپنے جانشین کی نامزدگی کیلئے نہ تو کوئی وصیت نامہ تحریر یا رجسٹرڈ کرایا اور نہ ہی قبیلہ برادری کو بُلا کر اپنے کسی فرزند کو اپنا جانشین نامزد کرنے کا اعلان فرمایا۔ چونکہ حضرت سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اچانک بیمار ہوئے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے اس لیے وہ اپنے جانشین کی نامزدگی جیسے اہم کام کو سرانجام نہ دے سکے۔

حوالہ جات

(1) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 129

(2) سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 129

(3) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔ باھُوؒ نامہ (لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد۔ س۔ن) ص 47

حدود اربعہ دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ

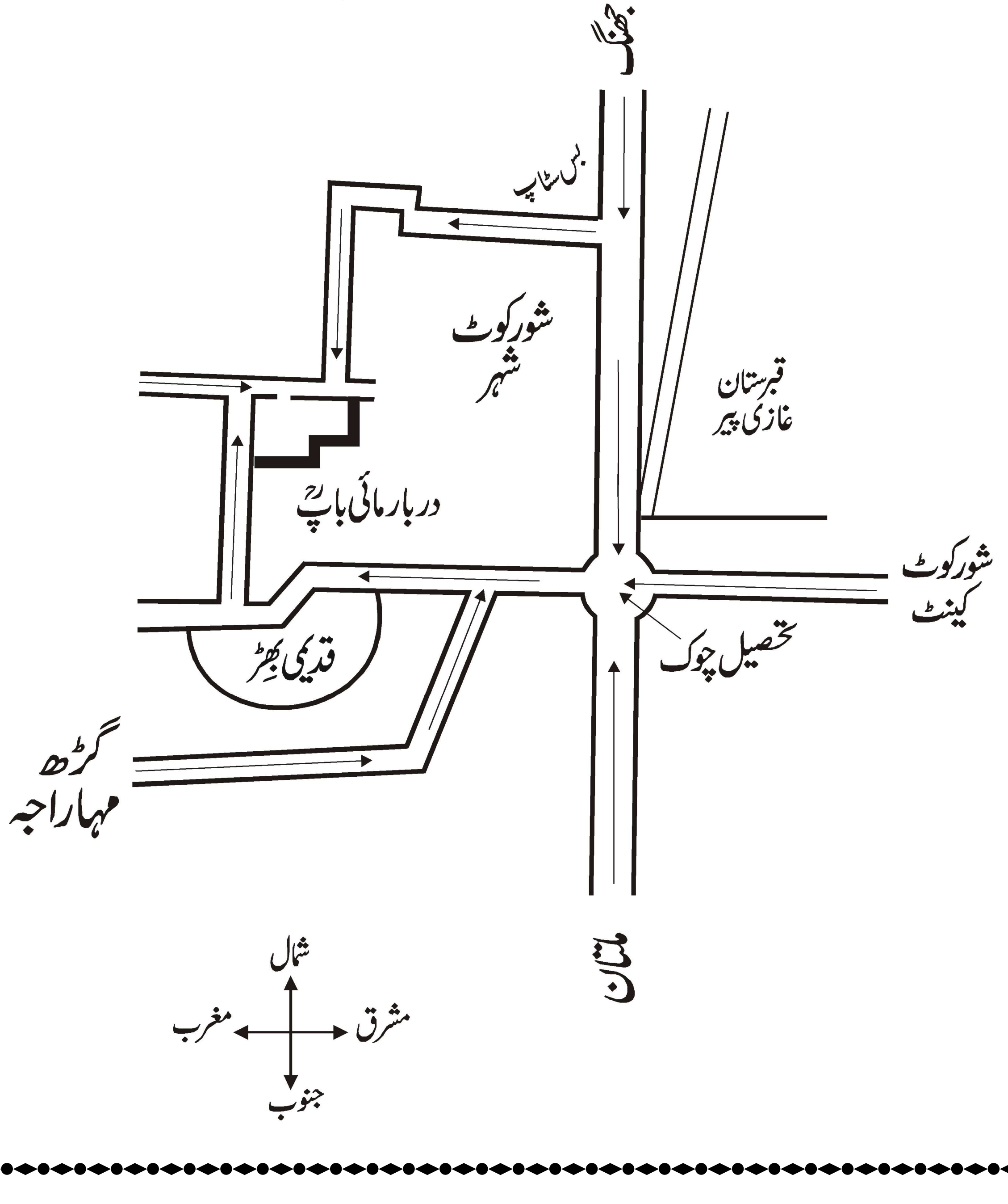

وصال حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

اللہ تعالیٰ ربُ العالمین بھی ہے اور خالقِ کائنات بھی۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے کائنات بنائی۔ اس دُنیا کے کھیل تماشہ کو رونق افروز بنانے کیلئے انسان کو تین گروہوں میں تقسیم کیا۔ اس تقسیم کی وضاحت روزِ محشر کو ہوگی۔ اس بارے میں اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:-

وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (1)

ترجمہ:- تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ دائیں بازو والے سو دائیں بازو والوں کا کیا کہنا۔ اور بائیں بازو والے تو بائیں بازو والوں کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانا۔ اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں۔ وہی تو مقرب لوگ ہیں۔

دائیں ہاتھ والوں کو جنت میں مقام ملیں گے۔ جہاں انہیں ہر قسم کی نعمت میسر ہوگی۔ اس گروہ میں وہ لوگ شامل ہوں گے۔ جنہوں نے اس فانی دُنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام کی فرمانبرداری کرتے ہوئے نیک اعمال کئے ہوں گے۔ ناانصافی، ظلم و زیادتی اور بداعمالیوں سے بچے رہے ہوں گے۔

بائیں ہاتھ والے گروہ میں وہ لوگ شامل ہونگے۔ جنہوں نے اس فانی دنیا کو ہی اپنی منزل بنائے رکھا۔ دُنیاوی جاہ وجلال اور مال وزَر کے حصول کے علاوہ اپنی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اللہ تعالیٰ اور اُسکے انبیاء کرام کے فرامین اور احکامات کو پسِ پشت ڈالے رکھا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ذات باری تعالیٰ فرماتے ہیں:-

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ (2)

ترجمہ:- جو کافر ہیں ان کیلئے دُنیا کی زندگی محبوب و دل پسند کر دی گئی ہے۔ ایسے لوگ ایمان والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

اُن لوگوں کو دوزخ میں دھکیلا جائے گا جہاں پر وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ تیسرا گروہ آگے والوں کا ہوگا۔ آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں۔ روزِ محشر ان کا نور ان کے آگے آگے چلے گا۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہر رضا پر راضی ہوتی ہیں۔ دُنیاوی جاہ وجلال تو کُجا یہ تو ہر طرح کی مادہ پرستی سے بھی دُور دُور رہتی ہیں۔ یہ ہر نیک کام کرنے کو ترجیح دیتی ہیں اور ہر بُرائی سے محفوظ رہنے کیلئے نفسانی خواہشات کو ظاہری حیات میں ہی دفن کر دیتی ہیں۔ ہر لمحہ ذکر و فکر میں گذارتی ہیں۔

قُربِ الٰہی ان کی منزل ہوتی ہے۔ایسے نیکوکاروں کے بارے میں ذاتِ باری تعالیٰ کا فرمان یوں ہے:-

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (3)

اور اللہ نیک عمل لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔

ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے، انہیں دوست رکھتا ہے اور انہیں اپنا مقرب بنالیتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنا مقرب بنا کر انہیں اپنے نور کی طرف لے جاتا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (4)

ترجمہ:- ذاتِ باری تعالیٰ نور ہی نور ہے۔اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے لے جاتا ہے۔

انسانی قلب میں موجود نفس انسان کو اپنی منشاء و مرضی سے چلاتا ہے۔جس انسان کے قلب میں جس قسم کا نفس ہوگا اس شخص کا ہر قول و ہر فعل اسے کے طور طریقہ اور اُسی کی ہدایت و منشاء کے مطابق ہوگا۔جس انسان کے قلب میں نفسِ امارہ ہوگا وہ ایسے امور سرانجام دے گا۔ جنکے سبب روزِ محشر اُسے بائیں بازو والے گروہ میں شامل ہونا پڑے گا۔ذاتِ باری تعالیٰ کے فرمان کے مطابق نفس امارہ بُرائی ہی تو سکھاتا ہے۔

جس انسان کے قلب میں نفس لوامہ کی حکومت ہوتی ہے وہ نیک و صالح اعمال سرانجام دیتا ہے۔اس کی زبان و ہاتھ سے خلقِ خدا محفوظ رہتی ہے۔اس کی کوشش رہتی ہے کہ ایسے کام کرے جن کی بناء پر اُسکی نیکیوں میں اضافہ ہو۔نفس لوامہ والے لوگ روزِ محشر دائیں بازو والے گروہ میں شامل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے مقربین کے قلب میں نفس مطمئنہ موجود ہوتا ہے۔ان کے قلب و نفس اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہی راضی و مطمئن رہتے ہیں۔وہ ہر وقت و ہر لمحہ ذِکر باری تعالیٰ میں مشغول رہتے ہیں۔ان کی ظاہری آنکھوں کے ساتھ ساتھ قلب کی آنکھیں بھی کھُلی ہوتی ہیں۔اگر وہ اپنی ظاہری آنکھیں بند بھی کرلیں تب بھی ان کی قلبی آنکھیں کھُلی رہتی ہیں۔ قُربِ الٰہی اور دیدارِ ذات ان کی زندگی کا واحد مقصد ہوتا ہے۔ایسی ہستیاں روزِ محشر اس گروہ میں شامل ہوں گی جو گروہ آگے والا ہوگا اور ان کا نور اُن کے آگے آگے ہوگا۔

روزِ محشر سے قبل یہ کائنات اختتام پذیر ہو جائے گی اس کائنات میں موجود ہر کسی کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑے گا۔اس حوالہ سے اللہ ربُ العالمین کا فرمان ہے:-

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ (5)

ترجمہ:- ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔موت کا ذائقہ چکھنے سے ہر نفس پر ایک جیسے اثرات نہیں ہوتے۔ جس قسم کا نفس ہوگا اس پر موت کے ذائقے کا اثر بھی ویسا ہی ہوگا۔موت کا ذائقہ چکھنے سے نفس امارہ مرجاتا ہے۔یعنی جس شخص کے قلب میں نفسِ

امارہ ہوتا ہے وہ موت کا مزہ چکھنے سے مر جاتا ہے۔ نفسِ لوامہ موت کا مزہ چکھنے سے مرتا نہیں بلکہ منتقل ہوتا ہے۔ یعنی جس انسان کے قلب میں نفسِ لوامہ ہوتا ہے وہ مرتا نہیں بلکہ انتقال کرتا ہے۔ اس حوالہ سے ذاتِ باری کا فرمان درج ذیل ہے:-

وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ (6)

ترجمہ:- تمہارے لیے ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سپُرد ہونے کی۔

نفسِ لوامہ کے حامل لوگ خوش قسمت ہوا کرتے ہیں۔ ان کی خوش قسمتی کا اندازہ اس بات سے عیاں ہے۔ کہ اللہ ربُ العالمین اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں نفسِ لوامہ کی قسم اُٹھاتا ہے:-

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ (7)

ترجمہ:- میں قسم کھاتا ہوں نفسِ لوامہ کی۔

جن شخصیات کے قلب میں نفسِ مطمئنہ کا تخت سجا ہوتا ہے۔ وہ دُنیا کی چاہت، حرص، ہوس سے مُبّرا ہوتی ہیں۔ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کی خوشنودی کی راہ میں اپنا ظاہر لُٹا کر باطن میں اعلیٰ وارفع مقام حاصل کر لیتی ہیں۔ وہ لمحہ بہ لمحہ ذکرِ باری تعالیٰ میں محو رہتی ہیں۔ اُن کی منزل قُربِ ذاتِ الٰہی ہوتی ہے۔ وہ اپنے شب وروز اللہ تعالیٰ کی رضا میں گذارتی ہیں۔ اسی بنا پر ان کے بارے میں ذاتِ باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ (8)

ترجمہ:- اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔

نفسِ مطمئنہ جب موت کا مزہ چکھتا ہے تو نفسِ مطمئنہ والی شخصیات نہ مرتی ہیں اور نہ ہی منتقل ہوتی ہیں بلکہ اُن کا وصال ہوتا ہے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کا فرمان ہے کہ مومن اور اللہ کا وصال کرانے میں موت پُل کا کام کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ ہے:-

مَنْ مَاتَ فِيْ حُبِّ اللّٰهِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيْدً (9)

ترجمہ:- جس شخص کی زندگی کا اختتام محبت الٰہی میں ہو وہ شہید کی موت مرتا ہے۔

شہید کی موت اس طرح نہیں ہوتی جیسے عام آدمی کی ہوتی ہے۔ شہید کی موت کے بارے میں کہتے ہیں کہ

ع شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

شہید اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کو ظاہری طور پر پردے میں تو چھپا لیتا ہے مگر اُسے زندہ رکھتا ہے اس بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝۱۵۴ (10)

ترجمہ:- جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو۔ ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں۔ مگر تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

نفسِ مطمئنہ اللہ تعالیٰ کا ایسا پسندیدہ نفس ہوتا ہے جس پہ ذاتِ باری تعالیٰ نہ صرف خوش و راضی ہوتی ہے بلکہ اُسے اپنے پاس بلا لیتی ہے۔ اُسے اپنا قربِ عطا فرماتی ہے۔ اس بات کی گواہی تو قرآن مجید بھی دے رہا ہے۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ (11)

ترجمہ:- اے نفسِ مطمئنہ چل اپنے رَب کی طرف۔ رَب تم سے راضی اور تو رَب سے راضی۔

نفسِ مطمئنہ کی حامل ہستیاں اولیائے اللہ ہوتی ہیں۔ اولیائے اللہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک ہے:-

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْقَتِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ (12)

ترجمہ:- اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں نقل مکانی کرتے ہیں۔

اِسی حوالہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کا ایک اور فرمان ہے:-

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُّوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ (13)

ترجمہ:- موت ایک پُل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے۔

اللہ ربُ العالمین اپنی شان وقدرت سے تمام تر نظام چلا رہا ہے۔ اس کائنات میں ہر ایک چیز ہر ہستی کو ایک مخصوص وقت کیلئے ٹھہرائے رکھتا ہے۔ پھر اُسے اس کائنات سے اوجھل فرما لیتا ہے۔ انسانوں کو اپنے اسی طریقہ سے دنیا میں بھیجتا بھی ہے اور پھر اوجھل بھی فرما دیتا ہے۔ نفسِ امارہ والے لوگ مَر جاتے ہیں۔ نفسِ لوامہ والے لوگوں کو زمین کے سپرد فرما دیتا ہے۔ نفسِ مطمئنہ والی ہستیوں کو بظاہر پردہ میں فرما لیتا ہے جبکہ خود اعلان فرماتا ہے کہ وہ زندہ ہیں مردہ مت کہو۔ نفسِ مطمئنہ کو اپنے پاس بلانے کی دعوت بھیجتا ہے۔ اسی طرح کی دعوت اللہ تعالیٰ نے اپنی مقرب ہستی سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ارسال فرمائی۔ جس کے آنے سے وہ اپنے رب کے پاس پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا اور وہ ربُ العالمین سے راضی ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بارے میں مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ میں اس طرح مذکورہ ہے:-

☆ ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دُنیاوی شغل اور مال و اسباب کو اپنے پر مطلق حرام کر دیا۔

ترجمہ:- اور ساری عمر فقر اور متابعت محمدی ﷺ میں بسر کر ڈالی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اسی قلعہ جاگیر میں ہوئی جو دریائے چناب کے مغربی کنارے پر ہے۔'' (14)

☆ ''حضرت سُلطان العارفین، طالبوں کے مُرشد، سالکوں کے راہنما، فنا فی اللہ،

ترجمہ:- بقا فی ھُو، عین ذاتِ سِرّ ھُو، شیخ المشائخ مولانا شیخ سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ و مرقدہٗ جمعہ کی رات تین پہر گذرے جمادی الثانی 1102ھ کو اِس جہان فانی سے کوچ کر کے دورِ جاودانی میں جوارِ حق میں پہنچے۔''

اوّل جمادی الثانی شب جمعہ بدسہ پاس
شد وصل شیخ وصل باھُو فرخندہ نام را
شہباز اوج وحدت بالا پرید قحط
ایں است سال وصلش عالی مقام را
اَبدی غلام باھُو ایں نیز وصل دوست
یا رب کند توجہ سُلطان غلام را (15)

آپ رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وصال کے حوالہ سے مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ میں تین اشعار بھی موجود ہیں۔ جن میں وصال کا وقت، دن، مہینہ بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سال کا ذِکر بھی موجود ہے جس کو مترجم نے ہندسوں کے ذریعے واضح کیا ہے۔ اشعار درج ذیل ہیں:-

غرۂ ماہ جمادی الثانے
بُد شبے جمعہ وقت نورانی
(ماہ جمادی الثانی کی پہلی تاریخ۔ جمعہ کی رات نورانی وقت)
قرب حق شد نصیب باھُو را
قدس اللہ سِرّہٗ ابدا
(اُس وقت باھُو کو قربِ حق نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کے بھید کو پاک کرے)
اَز سر ہرسہ مصرعہ حرف گزیں
تاز تاریخ او شُود بیقیں
(پہلے تینوں مصرعوں کا پہلا حرف لینے سے یقینی طور پر تاریخ نکلتی ہے)
غ+ب+ق= 1000 + 2 + 100 = 1102 (16)

ان اشعار سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ جمعہ کی رات بوقت نورانی (رات کے تین پہر گذرے) ظاہر ہے۔ حبیبِ کبریا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت مبارک کے مطابق حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری عمر تریسٹھ برس گزارنے کے بعد وصال فرمایا۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا یومِ وِصال سن ہجری کے مطابق یکم جمادی الثانی 1102ھ تو ریکارڈ پہ تو موجود چلا آ رہا ہے۔ لیکن سن عیسوی کے مطابق تاریخ اور ماہ کے بغیر صرف سال 1691ء ہی منظرِ عام پر آ سکا۔ اس ضمن میں صاحبزادہ سُلطان ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ سن عیسوی کے حساب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ اور ماہ کو بھی تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے اور اُسے ریکارڈ پہ لے آئے۔ جس کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال جمعرات یکم جمادی الثانی 1102ھ بمطابق 2 مارچ 1691ء کو ہوا۔ (17)

'مناقبِ سُلطانی' میں صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وصال قلعہ قہرگان میں ہوا۔

حوالہ جات

(1) القرآن پارہ27 سورۃ الواقعہ آیت7 تا10

(2) القرآن پارہ2 سورۃ البقرہ آیت212

(3) القرآن پارہ4 سورۃ آل عمران آیت148

(4) القرآن پارہ18 سورۃ النور آیت35

(5) القرآن پارہ17 سورۃ الانبیاء آیت35

(6) القرآن پارہ7 سورۃ الانعام آیت98

(7) القرآن پارہ29 سورۃ القیامہ آیت2

(8) القرآن پارہ28 سورۃ المجادلہ آیت22

(9) حضرت سُلطان باھُو ﷫۔توفیق الہدایت۔اردو ترجمہ(حق باھُو ﷫ منزل G-144 گلشن راوی۔لاہور۔ دسمبر1997ء)ص108

(10) القرآن پارہ2 سورۃ البقرہ آیت154

(11) القرآن پارہ30 سورۃ الفجر آیت27-28

(12) حضرت سُلطان باھُو ﷫۔محبت الاسرار۔اردو ترجمہ(حضرت سُلطان باھو ﷫ اکیڈمی G-144 گلشن راوی۔لاہور۔ مارچ1996ء)ص74

(13) حضرت سُلطان باھُو ﷫ ۔دیدار بخش کلاں اردو ترجمہ(حق باھُومنزل G-144 گلشن راوی لاہور۔اپریل1997ء)ص76

(14) سُلطان حامد ﷫۔مناقب سُلطانی۔اردو ترجمہ(اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔لاہور۔1345ھ)ص45

(15) سُلطان حامد ﷫۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص125

(16) سُلطان حامد ﷫۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص126

(17) سُلطان ارشد القادری ﷫ دیوان امیر ﷫ (ارمغان باھُو دربار عالیہ حضرت سُلطان باھو ﷫ ضلع جھنگ فروری2007ء)ص6

قلعہ قہرگان

مغل شہنشاہ شاہجہان 1037ھ میں تختِ دہلی پر براجمان ہوا۔ اُس نے جھنگ، شورکوٹ، کروڑ وغیرہ ریاستوں کو صوبہ ملتان کے ماتحت کر دیا۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد ملک کوہستان اعوان کار کے منصب دار حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں محبتِ الٰہی جوش زن ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دُنیا ترک کر دی۔ تن تنہا گھوڑی پر سوار ہتھیار لگائے ریاست و دُنیا کو چھوڑ کر ملتان کا رُخ کیا۔ ملتان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ملتان کے حاکم سے ہوئی۔ جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رہائش بھی دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وظیفہ بھی مقرر کیا۔ چند ماہ بعد ایسا اتفاق ہوا کہ دریائے ستلج کے مشرقی کنارے اور بیکانیر کے روہی ریگستان کے بارے میں راجہ امروٹ اور صوبیدار ملتان میں جھگڑا ہوا۔ حتیٰ کہ نوبت لڑائی تک آن پہنچی۔ ملتان کے صوبیدار نے راجہ امروٹ پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی۔ لیکن اس خدمت کیلئے صوبیدار ملتان نے حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو یاد ہی نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صوبیدار کو اپنی خدمات پیش کرنے کا کہا۔ صوبیدار نے پوچھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کس برادری میں ہو کر فوج کے ساتھ شریکِ جنگ ہونگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے جو کچھ ہوگا اب اکیلا ہی خدمت سرانجام دوں گا۔ صوبیدار نے کہا کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صوبیدار سے راجہ امروٹ کی تصویر اور راستے کی آگاہی رکھنے والا ایک شخص طلب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے راجہ کے دربار میں پہنچے اور پھر اُس کا سر کاٹ کر ملتان پہنچے اور صوبیدار ملتان کو راجہ اَمروٹ کا سر پیش کر دیا۔

اس عجیب وغریب واقعہ کی اطلاع دربار دہلی میں پہنچی۔ شہنشاہ شاہجہان نے واقعہ کی تصدیق کے بعد ملتان کے صوبیدار کے نام حکم جاری کیا کہ بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی ریاست میں بھیج دو تا کہ اپنے منصب پر قائم ہو جائے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واپس جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں باقی عمر دُنیاوی شغل ترک کر کے یادِ الٰہی میں گذارنا چاہتا ہوں۔ چونکہ سلطنت اسلامیہ تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زوجہ محترمہ کو بلوا کر شورکوٹ میں رہنا سہنا اختیار کیا۔

شہنشاہ شاہجہان کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بُود و باش اور وجہ معاش کے لئے جاگیر مقرر کی گئی جو کہ شورکوٹ کے قریب تھی۔ مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ میں اِس جاگیر کے بارے میں مذکور ہے کہ موضع قہرگان میں پختہ اینٹوں سے بنا ہوا ایک قلعہ تعمیر تھا۔ (اس موضع کے نام کی نسبت سے وہ قلعہ قہرگان کے نام سے مشہور تھا) یہ گاؤں خلیفہ ہند شاہ جہان بادشاہ وقت نے آپ (حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ) کے والد بزرگوار یعنی حضرت شیخ سُلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو کئی ہزار بیگھ زمین اور کنوؤں سمیت بطور وجہ معاش اور لنگر انعام دیا تھا۔ جس پر کسی قسم کا محصول یا خراج نہ تھا۔ تاریخ جھنگ میں اس بارے یوں تحریر ہے:-

''شاہ جہان نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم سُلطان بازید علیہ الرحمۃ کو اُن کی فوجی اور تبلیغی خدمات کے صلہ میں قلعہ قہرگان کے قریب دریائے چناب کے کنارے جاگیر عطا کی۔ جاگیر کا ایک حصہ شورکوٹ میں بھی مرحمت کیا یہی جاگیر اب تک سُلطان صاحب کے خاندان میں چلی آ رہی ہے۔'' (1)

ڈاکٹر سُلطان الطاف علی قلعہ قہرگان کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

''قلعہ قہرگان شورکوٹ کے نواح میں ہے۔ دراصل شورکوٹ کے مغرب میں ایک نوشہرہ نامی گاؤں جواب بھی موجود ہے اور آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں پر یہ قلعہ موجود تھا۔ شورکوٹ میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا مسکن یہی قلعہ تھا۔'' (2)

اس جاگیر کے بارے میں سیّد احمد سعید ہمدانی اپنی رائے اس طرح بیان کرتے ہیں:-

''ہم اُس دور کے حالات کے پیشِ نظر اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس جاگیر کا بیشتر حصہ دریا کے کنارے جنگل بیلا کی صورت میں ہوگا۔ زرعی زمین میں کنوؤں کے ذریعے آبپاشی اور کاشت ہوتی ہوگی یا بارانی زمین میں بارش پر انحصار ہوگا۔ یہ سب زمین مزارعین کے زیر انتظام رہی ہوگی۔'' (3)

قلعہ قہرگان کی جاگیر کے بارے اور اس کے حدود اربعہ کے بارے میں مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ میں معلومات اس طرح فراہم کی گئی ہیں:-

''ہم نے بزرگوں کی زبانی سُنا ہے کہ پچاس ہزار بیگھہ سے زیادہ زمین اس جاگیر میں تھی، جس کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے''

شمالی حد ڈیرہ سارنگ خان بلوچ مرڑانی۔ مشرقی حد دُھوڑکوٹ۔ جنوبی حد پرانا نوشہرہ، مغربی حد۔۔۔۔ اب تک وہ جاگیر آنحضرت کے مزار کے سجادہ نشینوں کے قبضہ میں ہے۔ مذکورہ بالا جاگیر اپنے بزرگوں کی زبانی سُنی اور موجودہ سندوں میں لکھی دیکھی۔'' (4)

مذکورہ بالا حدودِ اربعہ کے مطابق موجودہ موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا وہ رقبہ جو دربار شریف سے جانب جنوب مشرق میں واقع اور زیرِ آب ہے وہاں پر قلعہ قہرگان موجود تھا۔ یہ مقام شورکوٹ سے تقریباً 15 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ موجودہ دور میں قلعہ قہرگان کی کوئی نشانی موجود نظر نہیں آتی۔ اِس کے نشانات کی تلاش میں دربار عالیہ کے خدمتگاران میں سے رانا کرامت علی، ملک امیر علی، سیّد غلام حسین اور محمد بلال میرے ہمراہ تھے۔ اس علاقہ کے رہائشی عمر رسیدہ لوگوں سے بھی معلومات حاصل کیں۔ علاوہ ازیں 'مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ' میں دیئے گئے حدود اربعہ کے مطابق موقع ملاحظہ بھی کیا۔

بیرونِ دریا قلعہ قہرگان کے آثار کا کوئی نشان موجود نہ پایا۔ یہ بات یقینی محسوس ہوتی ہے کہ قلعہ قہرگان کے مقام پر سے اب بھی دریا رواں دواں ہے۔

حوالہ جات

(1) بلال زبیری۔تاریخ جھنگ۔(جھنگ ادبی اکیڈمی۔اعوان منزل جھنگ صدر۔ستمبر 1976ء)ص142

(2) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُو ؒ نامہ(لوک ورثہ کا قومی ادارہ۔اسلام آباد۔ص ن)ص175

(3) سیّد احمد سعید ہمدانی۔حضرت سُلطان باھُو ؒ (حیات وتعلیمات۔حضرت سُلطان باھُو ؒ اکیڈمی۔17-ظفر روڈ۔لاہور چھاونی۔ مارچ1987ء)ص40

(4) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ۔اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔1345ھ)ص45

حدود اربعہ قلعہ قہرگان

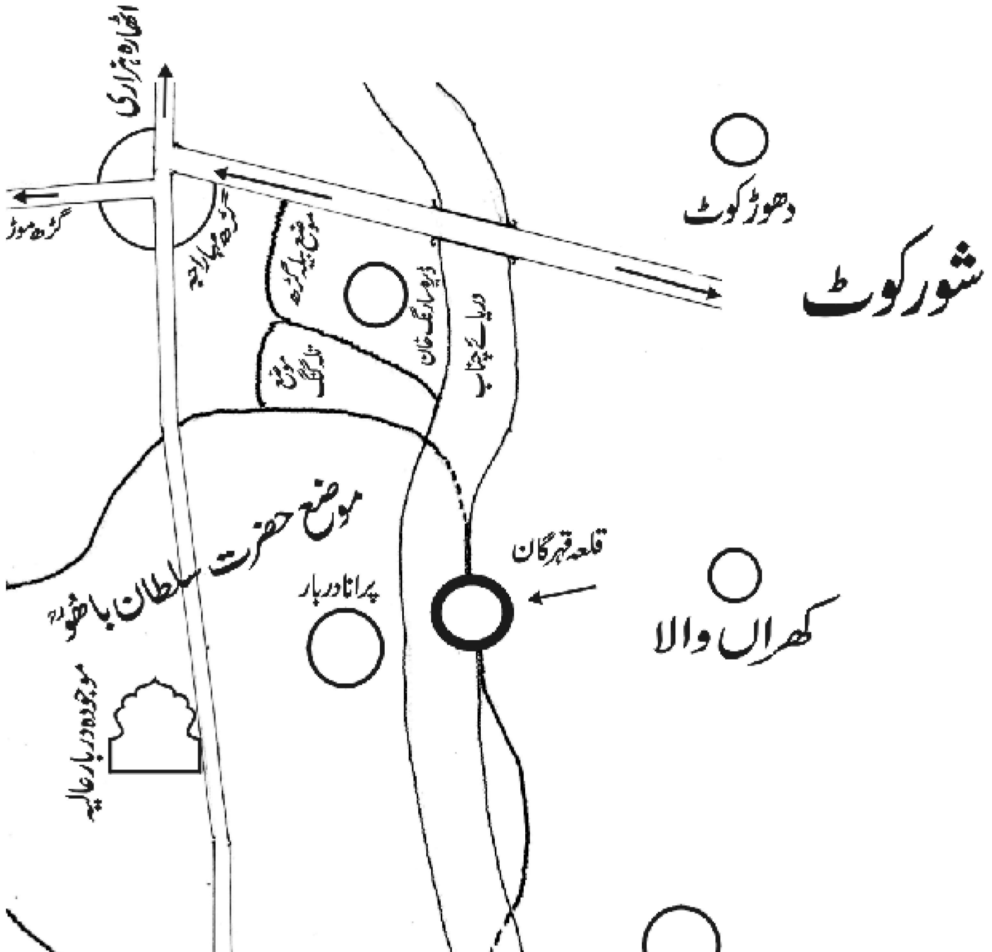

آپ قدس سرہٗ کے مزارات

سِرّ اسرارِ ذات یاھُو فنا فی ھُو۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا وصال 1102 ہجری میں یکم جمادی الثانی کو جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب تین پہر رات گذرے ہوا۔ ماہ جمادی الثانی کی پہلی تاریخ جمعہ کی رات ۔ فرشتوں کے نزول کا پرنور وقت۔ اس وقت آپ قدس سرہٗ کی ظاہری عمر تریسٹھ (63) برس تھی۔

آپ قدس سرہٗ کے وِصال کے حوالہ سے صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے ''مناقبِ سُلطانی' میں یہ شعر تحریر کیے ہیں۔

مطمئنہ نفس باھُو را خُدا	ارجعی آمد چو از ربُ العلیٰ
کہ بیا در گہٗ ما اے ولی	راضیاً مرضیۃ باخوش دِلی
چُوں شدی در بندگانِ مادخیل	فا دخلی فی جنتی باش اے خلیل
چُوں شنید ایں مژدہ مکشوف العطاء	باقضا بسپرد جاں باصد رضا (1)

باھُو قدس سرہٗ کے نفسِ مطمئنہ کو جب پروردگار کی طرف سے ارجعی (لوٹ آ) کی آواز آئی۔

کہ اے ولی ! ہماری بارگاہ میں راضی خوشی آجا۔

جب تو ہمارے بندوں میں داخل ہوا تو اے دوست اب میری جنت میں داخل ہو۔

جب اِس مکشوف العطاء نے یہ خوشخبری سُنی تو نہایت ہی رضا مندی سے جان قضا کے سپرد کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی مقرب ہستیاں ظاہری حیات مبارکہ گذارنے کے بعد جہاں آرام فرماتی ہیں۔ انہیں مزارات کہا جاتا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ ایک مزار پاک کے بعد دوسرے مزار پاک میں منتقل ہوئے اور بعدازاں تیسرے مزار شریف میں آرام فرما ہوئے۔ آپ قدس سرہٗ کے مزارات کا تذکرہ آئندہ صفحات پر موجود ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر سُلطان الطاف علی روایات کا ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

''سینہ بسینہ روایات کے باعث میں مشہور ہے کہ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے مطابق دریا میں طغیانیوں کے باعث اُن کا مزار مبارک تین بار منتقل کیا جائے گا۔ اس بارے میں تحقیق کی گئی تو پتہ چلتا ہے کہ مزار مبارک کی منتقلی تو حقیقتاً تین بار عمل میں اِس طرح آ گئی ہے۔'' (2)

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ۔اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔1345ھ)ص146

(2) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔باھُو رحمۃ اللہ علیہ نامہ(لوک ورثہ کا قومی ادارہ۔ اسلام آباد۔ص ن)ص96

پہلا مزار پاک

اللہ ربُ العالمین جن بندوں سے راضی ہو جاتا ہے۔انہیں اپنے نور کی جانب لے جاتا ہے۔ایسی ہستیوں کے جسدِ خاکی کو جس مقام پر سپرد کیا جاتا ہے اُس کو مزار یا خانقاہ کہا جاتا ہے۔جس مزار پاک میں جس پاک و پوتر ہستی کے جسدِ خاکی کو سپرد کیا جاتا ہے۔اُس مزار پاک کو اُسی ہستی کے اسم گرامی سے منسوب کیا جاتا اور سمجھا جاتا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا جسد خاکی مختلف اوقات میں تین مقامات پر سپرد کیا جا چکا ہے۔اِس بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک تین مزارات سے منسوب ہے۔شورکوٹ سے تقریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر واقع پکی اینٹوں سے تعمیر شدہ قلعہ قہرگان کے وسط میں موجود چوکھنڈی (چاردیواری) میں تعمیر کیا گیا مزار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا مزار مبارک ٹھہرا۔

قلعہ قہرگان میں تعمیر ہونے والا یہ مزار پاک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سجادہ نشین قبلہ حضرت سُلطان ولی محمد علیہ الرحمۃ نے 1102 ہجری بمطابق 1691ء میں اپنی زیرِنگرانی تعمیر کرایا۔اس مزار پاک کی نگرانی اور اس کے تمام تر انتظامات قبلہ حضرت سُلطان ولی محمد علیہ الرحمۃ سرانجام دیتے رہے۔ان علیہ الرحمۃ کا وصال 1161 ہجری میں ہوا۔بعدازاں اُن کے جانشین حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دوئم نے یہ امور سنبھال لئے۔ہزارہا مریدین و زائرین مزار پاک پر حاضری کیلئے دُور دراز سے دشوار گذار سفر طے کر کے آتے۔

1180 ہجری میں پرگنہ شورکوٹ جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ لاہوری کے قبضہ میں آ گیا۔حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین دوئم) مذکورہ بالا سکھوں کے عمل سے واقف ہوئے۔اپنے متقی پن کے سبب قلعہ قہرگان سے ہجرت کر کے خیر پور ٹانویں والا یعنی خیر پور کھرانی میں رہنا سہنا اختیار کیا۔اُن علیہ الرحمۃ کے علاوہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی باقی اولاد بھی مختلف اطراف میں ہجرت کر گئی۔صرف چند ایک فقیر اور خلیفے خانقاہ مقدس کے آس پاس رہائش پذیر تھے۔اتفاقاً دریائے چناب نے رُخ بدلا اور قلعہ تک آ پہنچا اور اُسے گرا دیا۔پھر قبروں تک جا پہنچا۔فقیروں اور خلیفوں نے مزارات کو نکال کر صندوقوں میں محفوظ کرنا شروع کر دیا۔باقی کام تو انہوں نے سرانجام دے دیا لیکن حضرت سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک نہ مل سکا۔فقیر اور خلیفے تھک ہار کر رونے لگے۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ یا شیخ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک نہیں ملتا اور دریا قریب تر آ رہا ہے۔رات کو فقیروں اور خلیفوں کو حضور رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد ہوا کہ ہم ضرور باہر نکلیں گے۔مگر جو شخص ہمارے جسم کو چھونے کے لائق اور قابل ہو گا وہ کل صبح سویرے سورج نکلنے

کے قریب یہاں آئے گا۔ وہ ہمارا صندوق نکالے گا اور دریا غلبہ نہیں کرے گا۔ درویشوں کو اس اشارے سے تسلی ہوئی۔ وہ حکمت غیبی کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔

''جب مقررہ وقت آیا تو ایک سبز پوش برقعہ دار شخص ظاہر ہوا۔ اُس نے چہرہ پر سے نقاب نہ اُٹھایا۔ آتے ہی بلا تاخیر اسی مٹی میں سے جو فقیروں اور خلیفوں نے کھود کھا درکھی تھی حضرت سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک نکالا۔ ہزار ہا لوگ جمع ہوگئے۔ انہوں نے زیارت کی۔ دیکھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ بدستور سوئے ہوئے تھے اور ریش مبارک سے غسل کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کھولا گیا تو میلوں تک خوشبو پھیل گئی۔ اکثر حاضرین پر جذبہ و وَجد کی کیفیت طاری ہوگیا۔'' (1)

صاحبزادہ سُلطان حامد نے اپنی کتاب مناقبِ سُلطانی میں قلعہ قہرگان میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کے بارے میں لکھا ہے کہ :-

''اِس قلعہ کے اندر پہلی مرتبہ مزار مقدس بنایا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ستتر (77) سال اِس مقبرہ میں سوئے۔'' (2)

اس حوالہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ 1179ھ بمطابق 1766ء کا ہے۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ۔ اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص130

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص126

دوسرا مزارِ پاک

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے درویشوں اور فقیروں کو حکم ہوا کہ پپل والے کنویں کی حویلی میں جو ہمارے مقام سے نزدیک ہے ہمارا مزار بنایا جائے کیونکہ یہی جگہ ہمارے لئے مقرر اور معین ہے۔

پہلے مزار مبارک سے جانب شمال مغرب کم فاصلہ پرِ پپل والے کنویں پر ایک بڑی حویلی کی چاردیواری بنی ہوئی تھی۔ دو ماہ قبل سے لوگوں نے اُس حویلی میں اپنا داخلہ بند کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مال مویشی بھی اس حویلی میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ اس بندش کا سبب یہ بنا کہ جو بھی شخص اس حویلی میں داخل ہونے کی غرض سے قدم رکھتا وہ بیہوش ہو جاتا۔ جب کوئی مویشی اس حویلی میں داخل ہوتا تو وہ فوراً بیمار ہو جاتا اور پھر مر جاتا۔ لوگ خوفزدہ ہو کر اس کنویں کو ویران کر کے چلے گئے۔ لوگوں نے اس حویلی کو جائے عظمت سمجھ کر اس کے اردگرد کانٹوں کی باڑ لگادی اور جمعرات کو وہاں چراغ جلاتے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے درویشوں نے پِپل والے کنویں کی حویلی کے وسط میں جو مذکورہ بالا کنویں سے جانب مغرب تھی مزار مبارک کے لئے جگہ کا انتخاب کیا۔ چنانچہ مقررہ جگہ پر صندوق مبارک کو سطح زمین پر ہی رکھ دیا گیا۔ اُسے زمین کے اندر دفن نہ کیا گیا۔ محض زمین کے اوپر رکھ کر مزار مُبارک بنایا گیا۔ گویا زمین کے منہ اور اُس کی پیشانی پر رکھ دیا جس نے حکم الٰہی سے اس صندوق پُرنور کو بوسہ دیا اور سلام کیا۔ علاوہ ازیں اپنے رُخسار، سر اور آنکھوں پر رکھ لیا۔

وہاں پر ایک کنواں تو تھا ہی جو اردگرد کے لوگوں نے پانی پینے کے لئے کھود رکھا تھا۔ پِپل کے عظیم الشان درخت کے سائے کے نیچے لوگ بیٹھا کرتے تھے اور اس کُنویں سے ضرورت کا پانی نکال لیا کرتے تھے۔ درویش وفقراء یادِالٰہی میں مشغول ومصروف رہ کر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی منازل پالینے کی جستجو میں محو رہتے تھے۔

مُناقبِ سُلطانی کے مصنف حضرت سُلطان حامد علیہ الرحمۃ کی ولادت اِسی مزار مُبارک کے قرب میں واقع پردہ سرائے میں ہوئی۔ علاوہ اَزیں انہوں نے اپنی ظاہری عمر وہیں پہ گذاری۔ انہوں نے اپنی کتاب 'مناقبِ سُلطانی 1299ھ میں مکمل کی۔ سُلطان الفقراء حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے مزار پاک کے بارے مُناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ 131) میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ

''عجیب وغریب کرشموں کا مظہر ہے۔ ہزار ہا زیارت کرنے والے اور سائل اپنی اپنی مُرادیں پاتے ہیں۔ اور ہزاروں عاشقانِ الٰہی فائدہ پہنچانے اور فائدہ اُٹھانے کے لیے آتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں اور

سینکڑوں صاحبِ نصیب اہل اور زندہ دِل حضرت ؒ کی رُوحانی توجہ سے آپ ؒ کے مزار شریف سے صاحبِ احوال اور صاحب ارشاد اور تلقین ہو جاتے ہیں۔ اور مختلف ملکوں میں جاتے ہیں۔ اور خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتے ہیں اور ارشاد و تلقین کرتے ہیں۔ اِس مزار مُبارک کے ہزار ہا خوارق عادات اور کرامات ہیں جو تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے۔ مجملاً یہ کہ گرد و نواح کے رئیسوں، مجاوروں، خلیفوں اور اولاد، زیارت کرنے والوں میں عیاشوں، تماشبینوں، حاکموں اور عام و خواص میں سے کسی کو حوصلہ نہیں کہ بدعت کا کوئی کام کرے۔ اِس مکان شریف میں یا خانقاہ کے احاطہ میں کسی اور قسم کی عبادت اختراع کرنے کا مقدور نہیں۔ اگر کوئی شیطان یا نفس کے بہانے سے سرکشی کرے اُس کی کھوپڑی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ یہ بات تجربہ کی ہے کہ آپ ؒ کی اولاد میں سے وہی شخص اِس پاک مقام میں مسند نشین ہوتا ہے اور مساکین کی خدمت گذاری کرتا ہے اور مسجدوں اور مزاروں کی جاروب کشی کرتا ہے جس کا ظاہر و باطن فضلِ الٰہی اور آنجناب کی توجہ باطنی سے شریعت کے موافق اور مطابق ہوتا ہے۔ اِس کے باطن کو اسلاف کی طرح صاف کر دیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ سینکڑوں صاحبِ حال فقیر اِس مقام میں اللہ تعالیٰ کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے مشاہدات کے دِیدار کے لیے معتکف رہتے ہیں اور خدمت گزاری اور جاں سپاری میں عمر بسر کرتے ہیں۔ دِل و جان سے تسلیم بجالاتے ہیں۔ جو اُن کی قسمت ہوتی ہے۔ حضور پُرنور کے فیض اثر لنگر کے وظیفہ سے ہر ایک کو ملتا ہے۔'' (1)

صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مزید لکھتے ہیں:-

مُناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ ص 179) کے مطابق

''جب سلطنت دہلی پر احمد شاہ دُرانی کا قبضہ ہوا اور ملتان پر دُرانی پٹھان یعنی نواب محمد شجاع خان ولد غازی نواب حاجی محمد مظفر خان سدوزئی اور نواب ولی محمد خان خاکوانی کا قبضہ ہوا تو ہمارے جد بزرگوار حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو سجادہ نشین تھے پھر حضرت سُلطان باھُو ؒ کی خانقاہ مُقدس کے قرب و جوار میں سکونت اختیار کی۔ اور اپنے بڑے بھائی حضرت شیخ سُلطان نور محمد کو شیخ موسیٰ نواب کی بٹی سرداہی قریب کے گاؤں کوٹ سبزل سے اپنے پاس لے آئے۔'' (2)

حضرت سُلطان حامد علیہ الرحمۃ مزید لکھتے ہیں:-

''جب ملک چناب دُرانیوں کا عملدر آمد ہوا اور صوبہ ملتان میں امن چین ہو گیا تو میرے جد بزرگوار حضرت

شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ سجادہ نشین اپنے والد ماجد یعنی حضرت شیخ حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ کونو شہرہ مذکور کے قبرستان سے لاکر حضرت حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں دفن کیا۔ (3)

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ 1224ھ تک سجادہ نشین رہے۔ ان کے بعد حضرت شیخ غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منصب سنبھالا۔ 1263ھ میں حضرت شیخ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔ ان کے بعد اُن کے فرزند حضرت نور احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ کے دور سجادہ نشینی میں ہی 1336ھ میں دریا چناب نے ایک بار پھر دربار عالیہ کا رُخ کیا۔ دریا بڑھتے بڑھتے آخر دربار عالیہ کے قریب آ پہنچا۔ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر فقیروں نے سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک محل شریف سے نکالنے کا کام شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چار سجادہ نشینوں کے علاوہ جو صندوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے تھے وہ صحیح سلامت حالت میں ملتے گئے۔ مگر سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک نہ ملا۔ کافی جدوجہد اور بھرپور کوشش کے بعد بھی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اس پوشیدگی میں ممکن ہے کوئی مصلحت ہوگی۔ اس یقین کے باوجود تمام تر فقیروں اور حاضرین کو سخت پریشانی ہوئی۔ رات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشین کو خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور دوسرے دن باہر تشریف لانے کی خوشخبری بھی دی۔ دوسری صبح فقیروں نے کھدائی کا کام شروع کیا تو تھوڑی ہی دیر میں صندوق مبارک کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ ابھی ساری مٹی ہٹائی ہی نہ گئی تھی کہ خوشبو کے بُلّے آنے شروع ہو گئے۔ خوشبو وہ مخصوص خوشبو کہ جس کی مثل پہلے کہیں سامنے نہ آئی۔ اس خوشبو کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ اس کام میں شریک ہونے والے فقیروں کے لباس میں سے اس خوشبو کی تاثیر ختم ہی نہ ہوئی۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ لباس تو پھٹتے رہے مگر ان میں اس خوشبو کی تاثیر بدستور قائم رہی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صندوق مُبارک اگست 1912ء بمطابق 1331ھ کے ماہ محرم کی دس تاریخ سے پہلے پہلے نکال کر محفوظ رکھ لیا گیا۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقب سُلطانی۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص136

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقب سُلطانی۔ اردو ترجمہ۔ (1345ھ) ص179

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقب سُلطانی۔ اردو ترجمہ۔ (1345ھ) ص182

تیسرا (موجودہ) مزارِ پاک

حضرت سُلطان نوراحمد علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین ششم) نے تیسرے مزار پاک کی تعمیر کے لئے جو مقام تجویز فرمایا وہیں یہ موجودہ مزار پاک موجود ہے۔ یہ مقام پہلے والے مزار پاک سے جانب شمال مغرب ہے۔اس سے پہلا مزار پاک اس مزار پاک سے جانب جنوب مشرق ایک میل (ڈیڑھ کلومیٹر) کے فاصلہ پر تھا۔اب اس مقام کو پُرانا دربار شریف کہا جاتا ہے۔

موجودہ دربار شریف کی تعمیر کا کام حضرت سُلطان نوراحمد علیہ الرحمۃ نے 1912ء بمطابق 1331ھ میں بعد از محرم شروع کرایا۔محل شریف، مسجد، حجرات اور دوسری عمارات چھ ماہ میں تیار ہوگئیں۔ یہ تمام کام حضرت سُلطان نوراحمد علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین ہفتم) کے سپرد فرمایا جن کی زیرنگرانی سرانجام پایا۔روضہ پاک کی تعمیر میں نفاست و آراستگی پر خصوصی توجہ فرمائی گئی۔

صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ تیسرے (موجودہ) مزار پاک کی تعمیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

''یہ مزار اور مقبرہ 1912ء میں سہ مقرر تعمیر ہوا۔'' (1)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک بروز جمعۃُ المبارک محل شریف میں لایا گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ صندوق مبارک محل شریف کے وسط میں زمین کے اوپر رکھ دیا گیا۔صندوق مبارک کے گرداگرد دیوار اُٹھائی گئی۔اسی وجہ سے محل شریف کے اندر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک زمین سے اوپر اُٹھا ہوا نظر آتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ اب مزار پاک کی اونچائی کم ہو چکی ہے کیونکہ روضہ پاک کی تعمیرِنو کے وقت مزار پاک کے اردگرد کچھ بھرائی کردی گئی تھی۔ پہلے یہ اونچائی زیادہ تھی۔ یہ روایت نوشہرہ وادی سون سکیسر کے حافظ غلام محمد سے منسوب ہے اس کے راوی حافظ غلام محمد کے والد نور محمد مرحوم ان معماروں میں سے تھے جنہوں نے ابتدائی طور پر اس مزار پاک کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔اس حوالہ سے سید احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں:-

''موجودہ جگہ خاص طور پر شاید اس لئے منتخب کی گئی کہ دریا سے دور تھی اور نسبتاً اونچی تھی۔نوشہرہ وادیٔ سون سکیسر کے حافظ غلام محمد صاحب کے والد نور محمد مرحوم اُن معماروں میں سے تھے جنہوں نے ابتدائی طور پر ان قبور کو بنانے میں حصہ لیا۔اپنے والد مرحوم سے حافظ صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق زمین کے اوپر رکھ دیا گیا اور اس کے گرد دیوار اُٹھائی گئی۔ اِسی وجہ سے روضہ کے اندر آپ

رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک قبر خاصی اونچی اُٹھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ کہتے ہیں اَب تو یہ کم اونچی ہے کہ روضہ کی تعمیر نو میں اردگرد بھرائی کر دی گئی ہے پہلے زیادہ بلند تھی۔'' (2)

انہوں نے یہ روایت بھی کی ہے کہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کے دونوں اطراف میں بھی مزار بنائے گئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے جن بزرگوں کے صندوق پرانا دربارشریف سے لائے گئے تھے وہ ان دونوں اطراف میں دفن کئے گئے۔ان صندوقوں میں سے چھ صندوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے دائیں جانب اور چھ صندوق بائیں جانب دفن کئے گئے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی دائیں وبائیں جانب دفن کئے جانے والے ان صندوقوں میں سے چار صندوق تو سجادہ نشینوں کے ہیں جن میں حضرت سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین دوئم)، حضرت حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین سوئم) حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین چہارم)، حضرت سُلطان صالح محمد علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین پنجم) کے صندوق مبارک شامل ہیں۔

سجادہ نشین سوم حضرت حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ نے جب اپنی سکونت دربارِ معلیٰ منتقل فرمائی تو اپنے والد بزرگوار کے صندوق مبارک کو علاقہ لیہ سے لاکر سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن فرمایا علاوہ ازیں اپنے بڑے بھائی حضرت سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سکونت بھی اپنے ساتھ ساتھ دربار عالیہ پر منتقل کرائی۔اس سے یہ بات یقینی محسوس ہوتی ہے کہ ان کا صندوق بھی حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفنایا گیا ہوگا۔جو موجودہ دربارعالیہ میں بھی ان کے ہمراہ ہے۔

حضرت سُلطان صالح محمد (سجادہ نشین پنجم) علیہ الرحمۃ کے فرزند حضرت سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ جن کو بچپن ہی میں ولائت کی دولت ونعمت ہاتھ لگ گئی تھی اورانہوں نے جوانی ہی میں انتالیس (39) سال کی عمر میں 25 جمادی الثانی 1296ھ سوموار کے روز اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کی۔ان کے مقام ومنزلت کے حوالہ سے مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ میں تفصیلی لکھا گیا ہے۔اُن کا مزار بھی دربارِ معلیٰ میں تبدیل کیا گیا۔

پنجاب کے ضلع جھنگ کی تحصیل احمد پور سیال کے جس موضع میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا دربار عالیہ موجود ہے اُسے موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔دربارِ معلیٰ کے مشرق میں چار کلومیٹر کے فاصلہ پر قدیمی شہر گڑھ مہاراجہ آباد ہے۔ مغرب میں تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر جھنگ مظفر گڑھ روڈ ہے جس پر تحصیل احمد پور سیال (بجانب مظفر گڑھ) ہے۔جنوب میں ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ پر دریا چناب رواں دواں ہے۔گڑھ مہاراجہ اور شورکوٹ کے درمیان دریا چناب پر پل کے تعمیر ہونے سے زائرین کو کافی سہولت میسر آچکی ہے۔اب شورکوٹ سے دربارِ معلیٰ کا فاصلہ صرف بائیس (22) کلومیٹر ہے۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ ۔مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ۔اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔1345ھ)ص 152

(2) سیّد احمد سعید ہمدانی۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (حیات وتعلیمات۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی۔17- ظفر روڈ۔لاہور چھاونی۔ مارچ 1987ء)ص 75

دربارِ معلّیٰ

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک سے ہزار ہا بلکہ لاکھوں زیارت کرنے والے اور سائل اپنی اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ ہزار ہا عاشقانِ الٰہی یہاں سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی توجہ سے سینکڑوں صاحبِ نصیب اور اہلِ دل حضرات صاحب احوال اور صاحبِ ارشاد وتلقین ہو جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک جس عمارت میں ہے اُسے محل شریف کہا جاتا ہے۔ محل شریف جس چاردیواری کے اندر موجود ہے اس چاردیواری کے اندرونی حصہ کو دربار معلیٰ یا دربار عالیہ کے الفاظ سے بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں پر دربار معلیٰ کے حدود اربعہ کے حوالہ سے بیان کرنے کی جسارت کی جارہی ہے۔

دربار معلیٰ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ پاکستانی پنجاب کے وسط میں موجود ہے۔ یہ ضلع جھنگ کی تحصیل احمد پور سیال کے موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے درمیانی حصہ میں تعمیر شدہ ہے۔ اِس کے مشرق میں تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلہ پر قدیمی قصبہ گڑھ مہاراجہ آباد ہے۔ گڑھ مہاراجہ سے جانب جنوب مشرقی سمت میں سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کی جائے ولادت شورکوٹ ہے۔ جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کے مزارات (دربار مائی باپ علیہما الرحمۃ) ہیں۔ شورکوٹ اور گڑھ مہاراجہ کے درمیان دریا پر پُل تعمیر ہو جانے سے زائرین کو آمد و رفت میں بہت سہولت حاصل ہو چکی ہے۔ اب شورکوٹ اور دربار معلیٰ کا درمیانی فاصلہ صرف بائیس (22) کلومیٹر ہے۔ دربار معلیٰ کے زائرین کیلئے ایک سڑک براستہ تریموں ہیڈ اٹھارہ ہزاری بھی موجود ہے۔ خوشاب اور بھکر کی جانب سے آنے والی سڑکیں اٹھارہ ہزاری میں داخل ہوتی ہیں۔ اس طرح جھنگ، خوشاب اور بھکر کے زائرین کیلئے مشترکہ سڑک گڑھ موڑ سے گذر کر دربار معلیٰ پہنچتی ہے۔

ڈیرہ غازی خان اور لیہ سے آنے والے زائرین جھنگ روڈ پر سفر کرتے ہیں۔ وہ گڑھ موڑ پہنچ کر دائیں جانب مظفر گڑھ ملتان روڈ پر مُڑ جاتے ہیں۔ تقریباً چھ کلومیٹر کا سفر طے کر کے گھیئل موڑ سے بائیں جانب مُڑ جاتے ہیں اور تین کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے دربار معلیٰ پہنچ جاتے ہیں۔ مظفر گڑھ اور ملتان کی جانب سے آنے والے زائرین رنگپور کھیڑا کے بعد احمد پور سیال سے گذر کر گھیئل موڑ پہنچتے ہیں۔ جہاں سے دائیں جانب مُڑتے ہیں اور تین کلومیٹر سفر طے کر کے دربار معلیٰ پر پہنچ جاتے ہیں۔

دربار معلیٰ کے علاقہ میں سیلاب سے بچاؤ کی خاطر بند تعمیر شدہ ہے۔ دربار معلیٰ کی حدود میں داخلے کیلئے دو سڑکیں ہیں۔ جن میں سے ایک سڑک جنوبی جانب ہے جبکہ ذیلی سڑک شمال مغربی جانب سے دربار معلیٰ کی حدود میں داخل ہو رہی ہے۔ سیلابی بند کے اندر وسیع رقبہ موجود ہے۔ جس میں دربار معلیٰ کے علاوہ لنگر خانہ، سجادہ نشین کی رہائشگاہ، درویشوں، خلفاء اور ڈیوٹی دینے والے خادمین کے حجرات

تعمیر شدہ ہیں۔ ان کے علاوہ دربار عالیہ مائی باپ کے سجادہ نشین صاحبزادہ نورالحسن کے فرزندان کے مکانات بھی موجود ہیں۔ چند دوکانات، وسیع وضوخانہ، غسل خانے اور لیٹرینیں بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ کافی وسیع رقبہ خالی بھی پڑا ہے جہاں پر زائرین اپنی گاڑیاں کھڑی کرتے ہیں۔ زائرین کی جوتیاں رکھنے کیلئے بھی کھلی چاردیواری موجود ہے جس میں ڈیوٹی کیلئے خادمین ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔ جو زائرین سے قطعی معاوضہ نہیں لیتے۔ یہ جوتی خانہ دربارِ معلّٰی کے دروازہ سے بیرونی جانب ہے۔

دربارِ معلّٰی کے اردگرد دیواریں ہونے کی وجہ سے اس میں داخلے کے لئے تین دروازے بنائے گئے۔ جن میں دو دروازے جانب مشرق ہیں جبکہ تیسرا دروازہ جانب جنوب ہے۔ جنوبی دروازہ لنگر خانہ کی جانب ہے۔ اس لنگر خانہ سے ملحقہ قبلہ سجادہ نشین صاحب کی رہائش گاہ ہے۔ پہلے زائرین اسی دروازہ کے ذریعے لنگر خانہ میں بھی جاتے تھے اور قبلہ سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں حاضری بھی دیتے تھے۔ مگر یہ دروازہ کچھ عرصہ سے عارضی طور پر بند کر دیا گیا ہے۔ دربارِ معلّٰی کے مشرقی دروازوں میں سے جنوبی دروازہ سے جانب جنوب لنگر خانہ کا دروازہ ہے اور لنگر خانہ کی دیوار کے ساتھ ہی جانب جنوب قبلہ سجادہ نشین صاحب کے بنگلہ کا دروازہ موجود ہے جہاں سے داخل ہو کر زائرین حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے رُوحانی نمائندے (جو حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی رضا سے نامزد ہوتے ہیں) جن کو سجادہ نشینی کا شرف حاصل ہوتا ہے کی خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں اور دعاؤں سے فیضیاب بھی ہوتے ہیں۔

دربارِ معلّٰی میں محل شریف بھی ہے اور مسجد بھی۔ جن کے درمیان میں ایک برآمدہ ہے۔ جس میں زائرین ہمہ وقت قرآن مجید پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ محل شریف اور مسجد کا صحن مشترکہ ہے۔ صحن اس قدر وسیع ہے کہ اس میں کئی ہزار آدمی باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس صحن کے درمیان میں وضوخانہ ہے۔ جس کی چھت کے نیچے ایک تالاب پختہ بنا ہوا ہے۔ اس تالاب میں وضو کے لئے ہر وقت صاف و تازہ پانی موجود رہتا ہے۔ اس تالاب میں زائرین نوٹوں کی صورت میں پیسے ڈالتے نظر آتے ہیں۔ یہ سلسلہ کب سے جاری ہے ؟ اس کا کوئی مستند حوالہ سامنے نہیں آسکا۔ صحن کی شمالی جانب برآمدہ ہے۔ جبکہ جنوب و مشرقی جانب حجرہ جات ہیں۔ محل شریف کی جنوبی جانب واقع ایک حجرہ مخصوص ہے۔ سجادہ نشین دہم حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ محترمہ (مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا) کا مزار شریف اسی حجرہ میں موجود ہے۔ اس طرح مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے مزار شریف کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ وہ مزار شریف ہے جو سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی جانب ہے۔ مغربی جانب حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فقیر سیّد لعل شاہ کا مزار ہے۔ جس کے بالمقابل ایک کمرہ موجود ہے جس کے اندر مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ کے مصنف (سجادہ نشین حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی) حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے علاوہ چند پردہ نشینوں کے مزارات بھی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محل شریف کے مغربی دروازہ کی بیرونی جانب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ڈاکٹر محمد مجیب سُلطان پسر حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین نہم) کا مزار ہے۔ محل شریف سے جانب مغرب کھلی جگہ میں کئی ایک خادمین کے مزارات ہیں۔ اِن تمام کے بارے تو معلومات حاصل نہ ہو پائیں۔ البتہ اِن میں سے خلیفہ اللہ داد، خلیفہ سجاول، خلیفہ مست، حاجی خلیفہ، فقیر دائم، حافظ جام،

میاں احمد کلاسرہ، میاں مقبول فقیر، عطاء الرحمٰن اور فقیر **سردار محمد** کے نام تک رسائی حاصل ہوئی۔

خادمین کے اِن مزارات کی جانب جنوبی مشرق سجادہ نشین نہم (حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ) کی زوجہ محترمہ (اوّل) اور اُنکے بھائی مرید حسین تسنیم کے مزارات ہیں۔

اِن مزارات کے ساتھ ہی حضوری بیر کا درخت ہے۔ جس کے نیچے اولادِ نرینہ سے محروم خواتین اپنے اپنے کپڑے بچھاتی ہیں۔ جس کی منظوری ہو جائے اس کے کپڑے پر بیر کا پھل گرتا ہے۔ جسے وہ کھاتی ہے۔ یہ نشانی ہوتی ہے ان کی دُعا کے قبول ہونے کی۔ حضوری بیر کے ساتھ ہی ایک کمرہ ہے جس میں خمریاں ہیں۔ یہ خمریاں ہر وقت ''حق ھُو'' کا وِرد کرتی رہتی ہیں۔ خمریوں والے کمرے کے ساتھ ہی ایک کمرے میں خمریوں اور کبوتروں کے لیے دانے سٹور کئے جاتے ہیں۔ جس کے ساتھ حجرہ جات ہیں دربارِ معلیٰ کے صحن اور محل شریف کی چھت پر کبوتر ہمیشہ نظر آتے ہیں۔ یہ کبوتر بھی اپنے انداز میں ذِکر کرتے رہتے ہیں۔

محل شریف اور مسجد کی عمارت زائرین کو ظاہری طور پر بھی دلپذیر نظر آتی ہے۔ اس عمارت کے نچلے حصے پر سنگِ مرمر اور شیشہ نما رنگ دار ٹکڑیوں کا جڑاؤ کیا گیا ہے۔ بالائی حصے اور مینار رنگدار کانسی سے مزین ہیں۔ محل شریف کے چار مینار ہیں جبکہ مسجد کے دو مینار ہیں۔ محل شریف اور مسجد کی دیواروں پر ایمان افروز اشعار موجود ہیں۔ محل شریف پر نظر پڑتے ہی سخت سے سخت دل آدمی کی زبان پر بھی ذکرِ حق جاری ہو جاتا ہے۔ دربارِ معلیٰ کا اندرونی صحن سنگ مرمر سے آراستہ ہے۔ مسجد سے متصل برآمدہ (جانب شمال) میں دربار مائی باپ کے سجادہ نشین حضرت نور الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سُلطان عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف ہیں۔ دربارِ معلیٰ کے شمالی برآمدہ کی پشت کی بیرونی جانب آپ قدس سرہٗ کے فقرا میں جمعہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور پیر زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ چند اور درویشوں کے مزارات بھی ہیں۔ جن میں ملک مظفر اور ملک اعظم کے مزار بھی موجود ہیں۔ دربارِ معلیٰ کے بیرونی حصہ میں منجانب مغرب ایک بڑا قبرستان ہے۔ جس میں بے شمار درویشوں کے مزارات ہیں۔

دربارِ معلیٰ کے حوالہ سے صاحبِ مناقبِ سُلطانی لکھتے ہیں

> ''کہ یہ عجیب وغریب کرشموں کا مظہر ہے۔ ہزار ہا زیارت کرنے والے اور سائل اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں ہزاروں عاشقانِ الٰہی فائدہ اُٹھانے کے لئے آتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں۔ سینکڑوں صاحبِ نصیب اہل و زندہ دل لوگ حضرت قدس سرہٗ کی رُوحانی توجہ کی بدولت آپ قدس سرہٗ کے مزار شریف سے صاحبِ احوال و ارشاد و تلقین ہو جاتے ہیں۔ عام و خاص میں سے کسی کو خانقاہ کے احاطہ میں کسی اور قسم کی عبادت اختراع کرنے کا مقدور نہیں۔ کسی کو یہ حوصلہ نہیں کہ بدعت کا کوئی کام کرے۔'' (1)

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:-

(i) ''ایک مرشد کامل اور صاحبِ فیض کی قبر سے اُس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے کیونکہ اُس کی قبر پر

فرشتے موجود رہتے ہیں۔''

(ii) ''اِس حقیقت کے باوجود کسی وَلی کے لیے اپنی زندگی میں دعویٰ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ قبر میں رہ کر بھی بدستور خلقِ خُدا کو اِس طرح فیض پہنچاتا رہے گا کہ ظاہری مُرشدی کی ضرورت نہ رہے گی۔ یہ دعویٰ کوئی حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جیسا عظیم المرتبت فقیر ہی کرسکتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ اگر کسی کے مُرشد نہ ملے تو وہ فقیر باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری دے۔ انشاء اللہ اپنا مقصود پالے گا۔''

(iii) ''ملک کے اندر اور باہر عوام و خواص میں بے شمار لوگ مل جائیں گے جن میں سے اکثر نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا نام تک نہ سُنا تھا۔ مگر بذریعہ خواب و کشف انہیں حاضری دینے کی ہدایت کی گئی اور حاضر ہونے پر مشکل حل ہوگئی۔'' (2)

جو بھی دَر باھُوؒ پہ آئے
اُس کو ہی مُمتاز بنائے
یاھُو کا فیضان ہے باھُوؒ
سخیوں کا سُلطان ہے باھُوؒ

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ۔ اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 131

(2) سیّد احمد سعید ہمدانی۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (حیات و تعلیمات۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی۔ 17۔ ظفر روڈ۔ لاہور چھاونی مارچ 1987ء) ص 75-76

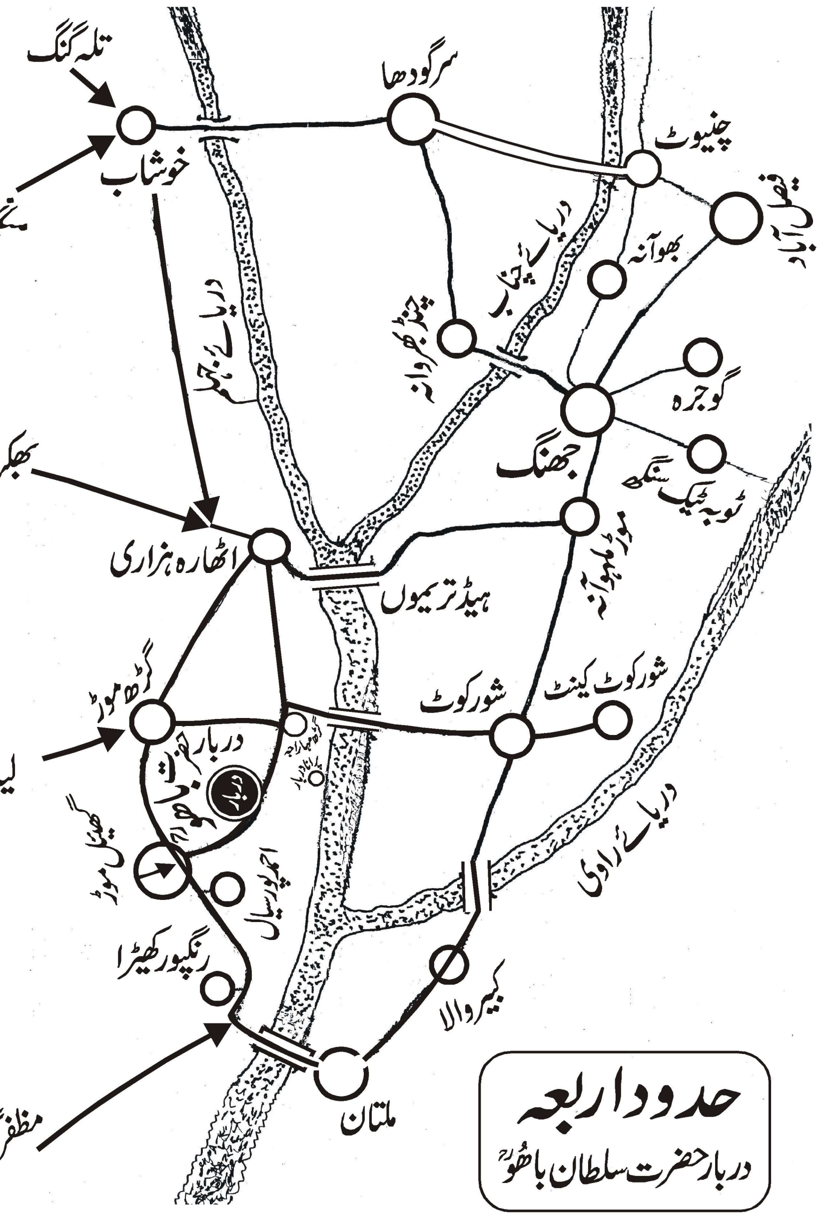
تلہ گنگ
سرگودھا
چنیوٹ
فیصل آباد
خوشاب
میانوالی
دریائے جہلم
دریائے چناب
بھوآنہ
چنڈ بھروانہ
گوجرہ
جھنگ
ٹوبہ ٹیک سنگھ
بھکر
اٹھارہ ہزاری
ہیڈ تریموں
موڑ ملھوآنہ
گڑھ موڑ
شورکوٹ
شورکوٹ کینٹ
لیہ
دریائے راوی
احمد پور سیال
رنگپور کھیڑا
کبیروالا
ملتان
مظفر گڑھ
حدود اربعہ
دربار حضرت سلطان باھوؒ

محل شریف

دربارِ عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پر موجودہ کمرہ نما عمارت جس میں مزارات پاک ہیں اُسے محل شریف کہا جاتا ہے۔دربار عالیہ کی مسجد اور محل شریف کی عمارات ملحقہ ہیں۔جن کے درمیان ایک برآمدہ ہے جس میں قرآن مجید کے بے شمار نسخے موجود ہیں۔اس برآمدہ کے زیرِسایہ زائرین قرآن مجید کی تلاوت میں دن رات مشغول رہتے ہیں۔

محل شریف کی دیواروں کے اندرونی و بیرونی حصوں میں خاص قسم کی ٹیلیں لگی ہوئی ہیں جن میں سے سبز رنگ اپنی پُرکشش کیفیات عیاں کرتا رہتا ہے۔محل شریف کا رُخ جانب مشرق ہے۔جس کے دروازہ سے بالائی حصہ میں سنگ مرمر کی بڑی سلیٹیں لگی ہوئی ہیں۔جن پر سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے یہ فارسی اشعار کندہ ہیں جو طالبانِ حق کو دعوتِ حق دے رہے ہیں۔

ہر کہ طالبِ حق بُود من حاضرم
از ابتداء تا انتہا یک دَم برم
طالب بیا ، طالب بیا، طالب بیا
تار سانم روز اوّل با خُدا (1)

ترجمہ:- اے طالبِ حق سُن ذرا جلدی سے آ۔۔ابتدا سے انتہا تک ایک دم بخش دوں اے طالب
آ، طالب آ، طالب آ، تجھے پہلے روز ہی قربِ الٰہی سے آشنا کروں

دربار عالیہ اور محل شریف کی تعمیر وتزئین کی تکمیل سجادہ نشین ہفتم حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کی زیرِنگرانی ہوئی۔محل شریف پر زرد، نیلی اور سبز کانسی کاری کے علاوہ آیات و اشعار سے تزئین و آرائش کی گئی ہے۔محل شریف کی چھت کے اندرونی حصہ میں اعلیٰ رنگوں سے اسم 'اللہ' ذات اور اسم 'ھُوٗ' اِس خوبصورتی اور حُسنِ ترتیب سے منقّش کیئے گئے ہیں کہ ساری فضا 'اللہ ھُوٗ' کے ذِکر سے منور و معطر نظر آتی ہے۔

محل شریف کی چھت کے چاروں کونوں پر مینار تعمیر کیئے ہوئے ہیں۔محل شریف کے دو دروازے ہیں ایک جانب مشرق اور دوسرا اِس کے مدِمقابل جانب مغرب ہے۔اسی طرح جانب جنوب وشمال دیواروں کے درمیان میں ایک دوسرے کے مدِمقابل جالیاں لگی ہوئی ہیں۔جن سے خواتین مزارات پاک کی زیارت کرتی ہیں کیونکہ خواتین کو محل شریف میں داخلے کی اجازت ہی نہیں۔

محل شریف کے اندر وسط میں سِرّ اَسرارِ ذات یاھُو فنافی ھُو فقیر باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر لکڑی کا بنا ہوا رنگین اور بڑا پلنگ موجود ہے اور مزار پاک کے اوپر ہمہ وقت عمدہ کپڑے کا خلاف موجود رہتا ہے۔جس پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پلنگ پر آرام فرما رہے ہیں۔

محل شریف کے درمیان میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا پلنگ مبارک ہے۔اردگرد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ سجادہ نشینوں کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے دس بانصیب و بلند مرتبہ ہستیوں کے مزارات بھی موجود ہیں۔شرقی دروازہ میں داخل ہوں تو دائیں جانب شمال مشرقی کونے میں سُلطان الاولیاء حضرت شیخ سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین ششم) کا مزار پاک ہے۔اُن کے ساتھ اُن کے پوتے اور سجادہ نشین ہشتم قبلہ حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کا مزار پاک ہے۔جن کے ہم پہلو اُن کے برادرِ صغیر سجادہ نشین نہم قبلہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کا مزار پاک ہے۔شرقی دروازہ سے بائیں جانب جنوب مشرقی کونہ میں سجادہ نشین ہشتم کے برادرِ صغیر اور سجادہ نشین نہم کے برادر کبیر قبلہ حضرت حافظ محمد فیض سُلطان علیہ الرحمۃ کا مزار پاک ہے۔

محل شریف کے غربی دروازہ سے داخل ہوں تو بائیں جانب یعنی شمال مغربی کونہ میں اس محل شریف کی تعمیر اور تزئین و آرائش کرانے والی ہستی قطب دوراں غوث زماں قبلہ حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کا مزار پاک ہے۔آپ علیہ الرحمۃ کے پہلو میں آپ کے پوتے اور قبلہ حضرت حافظ محمد فیض سُلطان کے فرزندِ ارجمند حضرت محمد منظور سُلطان علیہ الرحمۃ کا مزار پاک ہے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے پلنگ مبارک کی غربی و شرقی جانب لمبی لمبی دو چوکھنڈیاں موجود ہیں۔جن میں چھ چھ مزار مبارک ہیں۔اِن بارہ مزارات میں سے چار مزارات میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند، چار مزارات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین جبکہ چار مزارات میں آپ کی اولاد سے مختلف مقدس ہستیاں آرام فرما رہی ہیں۔ان کے آرام فرمانے کی ترتیب کے بارے میں تو معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔البتہ اُنکے اسماء گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

(1) حضرت سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ بن حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

(2) حضرت سُلطان محمد اسحاق علیہ الرحمۃ بن حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

(3) حضرت سُلطان فتح محمد علیہ الرحمۃ بن حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

(4) حضرت سُلطان شریف محمد علیہ الرحمۃ بن حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

(5) حضرت سُلطان محمد علیہ الرحمۃ بن سجادہ نشین اوّل حضرت سلطان ولی محمد علیہ الرحمۃ

(6) حضرت سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دوئم

(7) حضرت سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ بن سجادہ نشین دوئم حضرت سلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ

(8) حضرت حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ سجادہ نشین سوئم

(9) حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ سجادہ نشین چہارم

(10) حضرت سُلطان یار محمد علیہ الرحمۃ بن شیخ محمد حسین علیہ الرحمۃ بن شیخ سُلطان محمود علیہ الرحمۃ بن شیخ سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ بن حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

(11) حضرت سُلطان صالح محمد علیہ الرحمۃ سجادہ نشین پنجم

(12) حضرت نور محمد سُلطان علیہ الرحمۃ بن سجادہ نشین پنجم حضرت سُلطان صالح محمد علیہ الرحمۃ

طالبانِ حق شب وروز محل شریف کے گرد خفی وجلی ذکر کرتے رہتے ہیں مگر محل شریف میں داخل ہونے والے زائرین ادب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اپنے لبوں سے باہر کوئی لفظ نہیں نکالتے۔ محل شریف میں حاضر ہونے والا اگر تصوف وسلوک کے حوالہ سے بدعقیدہ یا بےادب ہو تو اُسے کسی قسم کا کوئی فیض حاصل نہیں ہوتا۔ فیض حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اخلاق، محبت، عقیدت، ادب وآداب اور عجز وانکساری کو اپنے من میں بسا کر حاضری دی جائے۔

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت طالبات حق کو مسلسل بلاوا دیئے جا رہے ہیں۔ لیکن زائرین کیلئے صحیح معنوں میں طالب ہونا لازمی وضروری ہوتا ہے۔ جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری کیلئے محل شریف میں داخل ہوتے ہیں۔ اور واقعی طالب بن کر عرض کیا کرتے ہیں وہ کبھی خالی نہیں لوٹتے۔ فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:-

تُربتِ باھُو چُوں کوہِ طور داں
موسیا ! برخیز نورے شُد عیاں
ھُو برآید دم بدم اَز خاک اُو
ھُو کند ھُو ھُو کُند خاشاک اُو (2)

ترجمہ:- حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تربت کو کوہِ طور کی طرح سمجھو۔
اے موسوی ! اُٹھ تربتِ باھُو سے نور ظاہر ہو گیا۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خاک سے ہر وقت ھُو کی آواز آرہی ہے۔
وہاں کی مٹی بھی ھُو ، ھُو ، ھُو کر رہی ہے ۔

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ۔رسالہ روحی شریف۔ اردو ترجمہ (شبیر برادرز۔اردو بازار لاہور فروری 1998ء) ص 12

(2) سیّد احمد سعید ہمدانی۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (حیات وتعلیمات۔حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی۔17- ظفر روڈ۔ لاہور چھاؤنی۔ مارچ 1987ء) ص 77

نقشہ محل شریف

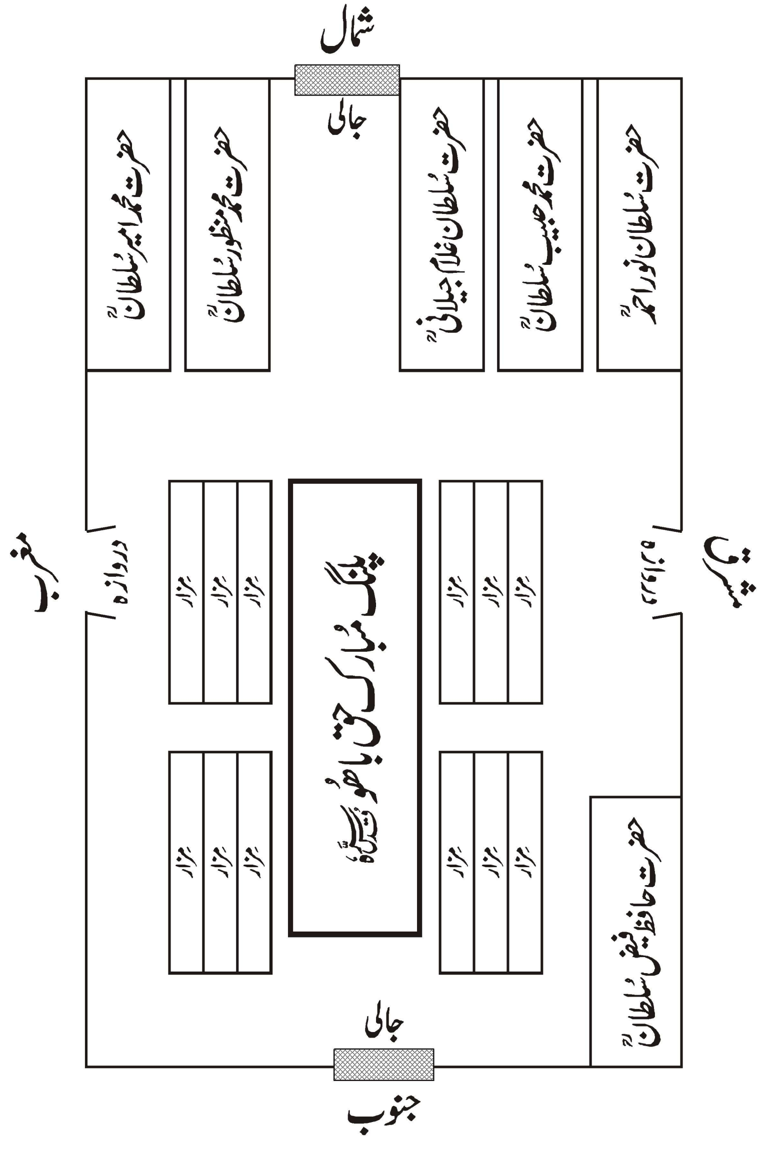

عُرس مُبارک

اللہ ربُ العالمین ایک چھپا خزانہ تھا۔اس نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کیلئے کائنات بنادی۔اٹھارہ ہزار مخلوقات بنائیں۔ہر مخلوق کا نظام مختلف بنایا۔اٹھارہ ہزار مخلوقات میں سے ایک مخلوق انسان ہے۔جسے اٹھارہ ہزار مخلوقات کی سرداری عطا فرمائی۔اس اعلیٰ وارفع مخلوق کو اپنے قرب کا راستہ بتانے اور سمجھانے کے لئے انبیاء کرام کو بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا۔جس کا اختتام اپنے حبیب سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر فرمایا۔آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا دورانیہ تو روزِ قیامت تک جاری رہنا ہے۔سرکارِ دو عالم ﷺ کی جانب سے شروع ہونے والا ارشد و ہدایت کا سلسلہ تاحال جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔یہ سلسلہ آپ ﷺ کے خاص اُمتی اور مقربین کی معرفت چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے مقربین ذات باری تعالیٰ کی رضا پر راضی بھی رہتے ہیں اور اُس کی رضا اور احکامات پر عمل بھی کرتے ہیں۔یہاں پر اللہ تعالیٰ کی ایک ہی رضا اور حکم کا ذِکر کیا جا رہا ہے اور وہ ہے ذکر۔ذاتِ باری تعالیٰ اس بارے حکم فرماتا ہے کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے میرا ذِکر کیا کرو، نماز سے فارغ ہو کر میرا ذکر کیا کرو، ہر وقت میرا ذِکر کیا کرو۔اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے ذِکر کرنے پر خوش ہوتا ہے اور ہر وقت ذِکر کرنے کا حکم بھی صادر فرما رہا ہے۔ذات پاک کے حکم کی عدولی کفر ہے۔اِسی بنا پر سُلطان الفقراء حضرت فرماتے ہیں:-

جو دَم غافل سو دم کافر مُرشد اِیہہ سمجھایا ھُو
سُنیا سُخن گئیاں کُھل اَکھیاں چِت مولا وَل لایا ھُو
کیتی جان حوالے رب دے ایسا عشق کمایا ھُو
مَرن تھیں پہلے مر گئے باھُو تاں مطلب نوں پایا ھُو (1)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اس ایک بیت کے ذریعے اپنی سوچ فکر اور عمل کے دَر کھول کر ہمیں بہت کچھ سمجھا دیا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توجہ ہٹا لینا کفر ہے اس لئے ہر لمحہ اور ہر سانس میں ذاتِ باری تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جب ہم نے یہ فرمان سُنا تو ہم چونک گئے اور اپنا دھیان پوری طرح اللہ تعالیٰ کی جانب مرکوز کر لیا۔

اللہ تعالیٰ سے ایسا عشق کیا کہ اپنی جان بھی ذاتِ باری تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دی۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہم نے جیتے جی اپنے نفسِ امارہ کو ختم کر دیا یعنی اُسے مار دیا تب ہمیں منزل ملی۔ ہماری غرض پوری ہوئی۔

اُمت محمدی ﷺ میں سے جولوگ جیتے جی اپنے نفس امارہ کو مارتے ہیں اور ہر سانس کے ذریعے ذِکرِ باری تعالیٰ میں مشغول رہتے ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقربین ہی مخلوقات میں اعلیٰ، اَرفع واَفضل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہر فرمان اٹل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے کہ تم جو بھی عمل کرتے ہو اُس کا بدلہ تمہیں اِس دُنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی۔ ذاتِ باری تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے کہ تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اللہ ربُ العالمین کے جس بندے نے ذات پاک کا جس قدر ذکر کیا ہوتا ہے۔ ذاتِ الٰہی اس دُنیا میں اُس کا اسی حساب سے خود بھی ذکر فرماتا ہے اور اپنی مخلوق سے بھی اس کا ذکر کراتا ہے۔ ذاتِ پاک کی مقربین ہستیاں چونکہ اس فانی دُنیا کو پس پشت ڈال کر اور اپنی نفسانی خواہشات کو روند کر ذاتِ باری تعالیٰ کے ذکر میں مگن رہتی ہیں۔ اس لئے ذات پاک اپنے مقربین کا ذکر عام کر دیتی ہے۔ یہ ذکر انفرادی طور پر خلقِ خدا کی زبانوں پر تو رہتا ہی ہے لیکن اس ذکر کو اجتماعی صورت دینے کے لئے اپنے مقربین کے عرس منعقد کرنے کا اہتمام اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہی تو ہوا کرتا ہے۔

نفسِ مطمئنہ کی حامل شخصیات اللہ تعالیٰ کی رضا پہ راضی رہتی ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مقربین ہستیوں میں سے جس کو (وجودی طور پر بھی) اپنا وصال نصیب فرماتا ہے اُس ہستی کیلئے وہ موقع شادی کا ہوتا ہے۔

اردو لغات میں لفظ عرس کے درج ذیل دو معنی موجود ہیں:-

(i) شادی کی دعوت ، طعام عروسی

(ii) بزرگوں یا مرشدوں کی سالانہ فاتحہ کی مجلس جو تاریخ وفات کو ہوا کرتی ہے۔ (2)

اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے جس ہستی کا اجتماعی طور پر ذکر کرنے کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے اُسے اُس مقرب ہستی کا عرس کہا جاتا ہے۔ جس میں عقیدت مند بھرپور شرکت کرتے ہیں۔

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ ھُودے بیت۔ مرتبہ ممتاز بلوچ (سانجھ پبلی کیشنز۔ مفتی بلڈنگ 17/31 ٹمپل روڈ لاہور۔ جولائی 2007ء) ص 211

(2) فرہنگ آصفیہ جلد سوئم (مشتاق بک کارنر۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ سن ن) ص 38

عُرس مُبارک محرم الحرام

اللہ تعالیٰ نے اپنی خالقیت کی ابتدا فرماتے ہوئے اپنے نور میں سے سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور خلق فرمایا۔ ذات باری تعالیٰ کو اپنی پہلی تخلیق (نورِ محمدی ﷺ) سے عشق ہوگیا۔ اس طرح عشق کی ابتدا ہوئی پہلا عاشق خالقِ کائنات اور پہلا محبوب سرورِ کائنات ﷺ۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ 'روحی شریف' میں فرماتے ہیں:-

حضرت عشق بالائے کونین بارگاہِ کبریا وتخت سلطنت آراستہ

(حضرت عشق نے کونین سے اوپر بارگاہِ کبریا میں اپنا تخت سلطنت آراستہ کیا)

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:-

قدرت ہائے کاملہ آئینہ باصفاء ساختہ تماشائے رُوے زیبا فرمائید (1)

(قدرت ہائے کاملہ نے آئینہ باصفاء بنایا جس میں وہ اپنے روئے زیبا کا تماشہ دیکھ رہی ہے)

خود باخود قمار عشق مے بازو

خود نظر و خود ناظر و خود منظور

(خود بہ خود عشق بازی کرر ہا ہے۔ خود نظر، خود ناظر اور خود منظور ہے)

خود عشق وخود عاشق وخود معشوق (2)

(خود ہی عشق، خود ہی عاشق اور خود ہی معشوق ہے)

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے عشق ہے۔ جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو کائنات میں سب سے زیادہ چار ہستیوں سے محبت ہے۔ جن کے بارے میں آپ ﷺ کے فرامین اس طرح ہیں:-

☆ جس کا میں مولا اُس کا علی رضی اللہ عنہ مولا۔

☆ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔

☆ حسنین شریفین رضی اللہ عنہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

☆ حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ (3)

اِن چاروں ہستیوں سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انتہائی محبت عیاں ہے۔ اگر غور کیا جائے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِمام عالی مقام سے عشق واضح نظر آتا ہے۔ دورانِ نماز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ ریز ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک کندھوں پر سوار ہوگئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خود بخود اُترنے تک سجدہ کو جاری رکھا۔ ایک دفعہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس دو بچے بیٹھے تھے۔ جن میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اکلوتے بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ تھے جبکہ دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت فرشتہ حاضرِ خدمت ہوا۔ عرض کی یا نبی اللہ ! اللہ تعالیٰ ان بچوں میں سے ایک بچہ لینا چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون سا بچہ دیں گے ؟ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے عشق تھا۔ اس عشق کی خاطر قربانی کے طور پر اپنے اکلوتے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے پر رضامندی کا اظہار فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ سے عشق ، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے عشق اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ سے عشق۔ یہ عشق کی خاص تکون ہے۔ اللہ عزوجل، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حسین رضی اللہ عنہ۔ اس تکونِ عشق میں تین اسمائے گرامی ہیں۔ ان تینوں اسمائے گرامی میں چار چار حروف ہیں۔ ان حروف کی تعداد کو جمع کیا جائے تو عدد بارہ بنتا ہے (4+4+4=12)۔ اگر عدد 12 کے ہندسوں کو جمع کیا جائے تو عدد تین (2+1=3) بنتا ہے۔ تکون کے کونے بھی تین ہوتے ہیں جبکہ لفظ عشق میں بھی تین حروف (ع۔ش۔ق) ہیں۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ عشق کا نقشہ تکونی ہے جو اللہ عزوجل، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حسین رضی اللہ عنہ سے ہی مکمل ہوتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ سے عشق اور ایسا عشق کہ امام عالی مقام کو امام العاشقاں کا مقام حاصل ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عشق کی انتہا کا عملی مظاہرہ 61 ہجری 10 محرم کو فرمایا۔ کڑکتی دُھوپ، کربلا کا میدان، انتہائی گرم ریت، بُھوکے پیاسے بچے، مظالم کی انتہاء، تیروں کی بارش، تلواروں کے طوفان، نیزوں کے گھمسان، معصومین کے لہو کی ندیاں، لاشوں کے ڈھیر۔ ایسی کیفیات میں بھی امام عالی مقام کے صبر و استقلال میں لغزش نہ آنے پائی۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ کی منفرد ادا کہ اس صورتِ حال و کیفیت میں بھی بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریزی۔ سرِ مبارک نیزے پر سوار کیا گیا تو کلام ربانی کی تلاوت۔ اس طرح عشق کے آخری قلعہ پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جھنڈا دیکھ کر بارگاہِ ایزدی میں ایک جانب صبرِ ایوب علیہ السلام سجدہ ریز ہوا تو ایک جانب قربانی اسماعیل علیہ السلام۔ نوری، ناری، آبی وخاکی تمام تر مخلوقات حسین رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ پکار اُٹھیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عشق ایک ایسا مقام حاصل کر چکا ہے۔ جس کی مثال کائنات میں نظر ہی نہیں آسکتی۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

عاشق عشق حقیقی والا کیتے قول نبھاوے ھُو

جتوں ویکھے راز ماہی دا اُوسے پاسے جاوے ھُو
و شکرونی جھولی پا کے رُٹھڑا یار مناوے ھُو
سچا عشق حسینؓ دا باھُو صدقے صدقے جاوے ھُو (4)

جس طرح ہر شعبہ کے اپنے قوائد وضوابط ہوتے ہیں اسی طرح عشق بھی اپنے قوائد وضوابط رکھتا ہے۔ جن کی پابندی لازمی وضروری ہوتی ہے۔ عشق حقیقی میں تو یہ معاملات انتہائی حساسیت کے ساتھ پابندی چاہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے عشق کا ارادہ کرے تو اس کے لئے ضروری ولازمی ہے کہ وہ پہلے امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کی راہ اپنائے بصورت دیگر عشق الٰہی کا کوئی دوسرا راستہ ممکن ہی نہیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی دستِ بیعت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہوئی۔ اس موقع پر پنجتن پاک وہیں تشریف فرما تھے۔ اس مجلس پاک کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ رُوحی شریف میں فرماتے ہیں:-

دَستِ بیعت کرد مارا مصطفیٰ
فرزندِ خود خوانده اَست مارا مجتبیٰ
شدُ اجازت با ھُو را از مصطفیٰ
خلق را تلقین بکن بہر اَز خُدا
خاکِ پائم از حسینؓ و اَز حسنؓ
معرفت گشت اَست برمن انجمن (5)

حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا بیٹا فرمایا جبکہ حسنین شریفین رضی اللہ عنہم کی قدم بوسی کی سعادت بھی حاصل ہوئی علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے قدموں کی خاک بھی بیان فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مُرشد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ

''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں''

یہی سبب ہے کہ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا مُرشد مانتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کا اظہار اپنے ابیات میں یوں فرماتے ہیں:-

مُرشد ہے شہباز الٰہی بی بی پاک دا جایا ھُو
جتوں ونجیں حسینؓ علیؓ دا ابر کریندا سایا ھُو
نانا جنیدا پاک محمدؐ سَدا اقبال سوایا ھُو
خالی مُول نہ وَلیا باھُوؒ در سخیاں جو آیا ھُو (6)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے عقیدت کا مقام ومرتبہ انتہائی اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی

ظاہری حیات مبارکہ میں عاشورہ کے دن شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم کی نیاز پکاتے اور ختم دلاتے۔اس روز کیلئے فقیروں اور مُریدین کو بھی بلاتے تھے۔اس حوالہ سے صاحبزادہ سُلطان حامد اپنی کتاب 'مناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ ص188)' میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:-

''اپنے وطن کے بزرگوں سے سُنا ہے کہ حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانیت کا یہ ارشاد ہے کہ عاشورہ کے دن تمام فقیر اور مرید اکٹھے ہوا کریں اور حضرت امامین شہیدین علیہما السلام اور شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم کی نیاز پکائی جائے اور ختم دلایا جائے'' (7)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا شروع کردہ عرس محرم الحرام کا سلسلہ جاری وساری ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں یہ عرس پاک عاشورہ کے روز منعقد ہوا کرتا تھا۔بعدازاں مریدین اور زائرین کی تعداد میں اضافہ ہوا اور لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے آنے لگے۔اُسی دن اُن کے لئے واپسی ناگزیر ہوتی۔اِس لئے یہ عرس مبارک سات محرم الحرام سے دس محرم الحرام تک جاری رکھنے کی اجازت دی گئی۔اب تو صورت حال یہ ہے کہ مُریدین،عقیدت مند اور زائرین دور دراز علاقوں سے سپیشل گاڑیوں میں دربار عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں۔انتہائی رش ہونے کی وجہ سے یکم محرم الحرام سے ہی حاضرین کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔انتہائی بھیڑ سے بچنے کے لئے اب لاکھوں زائرین سات محرم سے قبل ہی عرس مبارک میں حاضری دے کر واپسی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔سات محرم الحرام سے گیارہ محرم الحرام تک کے عرصہ میں تنبوقنات اور لوگوں کے عارضی ڈیرہ جات میلوں میں نظر آتے ہیں۔اسی طرح سپیشل گاڑیاں بھی دُور دُور تک کھڑی دکھائی دیتی ہیں۔اس عرصہ میں مریدین وعقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے۔دربار عالیہ کے سجادہ نشین کی جانب سے لنگر کا وسیع اہتمام کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں مختلف ڈیرہ جات پر مُریدین اپنی اپنی جانب سے بھی لنگر کا انتظام کئے ہوئے ہوتے ہیں۔لنگر کا یہ سلسلہ روزانہ کی بنیاد پر جاری رہتا ہے۔اتنے بڑے اجتماع کو دیکھ کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم کی خدمت میں ثواب کی خاطر قرآن مجید کی تلاوت دن رات جاری رہتی ہے۔شہداء کے بارے میں روزانہ تقاریر ہوتی ہیں۔نعت خوانی،منقبت خوانی کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔مختلف ڈیرہ جات پر بھی حمد،نعت،منقبت اور ھُو کے ذِکر کی نشستیں روزانہ ہوا کرتی ہیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی برکات کے سبب حضرت امامین شہیدین علیہما السلام اور شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم کا یہ عرس مبارک اپنی نوعیت کا منفرد عرس مبارک ہے یہ دیکھ کر اس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ ربُ العالمین کو اپنے مقربین انتہائی پیارے ہیں علاوہ ازیں شہید مرتے نہیں بلکہ وہ تو زِندہ ہوتے ہیں جس کا ہمیں شعور نہیں ہوتا۔

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔ رسالہ روحی کلاں۔ اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔ اگست 2017ء) ص 1-2

(2) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ رسالہ روحی کلاں۔ اردو ترجمہ (اگست 2017ء) ص 2

(3) احادیث مبارکہ

(4) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ ھُودے بیت۔ مرتبہ ممتاز بلوچ (سانجھ پبلی کیشنز۔ مفتی بلڈنگ 17/31 ٹمپل روڈ لاہور۔ جولائی 2007ء) ص 255

(5) حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ رسالہ روحی کلاں۔ اردو ترجمہ (اگست 2017ء) ص 9

(6) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔ ھُودے بیت۔ مرتبہ ممتاز بلوچ (جولائی 2007ء) ص 275

(7) صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ۔ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ۔ اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 188

عرس مبارک حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے اُن اولیاء اللہ میں ہوتا ہے جن کے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی وَلی اللہ ہیں علاوہ اَزیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عِلمُ لَدُّنِی بھی حاصل ہوا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دستِ بیعت فرمایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس محفل میں پنجتن پاک رضی اللہ عنہم سے فیض حاصل کرنے کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے بھی فیض حاصل کیا۔ جس بِنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی سلسلہ سروری قادری کہلاتا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفل سے فیضیابی کے بعد حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اور ہر گھڑی وحدانیت میں مستغرق اور سیرِ فی الذات میں رہتے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب سے سُلطان الفقراء کا مقام عطا فرمایا گیا۔ رسالہ روحی شریف میں سُلطان الفقراء کے مقام و مرتبہ کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ان کے قدم جملہ اولیاء، غوث و قطب کے سَر پر ہیں۔ اُن کا مقام حریمِ ذاتِ کبریا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ہم اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درویش جس مردہ دل کو اسمِ اعظم اسم اللہ ذات کی توجہ سے زندہ کرتے ہیں وہ قیامت بلکہ اَبدالا باد تک نہیں مرتا اور اَبدی زندگی حاصل کرتا ہے۔ رَسالہ رُوحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ہر کہ طالبِ حق بُود من حاضرم — اَز اِبتداء تا اِنتہاء یک دَم بَرم
طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا — تار سانم روزِ اوّل با خُدا (1)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اِن اشعار کے ذریعۂ طالبِ حق سے مخاطب ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے طالبِ حق! سُن ذرا جلدی آ، اِبتداء سے اِنتہاء تک تمہیں ایک دَم میں بخش دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ طالب کو سہ بار بُلا کر یہ بھی فرماتے ہیں کہ پہلے دن ہی تمہیں خُدا سے مِلا دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیاتِ مُبارکہ میں ہزار ہا طالبانِ حق نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رُوحانی فیض پایا۔ بعد اَزاں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہو کر رُوحانی فیض حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی حاضری رُوحانی فیض کا وسیلہ اور خاص سعادت ہے۔ یہ سعادت حاصل کرنے کی غرض سے روزانہ ہزار ہا زائرین دربارِ معلیٰ پر آتے ہیں۔ دربارِ معلیٰ پر ھُو ھُو کے ذکر سے فضا معطر ہوتی رہتی ہے۔ یہاں رُوحانیت

کے خاص مناظر طالبانِ حق کے قلوب کو روشن کرتے رہتے ہیں۔ یاھُو اور باھُو میں صرف ایک نقطہ کا فاصلہ ہے۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک ہر وقت و ہر لحظہ ھُو ھُو کی سرمستی میں محو و مگن رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والے طالبانِ حق کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی حاضری کے وقت جو سُرور و مستی میسر آتی ہے اس کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ طالبانِ حق کیلئے یوں تو یہ سُرور و مستی ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر حاضرین جس سُرور و مستی سے فیض یاب ہوتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ (بمطابق 1691ء) پہلے جمعہ کی رات تین پہر گذرے نورانی وقت ہوا۔

دربارِ معلیٰ پر تمام عرس مبارک اسلامی سال یعنی سن ہجری کے مطابق منعقد کئے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو منعقد ہوتا ہے۔ عرس مبارک کی تاریخ کا اعلان چند روز پہلے کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ دور دراز سے آنیوالے مریدین وزائرین کو سفر کی تیاری میں سہولت ہو۔ اگر چاند کا نظر آنا پہلی جمعرات سے پہلے مشکوک ہو تو پھر عرس مبارک کیلئے اس سے اگلی جمعرات مقرر کی جاتی ہے۔

محرم الحرام کے عرس مبارک کے بعد یہ دوسرا بڑا عرس مبارک ہوتا ہے۔ اس عرس مبارک میں بھی ملک بھر سے لاکھوں مریدین، عقیدت منداورزائرین شرکت کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ جو شخص بھی طالب بن کر محل شریف میں حاضری دیتا ہے وہ مایوس نہیں لوٹتا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ہر کہ طالبِ حق بُود من حاضرم
اَز ابتداء تا اِنتہاء یک دَم بَرم

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر میلوں تک گاڑیاں دکھائی دیتی ہیں۔ مُریدین اور فقراء کے مستقل حجرہ جات کے علاوہ دُور دُور تک مریدین اپنے اپنے ڈیرے لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ دربار شریف کے اندر اور باہر تل دھرنے کو جگہ نہیں ہوتی۔ دربارِ معلیٰ میں قرآن مجید کی تلاوت کا سلسلہ دن رات جاری رہتا ہے۔ خاص مُریدین جو عرس مبارک سے کئی روز پہلے ہی دربارِ معلیٰ پر پہنچ جاتے ہیں ان کی تعداد بھی ہزاروں میں ہوتی ہے۔ وہ اپنے اپنے ڈیروں پر محفلیں سجاتے ہیں۔ جن میں حمد و نعت، منقبت اور ابیاتِ ھُو انتہائی ذوق وشوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ علاوہ اَزیں مل کر ذکر بھی کیا جاتا ہے اور ان ڈیروں پر لنگر کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

عرس مبارک کے موقع پر سجادہ نشین کی جانب سے لنگر کا وسیع انتظام کیا جاتا ہے۔ دربارِ معلیٰ میں واعظ حق باھُو کی مدح سرائی بھی کرتے ہیں اور فقر کے حوالہ سے پُرتاثیر لہجہ میں تقاریر بھی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نعت خوان حضرات حمد، نعت، منقبت اور حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بھی پرتاثیر ترنم سے سُناتے ہیں۔ یہ سلسلہ نماز ظہر تک جاری رہتا ہے۔ بعد از نماز ظہر لنگر خانہ سے ملحقہ بنگلہ سجادہ نشین پر

سجادہ نشین صاحب کی زیرِ صدارت خصوصی محفل منعقد ہوتی ہے۔جس کی ابتداء تلاوت کلام پاک سے ہوتی ہے۔نعت شریف،کلامِ حق باھُو کے علاوہ منقبت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔بعدازاں مولوی صاحبان ختم شریف پڑھتے ہیں۔محفل کے آخر میں محترم سجادہ نشین صاحب دُعا فرماتے ہیں۔محفل کے اختتام پر تمام حاضرین کو لنگر کھلایا جاتا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک فقر کا وہ چشمہ ہے۔جس کا رابطہ ہر وقت ہر لمحہ اور ہر گھڑی ذاتِ باری تعالیٰ، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جڑا رہتا ہے۔جو بھی طالبِ حق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتا ہے وہ کُچھ نہ کُچھ حاصل کر کے ہی لوٹتا ہے علاوہ ازیں اُسے قلبی سکون بھی میسر ہوتا ہے۔کیونکہ

کیا ہویا بُت اوڈھر ہویا دِلڑی دُور نہ تھیوے ھُو
سَئے کوہاں تے مُرشد وَسدا وِچ حضور دِسیوے ھُو
جَیندے اَندر عِشق دِی رَتی بِناں شرابوں کھیوے ھُو
ہر جاہ جانی دِسے باھُو جِت وَل نظر کچیوے ھُو (2)

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔رسالہ روحی کلاں۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن مکان نمبر 178 گلی نمبر 7 راول ٹاؤن۔ اسلام آباد۔اگست 2017ء) ص 8

(2) حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ھُودے بیت۔مرتبہ ممتاز بلوچ (سانجھ پبلی کیشنز۔مفتی بلڈنگ 17/31 ٹمپل روڈ لاہور۔ جولائی 2007ء) ص 164

باب ششم

(منظوم نذرانۂ عقیدت)

حضورِ باھُو قدس سرہٗ

کوئی مثل نہیں زیرِ آسماں تیرا
میرے خیال سے اونچا ہے آستاں تیرا

خزاں کا فکر نہ برقِ تپاں کا اندازہ
سدا بہار ہے دُنیا میں گلستاں تیرا

جتن کئے ہیں ہزاروں حسد شعاروں نے
مگر مِٹا نہ سکے آج تک نشان تیرا

جو احترام و ادب کو بھی شرک کہتے ہیں
اُنہیں بھی کھینچ کے لاتا ہے آستاں تیرا

دِلوں کے درد کے ہیں ترجماں تیرے دوہے
گدا و شاہ پہ ہے فیض بیکراں تیرا

جہاں کو تُو نے تصور دیا ہے شاہیں کا
بڑے اَدب سے ہے اقبال مدح خواں تیرا

فرازِ عرش بھی جس کو سلام کرتا ہے
وہ جھنگ دیس میں پرچم ہے پُر فشاں تیرا

درِ کریم پہ تیری دُعا پہنچتی ہے
اثر کے نور سے معمور ہے بیاں تیرا

دیا ہے قوم کو توحید کا سبق تُو نے
ہر ایک شخص پہ احساں ہے بے گماں تیرا

رہے گا نام ترا حشر تک زمانے میں
کہ علم و فضل کا ہے معترف جہاں تیرا

مجھے ہے فخر کہ تیرا ہوں اور شاعر ہوں
کرم ہے مجھ پہ بہت اے شہہِ شہاں تیرا

ہر ایک لب پہ ہے تیرا کلام ھُو باھُوؒ
بڑے عروج پہ ہے جشن نغمہ خواں تیرا

غموں کی دھوپ سے محفوظ ہے ترا رفعت
کہ اِس کے سر پہ ہے موجود سائباں تیرا

صاحبزادہ رفعت سُلطان رحمۃ اللہ علیہ

ھُو بَاھُو قدس سرہٗ

تُو زمانے میں سُرخرو باھُوؒ
تیری عقبیٰ میں آبرو باھُوؒ

تیری آواز شرحِ رازِ ازل
گونج ہے جس کی چار سُو باھُوؒ

تُو نے عرفانِ ذات کی خاطر
اپنے دل کو کِیا لہو باھُوؒ

حسُن تیری نظر سے پاکیزہ
عشق کی تجھ سے آبرو باھُوؒ

درسِ قرآں ہے تیرا درسِ عمل
کاش سمجھیں تیرے عدو باھُوؒ

عرش اور فرش جُھوم اُٹھتے ہیں
سُن کے تیرا کلام ھُو باھُوؒ

تُو وَلی تیرے سر پہ ظلِ علیؓ
اور ہے کون ، ہے جو تُو باھُوؒ

تجُھ سے تیرے سوا نہ کُچھ مانگوں
کیا کروں ، ہے یہ میری خُو باھُوؒ

لے کے یہ منقبت تیرا رفعتؔ
آج ہے تیرے رُوبرو باھُو

صاحبزادہ رفعت سُلطان رحمۃ اللہ علیہ

سُلطان باھُو قادری قدس سرّہٗ

ہیں دِل نشین و دِلرُبا ، سُلطان باھُوؒ قادری
ہر دردِ دل کی ہیں دوا سُلطان باھُوؒ قادری

مُرشد ہے تیرا مجتبٰیؐ سُلطان باھُوؒ قادری
اونچی ہے تیری شان یا سُلطان باھُوؒ قادری

دل آپ کا پُر نُور ہے ، نُورِ خُدا کے عشق میں
ہیں مظہرِ نورِ خُدا ، سُلطان باھُوؒ قادری

ہیں چارۂ بے چارگاں ، بے آسروں کا آسرا
ماوٰئے ما ، ملجائے ما ، سُلطان باھُوؒ قادری

ہوتی ہے ان کے فیض سے علم و عمل کی معرفت
دیتے ہیں درسِ حق سدا ، سُلطان باھُوؒ قادری

بٹتی ہے اُن کے میکدے سے علم و عرفاں کی شراب
بھر جام دیتے ہیں پلا ، سُلطان باھُوؒ قادری

تم بیٹھ جاؤ جم کے اُن کے آستانے پر ظہور
ہیں اصل میں بحرِ عطا ، سُلطان باھُوؒ قادری

صاحبزادہ ظہور سُلطان قادری

سُلطان العارفین قدس سرہٗ

امیرِ عارفاں سُلطان باھُوؒ
اُنہی کی روشنی عالم میں ہر سُو

گُل و لالہ ، گلاب و نسترن میں
اُنہی کی ہر طرف پھیلی ہے خوشبو

پرندے اُن کے نغمے گا رہے ہیں
اُنہی کی یاد میں پھرتے ہیں آہو

نگاہیں جُھک کے سجدے کر رہی ہیں
بنے ہیں صورتِ محراب ابرُو

دِلوں میں نعرۂ حق گونجتا ہے
زبانوں پر ہو جب آوازۂ ھُو

شوکت کاظمی

حق باھُو قدس سرہٗ

تیری آمد میں چٹکتے ہیں ثنا بیز کنول
تیرے دوہے پہ فدا سالکِ دوراں کی غزل
تیری کافی سے چھلکتا ہے تہجد کا سرور
تیرے شعروں سے مہک اُٹھتا ہے دربارِ ازل

آخرِ شب کہ عبادت کا سماں ہوتا ہے
قافلہ مست دعاؤں کا رَواں ہوتا ہے
عالمِ ھُو میں جو 'حق باھُوؒ' کی آتی ہے صدا
تیرے حُجروں پہ فرشتوں کا گماں ہوتا ہے

تیرے وَجدان سے شاداب ہے بُستانِ خودی
بول گاتے ہیں ترے زَمزمہ سُنجانِ خودی
تیرے ارشاد نے بخشا ہے فقیروں کو غِنا
اے گدائے دَرِ یزداں تو ہے سُلطانِ خودی

جھنگ بے رنگ کو تُو نے ہے فلک رنگ کیا
دیدۂ نیرِ مہتاب کو ہے دنگ کیا
تیری بے لوث قیادت نے زمانے کے لئے
مسندِ فقر کو ہے غیرتِ اورنگ کیا

تیرے ماحول سے جنت کی ہوا آتی ہے
صبح کی طرح بصد نُور و ضیا آتی ہے
تو ہے گلخانۂ توحید کا سرشار گلاب
تیرے کردار سے خوشبوئے خُدا آتی ہے

درد کو قمریٔ شمشادِ توکل فرما
عِشقِ بے صوت کو عرفان کا بُلبل فرما
میں کہ سینے میں چہکنے کی تڑپ رکھتا ہوں
مجھ کو بھی جُھوم کے مولائے ، تغزل فرما

شیرافضل جعفری

حق باھُو قدس سرہٗ

ہر طرف آپ کا ہے فیضِ نظر حق باھُوؒ
آپ برحق ہیں کہا آپ کا برحق باھُوؒ

آپ کا ذِکر زمانے میں ہے ہر سُو باھُوؒ
کیسے خادم نہ ہمہ وقت کریں ھُو باھُوؒ
آپ کا نام ہے زیرِ لبِ خوشبو باھُوؒ
پھول کہتے ہیں چٹکتے ہوئے باھُوؒ باھُوؒ

رُوح کی لَے پہ رہے شام و سحر حق باھُوؒ
آپ برحق ہیں کہا آپ کا برحق باھُوؒ

ھُو کے عالم کی تگ و تاز ہے ھُو حق ھُو حق
کُل جہانوں کی یہ دم ساز ہے ھُو حق ھُو حق
آدمی کا پرِ پرواز ہے ھُو حق ھُو حق
کلمۂ رُوح کی آواز ہے ھُو حق ھُو حق

چھوڑ کر جاؤں کہاں آپ کا در حق باھُوؒ
آپ برحق ہیں کہا آپ کا برحق باھُوؒ

ھُو کے بُراق پہ جو ہو کے سوار آیا ہے
قلبِ عرفان کی بارات کا وہ دولہا ہے
حق کی تسلیم و قناعت بنی شہ بالا ہے
زندگانی کا جسے نیگ پڑا دینا ہے

آپ کے کیوں نہ رہوں زیرِ اثر حق باھُوؒ
آپ برحق ہیں کہا آپ کا برحق باھُوؒ

روئی روئی ہوا تن رُوح بنی تکلا ھُو
قطرۂ خون سے کیا مال کو ہے گیلا ھُو
کُوک چرخے کی بنا عمر کا ہر لمحہ ھُو
کاتتے کاتتے چرخہ میں ہُوا چرخا ھُو

اب تو ہو مجھ پہ عنائت کی نظر حق باھُوؒ
آپ برحق ہیں کہا آپ کا برحق باھُوؒ

جان کاشمیری

حضرت باھُو سُلطان قدس سرہٗ کے مزار پر

گوشۂ دشت میں باھُوؒ کا یہ پُر کیف مزار
اگلے وقتوں کے حِجابوں کا پتا دیتا ہے
ذِکر ہوتا ہے جونہی فقر کے مستانوں کا
سوندھے سوندھے سے فسانوں کا پتا دیتا ہے

جب کبھی فقر کے آغاز کو دُہراتا ہوں
مہکے مہکے سے زمانوں کا پتا دیتا ہے
جھکتے آئے ہیں یہاں دارا سکندر جیسے
جھولیاں بھرتے ہیں شہباز قلندر جیسے

قبر کو چُومتی ہیں آ کے شرابی حُوریں !
مستیاں لاتے ہیں افلاک سے مہکے تارے
چاندنی رات میں آکر یہ تماشے دیکھو
مست ہوتے ہیں یہاں آ کے نشوں کے دھارے

چاند سے پھوٹتی ہیں فقر کی دانا کرنیں
بھیرویں چال میں گاتے ہیں " اَنا " کے چیلے
جھولیاں عیش کے پھولوں سے وہ بھر لیتے ہیں
آنکلتے ہیں یہاں رَنج و محن کے مارے

....

کتنے مہکے سے ترانوں کا سمندر یہ ہے
کتنا خاموش تمناؤں کا مندر یہ ہے

کبیر انور جعفری

باھُو قدس سرہٗ نظر آیا

جس وقت تری آنکھ کا اَبرو نظر آیا
خنجر بھی مہِ عید کا پہلُو نظر آیا

ہر برگ میں ہر ذرہ میں اک تُو نظر آیا
جلوہ تری یکتائی کا ہر سُو نظر آیا

قربان ہوئے تارے برسنے لگی شبنم
جب آنکھ سے بہتا ہوا آنسو نظر آیا

شبنم نے اُچھل کر لئے افلاک کے بوسے
تاروں میں ٹہلتا ہوا مہِ رُو نظر آیا

تصویر کوئی خواب میں دیکھی تو پکارا
باھُوؒ نظر آیا مجھے باھُوؒ نظر آیا

رنگین مجھے باھُوؒ کے مرقد پہ ہمیشہ
ہر رات کو جگنو گُلِ شَبّو نظر آیا

بکھرے ہیں عجب فیضِ کرامت سرِ تُربت
ہر ذرہ مجھے رات کو جگنو نظر آیا

البیلے حسیں خواب کی مہکی سی فضا میں
کرتا ہوا ھُو ھُو مجھے باھُوؒ نظر آیا

کبیر انور جعفری

مِرے باھُو قدس سرہٗ یاھُو

میں ہوں قسمت کا سکندر مِرے باھُوؒ یاھُو
میں جُھکا ہوں ترے دَر پر مِرے باھُوؒ یاھُو

تجھ کو پڑھتا ہوں تو احساس میں در آتے ہیں
نِت نئی صبحوں کے منظر مِرے باھُوؒ یاھُو

مِرے اشعار میں ندرت تیرے اَفکار کی ہے
تِرا احسان ہے مجھ پر مِرے باھُوؒ یاھُو

تِرے ابیات میں ہیں صدق و صفا کے گوہر
قلزمِ حق کے شناور مِرے باھُوؒ یاھُو

تُو ہے دُنیائے معارف کا اَنا مَست فقیر
تذکرہ ہے ترا گھر گھر مِرے باھُوؒ یاھُو

ہر گُلِ تر کے لبوں پر ہے ترانہ تیرا
تو ہے گلشن کا مقدر مِرے باھُوؒ یاھُو

تابشِ بزم شبستان ہے تمہارے دَم سے
کہہ رہے ہیں مہ و اختر مِرے باھُوؒ یاھُو

مرزا معین تابش

سخی سُلطان باھُو قدس سرہٗ

تمہارا آستانہ ، عجب ہے آستانہ
کہ جھکتے ہیں جہاں پر سلاطینِ زمانہ
نچھاور فقر پر ہے شکوہ خسروانہ
تمہیں بخشا خدا نے مذاقِ عارفانہ
سُنو فریاد میری ، سخی سُلطان باھوؒ
کرو امداد میری ، سخی سُلطان باھوؒ

تمہارے فقر سے ہے شہنشاہی ہویدا
نہ کیوں ہو دو جہان میں تمہارا بول بالا
تمہی ہو بس تمہی ہو مرے ملجا و ماوا
لیا ہے تھام دامن حبیبِ آستاں کا
سُنو فریاد میری ، سخی سُلطان باھوؒ
کرو امداد میری ، سخی سُلطان باھوؒ

تمہارا آستاں ہے سخاوت کا سمندر
کہ پاتے ہیں مرادیں یہاں سے لوگ اکثر
تمہارے خوشہ چیں ہیں ، زمانے بھر کے سرور
یہ شان اللہ اکبر ، یہ شان اللہ اکبر
سُنو فریاد میری ، سخی سُلطان باھُوؒ
کرو امداد میری ، سخی سُلطان باھُوؒ

فقیری میں ملی ہے تمہیں شان وحیدہ
کوئی تم سا نہیں ہے فقیر برگزیدہ
تم آئے اس جہاں میں باوصافِ حمیدہ
زبانِ ہر بشر پر تمہارا ہے قصیدہ
سُنو فریاد میری ، سخی سُلطان باھُوؒ
کرو امداد میری ، سخی سُلطان باھُوؒ

عزیز مضمحل کی تمنا ہے برابر
رہوں شام و سحر میں تمہارے آستاں پر
تمہارے آستاں کا میں کروں نظارہ اکثر
رہے میری نظر میں منظر یہ زندگی بھر
سنو فریاد میری ، سخی سُلطان باھُوؒ
کرو امداد میری ، سخی سُلطان باھُوؒ

عزیز حاصل پوری

حق باھُو قدس سرہٗ

بہارِ خُلد و جِناں ، آستانۂ باھُوؒ
نگارِ خوش نظراں ، آستانۂ باھُو

مکانِ خِلوتیاں ، آستانۂ باھُو
نشانِ دیدہ وراں آستانۂ باھُو

تجلیات الٰہی کا خاص مرکز ہے
جمالِ کون و مکاں ، آستانۂ باھُو

تشفیٔ دِل و جاں کی قسم کہ واقعی ہے
تشفیٔ دِل و جاں ، آستانۂ باھُو

لئے ہوئے ہے جمالِ حق اپنے دامن میں
حریمِ نُور فشاں ، آستانۂ باھُو

نظر نواز ہے ، دلکش ہے ، رُوح پرور ہے
بہشتِ عالمیاں ، آستانۂ باھُو

ازل سے فقر کی دولت عطا ہے باھُو کو
نہ کیوں ہو فیض رساں ، آستانۂ باھُو

فروغ بخش نظر ہے فروغ بخشِ نظر
دِلوں کا رُوحِ رواں ، آستانۂ باھُو

عزیؔز خاطر اربابِ فقر ہے بے شک
حیات بخش زماں ، آستانۂ باھُو

عزیز حاصل پوری

نذرِ سُلطانِ ولایت قدس سرہٗ

گلشنِ دِل کے لیے ابرِ بہاراں باھُوؒ
اور اقلیمِ ولایت کا ہے سُلطاں باھُوؒ

ہم سے ذرّوں کو کیا تو نے فروزاں باھُوؒ
ہم گُنہ گاروں پہ ہے تیرا یہ احساں باھُوؒ

دِل کی تاریک فضائیں ہیں منور تُجھ سے
بزمِ ہستی تیرے جلووں سے ہے تاباں باھُوؒ

عشق چنبے کی مِرے من میں لگا دے بُوٹی
کر مِرے قلب و جگرِ کو بھی گُلستاں باھُوؒ

حجِ اکبر ہے مِرے واسطے دِیدار ترا
دیکھتا جاؤں تجھے ، جھپکوں نہ اَکھیاں باھُوؒ

قلزمِ فیضِ فراواں ہے ، محیطِ حق ہے
تو یمِ جُود و سخا ، رحمتِ یزداں باھُوؒ

تیری آواز سے ہے گلشنِ ہستی میں مہک
تیرے ابیات کہ ہیں چشمۂِ فیضاں باھُوؒ

آ کے جُھکتے ہیں سلاطینِ زماں دَر پہ ترے
مُجھ گدا کو بھی بنا لے کبھی مہماں باھُوؒ

بہرِ مولائے نجف ، رآز کی جانب بھی نظر
جورِ آلام سے ہوں کب سے پریشاں باھُوؒ

ڈاکٹر آصف رآز

روشن نشاں

اے زِندگی !

اے زِندگی ! تیرے سفر پر
اَزل سے لوگ لاکھوں چلتے آئے
مگر اِن میں سے کم ہی بخت والے
تِری راہوں کی راحت بَن کے آئے
تیرے گلشن میں بَن کے پھُول مہکے
شبوں میں مِہرِ تاباں بَن کے چمکے

حقیقت میں یہی ہیں رُوحی والے
جبینِ فقر کا جھومر بنے ہیں
اَدق صحرا میں ساگر بَن گئے ہیں
بہر سُو اَبرِ رحمت بَن کے بَرسے
ہمارے قلب کی بنجر زمیں پر

ہمارے باھُوؒ ہم پہ مہرباں ہیں
نبیؐ کی عظمتوں کے ترجماں ہیں
خُدا کی جاوِدانی رحمتوں کا
جہاں بھر میں حسَیں روشن نشاں ہیں

اخلاق عاطفؔ

حق باھوؒ قدس سرہٗ

حق باھوؒ ، حق باھوؒ
مَست اذانی گونج
دِل والے لے آئے
اپنی اپنی پونج

باھوؒ ، باھوؒ ، باھوؒ
گاتے سبز پرندے
اور خود سے شرمندہ
آدم زاد درندے

اللہ والے ٹولے
سبز لباس ملنگ
دِل والوں کا مکہ
باھوؒ تیرا جھنگ

شوکت ہاشمی

باھُو قدس سرّہٗ

تیرے پھول کی خوشبُو باھُوؒ
رقصاں رقصاں ہر سُو باھُوؒ

تیری یاد میں گلشن گلشن
کوئل کُوکے کُو کُو باھُوؒ

تیری عظمت کے شاہد ہیں
تیرے خادم آھُو باھُوؒ

لمحہ لمحہ ، لحظہ لحظہ
میرے لب پر ھُو ھُو باھُوؒ

تِرے حضور ندؔیم کا دامن
میری آنکھ میں آنسو باھُو

ریاض ندؔیم نیازی

محبت

محبت مطلعِ ہر دو جہاں ہے
محبت نورِ صبح کُن فکاں ہے

محبت مسلکِ حُسنِ بیاں ہے
محبت حاصلِ طبعِ رواں ہے

محبت آرزُوئے دِیدہ و دِل
محبت آبروئے جسم و جاں ہے

محبت آشیاں اہلِ نظر کا
محبت اہلِ دِل کا آستاں ہے

محبت جذبۂ رفتارِ منزل
محبت ہی نشاطِ کارواں ہے

محبت سایۂ دامانِ شفقت
محبت مسکنِ آوارگاں ہے

محبت کی فرشتوں سے نہ پوچھو
محبت حاملِ بارِ گراں ہے

عنا دِل کو طوافِ گُل کا لپکا
حقیقت میں فریبِ آشیاں ہے

محبت ہر نفس اِک جانِ تازہ
محبت عرصۂ تسلیمِ جاں ہے

کلامِ حضرتِ سُلطانِ باھُوؒ
محبت کا پیامِ جاوداں ہے

وہ دِل دریا سمندر سے بھی گہرا
محبت داستاں در داستاں ہے

کلام اُن کا بہارِ سرمدی ہے
کلام اُن کا ریاضِ بے خزاں ہے

کلام اُن کا وطن میں عام کر دو
محبت ہے تو پھر یہ کام کر دو

پروفیسر نور محمد ہمدمؔ

حق باھُو قدس سرّہٗ

ہر طرف جلوہ نُما تصویر حق باھُوؒ کی ہے
خانقاہوں میں بھی یہ تنویر حق باھُوؒ کی ہے

شہرہَ آفاق ہیں وہ نام ہے عظمت نشاں
عالمِ اسلام میں توقیر حق باھُوؒ کی ہے

ان کی چشمِ عارفانہ ہے پیامِ زندگی
معرفت کی راہ میں تعمیر حق باھُوؒ کی ہے

کِبر جِن کے سامنے خُم ، تمکنت جِن کی غلامی
وہ نگاہِ کشف وہ تقدیر حق باھُوؒ کی ہے

ساقیا ! میں تشنہ لب ہوں اَب مجھے وہ جام دے
جس کی اِک اِک بُوند میں تاثیر حق باھُوؒ کی ہے

اُن کا دامن تھام لو دوزخ سے مِل جائے نجات
جنتُ الفردوس دامن گِیر حق باھُوؒ کی ہے

ان کی مِدحت میں جو خاورؔ شعر کہہ لیتا ہوں میں
خامۂ افکار پر تحریر حق باھُوؒ کی ہے

ناگی عبدالرزاق خاورؔ

بارگاہِ سُلطان العارفین قدس سرہٗ میں

اسمِ وَھاب تِرا اسمِ اَحد جُو باھُوؒ
وَہب و کسب و نظر و فقر سَبھی تُو باھُوؒ

الف اللہ نے وہ مُشکِ عجب دان کیا
چمنِ دِہر میں پھیلی تیری خُوشبو باھُوؒ

میمِ اَحمدؐ سے مِلا علمِ لَدُنّی کا کمال
لبِ اُمّیؐ سے اُٹھا نعرۂ یاھُو ، باھُوؒ

عِشقِ قادر سے ہوئے عاشقِ عبدالقادر
طالبِ کُوزہ گرو ، کُوزۂ خوش رُو باھُوؒ

تیری سرکار سے لیتے ہیں سبھی فیضِ دَوام
جِنّ و اِنس و شجر و اختر و آہُو ، باھُوؒ

لبِ ناصؔر ہی نہیں محوِ مناقب آقا
دِل کی قمری بھی کہے دیتی ہے حق ھُو باھُوؒ

سُلطان ناصر

باب ہفتم

سجادہ نشینی

اللہ ربّ العالمین نے مخلوق کو راہِ راست پہ چلانے اور اُن کی راہنمائی کے لئے نبی، رسول اور پیغمبر مبعوس فرمائے۔ تمام تر نبی، رسول اور پیغمبر اپنے اپنے علاقے اور اپنی اپنی قوم کو ذاتِ باری تعالیٰ کے پیغام پہنچاتے رہے اور لوگوں کو راہِ راست پہ چلانے کے لئے جتن کرتے رہے۔ نبوت کا یہ سلسلہ ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کو مبعوس فرمایا۔ آپ ﷺ کسی ایک خطے یا کسی ایک قوم کے نبی نہیں بلکہ آپ ﷺ تمام جہانوں کیلئے نبی اور رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ﷺ امام الانبیاء بھی ہیں اور تا قیامت تمام تر کائنات کے نبی ﷺ بھی۔ آپ ﷺ کی ظاہری و باطنی تعلیمات وعنایات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ آپ ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد آپ ﷺ کی ظاہری تعلیمات کو عام کرنے کے لئے رَبّ العالمین نے علمائے کرام کو سعادت بخشی۔ حق پرست علمائے کرام مسلمانوں کو اسلام کے مطابق چلانے کی کوشش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو تفرقہ بازی سے بچنے اور وحدت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے باطنی فیوض و برکات کو عوام تک پہنچانے اور انہیں باطنی طور پر پاکیزہ کرنے کی سعادت اولیاء اللہ کو میسر آئی۔ اولیائے کرام نے دُنیا کے ہر خطے میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے رُوحانی فیوض و برکات کو عام کیا۔ اولیاء اللہ میں سے صاحب حضوری فقراء کے دُنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اُن کے مزارات سے بھی فیوض و برکات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی مجلس یا مجالس میں حاضری کا شرف پانے والی ہستی کو صاحبِ حضوری کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی حضوری حاصل کرنے والی ہستیوں میں سے جن کو ذات باری تعالیٰ اپنی رحمت سے خاص فرما دے اُسے فقراء کی صف میں شامل فرما لیا جاتا ہے۔ صاحبِ حضوری اور فقراء بظاہر پردہ بھی فرما لیں تب بھی وہ زندہ ہوتے ہیں۔ اُن کا شمار شہداء میں ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس سے جہاد کر کے افضل جہاد کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اس حوالہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی مشہور حدیث شریف موجود ہے۔ جسے سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب محبت الاسرار میں بھی شامل فرمایا ہے۔ حدیث پاک ہے:-

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ (1)

ترجمہ:- بیشک اولیاء اللہ مرتے نہیں (ہمیشہ زندہ رہتے ہیں) بلکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

طالبانِ حق ہمیشہ اولیائے کرام کے مزارات کا رُخ کرتے ہیں۔ اس طرح رُوحانی فیوض و برکات کا سلسلہ جاری وساری چلا آ رہا

ہے۔صاحب مزار اولیاء اللہ سے رُوحانی فیض حاصل کرنے والے افراد مزار شریف کے سجادہ نشین کے دست بیعت ہوتے ہیں۔سجادہ کے لغوی معنی مرشد کی مسند ہے۔اِسے گدی بھی کہا جاتا ہے۔لفظ جانشین کے لغوی معنی ہیں ولی عہد کا مقام۔

جہانگیر اردو لغت میں سجادہ نشین کے لغوی معنی اس طرح دیئے گئے ہیں:-

(1) کسی بزرگ یا مُرشد کا جانشین

(2) درگاہ یا رُوحانی سلسلے کا سربراہ (2)

سجادہ نشین صاحبِ مزار کے رُوحانی سلسلے کا سربراہ ہوتا ہے۔صاحبِ مزار کا رُوحانی سلسلہ سجادہ نشین کے ذریعے عام ہوتا ہے۔صاحبِ مزار اور طالبانِ حق کے رُوحانی ملاپ میں سجادہ نشین رابطہ، وسیلہ اور سیڑھی کا کام کرتا ہے۔علاوہ اَزیں سجادہ نشین کی مہربانی سے طالبانِ حق کے رُوحانی سفر میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔صاحبِ مزار جس مقام و مرتبہ کا مالک ہوتا ہے۔اُس کے سجادہ نشین کا رُوحانی مقام بھی اُسی حساب سے ہوتا ہے۔

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف مقامِ فقر عطا ہوا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان الفقراء کا اعزاز بھی حاصل ہے۔علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نو (9) مجالس کی حضوری بھی حاصل ہے۔یہی سبب ہے کہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کا مقام و مرتبہ اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے۔ان کے دست بیعت ہونے والے رُوحانی فیوض و برکات سے جلد فیضیاب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (3)

ترجمہ:- اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔اُن کے ہاتھ پہ اللہ کا ہاتھ تھا۔

جن ہستیوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست مبارک پہ بیعت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی اور اُن کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ کا دستِ پاک تھا۔سُلطان الفقراءِ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پہ بیعت کی اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔جن ہستیوں کو سُلطان الفقراءِ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا انہوں نے دراصل سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پہ بیعت کی اور اُن کے ہاتھ پہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دستِ مبارک ہے۔اسی طرح جو لوگ سُلطان الفقراءِ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کے ہاتھ پہ بیعت کرتے ہیں وہ دراصل حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پہ بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھ پہ سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کا دستِ مبارک ہوتا ہے۔

جن لوگوں کو حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے رُوحانی فیوض و برکات کی طلب ہوتی ہے وہ سُلطان الفقراءِ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ

نشین کے دستِ مبارک پہ بیعت ہونے کی تمنا و آرزو رکھتے ہیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی سلسلہ سروری قادری ہے۔ سروری سے مراد سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ۔ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سرورِ کائنات کے دستِ مبارک پر ہوئی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی سلسلہ سروری کہلاتا ہے۔ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو دستِ بیعت فرمانے کے بعد سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رُوحانی تربیت کیلئے پیرانِ پیر سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی سلسلہ قادری بھی کہلاتا ہے۔ ان دو بڑے سلسلوں سے آپکا رُوحانی سلسلہ منسلک ہے۔ جس بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی سلسلہ سروری قادری کہلاتا ہے۔

سروری قادری سلسلے کا مقام و مرتبہ عقل و دانش کے معیار سے انتہائی بلند و بالا ہے۔ اسی نسبت سے درگاہ عالیہ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کا مقام و معیار بھی ظاہری علوم کی حامل شخصیات کی فہم و فراست سے بالاتر ہوتا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ اور سُلطان الفقراء رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سروری، قادری، سُلطانی کی سجادہ نشینی ظاہری تعلیم، عمر اور دُنیاوی مقام و مرتبہ کو پسِ پشت ڈال کر عطا کی جاتی ہے۔ دربار عالیہ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کیلئے اس ہستی کو نامزد کیا جاتا ہے جس کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرما دیتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (4)

ترجمہ:- اور وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں بلند درجے عطا فرمائے۔

قوم، برادری، خاندان اور علاقہ کی تمام تر شخصیات کے مقابلہ میں سجادہ نشین درگاہ عالیہ کے درجات اعلیٰ ارفع و بلند ہوتے سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے رُوحانی فیض حاصل کرنے کا دروازہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین ہی ہوتا ہے۔ اِس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض حاصل کرنے کیلئے طالبانِ حق دربار عالیہ کے سجادہ نشین وقت کی خدمت میں ہی حاضر ہوتے ہیں۔ آج تک لاتعداد خوش نصیبوں نے سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشینوں کی معرفت رُوحانی و باطنی فیض حاصل کیا علاوہ ازیں اس طرح رُوحانی مقام و مرتبہ حاصل کرنے والی شخصیات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اس اَمر کی شہادت دربار عالیہ سے فیض یافتہ فقراء کے مزارات دے رہے ہیں۔

سجادہ نشین وقت کو اہم ذمہ داریاں نبھانا ہوتی ہیں۔ جو طالب رُوحانی فیض حاصل کر کے سروری، قادری و سُلطانی سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش لے کر حاضر ہو اُس کو اپنے دستِ مبارک پہ بیعت کرنا سجادہ نشینِ وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ چونکہ سجادہ نشین کی بیعت ہی حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ہوتی ہے۔ اس لئے سروری، قادری و سُلطانی سلسلہ میں داخل ہونے کیلئے سجادہ نشینِ وقت کی بیعت لازمی و ضروری ہوتی ہے۔

زائرین کو ملاقات وزیارت کا وقت دینا۔ اُن کے مسائل سماعت فرمانا۔ ان پہ نظرِ کرم فرمانے کے ساتھ ساتھ اُن کو دعاؤں سے نوازنا بھی سجادہ نشین کی ذمہ داریوں میں شامل ہوتا ہے۔

دربارِ عالیہ کے انتظامی امور کو سرانجام دینا بھی سجادہ نشین وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ ان امور کو اپنی نگرانی میں سرانجام دیتے ہیں۔ ان امور میں عرس مبارک کے انعقاد، مسجد اور دربار عالیہ میں ضروری سامان کی بہم رسانی، دربار عالیہ و مسجد کے اندر اور باہر صفائی کا مناسب بندوبست کرنا۔ لنگر کا پکانا اور تقسیم کرنا۔ زائرین کیلئے پینے، وضو و نہانے کیلئے پانی کا معقول بندوبست کرنا۔ بجلی کی ترسیل، رش اور بھیڑ میں بدمزگی کو روکنا۔ حفاظتی انتظامات کرنا۔ زائرین کیلئے جتنا ممکن ہو رہائش کا بندوبست کرنا علاوہ ازیں خواتین و مرد زائرین کیلئے بیت الخلا کا الگ الگ انتظام کرنا، بیک وقت اتنے زیادہ ظاہری اور باطنی امور کو سرانجام دینا بہت مشکل کام ہے۔ محض ظاہری تعلیم یا ظاہری وسائل کی حامل شخصیات ان ذمہ داریوں کو قطعی طور پر نہیں نبھا سکتیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ﷫ کے دربار عالیہ پر تو اَن گنت زائرین کی آمد ورفت رہتی ہے۔ خصوصاً عرس پاک پر محرم شریف میں تو لاکھوں زائرین کی آمد ہوتی ہے۔ اس لئے دربار عالیہ کی سجادہ نشینی کی ذمہ داری کو سرانجام دینا عام آدمی کے بس کی بات ہی نہ ہے۔ ان تمام ذمہ داریوں کو وہی ہستی بخوبی سرانجام دے سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بلند درجات عطا فرمائے ہوں۔ یہ وہی ہستی ہوتی ہے جسے دربار عالیہ کے رواج و دستور کے مطابق سجادہ نشین نامزد کیا جاتا ہے۔

دربار عالیہ کے سجادہ نشین میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی مایہ ناز صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔

حوالہ جات

(1) حضرت سُلطان باھُو ﷫، محبت الاسرار۔ اردو ترجمہ (حضرت سُلطان باھُو ﷫ اکیڈمی گلشن راوی۔ لاہور۔ مارچ1996ء) ص75

(2) جہانگیر اُردو لغت (جہانگیر بکس۔ اردو بازار لاہور) ص871

(3) القرآن۔ پارہ26۔ سورۃ الفتح۔ آیت10

(4) القرآن۔ پارہ8۔ سورۃ الانعام۔ آیت165

سجادہ نشین کی نامزدگی

اللہ رَبُّ العالمین نے اِنسانی حیات کو دو رُوپ عطا فرمائے ہیں۔ جن میں سے ایک رُوحانی ہے جب کہ دوسرا نفسانی رُوپ ہے۔ اِن دونوں کے طور طریقے الگ الگ ہیں اور ان کی منازل بھی مختلف ہیں۔ نفسانی رُوپ پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی گروہ، کسی آبادی یا کسی ملک کا سربراہ منتخب کرنا ہو تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے مال و دولت کس کے پاس زیادہ ہے، ان میں سے وجودی طور پر کون طاقت ور ہے یا افرادی قوت کس کے پاس زیادہ ہے۔ نفسانی رُوپ کے مقابلہ میں رُوحانی رُوپ کی جانب توجہ مبذول کی جائے تو معاملات قطعی طور پر مختلف نظر آتے ہیں۔ رُوحانی سلسلہ میں مال و دولت، وجودی یا افرادی قوت کی قطعی طور پر نفی کی جاتی ہے۔ اِسی طرح ظاہری علوم کو بھی پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ یقیناً یہی سبب ہے کہ نفسانی طبقہ رُوحانی شخصیات کے دَرپے رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ اس قصہ کے ذریعے ذاتِ باری تعالیٰ ہمیں نفسانی اور رُوحانی رویوں سے آگاہ فرماتا ہے۔ اس قصہ میں یہ بات عیاں ہے کہ نفسانی لوگوں کے پاس وجودی و افرادی قوت موجود تھی۔ اس کے باوجود اُن کی وہ پذیرائی نہ ہوئی جو کم سن حضرت یوسف علیہ السلام کو حاصل تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو کم سن ہونے کے باوجود رُوحانیت میں اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ نفسانی طبقہ نے حرص و حسد کے جال میں پھنس کر اپنے کم سن بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ جانے کن کن پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا۔ ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے ہجر میں رو رو کر اپنی آنکھوں کی بینائی سے بھی محروم ہو گئے۔ طویل عرصہ گذر جانے کے بعد اللہ رَبُّ العالمین نے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے شاہی تخت پر بٹھایا اور اُس نفسانی گروہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز کر دیا۔ یہ واقعہ ایک جانب تو ہمیں یہ سمجھا رہا ہے کہ رُوحانی طبقہ اور ہے، نفسانی طبقہ اور ہے۔ اس واقعہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ نفسانی طبقہ رُوحانیت کا مخالف ہے اور اس ضمن میں وہ رُوحانیت کے خلاف ہر قسم کا حربہ استعمال کر سکتا ہے۔ اس واقعہ کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ نفسانی طبقہ خواہ کتنا ہی طاقت ور اور ہوشیار ہو اُسے رُوحانی طبقہ کے سامنے سرنگوں ہونا ہی پڑتا ہے۔

صاحبزادہ سُلطان حامد اپنی کتاب مناقبِ سُلطانی میں سجادہ نشین سوئم حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

''ہمارے جد بزرگوار حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد ممدوح علیہ الرحمۃ اس حرم سے تھے جو حضرت شیخ محمد حسین علیہ الرحمۃ کی جد میں سے تھیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کے دو بڑے بھائی یعنی حضرت شیخ سُلطان عظمت اور حضرت

شیخ نور محمد علیہ الرحمۃ جو دوسری ماں سے تھے۔ ہمارے جد بزرگوار حضرت شیخ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ یعنی اپنے چھوٹے بھائی سے دشمنی کیا کرتے تھے۔

بے حسد نبود برادر گر پیمبرزادہ اَست
یوسف اَز بے مہرئے اخواں بہ چاہ افتادہ بود

ترجمہ:- بھائی خواہ پیغمبر زادہ ہی کیوں نہ ہو حسد سے خالی نہیں ہوتا۔ دیکھو یوسف علیہ السلام بھائیوں کی بے مہری سے کنویں میں پڑے تھے۔)

ایک روز بڑے بھائیوں کے حسد و کینہ کے بارے میں اپنے والد صاحب کو اطلاع دی۔ تو انہوں نے بچشمِ خود یہ حالت دیکھ کر اور اس بات کی تصدیق کر کے شیخ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو ڈیرہ غازی خان میں تقریباً ایک سو کوس کے فاصلہ پر پرورش، حفاظت اور تعلیم کیلئے اپنی ایک محبّہ کے پاس بھیج دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اپنے آپ سے جُدا کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی سال تک وہاں رہے۔'' (1)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دَستِ پاک پہ بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس لئے آپ قدس سرہٗ کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ علاوہ ازیں ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپ قدس سرہٗ کو سُلطان الفقراء کا مقام اور اپنا قرب عطا فرمایا۔ اس بارے آپ قدس سرہٗ فرماتے ہیں:-

(i) بی مُرشدان را مرشدم بہر اَز خدا
بی پیران را پیرم من اَز مصطفیٰؐ

(ii) قادری کامل مِرا باھُوؒ خطاب
باھُوؒ دَر ھُو گم شوّد شد بے حجاب (2)

ترجمہ:- (i) جن کا کوئی پیر مُرشد نہیں اور جن کو کوئی پیر مُرشد ارشاد نہ کر سکے خدا تک پہنچانے کیلئے میں اُن کا مُرشد ہوں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچانے کے لئے میں اُن کا پیر ہوں۔

(ii) میں کامل قادری فقیر ہوں اور میرا خطاب باھُو قدس سرہٗ (سِرّ ذات ھُو کے ساتھ) ہے۔ اور جان لو کہ باھُو قدس سرہٗ ھُو میں گم ہو کر ذاتِ کبریا کے ساتھ بے حجاب ہو گیا ہے۔

من بگوئید آنچہ گوئید مصطفیٰؐ
دَر وجودم نورشد قدرت خُدا (3)

ترجمہ:- میری بات مصطفیٰ ﷺ کی بات ہے۔ کیونکہ میرے وجود میں محض نور ذات ہے اور میرے وجود سے خدا کی قدرت کے ہزاروں اِسرار ظاہر ہو رہے ہیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی قربت سرکارِ دو عالم ﷺ اور ذاتِ باری تعالیٰ سے ہے۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سجادہ نشین کی نامزدگی کا طریقہ نفسانی نہیں بلکہ رُوحانی قوائد وضوابط کی روشنی میں قائم کر رکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کی نامزدگی کے لئے ظاہری علم، ظاہری جاہ وجلال، ظاہری مالی وافرادی قوت، ظاہری عمر، ظاہری نمود ونمائش اور ظاہری قوت گویائی (اعلیٰ مقرر) کو قطعاً اہمیت نہیں دی جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پہلے سجادہ نشین کیلئے اپنے بڑے فرزند سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کو نامزد نہیں فرمایا۔ بلکہ اس سے چھوٹے فرزند سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کی نامزدگی فرمائی۔ اِس عمل کے پس پردہ حقیقت ہماری فہم وفراست سے انتہائی بلند و بالا ہے۔ صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی اس بارے میں ایک تحریر ہمارے سامنے اس طرح موجود ہے:-

''ایک روز حضرت سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے جسم منور کو چادر یا کُرتے سے ڈھانپ رکھا کریں۔ کیونکہ ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم منور کو دیکھتا رہتا ہے۔ بدنظری کا خوف ہے۔ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بیٹا! ہمارا اور ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وہ معاملہ ہے جس کی کسی کو اطلاع نہیں۔ تم اس بحث کو جانے دو کیونکہ اُسے بہت بلند مقام حاصل ہے۔'' (4)

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا فرمان سے واضح ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین ہونے کا شرف جس ہستی کو حاصل ہوتا ہے اُسے بہت بلند مقام ومرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ مقام ومرتبہ اُسی کا بلند ہوتا ہے جسے اللہ رَبُّ العالمین منتخب فرما لے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ (5)

ترجمہ:- مگر اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے چُن لیتا ہے۔ اور وہ بڑا افضل فرمانے والا ہے۔

اللہ رَبُّ العالمین كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے اور جتنا چاہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے۔ اس میں علم وعمر کی کوئی شرط نہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر ہی نبوت عطا فرمادی۔ جس کا ذِکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:-

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ (6)

ترجمہ:- مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گھوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے ؟ بچہ بول اُٹھا ''میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔''

سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین نہم حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے رمضان شریف 1992ء میں ادائیگی عمرہ کے لئے سعودی عرب کا سفر کیا۔ اُن کے ہمراہ اُن رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اور کمسن فرزند (بعمر ڈیڑھ سال) بھی تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری کے بعد ہوٹل میں آرام فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نیند کی حالت میں چند گھڑیاں ہی گذری ہوں گی کہ رحمۃُ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا کہ ہم نے دربار سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی صاحبزادہ محمد منیب سُلطان کو عطا فرما دی ہے۔

حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پر واپس پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کم سن فرزند حضرت محمد منیب سُلطان مدظلہ العالی کی سجادہ نشینی کا اعلان فرمایا۔ علاوہ ازیں وصیت نامہ بھی تحریر ورجسٹرڈ کرایا۔ اس ضمن میں برادری کے معتبر افراد اور اپنے خاص مُریدین کو واقعہ مدینہ منورہ سے آگاہ فرمایا۔ برادری کے معززین کے کہنے پر نامزد سجادہ نشین کی دستار بندی کی پر وقار تقریب مارچ 1993ء میں منعقد فرمائی۔ جس میں برادری اور پاکستان بھر سے خاص مُریدین نے بھرپور شرکت کی۔

دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اوّل حضرت شیخ ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کی نامزدگی کا اعلان سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا۔ ازاں بعد آئندہ سجادہ نشین کا اعلان سجادہ نشین وقت ہی فرماتا ہے۔ پہلے پانچ سجادہ نشینوں کی نامزدگی کا اعلان محض زبانی طور پر ہوتا چلا آیا۔ مگر سجادہ نشین پنجم حضرت صالح محمد علیہ الرحمۃ نے زبانی اعلان بھی فرمایا اور اُسے تحریر طور پر وصیت نامہ کی شکل بھی دی۔ بعدازاں یہی طریقہ و رواج چلا آ رہا ہے۔

بظاہر تو سجادہ نشین وقت ہی آئندہ سجادہ نشین کا اعلان فرماتا ہے۔ مگر یہ کام حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ، غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ، سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ رَبُ اللعالمین کی منظوری کے بغیر ممکن ہی نہیں ہوتا۔ رَبُ العالمین کا فرمان ہے:-

وَيَسْتَخْلِفْ مِنۢ بَعْدِكُم مَّا يَشَآءُ كَمَآ (7)

ترجمہ:- اور تمہارے بعد جن لوگوں کو چاہے تمہارا جانشین بنادے۔

اس حقیقت سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سجادہ نشین وقت اپنی پسند یا اپنی مرضی سے آئندہ سجادہ نشین کی نامزدگی سے قاصر ہوتا ہے۔ کئی ایک بار ایسا بھی ہوا ہے کہ سجادہ نشین پہ دباؤ ڈالا جاتا رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فلاں فرزند جو بڑا ہے اُسے آئندہ سجادہ نشین نامزد کیا جائے۔ مگر ایسا ممکن ہی نہ ہو سکا۔ اُسی فرزند کو آئندہ سجادہ نشین نامزد فرمایا گیا جس کی منظوری رُوحانی، باطنی، طاقتوں نے عطا فرمائی۔

سجادہ نشین چہارم قبلہ حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے دور سجادگی میں اُن کے چچازاد حاجی شریف نے ظاہری طاقت کے گھمنڈ میں انہیں ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا اور خود سجادہ نشین بن بیٹھا۔ کچھ عرصہ بعد وہ کسی کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ جس کے بعد حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ واپس دربار عالیہ آ کر آباد ہوئے اور پھر تاحیات سجادہ نشینی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقبِ سُلطانی میں لکھتے ہیں کہ:-

"یہ بات تجربہ کی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے بھی وہی شخص اس پاک مقام میں مسند نشین ہوتا ہے اور

مساکین کی خدمت گزاری کرتا ہے اور مسجدوں اور مزاروں کی جاروب کشی کرتا ہے جس کا ظاہر و باطن فضل الٰہی اور آنجناب ﷺ کی توجہ باطنی سے شریعت کے موافق اور مطابق ہوتا ہے۔اس کے باطن کو اسلاف کی طرح صاف کر دیتے ہیں۔'' (8)

مندرجہ بالا واقعات اس حقیقت پر مہر ثبت کرتے ہیں کہ سجادہ نشین کی ذمہ داری وہی شخصیت سرانجام دیتی ہے اور دے سکتی ہے جس کی منظوری مدینہ پاک سے ہوتی ہے اور جس کا اعلان سجادہ نشین وقت فرماتا ہے۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی قدس سرہٗ۔اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور 1345ھ) ص183

(2) حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ (صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن اعوان۔مکان نمبر 178 گلی نمبر 7۔ راول ٹاؤن اسلام آباد۔مئی 2007ء) ص24

(3) حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ۔نور الھُدیٰ کلاں۔اردو ترجمہ (مئی 2007ء) ص46

(4) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی قدس سرہٗ اردو ترجمہ (1345ھ) ص175

(5) القرآن۔پارہ 1۔سورۃ البقرہ۔آیت 105

(6) القرآن۔پارہ 16۔سورۃ مریم۔آیت 29-30

(7) القرآن۔پارہ 8۔سورۃ الانعام۔آیت 133

(8) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی قدس سرہٗ اردو ترجمہ (1345ھ) ص131

شجرہ سجادہ نشینان دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ

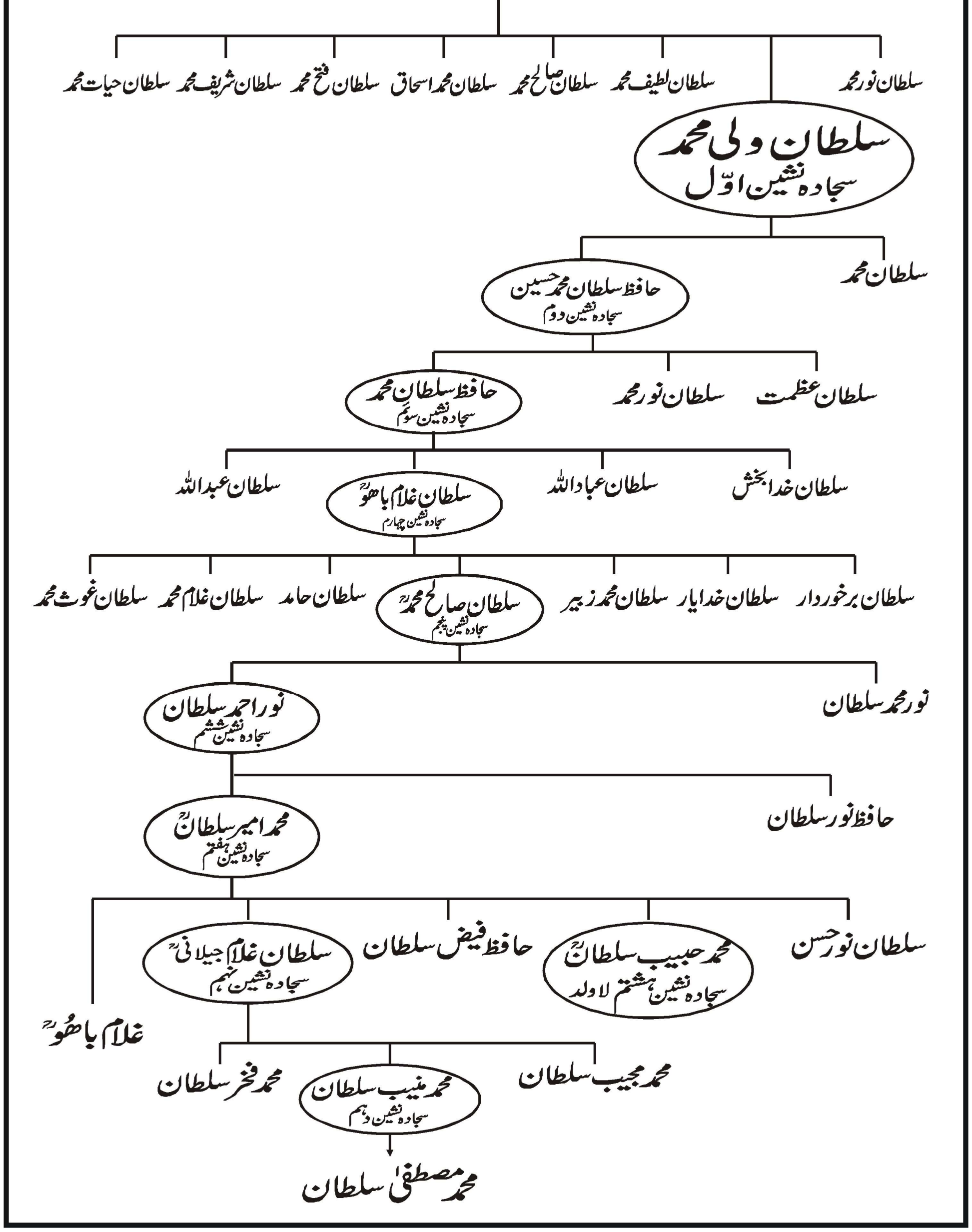

سجادہ نشین اوّل

حضرت سُلطان وَلی محمد علیہ الرحمۃ

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے آٹھ فرزند تھے۔ جن میں اوّل حضرت سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ دوم حضرت شیخ سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ ۔سوم حضرت سُلطان لطیف محمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ چہارم حضرت شیخ سُلطان صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ پنجم حضرت شیخ سُلطان اسحاق محمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ ششم حضرت شیخ سُلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ ہفتم حضرت شیخ سُلطان شریف محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ہشتم حضرت شیخ سُلطان حیات محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ قدس سرہٗ نے اپنے بیٹے حضرت شیخ سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا سجادہ نشین نامزد فرمایا۔

حضرت شیخ سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند اور اُس حرم کے بطن سے تھے جو آپ قدس سرہٗ کا ہم کفو تھا۔ یعنی حضرت شیخ سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا تعلق حق باھُو قدس سرہٗ کے اپنے ہی خاندان سے تھا۔ حضرت شیخ سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش شورکوٹ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ بڑے ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حصول تعلیم کے لئے دہلی اور دیگر مقامات کی جانب روانہ فرمایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی علوم اور فن کتابت سیکھا۔ خوشخطی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاصی مہارت حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے لکھے گئے قطعے آپ کی خوشخطی میں یکتائی کے گواہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے قطعے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں سلسلہ بہ سلسلہ چلے آتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم باطنی میں اکمل و مکمل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کے رُوبرو بیٹھا کرتے اور دن بھر آنحضرت قدس سرہٗ کے جمال با کمال کا مشاہدہ کرتے اور سُکر کے استغرات میں مستغرق رہتے۔ کمالِ عشق کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت قدس سرہٗ کے جمال سے آنکھ بند نہ کر سکتے تھے۔

مناقبِ سُلطانی میں مذکور ہے کہ ایک روز حضرت سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت سُلطان وَلی محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اپنے والد بزرگوار سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آپ قدس سرہٗ اپنے جسم منور کو چادر یا کُرتے سے ڈھانپ رکھا کریں۔ کیونکہ ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت آپ قدس سرہٗ کے جسم منور کو دیکھتا رہتا ہے۔ بدنظری کا خوف ہے۔ آنحضرت قدس سرہٗ نے فرمایا بیٹا ! ہمارا اور وَلی محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وہ معاملہ ہے جس کی کسی کو اطلاع نہیں۔ تم اس بحث کو جانے دو کیونکہ اُسے بہت بلند مقام حاصل ہے۔ (1)

حضرت سُلطان وَلی محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہر وقت کرامات اور خارقِ عادات ظہور میں آتے رہتے تھے۔

مناقبِ سُلطانی میں صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ممدوح اکثر سُکر کی حالت میں سیر و

سیاحت کرتے۔ ملتان کے گرد و نواح میں کھائی کھچیاں کے ایک رئیس خاندان کا ایک شخص صاحب حشمت و منصب اور اہلِ علم و عمل تھا۔ اُس کے گھر میں ایک نوجوان معصومہ تھی۔ وہ سراپا پردہ میں لنگر پکایا کرتی۔ ایک روز تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے زبان سے ذکر الٰہی میں مشغول تھی اور روٹی توے پہ ڈال رکھی تھی۔ کہ اتنے میں ایک سیاہ کمبل پوش مست الست فقیر ہاتھ میں لکڑی لئے آیا۔ اُسی لکڑی سے دسترخوان میں سے ایک روٹی اُٹھا کر غائب ہو گیا۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ یہ ماجرہ دیکھ کر وہ معصومہ ڈر گئی اور اس کا ذکر اپنے باپ سے کیا۔ اگلے روز اس کا باپ روٹی پکاتے وقت پردہ کے پیچھے چُھپ گیا۔ جب مقررہ وقت پر درویش نے اُسی حالت میں آ کر روٹی اُٹھائی تو معصومہ کے باپ نے درویش کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ اے درویش ! نامحرم و بیگانہ اور مستورات اہل پردہ کے گھر میں آنا اور مالکان کی اجازت کے بغیر کھانا اُٹھا لے جانا اللہ والوں کا کام نہیں۔ حضرت شیخ ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صاحب ! ہم اپنے گھر میں آتے ہیں۔ وہ مرد شریف اس لطیف جواب سے سوچ میں پڑ گیا۔ پھر پوچھا کیونکر۔ فرمایا کہ مراقبہ میں دیکھو۔ جب اُس شریف مرد نے مراقبہ کیا تو اُسے عالم قدس سے اطلاع پہنچی کہ اے فلاں ! تیری یہ معصومہ نیک دامن روز ازل میں ہم اس مرد ولی اللہ مسمی سُلطان ولی محمد پسر سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی نامزد کر چکے ہیں۔ یہ مرد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے گھر میں آتا ہے۔ اپنی لڑکی کا نکاح اس سے کر دو۔ اس مرد شریف نے مراقبہ سے سر اُٹھا کر زار و زار روتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پکڑ لئے۔ عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ از راہ شفقتِ مردانہ مکان تک تشریف لے چلیں اور وہاں کچھ دیر ٹھہریں تا کہ شرعی احکام اور عام رسومات بجا لائی جائیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امانت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کی جائے اور دونوں جہان کی سرافرازی حاصل کی جائے۔ حضرت ممدوح نے ویسا ہی کیا۔ اس مرد شریف نے یہ عجیب معاملہ اپنے ہمرازوں اور قبیلہ کے بڑے بڑے آدمیوں کو بتایا اور یہ بھید بھی ان پر ظاہر کیا۔ تھوڑے ہی وقت میں شادی کے امور سرانجام دے دیئے گئے۔ دونوں حضرات کو مبارکباد دی اور نہایت عزت کے ساتھ جہیز و مال و اسباب دیا۔ اس مستورہ کو عزت و عظمت کے ساتھ ہودہ میں بٹھایا۔ خدمت کے لئے دایہ اور خدمتگار دیئے۔ وہ منزل بمنزل سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی خانقاہ مقدس کے مقام پر پہنچے۔ (2)

حضرت شیخ سُلطان ولی محمد علیہ الرحمۃ کی تمام اولاد اُسی نیک دامن بی بی کے بطن سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند اور ایک دختر تھی۔ جس کا نام کسی تحریر میں نہیں آیا۔ بیٹوں میں سے ایک کا اسم گرامی شیخ سُلطان محمد حسین تھا جب کہ دوسرے کا نام گرامی شیخ سُلطان محمد تھا۔ شیخ سُلطان محمد کے دو فرزند تھے۔ ایک شیخ محمد شریف اور دوسرے شیخ محمد ظریف۔ جو دونوں کے دونوں لاولد تھے۔ وہ دونوں بیت اللہ شریف

کی زیارت کو گئے۔ کچھ عرصہ وہیں رہے۔ وہیں رہتے ہوئے اس دارِفانی سے رخصت ہوئے اور اُسی پاک و پوتر دھرتی میں مدفون ہوئے۔ اُن کے والد حضرت شیخ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے روضہ مبارک میں مغرب کی جانب حضرت شیخ سُلطان نور محمد اور شیخ سُلطان فتح محمد کے مزارات کے قدموں کی طرف تعمیر ہوا۔ اُن کے موجودہ مزارات محل شریف میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے پہلو میں ہیں۔

حضرت سُلطان وَلی محمد رحمۃ اللہ علیہ کے آخری سفر کے بارے صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب 'مناقبِ سُلطانی' میں لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر الہامِ الٰہی سے بہ سبب غلباتِ شوق و عشقِ الٰہی سیاحت کے لئے بھی جایا کرتے تھے۔ آخری سفر میں ڈیرہ غازی خان کے قریب شہر مرٹہ میں حضرت غیاث الدین تیغ براں عادل غازی شہید کی خانقاہ کے قریب ذوقِ الٰہی کی مستی میں پہنچے۔ اور بڑی مسجد کے قریب ایک سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے تین دن رات ایک بڑی لکڑی پر جام الست کے مست غلبہ سُکر میں بیٹھے رہے۔ لوگ زیارت کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد اکٹھے ہوتے۔ لیکن حضرت ممدوح عالم مستی سے عالمِ ہوش میں نہ آتے۔ آخر تیسرے روز حکمِ الٰہی سے ہوش میں آئے اور زائرین میں سے ایک کا نام لے کر پکارا کہ اے محمود قصاب ! آگے آؤ۔ جو ایک کالی گائے تمہارے پاس ہے اُسے ہمارے پاس لاؤ۔ اور ذبح کر کے خُدا کی راہ میں تقسیم کرو۔ ہم اس مسجد کے حجرہ میں خلوت میں جاتے ہیں۔ تین دن رات بعد حجرہ میں آنا اور ہماری تجہیز و تکفین وغیرہ کرنا۔ تم اور تمہاری اولاد ہمارے مزار کی مجاور اور خادم ہوگی۔ ہمیں بڑی مسجد کے قریب کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اُس نے ویسا ہی کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ وہ نیک مرد (محمود قصاب) جو اپنے بھائیوں میں سے نیک تھا مجاور بنا۔ بعد ازاں اِس کی اولاد اب تک مزار منورہ کی مجاور اور خادم ہے۔ اور حضرت ممدوح اب تک حکمِ الٰہی سے اِسی مقبرہ منورہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ سجادہ نشینوں میں سے کسی کو اُن رحمۃ اللہ علیہ کے منتقل کرنے کی مجال نہیں۔ (3)

حضرت سُلطان وَلی محمد علیہ الرحمۃ کے بارے میں ڈاکٹر سُلطان الطاف علی اپنی کتاب 'حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ' (ولادت کے چار سو سال) میں لکھتے ہیں کہ :-

''اس عظیم سجادہ نشین میں رُوحانی تجربات و مراتب اِسقدر وسعت پانے لگے کہ وہ آخر عمر میں مخلوقِ خُدا سے ترک تعلقات میں وقت گذارنے لگے حتیٰ کہ جب ڈیرہ غازی خان کے علاقہ غازی گھاٹ میں وفات واقع ہوئی تو وصیت کے مطابق وہاں پر ہی دریائے سندھ کے مشرقی کنارہ غازی گھاٹ میں دَفن ہوئے اور وصیت فرمائی کہ میرے مزار پر کسی کو حتیٰ کہ اپنی اولاد میں سے بھی کسی کو بھی آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

چنانچہ مزار مُبارک کی تعمیر ہوتی رہی۔ ایک کمرہ اور گنبد تک تعمیر ہوا مگر کوئی وہاں زیارت نہ کرسکتا اور نہ معتکف ہوسکتا۔ قریباً سال 2000ء کے لگ بھگ وہاں دریا کی طغیانی سے آپ علیہ الرحمۃ کا مزار مُبارک دریا بُرد ہوا تو جَسدِ مُبارک کا تابوت تیرتا ہوا شہر چاچڑ کے کنارے جا لگا۔ جہاں آپ علیہ الرحمۃ کے اشارے پر ایک درویش نے جَسدِ مُبارک کو دوبارہ چاچڑ میں تدفین کر دیا۔" (4)

دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے سجادہ نشین اوّل حضرت شیخ سُلطان ولی محمد علیہ الرحمۃ 1102ھ سے لیکر 1161ھ (1691ء تا 1747ء) تک سجادہ نشین کی ذمہ داری نبھاتے رہے۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی قدس سرہٗ۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 175

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (1345ھ) ص 176-177

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 177

(4) ڈاکٹر سُلطان الطاف علی۔ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ۔ ولادت کے چار سو سال) باھُو پبلی کیشنز 112-B نشیمن غوثیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور۔ 2018ء) ص 15

سجادہ نشین دوئم

حضرت شیخ سُلطان محمد حسُین علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ سُلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین اوّل نے دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا آئندہ سجادہ نشین اپنے چھوٹے فرزند شیخ سُلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کو نامزد فرمایا۔

دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے سجادہ نشین قبلہ حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ نے 1161ھ (1747ء) میں منصب سجادہ نشینی سنبھالا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین اوّل قبلہ حضرت ولی محمد علیہ الرحمۃ کے فرزند اور حضرت شیخ سُلطان محمد کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ اکتالیس سال سجادہ نشینی کی مسند پر مستقیم رہے۔ (1)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوبصورت، لطیف طبع، سخی، زاہد، پرہیزگار اور کامل شخصیت کے حامل تھے۔ دراز قامت اور نازک بدن تھے۔ کپڑے کھلے پہنا کرتے اور سر پر گولہ دار نفیس پگڑی پہنا کرتے۔ پالکی میں بیٹھا کرتے۔ کبھی کبھی نہایت قیمتی گھوڑی پر سوار بھی ہوتے۔ سلطنت کی جانب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پندرہ روپے روزانہ خانقاہ کے خرچ کے لئے ملتے تھے علاوہ ازیں گاؤں کا مالیہ بھی خانقاہ کو ملتا تھا۔ مریدین اور زائرین جو تحفے تحائف اور نذرانہ لاتے وہ اُن کے علاوہ ہوتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر سخی تھے کہ جو کچھ ملتا اس میں سے کل کے لئے کچھ بھی نہ رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ سائل صرف خالی نہ جاتا بلکہ اُس کے سوال کے موافق اُسے عنایت فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کے لئے قیمتی گھوڑی تکیہ میں بندھی ہوتی۔ اگر کوئی سائل دلیری کر کے وہ گھوڑی بھی مانگتا جو تکیہ میں بندھی ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اُسے وہ بھی فی الفور عنایت فرما دیتے۔ قحط کے دنوں میں جب خلقِ خُدا کو کھانے کے لئے روٹی کا ٹکڑا بھی میسر نہ آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ لنگر خانہ سے بے شمار بھوکوں کو آدھ سیر فی کس اناج عنایت فرماتے۔

ایک رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز تہجد کے وضو کی غرض سے اپنے مکان فیض آشیان سے نکل کر کنویں کی جانب تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رات کی چاشنی میں دیکھا کہ شارع عام پر زرعی مزدور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اناج کے انبار کو لوٹ کر سر پر گٹھڑیاں رکھے آگے پیچھے قطار باندھے آ رہے تھے۔ چونکہ کنویں سے لے کر گاؤں تک دونوں جانب دیوار تھی جس بنا پر وہ مزدور بھاگ کر کسی اور جانب نہ جا سکتے تھے۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے صورتحال کا جائزہ لے کر فی الفور سر سے پگڑی اُتار کر اپنے اوپر چادر کی طرح اوڑھ لی اور قضائے حاجت کے بہانے ایک دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے تاکہ وہ مزدور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی عورت سمجھ کر بے دھڑک گذر جائیں۔ نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان سکیں اور نہ ہی شرمندہ ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب کچھ اپنے کمالِ اخلاق کے سبب کیا کیونکہ جب مردِ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو صفات الٰہی سے متصف ہو جاتا ہے۔ خلقِ خُدا سے محبت اللہ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خلقِ خُدا سے بھرپور محبت کا اظہار یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رُوحانیت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ (2)

سلطنت دہلی میں زوال آیا۔ نادر شاہ نے ہندوستان میں ہلچل اور کھلبلی مچا دی۔ تباہی و بربادی کے سبب دہلی کے تمام صوبوں میں بدنظمی اور بے چینی پھیل گئی۔ 1178 ہجری میں ملتان کا شہر اور قلعہ جھنڈا سنگھ و گنڈا سنگھ کے قبضہ میں آ گیا۔ ناظم ملتان جھنڈا سنگ و گنڈا سنگھ قلعہ قہر گان پر قابض ہو گئے۔ ان حالات میں قبلہ حضرت محمد حسین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین کو مصلحت وقت کے تحت قلعہ قہر گان سے ہجرت کرنا پڑی۔ اُس وقت ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ غازی خان چونکہ خراسان کے ماتحت تھے اس لئے وہاں تو بالکل امن اور چین تھا۔ قبلہ حضرت محمد حسین علیہ الرحمۃ نے دربار عالیہ سُلطان الفقراء واقع قلعہ قہر گان سے ہجرت فرمائی اور صوبہ ڈیرہ جات کے متعلقہ علاقہ میں داخل ہو گئے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے کمال خان کے لیہ کی حدود میں نوشہرہ سیّداں میں بُود و باش اختیار کی۔ (3)

حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دوم کے ہجرت کر کے نوشہرہ سیّداں میں بُود و باش اختیار کرنے کے بعد سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کے مزار مُبارک کی تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ مزار پاک کے خُلفاء و فقراء نے آپ قدس سرہٗ کا صندوق مبارک نکالا اور پپل والے کھوہ کی حویلی میں آپ قدس سرہٗ کی تدفین کی۔

حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ نے اپنی ظاہری حیات مُبارکہ کے بائیس سال نوشہرہ سیّداں میں گزارے۔ قضائے الٰہی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بھی نوشہر سیّداں میں 1202 ہجری میں ہوا۔ وہیں سادات کے قبرستان کی حدود میں معشوق اللہ پوترہ کے مزارات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو مدفون کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ تجہیز و تکفین سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو لحد میں اُتارا گیا۔ جب دفن کرنے لگے اور لحد پر اینٹیں رکھ دی گئیں تو سیّد پہلوان شاہ معشوق اللہ پوترا (جو نوشہرے کے بڑے سیّدوں میں سے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مُرید تھے) نے معماروں کو کہا کہ برائے خدا لحد کی اینٹیں اُٹھاؤ تاکہ میں ایک دفعہ اپنے حضرت صاحب کی زیارت کر لوں۔ جب اینٹیں اُٹھائی گئیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ

علیہ السلام اُٹھ کر اپنے ہاتھوں سے اپنے کفن کے بند کھول رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر معمار ڈر گئے اور جلدی سے باہر نکل آئے۔ جبکہ سیّد پہلوان جو عاشق مرد تھے آنحضرت کے روئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہیں بے ہوش ہو گئے۔ موقع پہ موجود لوگوں نے سیّد پہلوان شاہ کو قبر میں سے اُٹھا کر باہر نکالا۔ معماروں نے دوسری مرتبہ بغور دیکھا کہ حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ پھر دراز ہو رہے ہیں۔ سیّد پہلوان شاہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ وہ مدت تک مست رہے۔ عرصہ دراز کے بعد صحیح کیفیت میں لوٹے۔ سیّد پہلوان شاہ نے دراز عمر پائی۔ ہر سال جب آنحضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کا دن آتا انہیں آپ علیہ الرحمۃ کی وہ زیارت یاد آتی اور وہ بیہوش ہو جاتے۔ (4)

صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ مناقبِ سُلطانی میں لکھتے ہیں کہ میں اپنے والد و مرشد حضرت شیخ سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے ساتھ ملک سندھ بلوچستان میں سیر کے لئے گیا۔ اِن دنوں وہاں کے حاکم میر کرم علی اور میر مُراد علی تھے۔ اس وقت میں نے سیّد پہلوان شاہ کے فرزند سیّد سُلطان شاہ کو جو ہمارے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے مُرید تھے کو دیکھا جن کا کارخانہ بظاہر امیرانہ تھا۔ یعنی حیدر آباد کے حاکموں کے پیرو مُرشد تھے۔ وہ بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح مست رہتے تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔ (5)

حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ کے تین فرزند تھے۔ جن میں سب سے بڑے سُلطان عظمت علیہ الرحمۃ، اُن سے چھوٹے سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ اور سب سے چھوٹے حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔

حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ نے منصب سجادہ نشینی 1161 ہجری میں سنبھالا اور آپ علیہ الرحمۃ نے 1202 ہجری میں وصال فرمایا۔

جب ملک چناب میں جھنڈا سنگھ و گنڈا سنگھ کا راج ختم ہوا اور دُرانیوں کا عملدرآمد ہو گیا۔ صوبہ ملتان میں امن و سکون ہو گیا تو خانوادہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے افراد واپس اپنے وطن لوٹے۔ انہوں نے دربار عالیہ سُلطان الفقراء حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے گرد و نواح میں سکونت اختیار کی۔

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ سجادہ نشین سوم نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ کو نوشہرہ سیّداں مذکور کے قبرستان سے لاکر سُلطان الفقراء کے مقبرہ میں دفن فرمایا۔ دربار عالیہ جب وہاں سے بھی منتقل کیا گیا تو سُلطان الفقراء کے صندوق مبارک کے علاوہ چند اور بھی صندوق مبارک منتقل کر کے موجودہ دربار شریف اور محل پاک میں مدفن کئے گئے۔ ان میں حضرت شیخ سُلطان محمد حسین سجادہ نشین دوم کا صندوق مبارک بھی شامل ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ سُلطان الفقراء کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد ؒ۔مناقبِ سُلطانی ؒ۔اردو ترجمہ(اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔1345ھ)ص180
(2) صاحبزادہ سُلطان حامد ؒ مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ(1345ھ)ص181
(3) صاحبزادہ سُلطان حامد ؒ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص181
(4) صاحبزادہ سُلطان حامد ؒ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص182
(5) صاحبزادہ سُلطان حامد ؒ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ(1345ھ)ص182

سجادہ نشین سوئم

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دوم حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ کے تین فرزند تھے۔ بڑے فرزند شیخ سُلطان عظمت، دوسرے شیخ سلطان نور محمد اور تیسرے حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ تھے۔ ان میں سے دو بڑے بھائی یعنی حضرت سُلطان عظمت رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک ماں سے تھے۔ جبکہ حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ اس حرم سے تھے جو حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ کی جد میں سے تھیں اور وہ رحلت بھی جلد فرما گئی تھی۔

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ بھائیوں میں چھوٹے ہونے کے علاوہ بڑے بھائیوں کے سوتیلے بھی تھے اس بنا پر بڑے بھائی ان سے دشمنی کیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے اِس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مُناقبِ سُلطانی میں یہ شعر بھی شامل کیا ہے:-

بے حسد نبود برادر گر پیمبرزادہ است
یوسف از بے مہرئے اخواں بہ چاہ اُفتادہ بُود (1)

ترجمہ:- بھائی خواہ پیغمبرزادہ ہی کیوں نہ ہو حسد سے خالی نہیں ہوتا۔ دیکھو یوسف علیہ السلام بھائیوں کی بے مہری سے کنویں میں پڑے تھے۔

حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ اپنے بڑے بیٹوں کے اس اندوہناک رویہ سے بہت پریشان ہوئے اورانہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے شیخ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ کو تقریباً ایک سوکوس (220 کلومیٹر) کے فاصلہ پر بجانب ڈیرہ غازی خان اپنی ایک مُحبّہ کے پاس بھیج دیا تاکہ حفاظت بھی ہو، پرورش بھی اور تعلیم بھی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے اپنے معصوم بیٹے کو اپنے آپ سے جُدا کرنے کا صدمہ برداشت کیا۔ اس طرح حضرت شیخ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ کو چھوٹی عمر میں ہی کئی سال تک اپنی والدہ محترمہ کے علاوہ اپنے باپ کی جُدائی کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا۔ (2)

حضرت شیخ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ وہاں ایک اُستاد سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔ ایک روز اُستاد نے آپ

رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا۔ کہ بیٹا آؤ اپنا سبق مجھے سُناؤ۔ کیونکہ آپ کے والد تمہارا سبق سُننے کل تشریف لا رہے ہیں، سبق صاف کرلو۔ جب آپ سبق سنانے لگے تو ایک لفظ بھی درست نہ پڑھا گیا۔ اُستاد نے سخت ناراض ہو کر جھڑکا مار پیٹ کی اور کہا او لڑکے ! تو نے اپنا منہ بھی کالا کیا اور میرا بھی۔ جا چلا جا۔ جا اور دریا سے یہ کوزہ پانی سے بھر کے لا۔ آپ اُستاد کا کوزہ لے کر شکستہ دل، سُست رو، روتے دھوتے دریا کی جانب چل پڑے۔ چونکہ بچپن میں ہی اُن کی والدہ ماجدہ رحلت فرما چکی تھیں علاوہ ازیں باپ اور وطن سے بھی جُدائی میں کئی برس بیت چکے تھے۔ اِس لیے دل و دماغ غموں سے چور چور تھے۔ دریا کے کنارے کیفیت یہ تھی کہ نہ تو دریا میں اُتر کر پانی سے کوزہ بھر سکتے تھے اور نہ ہی اُستاد کے خوف سے خالی کوزہ واپس لے جا سکتے تھے۔ خالی کوزہ ہاتھ میں لئے دریا کے کنارے کنارے آہستہ آہستہ قدم بقدم چلے بھی جا رہے تھے اور روتے بھی جا رہے تھے۔ اسی کیفیت کے دوران اچانک آپ علیہ الرحمۃ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نورانی صورت شخصیت لہریں مارتے ہوئے دریا پر کھڑی نماز ادا کر رہی ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ اپنے غم بھول کر اُس مردِ خدا اور اُس کے معجزے کو دیکھنے میں مگن ہو گئے۔ وہ نورانی ہستی نماز سے فارغ ہو کر قدم قدم پانی پر چل کر خشکی پر تشریف لائی اور شیخ سُلطان محمد کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور پیار دے کر نہایت لطف و کرم سے تسلی دی اور پوچھا بیٹا ! کیوں روتے ہو ؟ عرض کیا مجھے سبق یاد نہیں آتا اور اُستاد مارتا ہے۔ فرمایا جہاں تمہارا سبق ہے وہاں سے پڑھو۔ تا کہ میں تمہارا سبق درست کر دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آفاقہ ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا تو صرف ایک لفظ پہ اَٹکے جہاں اُس نورانی ہستی نے لقمہ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سبق تو پہلے سپارے میں تھا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے چلے گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پانچویں سپارے تک پڑھ چکے تو اُس نورانی ہستی اور ہادیٔ مکمل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دُعا دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ تم نیکوکار اور نیک بخت ہو گے۔ اِس دُعا کے علاوہ اپنے دستِ مبارک سے کوزہ پانی سے پُر کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس نورانی ہستی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی توجہ سے فیض حاصل کر کے روانہ ہوئے اور نہایت خوشی خوشی انوارِ الٰہی سے ظاہری اُستاد کی خدمت میں وہ کوزہ پیش کیا۔ چونکہ اُستاد غصے میں پُر تھا اس لئے پھر جھڑک کر کہنے لگا۔ او منہ کالے ! تُجھے کچھ آتا بھی ہے یا نہیں ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کچھ تو آتا ہے۔ اُس ظاہری اُستاد نے کہا پڑھ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی اُستاد کی توجہ والے جذبات سے قرآن شریف کی تلاوت شروع کی اور وہیں کھڑے کھڑے شروع سے لیکر آخر تک سنا دیا۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھے ہوئے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ظاہری اُستاد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے وہ پُر تاثیر تلاوت سُن کر بے ہوش ہو

کر زمین پر گر پڑا۔

(3)

بعدازاں آپؒ اپنے والد بزرگوار اور اپنے جدِ امجد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے مقبرہ مبارک کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ رات کے وقت آپؒ جہاں قیام فرماتے۔ خلقِ خُدا مُسخر ہوجاتی اور آپؒ کی مرید بن جاتی۔ آپؒ ساری رات کھڑے یا بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہتے۔ اس طرح خلقِ خُدا پر قرآن مجید کی تاثیر ہوجاتی اور ان میں اللہ تعالیٰ کا ذوق وشوق پیدا ہوجاتا۔ ایک رات بسر کرنے کیلئے آپؒ ڈیرہ غازی خان میں بلوچوں کی سرائے میں ٹھہرے۔ وہ بلوچ پہلے ہی آپ کی جد بزرگوار کے مُرید تھے۔ آپؒ اپنی روایت کو قائم رکھتے ہوئے تمام رات قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہے۔ سرائے مذکور بلوچ حاکم کے گھر کے پاس تھی۔ آپؒ کی تلاوت کی آواز کے سبب بلوچ حاکم ساری رات سونہ سکا۔ رات بھر بےچین و بےقرار رہنے والے حاکم نے آپؒ کے میزبان بلوچ کو بُلوا کر پوچھا۔ اوفلانے یہ ملوانہ کہاں سے لایا ہے ؟ اس نے تو مجھے رات بھر سونے ہی نہیں دیا۔ جا اُسے ہمارے پاس لا۔ اُس نے کہا صاحب کوئی عامی تو ہمارے ستر خانہ میں آ ہی نہیں سکتا۔ یہ ہمارے مرشدزادے ہیں۔ پھر اُس حاکم نے کہا اُسے ہمارے پاس لاؤ۔ اُس میزبان بلوچ نے اپنے آنے سے پہلے ایک آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ حضرت صاحب کو فوراً رخصت کر دو۔ کیونکہ حاکم زبردست ہے اور سختی سے پیش آتا ہے۔ وہ اس وقت ناراض ہے۔ بہتر ہے حضرت صاحب منہ چُھپا کر نکل جائیں۔ میزبان بلوچ حاکم کے حکم کی تعمیل کے لئے حاکم کے پاس سے روانہ ہوا۔ وہ ابھی رستے میں ہی تھا کہ حضرت صاحب اس پہلے سے بھیجے ہوئے آدمی کے ساتھ خود ہی وہاں تشریف لے آئے۔ یہ دیکھ کر مرید حواس باختہ ہوگیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت! یہ آپؒ نے کیا کیا۔ کیونکہ حاکم زبردست اور ظالم ہے۔ اس وقت سخت غصے میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپؒ ابھی تشریف لے جائیں۔ جو کچھ ہوگا ہم اپنے سر لے لیں گے۔ آپؒ نے فرمایا۔ اندیشہ نہ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ ظہور میں آجائے گا۔

جب آپؒ حاکم کے پاس پہنچے تو اُس نے بہ نگاہِ غضب دیکھ کر آپؒ کا نام ونشان اور وطن دریافت کیا اور کہا۔ اے شخص! تو رات بھر کیا کرتا رہا ؟ تو نے تو محلّہ والوں کو بھی آرام نہیں لینے دیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں تو کلام الٰہی پڑھ رہا تھا۔ تم چونکہ غافل اور حریص ہو اس لئے تمہیں اس کے سُننے سے خوشی نہیں ہوئی۔ بلکہ شیطان تمہارے دلوں میں نفرت اور دشمنی کے بیج بوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپؒ کا کلام سُن کر اور آپؒ کا چہرہ منور دیکھ کر حاکم کا دِل نرم ہوگیا۔ اور وہ خاموش رہ گیا۔

اِسی اثناء میں اُس حاکم کی ایک گھوڑی آئی جو کسی سے مطیع نہ ہوتی تھی۔ حاکم بولا گھوڑی منہ زور ہے۔ صاف نہیں چلتی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سوار کو واقفیت نہیں۔ حاکم نے کہا۔ آپؒ سوار ہوسکتے ہیں۔ ؟ آپؒ نے فرمایا۔ ہاں۔ حاکم بولا ! اچھا آپؒ سوار ہوجائیں، میں دیکھوں۔ آنحضرت گھوڑی پر سوار ہوئے اور اُسی مقام پر اس گھوڑی کو ایسا مطیع کیا کہ حاکم خوش ہوگیا۔ پھر اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ طویلے میں جو فلاں گھوڑی موجود ہے اُسے تیار کر کے فوراً لاؤ۔ سائیس وہ گھوڑی فی الفور لے آئے۔ حاکم

نے آنحضرت سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس گھوڑی پر سواری کریں حالانکہ اس پر کوئی بھی سوار نہ ہو سکتا تھا کیونکہ وہ بہت منہ زور اور بدلگام تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پہ اُسی گھوڑی پر سوار ہوئے اور باطنی تصرف سے اُسے بھی مطیع کر لیا۔ یہ دیکھ کر سب لوگ دنگ رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑی سے اُتر کر مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ حاکم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ان دونوں گھوڑیوں میں سے کونسی گھوڑی اچھی ہے۔ ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کی طرف اشارہ فرمایا۔ حاکم نے اپنے نوکروں کو کہا کہ یہ گھوڑی یہیں رہنے دو جبکہ دوسری کو طویلہ میں لے جاؤ۔ حاکم نے آپ کا معتقد ہو کر وہ گھوڑی، دو قیمتی لباس اور ایک جوڑی سونے کے کنگن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے۔ اُن کی نہایت عاجزی وانکساری کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ منظور فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ مذکورہ بالا مریدوں نے معتبر خدمت گذار آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روانہ کئے۔ تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ مقدس پہنچائیں۔ (4)

سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاں تشریف لے جاتے اور رات گذارتے۔ وہاں کے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور مرید ہو جاتے۔ چوپائے اور نقدی وغیرہ مختلف اقسام کی نذریں پیش کرتے۔ منزل بمنزل ہوتے ہوتے آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت سامال و اسباب لے کر اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو مال اسباب آپ لائے تھے۔ سب کچھ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے وہ مال اسباب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بڑے بھائیوں شیخ سُلطان عظمت رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا۔

چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ رحلت فرما چکی تھیں۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ مردانہ مکان میں رہائش پذیر تھے اور فقیروں و درویشوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کی خدمات اپنے لئے فرض قرار دے لیں۔ چنانچہ اپنے والد گرامی کو وضو کرانا۔ نہلانا۔ سنوارنا۔ پوشاک پہنانا۔ سر مونڈنا کے علاوہ ہانڈی۔ روٹی۔ بستر بچھانا اور پاؤں دبانا خود اپنے دستِ مبارک سے کرتے۔ اپنے والد محترم کے وصال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ (5)

حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دوم نے اپنے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ حضرت شیخ محمد حسین علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد علیہ الرحمۃ نے سجادہ نشین سوم کی ذمہ داری سنبھالی۔ سکھوں کی شورش کم ہوئی تو حضرت شیخ محمد حسین علیہ الرحمۃ کے تینوں صاحبزادگان نے دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے قرب وجوار میں سکونت اختیار کی۔

سِکھوں کی دوبارہ یورش کی وجہ سے حضرت شیخ سُلطان محمد حسین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دوم کے فرزندان کو ایک بار پھر ہجرت کی مشکلات اُٹھانا پڑیں۔ انہوں نے دربار عالیہ سے ہجرت کر کے کچھی ملک داؤ دپوترہ میں بُود و باش اختیار کی۔ ملک داؤ دپوترہ چونکہ سُلطان الفقراء حق

باھُو ﷫ کے خلیفہ حضرت سیّد موسن شاہ گیلانی ﷫ گھوٹکی والہ کے مُرید تھے۔ اس لئے وہ حضرت شیخ محمد حُسین ﷫ (سجادہ نشین دوم) کے تینوں فرزندوں کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ مختلف علاقوں میں لے گئے۔ حضرت سُلطان عظمت ﷫ کو پرچانی خان احمد پور کالترا کے دارالخلافہ میں لے گئے۔ حضرت نور محمد ﷫ کو کوٹ سبزل میں لے گئے۔ جبکہ حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد ﷫ سجادہ نشین کو خیر پور ٹانویں میں لے گئے۔

جب سلطنت دہلی پر احمد شاہ دُرانی کا قبضہ ہوا اور ملتان پر دُرانی پٹھان نواب محمد شجاع خان اور نواب ولی محمد خان خوکانی المعروف خاکوانی کا قبضہ ہوا تو حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد ﷫ (سجادہ نشین سوم) نے واپس آ کر خانقاہ معلیٰ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ﷫ کے قرب و جوار میں سکونت اختیار کی۔ انہوں نے اپنے بڑے بھائی حضرت سُلطان نور محمد ﷫ کو کوٹ سبزل سے لا کر اپنے قریب رہائش پذیر کیا۔ جبکہ آپ ﷫ کے سب سے بڑے بھائی حضرت سُلطان عظمت ﷫ واپس آنے پر رضامند نہ ہوئے انہوں نے احمد پور کالترہ کو نہ چھوڑا اور وہیں وفات پائی۔

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد ﷫ عاشق باللہ تھے۔ آپ ﷫ کی طبیعت درویشانہ تھی۔ آپ ﷫ آزاد طبع کے مالک تھے۔ آپ ﷫ کا اخلاق یہ تھا کہ مسکینوں، فقیروں، درویشوں، عاجزوں اور عالموں پر از حد شفقت و عنایت اور لطف و کرم فرمایا کرتے۔ جبکہ مکار دُنیا دار، بے دین، جاہل، حریص، فاجر اور کافر لوگوں سے متنفر بھی تھے اور اُن کی ملاقات سے کتراتے بھی تھے۔ آپ ﷫ نیک لوگوں، درویشوں اور مستحقوں کے حق میں بہت حلیم تھے۔ بدکار اور متکبر لوگوں کے بارے میں پرلے درجے کے بے پرواہ تھے۔ صاحبزادہ سُلطان حامد ﷫ اپنی کتاب ''مناقبِ سُلطانی'' میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷫ کا وصف صحابہ کرام ﷢ کا وصف تھا۔ جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم ہیں۔

آپ ﷫ عشق الٰہی میں ہر وقت اس طرح مگن رہتے کہ آپ ﷫ کی مبارک آنکھوں سے بھاری بادل کی طرح آنسوؤں کا تار بندھا رہتا تھا۔ اگر کوئی شخص آپ ﷫ کے روبرو اسمِ ذات (اللہ) زبان سے کہتا یا انبیاء کرام اور اولیاءِ عزام کا ذکر اذکار ہو جاتا تو آپ ﷫ کے جسم مبارک میں جذبہ و لرزہ پیدا ہو جاتا۔ صاحبزادہ سُلطان حامد ﷫ اپنی کتاب میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

> ''ایک روز ایک شخص امیر نامی قوم کا سیال دراج قرب و جوار کا باشندہ آپ کی مجلس میں حاضر تھا کہ آپ ﷫ کے بدن پر مذکورہ بالا سبب سے لرزہ پڑا۔ اس شخص نے خیال کیا کہ آپ ﷫ کا بدن جو کانپا ہے محض ریاکاری اور مکر کے سبب سے ہے۔ جب وہ شخص اپنے گھر گیا تو ٹھیک اُس وقت جبکہ اُس کے دل میں خیال آیا تھا اُس کا بدن کانپنے لگا۔ اور پھر عمر بھر اُس کا بدن کانپتا رہا۔ اسے بداعتقادی کے سبب کانپنے کا مرض ہو گیا۔ اس بات کا راوی بھی وہ شخص خود ہی ہے۔ اس حالت سے اُسے شفا نہ ہوئی۔'' (6)

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت جنگل میں اکیلے یادِ الٰہی میں محو رہتے ۔ صبح خانقاہ مقدس کی جامع مسجد حضوری میں تشریف لاکر باجماعت نماز ادا کرتے ۔ اشراق سے فارغ ہوکر خانقاہ مقدس کی زیارت سے مشرف ہوتے ۔ بعدازاں خانقاہ مقدس کے باہر روضہ منورہ کی دیوار سے تکیہ لگا کر فیض رسانی کے سجادہ پر بیٹھتے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی میں جلالِ حق کی ہیبت تھی ۔ جس کے سبب درویش اور فقیر اپنے اپنے حجروں میں چلے جاتے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مرضی سے ایک ایک کو الگ الگ اپنے پاس بُلاتے ۔ اُن پر نوازش فرماتے اور اُن کی ضروریات دریافت فرماتے ۔

مسکینوں اور فقیروں پر اِس قدر رحم فرماتے کہ ہر ایک کے سر پر دُعا کا دستِ مبارک پھیرتے اور نہایت رحم کی حالت میں زار زار رو کر فرماتے کہ اِن مسکینوں نے ہم سے کیا کھایا ؟ اور یہ کہ ہم نے اِنکی کون سی خدمت کی ۔ ؟ یہ کس طرح گذارہ کرتے ہیں ؟ زیارت کی غرض سے نئے آنیوالے بھی اسی جگہ مشرف ہوتے اور اپنی اپنی ضرورتیں اور حاجات عرض کرتے ۔ بعدازاں سیر کیلئے کھیتی باڑی دیکھنے چلے جاتے ۔ واپس لوٹ کر اپنے گھوڑوں کے اصطبل میں آکر گھوڑوں کو دیکھتے ۔ فارغ ہوکر اپنے حجرہ میں تشریف لاتے اور کھانا کھاتے ۔ اس وقت حجرہ کا بڑا دروازہ بند کر دیا جاتا ۔ البتہ کھانا کھانے کے بعد کھڑکی کھول دی جایا کرتی ۔ جہاں سے بچے اور مستورات حاضر ہوکر زیارت کا شرف حاصل کرتے ۔ انہیں رخصت کرنے کے بعد آپ کچھ دیر کے لئے سو جاتے ۔ بیدار ہوکر اُسی جگہ وضو فرماتے ۔ دل میں عشقِ الٰہی کا نور اور زبان سے اسم اللہ کا ذکر کرتے کرتے خانقاہ مقدس کی جامع مسجد میں پہنچ کر باجماعت نماز ادا فرماتے اور دیر تک عبادت میں مشغول رہتے ۔

> آپ رحمۃ اللہ علیہ کو **عِلْمُ لَدُنِّی** حاصل تھا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کلام وظیفہ کیلئے چاہتے وہ صرف ایک ہی بار پڑھنے یا سُننے سے یاد ہو جاتا ۔ اس کے لکھنے یا دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی خواہ وہ کلام کتنا ہی لمبا ہوتا ۔ رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کے بعد ننانوے نامہ اور قصیدہ بُردہ شریف پڑھتے ۔ دن میں ہمہ وقت باوضو اور ہاتھ میں تسبیح لئے رہتے ۔ اکثر خاموش رہا کرتے اور دُنیاوی کلام سے پرہیز کرتے ۔ مقررہ اوقات میں حاجتمندوں کے ضروری سوالوں کا مختصر الفاظ میں جواب دیتے ۔ جس کے بعد پھر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے ۔ (7)

آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تدبر اور عقلِ کامل کے حامل تھے ۔ نہایت ذکی صاحب حشمت وعظمت اور بارعب شخصیت کے مالک تھے ۔ کسی کی جرأت نہ ہوتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بے موقع کوئی بات کرے ۔ اللہ تعالیٰ کے عشق اور بھید کو فیض سے بھرے سینے میں اس طرح پوشیدہ رکھتے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں کسی کو شیخی مشائخی ، قیل وقال اور قصہ کہانی کے اظہار کی مجال نہ ہوتی ۔ ہر حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات بمنزلہ ارشاد ہوتے ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس ایک تہہ بند ، ایک چادر اور ایک قادری ٹوپی (جو سر کی کھوپری سے چسپاں ہوتی

ہے) پر مشتمل ہوتا تھا۔ ان دونوں چادروں میں سے ایک کو کیکر کی چھال سے رنگ لیا کرتے ۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کی نمازوں کے وقت دس گز سفید کھدر کی پگڑی زیب سر فرمایا کرتے ۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اہلِ خانہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ کل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور خصوصاً خانقاہ مقدس کی زیارت کے لئے آ رہے ہیں۔ اس موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں چادریں سفید پہننی چاہئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سُن کر خاموش ہو گئے ۔ اپنے ڈیرہ پر پہنچ کر خدمتگار کو فرمایا کہ ہمارے گھر جاؤ اور وہاں ہمارے پہننے کے جتنے کپڑے موجود ہیں وہ سب لے کر آؤ۔ خدمتگار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام کپڑے اُٹھا لایا۔ وہیں رنگریز اور دیگچہ منگا کر تمام کپڑوں کو کیکر کی چھال سے رنگوا دیا۔ حتیٰ کہ ٹوپی بھی رنگوا دی ۔ رشتہ داروں کی آمد سے قبل وہی رنگدار کپڑے پہن کر بیٹھ گئے ۔ جب تک وہ کپڑے بُوسیدہ نہ ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی اور کپڑا نہ پہنا۔ (8)

نور خان دوانی بالی جو جناب رحمۃ اللہ علیہ کا محبّ اور ایک منصب دار تھا۔ اس کی اولاد نہ تھی۔ آخری عمر میں خانقاہ مقدس میں آیا اور حضرت سُلطان الفقراء قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کی علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی اولاد کے لیے عرض کی۔ آنحضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نور خان مذکور کو خواب میں ایک انار دیا۔ صبح ہوئی تو نور خان نے پھر آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنی عرضوئی پیش کی۔ لیکن رات کو خواب میں جو کچھ ہوا اُسے بیان نہ کیا۔ اُس کی التماس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا رات کے انار سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی ؟ اور یقین نہیں ہوا ؟ نور خان آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سُن کر مطمئن ہو گیا اور ادب آداب کے بعد رخصت ہوا۔ اللہ رَبُّ العالمین نے نور خان مذکور کو ایک نیک فرزند مسمی غلام حسن بخشا۔

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے چار فرزند اور دو بیٹیاں تھیں۔ فرزندان میں سُلطان عباد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ، سُلطان خُدا بخش رحمۃ اللہ علیہ ، سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ اور سُلطان عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جبکہ دُختران میں ایک کا اسم گرامی مائی خیر خاتون جبکہ دوسری کا اسمِ گرامی مائی دولت خاتون تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تیسرے فرزند حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔

حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ بائیس سال مسند نشین رہے۔ 1224 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک روز تیز سانس محسوس ہونے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے پوچھا تو فرمایا بیٹا اب چور بدن میں گھس آیا ہے۔ ایسی صورت میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز وظائف حسبِ معمول کرتے رہے۔ ایک روز تہجد کے وقت اپنے بیٹے حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو بُلا کر فرمایا کہ فلاں گھوڑی پر سوار ہو جاؤ اور رنگپور کھیڑا میں جا کر فلاں طبیب سے میری حالت کا ذکر کر کے کوئی دوا تجویز کرا لاؤ۔ اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں گرم پانی کا ایک گھڑا تھا۔ وہ گھڑا ہاتھ میں تھامے کافی دیر گفتگو کرتے رہے۔ حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو یہ دیکھ کر تسلی ہوئی کہ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ میں اس قدر طاقت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی کا بھرا ہوا گھڑا تھامے ہوئے ہیں۔ اُس کے بوجھ کی پرواہ بھی نہیں کی اور گھڑا

اُٹھائے ہوئے اتنی دیر سے مجھ سے باتیں بھی کر رہے ہیں۔اس بنا پر انہوں نے گھوڑی کو ایڑ لگائی اور رنگپور کھیڑا کی جانب روانہ ہوئے۔

حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ رنگپور کھیڑا سے واپس گھر کی جانب تشریف لا رہے تھے۔ دربار عالیہ سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر تھے۔اُس وقت سورج کو طلوع ہوئے آدھ پہر (ڈیڑھ گھنٹہ) ہو چکا تھا کہ حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان شیریں اللہ تعالیٰ کے سپرد کی۔ جب حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں پہنچے تو اپنی قبا کے بند کھول کر اپنا سینہ اپنے والد ماجد کے سینہ پر اور اپنے لب اُن کے لبوں پہ رکھ کر کہا:-

''بولن کیوں چھڑ یوئی میاں رانجھیا لوکاں دے آکھے لگ کے'' (9)

ان الفاظ کے ساتھ ہی حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی اور مونچھوں کے بال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روئے مبارک پر کھڑے ہوگئے۔ حاضرین میں سے ہر ایک نے اپنی آنکھوں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لب حرکت کر رہے ہیں۔لیکن شریعت کا پاس کرتے ہوئے ظاہراً کوئی کلام نہ کیا۔

آپ علیہ الرحمۃ کی پیدائش دربار عالیہ سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کے قرب میں واقع پردہ سرائے میں ہوئی اور آپ علیہ الرحمۃ کا وصال بھی اُسی مقام پر 1224 ہجری بمطابق 1809 عیسوی کو ہوا۔آپ علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک دربار عالیہ حق باھُو قدس سرہٗ کی حویلی میں بنایا گیا۔

آپ علیہ الرحمۃ کا موجودہ مزار آپ علیہ الرحمۃ کے جدِامجد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے پہلو میں موجود ہے۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ ۔مناقبِ سُلطانی قدس سرہٗ۔اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور 1345ھ) ص 183

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (1345ھ) ص 183

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص 183-184

(4) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص 185-186

(5) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص 186

(6) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص 189

(7) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص 199

(8) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص 187

(9) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔اردو ترجمہ (1345ھ) ص 200

سجادہ نشین چہارم

حضرت شیخ سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین چہارم حضرت شیخ غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت علاقہ خیر پورٹا نویں کے گاؤں کونڈ میں 1197 ہجری میں ہوئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک قطب دین رکھا گیا۔ بعداَزاں اسم مبارک غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ومقبول ہوئے۔اسم مبارک کی تبدیلی کا سبب یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قبل ازیں تین فرزند پیدا ہوئے تھے۔ جو ایک خاص عمر کو پہنچ کر بیمار ہوکر اس دارِفانی سے کُوچ کرتے رہے۔ جب حضرت قطب دین بھی اسی عمر کو پہنچے تو بیمار ہوگئے۔حضرت شیخ حافظ سُلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ شکستہ دل ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ خیر پورٹانویں کے علاقہ سے روانہ ہوکر اپنے جد بزرگ سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کی خانقاہ مقدس پر حاضر ہوئے۔ اپنی پریشانی بیان کی اور مدد کیلئے عرض پیش کی۔ سُلطان الفقراء قدس سرہٗ کی جانب سے ارشاد ہوا کہ اِس کا نام سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ رکھو۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر مراقبہ میں التماس کی کہ سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ہوتو بہتر ہوگا۔ یہ التماس منظور ہوئی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ مُبارک قطب دین سے غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ رکھا گیا۔ سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کی دُعا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بھی دراز ہوئی اور اولاد بھی بکثرت ہوئی۔ (1)

حضرت شیخ غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ خوبصورت، بارعب، باوقار، وسیع حوصلہ، بُردبار، ذکی وخلیق شخصیت کے مالک تھے۔ وعدہ کی پابندی اور مہمان نوازی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص اوصاف میں شامل تھے۔غریبوں کے دستگیر تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ہروقت عاجز لوگوں کی چارہ سازی اور دلداری میں رہتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسندِ سجادگی 1224 ہجری بمطابق 1809 عیسوی میں سنبھالی۔اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ستائیس 27 ہجری سال تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فقر اختیاری اور بے ریا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ہروقت ظاہر وباطن میں یادِالٰہی میں مشغول رہا کرتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ صوفی با صفا، عاشق باللہ، زاہد، عابد، صاحبِ تقویٰ اور شرح کے پابند تھے۔آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔مناقبِ سُلطانی میں مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی پیدائش کا وقت بخوبی یاد ہے۔ جب میری ناف کاٹی گئی تو مجھے تکلیف ہوئی اور مجھے رنگدار سلارا میں لپیٹا گیا۔

جس کی دھاریاں مجھے اب تک یاد ہیں۔ جو عورتیں اس وقت موجود تھیں انہوں نے کہا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ دایہ نے کہا۔ بیبیو ! اگر اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے تو اِسے زندگی بھی زیادہ بخشے گا۔ تم اس کی ماں کو کیوں دل شکستہ کرتی ہو۔ اس نے کہا کہ مائی صاحبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ مبارک ہو۔۔۔

صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقب سُلطانی میں لکھتے ہیں کہ :-

ایک روز میں خیر پور کے قُرب وجوار کے گاؤں میانی میں جو آنحضرت کی پیدائش کے علاقے میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر قبلہ رو لیٹے ہوئے تھے اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اُس وقت اپنے مرشد والد ماجد یاد آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بود و باش کا ذکر فرما رہے تھے۔ اُس گاؤں کے مرد و زن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں ایک عمر رسیدہ کُبڑی پیٹھ والی اندھی عورت عصا ہاتھ میں لئے ایک لڑکی کو ساتھ لے کر اسی حلقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو آ بیٹھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اے بڑھیا تو کون ہے ؟ اس نے جواباً عرض کیا۔ صاحب ! میں ایک ہندو عورت ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیرا نام یہ اور تمہارے باپ کا نام یہ ہے ؟ اُس نے عرض کیا درست ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بوڑھیا سے پوچھا۔ کیا مجھے پہنچانتی ہو ؟ اُس نے عرض کیا کہ صاحب ! میں معذور ہوں میری آنکھیں نہیں ہیں۔ فرمایا میں شیخ حافظ سُلطان محمد کا بیٹا قطب دین ہوں۔ ہمارا گھر کونڈ گاؤں میں تھا۔ اُس وقت تو جوان و تناور عورت تھی۔ تو مجھے پنگھوڑے سے اُٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر کو اُچھالا کرتی تھی۔ یہ سُن کر اُس بوڑھیا کو وہ وقت یاد آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر پڑی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم ہمارے گاؤں سے چلے گئے تھے۔ اُس نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ ہم جنوبی ملک میں چلے گئے تھے۔ (2)

ایک دفعہ ساون کے مہینے میں دریا میں طغیانی تھی اور آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ مقدس حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سفر کر رہے تھے۔ خلیفہ رمضان جو سفر میں اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اس سفر میں بھی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔ چولستان کے راستے جنگل طے کرتے ہوئے سفر جاری رکھے ہوئے تھے۔ کیونکہ اور کوئی بھی راستہ نہ تھا۔ سفر کرتے کرتے عصر کا وقت ہوگیا تو خلیفہ رمضان نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت سارا دن چولستان کے عذاب میں نیچی اونچی جگہ کا سفر کرتے آئے ہیں۔ سورج ڈوبنے کو ہے اور رات ہونے والی ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی آبادی کی راہ لیتے تو کسی جگہ ہمارا اور ہمارے گھوڑوں کا گذارہ ہو ہی جاتا۔

آنحضرت نے کوئی جواب نہ دیا۔ خلیفہ رمضان نے پھر عرض کیا کہ یا حضرت آج ہم کس کے مہمان ہیں۔ یہاں تو نہ آبادی، نہ مکان، نہ جائے آرام نہ روٹی نہ پانی، نہ گھاس نہ دانہ۔ خلیفہ رمضان کے بار بار کہنے سے آنحضرت علیہ الرحمۃ پر جلالیت طاری ہوئی۔ فوراً ریت کے ایک

ٹیلے پر ڈیرہ لگانے کا حکم دیا اور فرمایا رمضان ! آج رات ہم میزبانوں کی مہمانی نہیں کھائیں گے۔ آج ہم محض اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔

قافلے والوں نے اُسی ٹیلے پر ڈیرہ جما لیا۔ درویشوں نے گھوڑوں کو جنگل کے درختوں سے باندھا۔ آنحضرت نے تیمّم کر کے نماز ادا کی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔ عصر اور شام کی نماز سے فارغ ہوئے عشاء کا وقت آن پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز میں مشغول تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کچھ انسانی صورت میں وہاں آئے۔ اُن میں سے ہر ایک بوجھ اُٹھائے ہوئے تھا۔ وہ تمام ضروریات مہمانی یعنی روٹی، پانی، گوشت گھاس دانہ اور چار پائیاں لے کر پہنچے۔ درویشوں نے اُن سے تمام چیزیں وصول کیں۔ سامان لانے والے سامان دے کر واپس چلے گئے۔ اُن کے رعب کے سبب کسی درویش نے اُن سے کچھ بھی نہ پوچھا۔ آنحضرت جب نماز و ذکر سے فارغ ہوئے تو کھانا تقسیم کرنے کا حکم فرمایا۔ درویشوں نے کھانا کھا کر خوشحال او رامن وسکون سے آرام کیا۔ جبکہ آنحضرت پھر یادالٰہی میں مشغول ہوگئے۔ تہجد کی نماز کے بعد جب درویش جاگے۔ سفر کی تیاری شروع کی تو دیکھا کہ وہاں پر نہ ہانڈی نہ کھانے پینے کے برتن نہ کوئی چار پائی، نہ گھاس اور نہ ہی سامان لانے والے آدمیوں کے قدموں کے نشان۔ تمام درویش یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کسی کو حوصلہ نہ ہوا کہ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے کوئی سوال کرے۔ حیرانی کی کیفیت میں سب درویش آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر پہ روانہ ہوگئے۔ (3)

حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ سکھوں کے عہد کے وقت ایک روز کمال خان کے لیہ میں غلام محمد خان ولد سردار مصری خان پوپل زئی دُرانی کے ڈیرہ پر تھے۔ جو لیہ کمال خان کے صوبہ دار کا مصاحب تھا۔ حضرت سُلطان صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کی خدمت میں موجود تھے۔ اسی اثناء میں دُور سے ایک عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام پکارتی ہوئی دوڑی آرہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس کی آواز سُنتے ہی مجلس سے فوراً اُٹھے اور فرمانے لگے مائی آیا ہوں آیا ہوں۔ خدا معلوم آپ رحمۃ اللہ علیہ علم باطنی کے سبب اُس کی مصیبت سے واقف ہوگئے یا اُس کی گھبرائی ہوئی آواز سُن کر جلدی جلدی اُس کے پاس جا پہنچے اور اُسکا حال پوچھا۔ اُس نے کہا یا حضرت ! اِس خیمہ میں خزان سنگھ صوبے دار موجود ہے۔ اُس نے حکم صادر کیا ہے کہ میرے بیٹے کو سُولی چڑھایا جائے۔ جلاد اور سپاہی میرے بیٹے کو سُولی کے پاس لے گئے ہیں۔ میں گھبرا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دوڑی ہوئی آئی ہوں۔ خدا کے واسطے میری فریاد سُنیں اور میری مدد فرمائیں۔ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ سوچ میں پڑ گئے پھر جلدی جلدی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت سُلطان صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔

پھانسی کے مقام پر کئی آدمی تماشہ دیکھنے والے موجود تھے اور کئی حکم کی تعمیل کے لئے حاضر تھے۔ اُس لڑکے کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اُسے پھانسی دینے کے لئے درخت سے رسہ لٹکا دیا گیا تھا۔ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا صالح محمد ! دیکھ یہاں خدا آتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بس اتنا ہی فرمایا تھا کہ صوبہ دار کے خیمہ سے ایک مسلمان سپاہی دوڑا دوڑا آنحضرت ﷺ کے پاس سے گذرا آپ ﷺ نے اُسے جذبہ سے پوچھا کہ کیوں دوڑتے ہو ؟ اُس نے دوڑتے ہوئے ہی سلام کے بعد عرض کیا کہ صوبہ دار کا حکم ہے کہ جلدی جلدی جاکر ملازمین کو کہو کہ مجرم کو پھانسی نہ دیں۔ صرف اس کی ناک اور اُس کے کان کاٹ لیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس مسلمان شخص سے فرمایا کہ ٹھہر سُن۔ جس نے انہیں پھانسی دینے سے روکا ہے وہ ناک کان کاٹنے سے روک دیگا۔ انہیں کہنا کہ دوسرے اور تیسرے حکم کے منتظر رہنا۔ جلدی نہ کرنا۔ وہ مسلمان آدمی آپ ﷺ کے فرمان کو قبول کرتے ہوئے بہت جلد وہاں پہنچا اور سپاہیوں کو پھانسی دینے سے روک دیا۔ ناک اور کان کاٹنے کا حکم دے کر کہنے لگا کہ دوسرے اور تیسرے حکم کے آنے تک منتظر رہنا۔

اُس مجرم کی ماں جو آپ ﷺ کے ساتھ جا رہی تھی کو لوگ مبارکباد دیتے رہے۔ اُس عورت نے آنحضرت سے گِڑگڑا کر عرض کیا کہ اگر اُس کے بیٹے کا ناک اور کان کٹ گئے تو وہ مرنے سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی اُمیدوار رہ۔ جس نے اُسے پھانسی سے بچالیا ہے وہ اس مصیبت سے بھی بچالے گا۔ اتنی دیر میں آپ ﷺ اس مجرم کے قریب پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے اُس کی ماں سے پوچھا کہ مدعی کون ہے ؟ اُس نے اشارہ سے بتایا کہ وہ مجرم کے سر پر کھڑا ہے۔ آنحضرت ﷺ آدمیوں کی صف کو چِیرتے ہوئے مدعی کے پاس پہنچے۔ مدعی کا ہاتھ پکڑا اور اُسے کھینچ کر باہر لے آئے۔ اُسے فرمایا۔ اے بندہ خدا ! اگر یہ مجرم پھانسی دے دیا جاتا تو کیا تیری مراد پوری ہو جاتی۔ اب صوبہ دار نے اُسے پھانسی دینے سے روک دیا ہے اور صرف ناک، کان کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا کرنے سے ہر وقت اور ہر جگہ خاص و عام میں اس بدنامی کا الزام عمر بھر صرف تمہارے ذمے چلتا رہے گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم حاکم کے پاس جا کر یہ بھی معاف کر دو۔ وہ راضی ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ مدعی کا ہاتھ پکڑ کر معافی کے لئے صوبہ دار کے پاس لے جا رہے تھے کہ خزان سنگھ کو سپاہیوں نے آپ ﷺ کے آنے کی اطلاع دے دی۔ اتنے میں آپ ﷺ پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ سردار جی ! اگر خوفِ خدا کے سبب آپ نے مجرم کے خون سے درگذر کیا ہے تو ناک کان کاٹنے سے بھی درگذر کریں کیونکہ اس مصیبت سے مرنا بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے مدعی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ مجرم کا دشمن بھی اُسے معاف کرتا ہے۔ اس حوالہ سے گفتگو کچھ دیر ہوتی رہی پھر صوبہ دار مسکرایا اور اُس نے مجرم کی آزادی کا حکم جاری کیا۔ آنحضرت ﷺ پروانہ آزادی لے کر خیمہ سے پھانسی کے مقام تک پہنچے اور مجرم چھڑا کر اُس کی ماں کے حوالے کیا۔ (4)

سجادہ نشین چہارم حضرت غلام باھُو ﷺ کے دَورِ سجادگی کے دوران صوبہ ملتان کے حالات سازگار نہ رہے۔ صوبہ میں خاصی گڑ بڑ شروع ہوگئی۔ ملتان کے صوبہ دار حاجی محمد مظفر خان سدوزئی پر سکھوں کی فوجیں غالب آئیں۔ اسی عرصہ میں آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت سُلطان عظمت ﷺ کے فرزند حاجی شریف محمد پر نفسِ امارہ نے غلبہ پایا۔ اُسے خیال آیا کہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

کی سجادہ نشینی حاصل کی جائے۔ اُسے اپنی خواہش کی تکمیل کیلئے یہ طریقہ سوجھا کہ سجادہ نشین وقت حضرت غلام باھُو علیہ الرحمۃ کو ڈرا دھمکا کر دربار شریف سے ہجرت کر جانے پر مجبور کیا جائے اور دربار معلّٰی پر قبضہ جما کر خود سجادہ نشین کہلانا شروع کر دے۔ اپنے اس منصوبہ پر عمل درآمد کرنے لئے اُس نے غیر مسلم حکمرانوں کے علاوہ گڑھ مہاراجہ کے نواب مہر رجب سیال سے بھی پشت پناہی حاصل کی۔

حاجی شریف محمد نے حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ کو ڈرانے دھمکانے اور تکالیف پہنچانے کا عمل شروع کر دیا۔ ایک روز آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ مقدس کی زیارت سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور ابھی دربار معلّٰی کے بیرونی احاطہ میں ہی تھے کہ حاجی شریف مذکور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ گیا۔ گستاخانہ لہجے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دھمکیاں دیتے ہوئے کہنے لگا کہ ’’تو ابھی خانقاہ میں آنے سے باز نہیں آتا ؟ تجھے کچھ خیال بھی ہے ؟ تو بار بار خانقاہ مقدس میں آتا ہے۔ میں تجھے اس کے پاس بھی نہیں بھٹکنے دوں گا۔‘‘ اس نے تمام تر گفتگو بہت زور شور سے کی۔ جبکہ آنحضرت علیہ الرحمۃ نے صرف ایک دفعہ آہستگی سے فرمایا کہ یا تیری قبر یہاں نہ ہوگی یا ہماری۔ (5)

میاں عبداللہ فقیر قصبہ گھیانہ کے رہنے والے جو صاحب احوال عالی اور صاحبِ استقامت و کرامت، مجاہدات میں زاہد عابد، یکتائے زمانہ اور بارگاہِ الٰہی کے مقبول و یگانہ تھے۔ وہ اُس وقت کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول تھے۔ انہوں نے یہ گفتگو اپنے روبرو سُنی۔ تلاوت سے فارغ ہو کر اپنی مجلس کے درویشوں سے پوچھا۔ درویشو! تم نے وہ گفتگو سُنی ہے جو صاحبزادوں کے درمیان دربار شریف میں ہوئی ہے۔ انہوں نے کہ ہاں سُنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اُن میں سے حضرت شیخ غلام باھُو علیہ الرحمۃ کی باتوں نے عروج پایا ہے اور صفحہ تقدیر قائم اور مشیعت ہوگئی ہے۔ سجادہ نشین ممدوح کے کالم کی تلوار حاجی شریف پر کارگر ہوئی ہے اور اُسے نیچا دیکھنا پڑا۔ اُس کی قبر بھی یہاں نہیں ہوگی۔ (6)

اس واقعہ کے بعد حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ 1245ھ بمطابق 1829ء میں خانقاہ مقدس سے ہجرت کر کے لیہ کمال خان کے قریبی علاقہ صوبہ بھکر پہنچے اور نہایت جمعیت اور استقلال سے بود و باش اختیار فرمائی۔ اس وقت صوبہ بھکر کا صوبیدار نواب حافظ احمد خان سدزوئی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عرصہ گیارہ سال اس علاقہ میں رہائش پذیر رہے۔ اس عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ خوشی خوشی زندگی بسر کرتے رہے۔ آنحضرت علیہ الرحمۃ کو اپنے چچا کے بیٹے حاجی شریف اور گڑھ مہاراجہ کے حاکم مہر رجب سیال کے ناروا سلوک کے سبب ہجرت کر کے پردیس میں رہائش پذیر ہونا پڑا تھا۔ مگر آپ علیہ الرحمۃ رُوحانیت کی کشش وجذبہ کی بنا پر اپنے جدِامجد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مقدس کی زیارت کے لئے آیا کرتے۔ پھر مشرف ہو کر اور فیض حاصل کرنے کے بعد واپس چلے جایا کرتے۔ ایک روز آپ علیہ الرحمۃ خانقاہ مقدس پر حاضر ہوئے۔ اتفاقاً انہی دنوں مہر رجب کا بڑا بیٹا جو گڑھ مہاراجہ کا حاکم تھا بیمار ہوا تو سانس کی آمد و رفت بند ہوگئی اور مردہ کی

طرح پڑا ہوا تھا۔ اُس کی ماں دل ہی دل میں آنحضرت علیہ الرحمۃ کی ناراضگی سے ڈرتی تھی۔ جب اُس نے سُنا کہ آپ علیہ الرحمۃ خانقاہ مقدس میں موجود ہیں تو اپنے گھر سے تن تنہا ننگے پاؤں تیز تیز پیدل خانقاہ مقدس کی جانب چل پڑی۔ گڑھ مہاراجہ سے خانقاہ مقدس 2 میل (3 کلومیٹر) کے فاصلہ پر تھی۔ وہ عورت اکیلی روتی اور فریاد کرتی ہوئی خانقاہ مقدس پہنچی اور آنحضرت علیہ الرحمۃ کے قدموں پر آگری۔ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر عرض کرنے لگی کہ آپ علیہ الرحمۃ نے میرے خاوند مہر رجب کے ہاتھوں بہت تکلیفیں اُٹھائی ہیں اور طرح طرح کے ظلم وستم سہے ہیں۔ میں تو مسکین عورت ہوں۔ آپ علیہ الرحمۃ اس کے قصور سے چشم پوشی فرمائیں اور مجھ بیچاری پر رحم کریں۔ بنامِ خدا میرے گھر تشریف لائیں تاکہ آپ علیہ الرحمۃ کی تشریف آوری کی برکت سے اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو شفا اور زندگی عطا فرمائے۔

آنحضرت علیہ الرحمۃ چونکہ اہلِ اللہ اور بے نفس تھے۔ اس لئے فرمایا اے نور بھری ! میں تمہارے شوہر کا بدلہ تمہارے فرزندوں سے نہیں لینا چاہتا۔ اُٹھو ہمارے ساتھ چلو۔ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے تمہارے گھر جاتے ہیں اور تیرے بیٹے کو دیکھتے ہیں۔ اُس کے گھر پہنچے تو اُس کے بیٹے کو مردہ کی طرح پایا۔ اُس لڑکے کی حالت اور اُس عورت کی عاجزی دیکھ کر آنحضرت علیہ الرحمۃ کے دل کا نور اللہ تعالیٰ کے فضل سے رحم میں آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس لڑکے پر خصوصی نگاہ فرمائی۔ جس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے نور بھری ! اگر آج آدھی رات کے وقت تیرا بیٹا نام لے کر آواز دے اور اُٹھ کھڑا ہو تو جان لینا کہ یہ ہماری مدد سے ہوا ہے۔ یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ مقدس چلے گئے۔

آنحضرت علیہ الرحمۃ کی دعا قبول ہوئی۔ آدھی رات کے وقت اس لڑکے نے آواز دی کہ اے اماں ! میں حکم الٰہی سے شفایاب ہو گیا ہوں۔

(7)

ایک روز آنحضرت اپنے ڈیرہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ یکا یک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں وطن کی کشش پیدا ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ غمگین ہو گئے۔ اس غمگینی اور پریشانی کی کیفیت کے دوران ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دماغ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درج ذیل فرمان وارد ہوا:-

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ:- جب تم کسی معاملہ میں حیران رہ جاؤ تو تم اہلِ قبور سے مدد مانگو

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دماغ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان وارد ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ تن تنہا گھوڑے پہ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ دریا سندھ پار کیا اور مغربی دامن کوہ میں حضرت مائی فاطمہ مستوئن رحمۃ اللہ علیہا کی خانقاہ پر حاضر ہوئے۔ حضرت مائی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا مستوین نے سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ سے آپ قدس سرہٗ کی ظاہری حیات میں ہی فیض پایا تھا۔ حضرت مائی فاطمہ مستوئن رحمۃ اللہ علیہا کی قبر اب بھی زندہ ہے۔ حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ اُن کی قبر پہ بیٹھے اور مراقبہ کیا۔ مائی فاطمہ مستوئن رحمۃ اللہ علیہا نے قبر سے نکل کر حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں ایک پتھر دیا اور ساتھ ہی صاحبزادہ شریف محمد جو کافر حاکموں کی مدد اور ظاہری قوت کے سبب دربار عالیہ کا گدی نشین بنا ہوا تھا کو حاضر کیا۔ پھر آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ جو پتھر میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیا ہے۔ اس کے سر پر مار کر اس کا کام تمام کر دیں۔ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا نہ

کیا بلکہ وہ پتھر مائی صاحبہ کو لوٹا کر التماس کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوا ہے تو آپ خود ہی اِسے ماریں۔ یہ سُن کر مائی صاحبہ نے وہ پتھر زمین پر پھینک دیا اور واپس قبر میں چلی گئیں۔ آنخضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے نا اُمید ہو کر واپس لوٹے۔ آنخضرت رحمۃ اللہ علیہا وہاں سے مغربی پہاڑ کے دامن کی جانب روانہ ہوئے۔ سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کے خلیفہ اوّل حضرت نور رنگ کھتران علیہ الرحمۃ کی خانقاہ پر جا کر بیٹھے۔ انہوں نے بھی مزار سے نکل کر ایک پتھر آنخضرت کے ہاتھ میں دیا اور حاجی شریف کو حاضر کر کے فرمایا کہ اس کا کام تمام کر دو۔ آنخضرت علیہ الرحمۃ نے وہ پتھر انہیں واپس لوٹا کر کہا کہ اگر حکم ایسا ہی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی اُسے اپنے ہاتھ سے ماریں۔ خلیفہ صاحب علیہ الرحمۃ بھی پتھر پھینک کر مزار میں واپس چلے گئے۔

آنخضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے بھی نا اُمید ہوئے تو یاد آیا کہ حضرت سُلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سُلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا مزار مبارک مائی فاطمہ مستوین ممدوحہ کے مقبرہ میں ہے۔ وہ بھی نہایت کامل مرد ہیں۔ اس یادداشت کے ساتھ ہی آپ علیہ الرحمۃ مائی صاحبہ کے مقبرہ میں آئے حضرت سُلطان احمد علیہ الرحمۃ کے مزار پر بیٹھے اور مدد کی درخواست کی۔ آپ علیہ الرحمۃ کی درخواست پر حضرت سُلطان احمد علیہ الرحمۃ مزار سے نکلے ہاتھ میں پتھر۔ وہ پتھر آنخضرت علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دیا۔ حاجی شریف کو حاضر کیا اور فرمایا کہ یہ پتھر مار کر اس کا کام تمام کر دو۔ آنخضرت نے وہ پتھر اُنہیں لوٹا کر عرض کیا کہ اگر یہ امر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی اُسے ماریں۔ یہ الفاظ سُنتے ہی حضرت سُلطان احمد علیہ الرحمۃ نے وہ پتھر حاجی شریف کے سر پر مار کر اُس کا کام تمام کر دیا۔

> یہ واقعہ دیکھ کر آنخضرت علیہ الرحمۃ اپنی سواری پر فوراً سوار ہوئے اور منزل بمنزل چلتے چلتے اپنے گاؤں اور اپنے گھر جا پہنچے۔ مذکورہ بالا واقعہ کی تاریخ لکھ کر محفوظ کر لی۔ چند دنوں بعد ملک داؤد پوترہ سے ایک قاصد آیا۔ اُس نے بیان کیا کہ فلاں تاریخ کو فلاح وقت رونجھا خان نے حاجی شریف کو قتل کر دیا اور حاجی شریف کی قبر داؤد پوترہ کے دارالخلافہ خاص احمد پور میں اُن کے والد حضرت شیخ سُلطان عظمت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ (8)

آنخضرت علیہ الرحمۃ نے گیارہ سال پردیس میں رہ کر تکالیف کا سامنا کیا۔ حاجی شریف کی موت کے بعد 1256ھ بمطابق 1840ء میں اپنے وطن کو لوٹے۔ پھر ساری عمر سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کی خانقاہ مقدس میں سجادہ نشینی اور فیض رسانی کی مسند پر قائم رہے۔

آنخضرت علیہ الرحمۃ اپنی ظاہری حیات کے آخری ایام میں دن رات پردہ سرا کے اندر رہنے لگے۔ وہاں ایک حجرہ شریف میں تن تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ اگر کوئی محبّ زیارت کے لئے آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک لحظہ کیلئے باہر تشریف لا کر زیارت کا شرف عطا فرما کر واپس تشریف لاتے۔ ان دنوں زیارت کرنے والوں سے فرماتے کہ یارو ہمارا وقت قریب آ گیا ہے۔

حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے سات فرزند سُلطان برخوردار علیہ الرحمۃ، سُلطان خدایار علیہ الرحمۃ، سُلطان محمد زبیر علیہ الرحمۃ، سُلطان صالح محمد علیہ الرحمۃ، سُلطان حامد علیہ الرحمۃ، سُلطان غلام محمد علیہ الرحمۃ اور سُلطان غوث محمد علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند حضرت سُلطان

صالح محمد علیہ الرحمۃ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔

آنحضرت علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت 1197 ہجری بمطابق 1783 عیسوی میں ہوئی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے مسند سجادہ نشینی 1224 ہجری بمطابق 1809 عیسوی میں سنبھالی۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال پانچ جمادی الثانی بروز سوموار بوقت عصر 1263 ہجری بمطابق 1847 عیسوی کو ہوا۔

آپ علیہ الرحمۃ کا مزار شریف آپ علیہ الرحمۃ کے جد بزرگوار سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے مزار کے پہلو میں بنایا گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا موجودہ مزار بھی سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے پہلو میں ہے۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقب سُلطانی قدس سرہٗ۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص224-225

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (1345ھ) ص225

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص285-286

(4) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص289 تا 291

(5) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص282

(6) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص282

(7) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص306-307

(8) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص283-284

سجادہ نشین پنجم

حضرت سُلطان حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ

دربار عالیہ کے سجادہ نشین چہارم قبلہ حضرت غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے سات فرزند تھے۔جن میں سے سجادہ نشینی کا مقام قبلہ حضرت سُلطان صالح محمد علیہ الرحمۃ کو حاصل ہوا۔آپ علیہ الرحمۃ چونکہ حافظ قرآن تھے اِس لیے آپ علیہ الرحمۃ حافظ صالح محمد کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے۔آپ علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت 1811ء میں ہوئی۔

دربار عالیہ کی مسجد کے اِمام حافظ جام شروع جوانی میں قرآن شریف حفظ کرنے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی خانقاہ مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ حضوری مسجد کے امام اور کلام اللہ شریف کے مدرس تھے۔ ان دنوں حق باھُو قدس سرہٗ کی اولاد میں سے جو بچے تھے انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ایک روز سبق بُھول جانے کے سبب یا سبق کی جانب توجہ نہ دینے کے باعث حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کو حافظ جام نے غیر مہذب کلمات کہے یا تھپڑ مارا۔جب رات ہوئی تو حافظ صاحب کو حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے حضور سے ناراضگی ہوئی کہ او حافظ تو ہماری اولاد کی گستاخی کرتا ہے۔صبح حافظ صاحب کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔حافظ صاحب دیوانوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ننگے سر اور ٹوپی ہاتھ میں لئے ہوئے ہر شخص کو کہتے پھرتے تھے کہ برائے خُدا میری اس ٹوپی میں تھوکو میری سزا یہی ہے۔کیونکہ میں نے تعلیم دیتے وقت صاحبزادہ کی گستاخی کی ہے۔پورا دن حافظ صاحب نے اسی کیفیت میں گذارا۔دوسرے دن حافظ صاحب کو کچھ آفاقہ ہوا۔کیونکہ حق باھُو قدس سرہٗ نے مہربانی فرمائی۔ (1)

قبلہ حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ نے بارگاہِ سُبحانی کے مقبول اور اپنے جانی دوست حکومت خان کو گھوڑے دینے کیلئے ملتان کا سفر اختیار کیا۔اس سفر میں ان کے فرزند حضرت سُلطان حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ بھی ہمراہ تھے۔اپنے اس سفر کی پہلی منزل پر جنڈ والہ کنویں پر اُترے۔اس مبارک وقت میں آپ علیہ الرحمۃ کا فیض دل جوش زن ہوا۔آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو خود بخود فیضان کی طرف کھینچا اور خلوت میں لے گئے۔خلوت میں توجہ اور رحم سے فرمایا کہ بیٹا ! آؤ تمہیں بیعت کریں۔آنحضرت نے اپنے دستِ مبارک سے حضرت حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو بیعت اور تلقین کے شرف سے نوازا۔ (2)

ایک روز جب حضرت حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ چھوٹی عمر کے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے تو اُن کے بڑے بھائیوں نے اُن پر تشدد کیا۔رات کو اپنے والدِ گرامی قبلہ حضرت غلام باھُو علیہ الرحمۃ کی خدمت میں

حاضر ہو کر صورتِ حال بیان کی ۔ آنحضرت علیہ الرحمۃ نے بیٹوں کی بات سُن کر فرمایا کہ بیٹو ! یہ ظاہر ہے کہ تمہارے بڑے بھائی تم سے اس لیے خلش رکھتے ہیں کہ تم اپنے جدِ امجد کی خانقاہ مقدس میں نہ رہو اور وہ غالب آجائیں ۔ بیٹو ! تمہارا جی تو نہیں چاہتا ورنہ چونکہ ہر ذی رُوح نے موت کا مزا چکھنا ہے ۔ میں تمہیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ میرے مزار کے متولی تم ہی ہو گے ۔ (3)

آپ علیہ الرحمۃ کے فرمان اور پیشین گوئی پوری ہوئی اور دربار عالیہ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی حضرت حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو نصیب ہوئی ۔

حضرت حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کے بارے میں ان کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''مناقبِ سُلطانی'' میں لکھتے ہیں کہ میرے بھائی حضرت صالح محمد علیہ الرحمۃ شروع شروع میں نماز میں سُستی کیا کرتے تھے ایک روز میں نے گستاخانہ ان کی خدمت میں عرض کیا ۔ بھائی جان ! آپ علیہ الرحمۃ نماز میں کیوں غفلت کرتے ہیں ۔ ؟ انہوں نے فرمایا بھائی نماز خدا کی ہے ۔ تمہاری نہیں ۔ میں نا اُمید ہو کر افسوس کرتا ہوا اُن کی خدمت سے واپس آیا اور فرصت کے وقت والدِ گرامی کی خدمت میں عرض کیا ۔ والدِ گرامی نے فرمایا بیٹا ! اندیشہ نہ کرو ۔ میں جب سفر کے لئے جاؤں گا تو اپنے بیٹے حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا ۔

اتفاقاً جلد ہی بہاولپور کے سفر کا ارادہ ہو گیا ۔ مجھے فرمایا کہ حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو میرے ساتھ تیار کرو ۔ سفر پر روانگی شروع ہوئی ۔ پہلی رات احمد پور سیال میں جا کر اُترے ۔ رات کو سوتے وقت آنحضرت نے اپنے فرزند حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو فرمایا بیٹا ! کھانا کھانے کے بعد چونکہ مجھے غفلت سی ہو جاتی ہے اس لئے سو کر اُٹھیں گے تو عشاء کی نماز ادا کریں گے ۔ تم بھی عشاء کی نماز اس وقت ادا کر لینا ۔ اب ملتوی رکھو ۔ حضرت حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ گرامی کا فرمان بجالائے اور سو گئے ۔

حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ حسبِ معمول جب آدھی رات کے وقت جاگے تو اپنے بیٹے حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جگایا اور وضو کرنے کے لئے فرمایا ۔ باقی درویش جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے جاگے اور وضو کر کے نماز کے لئے تیار ہوئے ۔ جب نماز کی تیاری ہوئی تو حضرت سُلطان غلام باھُو علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین) نے اپنے بیٹے حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کو امام بنایا ۔ نماز فریضہ، سُنتیں، نفافل ادا کرنے کے بعد انہیں نمازِ تہجد کے لئے بھی ارشاد فرمایا ۔

حضرت حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ بعد از اں نمازِ پنجگانہ اور تہجد کے ادا کرنے کو ایسی توفیق حاصل ہوئی کہ پھر اس میں کبھی غفلت نہ ہوئی ۔ (4)

ایک روز حسبِ معمول اشراق کے بعد حضرت حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ اپنے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ کے ہمراہ اپنے والدِ گرامی کی زیارت اور سلام کے لئے گئے ۔ تو دیکھا کہ اُن کے والدِ گرامی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں ۔ انہوں نے اپنے والدِ گرامی سے وجہ دریافت کی ۔ تو فرمایا بیٹو ! آج رات اسرار میں مجھے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کی سعادت عطا فرمائی اور توجہ کیلئے مجھے اپنے سامنے بٹھایا ۔ مجھے اپنی توجہ اور نظر کے فیض سے بہرہ یاب فرمایا ۔ جب مجھ پر نگاہ فرمائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان سے مجھے وجد و سکر ہو گیا اور میں نے اپنی پگڑی سر سے اُتار کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پہ رکھ دی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر توجہ فرمائی اور میری

پگڑی پر بھی نگاہِ التفات فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کی توجہ سے فیضیاب ہوکر میں پھر مستغرق ہوگیا اور آپ ﷺ نے محض توجہ سے میری پگڑی میرے سر پر رکھی۔ میرا دل عشق اور اشتیاق کے سبب جوش مارتا تھا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ فارغ ہوکر اُٹھے تو یہی اعصا جو میرے ہاتھ میں ہے اُس وقت بھی میرے ہاتھ میں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اعصا مجھے دو۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس اعصا کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے دستِ مبارک میں رکھ کر پھر مجھے عنایت فرما دیا۔ بیٹا ! اب اس اعصائے مبارک کو غلاف دیکر کسی مکان میں باادب طریقہ سے رکھنا چاہیئے۔ میری اس پگڑی کو بھی تبرکاً نہایت ادب سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ حضرت سُلطان غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے بعد ازاں وہ اعصا سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کر کے فرمایا کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو اس اعصا کو ہاتھ میں لے جانا۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مشکل حل فرما دے گا۔ اور وہ دستار مبارک حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو دے کر سرفراز فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ اُسے تبرکاً اپنے گھر میں محفوظ رکھنا۔ (5)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی نظرِ کرم و نظرِ فیض جس پگڑی پہ ہوئی وہ بابرکت پگڑی حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو عطا ہوئی جو کہ آپ علیہ الرحمۃ کو سجادہ نشینی عطا ہونے کی نشانی ثابت ہوئی۔

آپ علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار اور سجادہ نشین چہارم کا وصال بروز سوموار پانچ جمادی الثانی 1263 ہجری بمطابق 1847 عیسوی کو ہوا۔ اُس وقت حضرت سُلطان حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کی عمر تقریباً چھتیس سال تھی۔ اُن کے بھائی صاحبزادہ سُلطان حامد (مصنف مناقبِ سُلطانی) اُن سے چھوٹے تھے۔ چونکہ یہ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار کے مرید بھی تھے اور عاشق بھی اس لئے اپنے والدِ گرامی کے پردہ فرمانے سے اتنے اندوہناک ہوئے کہ اُن کے دل دُنیاوی تعلقات سے اُٹھ گئے۔ انہوں نے آنحضرت کے وصال کے تیسرے روز قل خوانی کے دن اپنے والد کے قریبی دوستوں، اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کو بیک زبان ہوکر کہا کہ جس کو شوق ہو اور جو مناسبت رکھتا ہو یہ دُنیاوی مال و اسباب جو لنگر خانہ میں ہے اس کے سپرد کر دو۔ کیونکہ ہم نورانی پیکر اور سرِ سُبحانی کی صورت کے پردہ فرما جانے کے سبب دنیاوی کاروبار سے بالکل دل برداشتہ ہوگئے ہیں۔ ہم معہ عیال و اطفال اپنے مکانوں سے نکل کر بہ توکل خدا اپنے والدِ ماجد کے قرب و جوار میں محض مجاور بن کر رہیں گے۔

یہ بات سُن کر حاضرین میں سے ہر ایک کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ سب نے کہا صاحبزادگان یہ کام وہی سرانجام دیں گے جن کے سپرد آنحضرت علیہ الرحمۃ فرما گئے ہیں۔ صاحبزادگان نے ان کی بات کا کوئی اثر نہ لیا بلکہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ اسی اثناء میں حضرت غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے ہم صحبت اور معتمد خاص مہر وہاب نے کھڑے ہوکر فرمایا۔ صاحبزادو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے کئی حقوق تمہارے ذمے ہیں۔ تمہارے لئے نہایت لازمی ہے کہ اپنے والدِ گرامی کے حقوق ادا کرو۔ اسی اثناء میں حضرت شیر شاہ اعوان ساکن وادی سون (یہ خانقاہ مقدس میں پوشیدہ ہی آتے اور پوشیدہ ہی چلے جاتے تھے) آپہنچے۔ انہوں نے صاحبزادگان کی بات سُنی لیکن خاموش رہے اور خانقاہ مقدس کی زیارت میں محو ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ صاحبزادگان کے پاس آئے اور فرمایا۔ صاحبزادو ! آپ نے اپنی دل شکستگی کی بابت جو کچھ

فرمایا وہ حالات میرے دل میں تھے۔ جب میں خانقاہ مقدس میں زیارت کے لیے گیا تو میرے بیٹھتے ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ شیر شاہ ! صاحبزادگان کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ تم کہتے ہو ہم تعلقات سے دستبردار ہوتے ہیں حالانکہ ہم یعنی تمہارے جدِ امجد (حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ) نے تمام اطراف عالم میں حافظ صالح محمد کے نام کی منادی کر دی ہے۔ یہ پیغام سُنتے ہی صاحبزادگان کے دلوں کو تسکین و تشفی ہوئی۔ (6)

حضرت سُلطان حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ صاحبِ استقامت خاص بندۂ خدا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنے والی شخصیت تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ میں فخر، تکبر یا خود پسندی کی بُو تک نہ تھی۔ صاحبِ وقار اور اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیکر تھے۔ دوست دشمن سے صاف دلی سے پیش آتے۔ اُن کے من میں کدورت کا نام ونشان تک نہ تھا۔ نفس پروری سے فارغ بلکہ عین نفس کش اور رُوح پرور درویش تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ضمیر منیر اللہ تعالیٰ کے ذوق وشوق سے پُر۔ فقیروں۔ مسکینوں، دردمندوں اور محتاجوں کے خادم۔ اگر چہ ظاہر میں صاحبِ اسباب ہونے کے باوجود سب کچھ راہِ خدا میں دے دیتے۔ صاحبِ شرع اور طریقت کے تمام رستے طے گئے ہوئے۔ علمِ لدُنی کے عالم۔ حافظ قرآن اور فصیح البیان۔ صاحب جمال اور صاحبِ قوتِ رُوحانی۔ فیض رسانی کے مسند نشین۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رُوحانی فضائل سے آراستہ تھے۔

حضرت سُلطان صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین پنجم کے دور میں باگھڑ پُل (ملتان روڈ) کے دائیں یا بائیں جانب دریا راوی کے بیلہ میں ایک جانور مرا پڑا تھا۔ اُسے ایک ایسے کڑیل جوان نے دیکھا جس کا دینِ اسلام سے قطعی طور پر کوئی بھی تعلق یا واسطہ نہ تھا۔ قوم چوہڑہ سے تعلق ہونے کی بنا پر اُس کی نظر میں حلال وحرام میں کوئی فرق نہ تھا۔ مغرب کے بعد وہ ایک ہتھیار لے کر اُس مردہ جانور کے پاس پہنچا۔ وہ اس کا کوئی ٹکڑا کاٹ کر گھر والوں کے لیے لے جانا چاہتا تھا۔ اُس کا نام جہانہ تھا۔ مردہ جانور کا ٹکڑا کاٹنے کے لئے جہانہ چوہڑہ نے جب اپنا ہتھیار چلایا تو آواز آئی اُونہوں (یعنی یہ کام مت کرو)۔ وہ رُک گیا اور اردگرد دیکھنے لگا مگر اُسے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ اُس نے ہتھیار دوبارہ چلانے کی کوشش کی تو پھر آواز آئی 'اُونہوں' اُس نے ہاتھ روکا اور اردگرد دیکھنے لگا مگر اُسے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ اُس نے کئی بار ہتھیار چلانے کی کوشش کی۔ ہر بار وہی آواز آتی 'اُونہوں'۔ وہ خاصہ حیران بھی ہوا اور پریشان بھی۔ کہ جب بھی میں ہتھیار چلانے کی کوشش کرتا ہوں بارُعب انداز میں کہا جاتا ہے۔ 'اُونہوں' مگر کوئی شخص نظر ہی نہیں آتا۔ تھوڑی سی سوچ بچار کے بعد اُس نے کہا تو جِن ہے یا انسان جو کچھ بھی ہے میرے سامنے آ۔ اُس کی اِس بات کے جواب میں اُسے فرمایا گیا کہ یہ جنتی لوگوں کی خوراک نہیں۔ اُسے چھوڑ اور ہمارے دربار پر آؤ اور بیعت کرو۔ جہانہ چوہڑہ نے کہا کہ مجھے کیا خبر کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار کہاں ہے اور وہاں پر کس راستہ سے جاؤں۔ اس کے بعد اُسے دربار شریف کا نقشہ دِکھایا گیا اور راستہ سے آگاہی فرمائی گئی۔ جہانہ جانور اور ہتھیار چھوڑ کر دربار کی جانب روانہ ہوا۔ اُس مقام سے جہانہ روانہ ہوا اور اِدھر دربار عالیہ پر حضرت سُلطان صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں سے فرمایا کہ راوی سے سُلطان الفقراء کا ایک فقیر آ رہا ہے۔ اس کے کپڑے تیار کرو۔ جب وہ پہنچے تو اُس کے بال کٹوانا۔ نہلانا، دُھلانا اور نئے کپڑے پہنانا۔ تب میری خدمت میں پیش کرنا۔ دوسرے روز جہانہ دربار شریف پہنچا۔ درویشوں نے اُس کے بال کٹوائے، اُسے نہلا کر نئے کپڑے پہنائے اور لنگر کھلایا۔

بعد ازاں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے روبرو پیش کیا۔حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے بیعت فرمانے کا عمل شروع کیا۔اُسے کہا گیا کہ کلمہ پڑھو۔مگر اُسے تو کلمہ آتا ہی نہیں تھا۔کافی محنت کے بعد اُسے کلمہ اور درُود شریف پڑھایا۔یوں حضرت صاحب نے اُسے بیعت فرمایا۔اُس نے تمام عمر دربار عالیہ سے متعلقہ خدمات میں ہی گذاری۔اُن کا مزار بھی دربار شریف کے قریبی حصے میں بنایا گیا۔

کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے رہائشی فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کلاچوی نے حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی چند کتابوں کا اردو ترجمہ کیا۔ دورانِ ترجمہ کئی بار ایسا ہوا کہ انہیں کسی مقام کے نفس مضمون کی سمجھ نہ آتی تو دربار معلیٰ حاضر ہوتے اور سجادہ نشین سے عرض کرتے کہ مجھے یہ نفس مضمون سمجھائیں۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کو حکم دیتے کہ میاں جہانہ کو بلاؤ۔جب میاں جہانہ آتا تو چند قدموں کے فاصلہ پر ہی ادب آداب بجالا کر، ہاتھ باندھ کر اور آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو جاتا۔عرض کرتا کہ حضور کیا حکم ہے ؟ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ مولوی نور محمد کلاچوی کو حق باھُو قدس سرہٗ کے فرمان کی سمجھ نہیں آرہی اُسے سمجھاؤ۔میاں جہانہ، کلاچوی صاحب سے کہتا کہ پڑھو۔کلاچوی صاحب حق باھُو قدس سرہٗ کے کلام کا وہ حصہ پڑھتے۔

میاں جہانہ وہ سُن کر کہتے کہ ''میں جہانے چوہڑے نوں تاں کُجھ پتہ نہیں (یعنی میں تو جہانہ چوہڑہ ہوں مجھے کچھ علم نہیں) لیکن حق باھُو قدس سرہٗ اس طرح فرماتے ہیں۔اس کلام کے اُس حصہ کی تفصیل اچھے طور پہ بیان فرماتے۔جس کو سُن کر کلاچوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مطمئن ہو جایا کرتے۔ (7)

حضرت سُلطان صالح محمد محمد علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے حوالہ سے اُن کے بھائی صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ اس طرح رقمطراز ہیں:-

''آپ علیہ الرحمۃ بے حرص، بے ہوا اور بے طمع ہیں۔اگرچہ ظاہر میں صاحبِ اسباب اور تسخیرات ہیں لیکن درحقیقت سب کچھ راہِ خدا میں دے دیتے ہیں۔صوفی باصفا ہیں۔اعلیٰ درجہ کے مؤحد اور صاحبِ شرح و ورع ہیں۔طریقت کے تمام رستے طے کئے ہوئے ہیں۔حقیقتوں کے محقق ہیں۔معارف کے عارف ہیں۔معنوی رموز کے نکتہ دان ہیں۔علم لدنی کے عالم، حافظ قرآن اور فصیح البیان ہیں۔صاحبِ جمال اور صاحبِ قوتِ روحانی ہیں۔فیض رسانی کے مسند نشین ہیں۔جو کچھ آپ علیہ الرحمۃ کے فیض منزل دل میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔'' (8)

حضرت حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کی تین دُختران اور دو فرزند تھے ایک فرزند کا اسمِ مبارک سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ اور دوسرے کا اسمِ مبارک سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ تھا۔آپ علیہ الرحمۃ کے دونوں فرزند 1295 ہجری میں سفر حج پر روانہ ہوئے۔دہلی کے راستے بمبئی کی بندرگاہ پہنچے اور بحری جہاز کے ذریعے جدہ تک کا سفر کیا۔حج کے مناسک ادا کئے۔بعد ازاں بہت سے حاجی بیمار ہوئے اور یہ دونوں بھائی بھی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔آپ کا ایک ساتھی حاجی احمد بخش علیہ الرحمۃ تو بقضائے الٰہی جہاز ہی میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔سمندری راستہ میں طوفان آیا لیکن چند روز بعد جہاز صحیح سلامت بمبئی بندرگاہ پر پہنچا۔آخر کار صاحبزادگان عشرہ محرم شریف میں اپنے جدِامجد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی خانقاہ مقدس پہنچے۔چند دنوں بعد حضرت حاجی سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ تو شفایاب ہو گئے مگر حضرت حاجی سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ

بدستور بیمار رہے۔ علاج معالجہ کے لئے کئی ایک حکماء کی خدمات حاصل کی گئیں۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخر کار بروز پیر 25 جمادی الثانی 1296 ہجری کو انتالیس (39) سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ حضرت حاجی سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے اُن کے چچا صاحبزادہ سُلطان حامد علیہ الرحمۃ کی کتاب ''مناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ ص 211)'' میں اس طرح مذکور ہیں:-

''آپ کا بدن نہایت لطیف تھا۔ کلام شیریں اور دل کو لبھانے والا عمدہ صورت اور نیک سیرت۔ نرگس کی طرح آنکھیں۔ خوبصورت داڑھی۔ خمدار بال۔ ہاتھ پاؤں نہایت لطیف اور نازک۔ ناک اونچی۔ فصیح زبان۔ خوبصورت۔ کم گو۔ خوش خو۔ موزوں قد۔ ہر وقت حیاء کے سبب نگاہ زمین پر رہتی۔ کشادہ پیشانی۔ رنگ سانولا۔ شاکر۔ صابر۔ اللہ تعالیٰ پر متوکل۔ تارک الدنیا۔ ہر دم مولا کی طلب میں دل بیدار۔ اسرار کے منبع انوار کے مطلع تھے۔'' (9)

حضرت سُلطان حافظ صالح محمد علیہ الرحمۃ کو اپنے اس نایاب شخصیت کے حامل فرزند کی جدائی کے صدمہ کے سبب بہت دُکھ اور تکلیف سے گذرنا پڑا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل سجادہ نشین وقت دربارِ معلیٰ کے آئندہ سجادہ نشین کی نامزدگی زبانی طور پہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کی نامزدگی بطور آئندہ سجادہ نشین زبانی بھی فرمائی اور تحریری بھی۔ اس حوالہ سے آپ علیہ الرحمۃ نے 10-اگست 1894 عیسوی کو وصیت نامہ تحریر فرمایا۔

آپ علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت بھی دربارِ عالیہ کے اِردگرد واقع پردہ سرائے میں 1811 عیسوی میں ہوئی اور وصال بھی وہیں ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ظاہری عمر نوے (90) سال پائی۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال 30 جولائی 1901ء کو ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا مزار شریف آپ علیہ الرحمۃ کے جدِ امجد سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے پہلو میں ہے۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ۔ مناقبِ سُلطانی قدس سرہٗ۔ اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ) ص 426

(2) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی اردو ترجمہ (1345ھ) ص 384

(3) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 324

(4) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 347-348

(5) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 287-288

(6) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 464-465

(7) میاں نذر حسین بھٹی (ایڈووکیٹ) وہاڑی۔ (راوی)

(8) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 205

(9) صاحبزادہ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سُلطانی۔ اردو ترجمہ (1345ھ) ص 211

وصیت نامہ سجادہ نشین پنجم

مَنکہ فقیر صالح محمد ولد مخدوم غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ ذات فقیر اعوان ساکن موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ علاقہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کا ہوں۔ اقرار معتبر بحالت صحت بدن واثبات عقل وہوش بلا جبر ورغبت خود دستخطی اِس وجہ پر لکھ دیتا ہوں کہ جائیداد زرعی ومکانات سکونتی یعنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ومال مویشی وغیرہ واقع موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ ملکیہ ومقبوضہ من مقر ہے۔ اب کل جائیداد مسمی نور احمد ولد من مقر صالح محمد ذات اعوان ساکن موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واقع تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کو بخوشی رضامندی خود ارادۃً بعوض خدمت گذاری وفرمانبرداری واُلفتِ جگری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کہ جس قدر میری ملکیت درج کاغذات سرکار ہے وصیت کرتا ہوں کہ بعد وفات من مقر میاں نور احمد مذکورہ پسر میرا گدی وکل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ پر مالک وقابض ہوگا۔ اور مسماۃ جنڈوڈی ذات افغان ومسماۃ رابع بی بی ذات ایضاً جو منکوحات من مقر ہیں اور مسماۃ مائی تاج بی بی جو عورت فرزند یم میاں نور محمد مرحوم کی بیوہ ہے کہ دعویٰ وتعلق اُن کا ہمراہ جائیداد من مقر پر نہ ہوگا۔ صرف نان نفقہ کی مستحق ہیں۔ ان کے نان و نفقہ کا ذمہ دار مذکورہ فرزندیم نور احمد مذکور ہے۔ سوائے نور احمد مذکور کے کوئی اور شخص نسبت جائیداد وصیت شدہ دعویدار ہوگا تو سرکار دربار میں دروغ وکاذب سمجھا جائے گا۔ اور مقروضہ زرگی من مقر کی ادائیگی کا ذمہ دار بعد وفات من مقر نور احمد مذکور ہوگا۔ بصورت نہ ہونے موجودگی پٹواری دیہہ کے نمبر کھاتہ جات اراضی نہیں لکھے گئے۔

العـــــــــبـــــــــد

فقیر صالح محمد (سجادہ نشین ششم)

گواہ شد	ولد مخدوم غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ	گواہ شد
سیّد بہادر شاہ	(نشان انگوٹھا)	حاجی گل محمد
ولد سیّد محسن شاہ	تاریخ 11 محرم الحرام	ولد عبدالکریم خان
قوم سیّد بخاری	بمطابق 10-اگست 1894ء	قوم گنڈا پور سکنہ کلاچی غلام محم د

سجادہ نشین ششم

حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ

دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے سجادہ نشین پنجم قبلہ حضرت صالح محمد علیہ الرحمۃ کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند کا نام سُلطان نور محمد علیہ الرحمۃ اور چھوٹے فرزند کا نام سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ تھا۔ سجادہ نشین ششم کی ذمہ داری سنبھالنے کا شرف حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کو حاصل ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت 1846ء میں پرانا دربار پر واقع پردہ سرائے میں ہوئی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے 30 جولائی 1901ء کو منصب سجادہ نشینی سنبھالا۔ آپ علیہ الرحمۃ انتہائی عبادت گذار تھے۔ سادہ مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ سادہ لباسی آپ علیہ الرحمۃ کا وطیرہ تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ عام طور پر کھدر پوشی کو پسند فرماتے تھے۔

وائس رائے ہند نے جارج پنجم کی تاج پوشی کے موقع پر دہلی میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جس میں برصغیر کے نامور صوفیائے کرام کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ وائس رائے نے اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام صوفیائے کرام کیلئے خصوصی طور پر شاہی لباس تیار کرائے۔

خضر حیات ٹوانہ حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کا مُرید تھا۔ وائس رائے کا دعوت نامہ خضر حیات ٹوانہ لے کر آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ کی مِنت کی اور آپ علیہ الرحمۃ کو اس کانفرنس میں شرکت کرنے پر رضامند کرنے میں کامیاب ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ اس کانفرنس میں تشریف لے گئے تو خضر حیات ٹوانہ نے آپ علیہ الرحمۃ کا پُرتپاک استقبال کیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کو شاہی لباس پیش کیا گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے وہ لباس پہننا پسند نہ فرمایا بلکہ کھدر پوشی میں ہی رہنا مناسب سمجھا۔ خضر حیات ٹوانہ نے آپ علیہ الرحمۃ کو سٹیج پر کرسی پر بٹھایا۔ وائس رائے سٹیج کی کرسی پر کھدر پوش شخصیت کو دیکھ کر حیران ہوا۔ اُس نے خضر حیات ٹوانہ سے آپ علیہ الرحمۃ کے بارے پوچھا۔ خضر حیات ٹوانہ نے بتایا کہ یہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے سجادہ نشین اور میرے مُرشد ہیں۔

وائس رائے حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ آپ علیہ الرحمۃ نے شاہی لباس کیوں نہیں پہنا ؟ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے جواباً فرمایا کہ یہ میرا معمول کا لباس ہے۔ میں روزانہ پانچ وقت اسی لباس میں اللہ تعالیٰ کے حضور ہوتا ہوں۔ تمہاری محفل اُس کی بارگاہ سے بڑی تو نہیں۔ اس لیے میں نے اپنا لباس تبدیل کرنا پسند نہیں کیا۔ وائس رائے آپ علیہ الرحمۃ کے توکل اور آپ علیہ الرحمۃ کی مستقل مزاجی سے بہت متاثر ہوا۔ اُس نے آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دُعا کے لئے عرض کی۔

آپ علیہ الرحمۃ نے اُس کے حق میں دُعا فرمائی۔ (1)

حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ مریدین پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے۔آپ علیہ الرحمۃ گھوڑوں کا قافلہ لے کر مختلف علاقہ جات کا سفر کرتے اور مریدین کو فیضیاب فرماتے۔ایک دفعہ آپ علیہ الرحمۃ نے لیہ کمال اور دامان کے علاقے کا سفر اختیار کیا۔اس علاقہ میں آپکا ایک مُرید فقیر محمد رہائش پذیر تھا جو مُرید لا یُرید تھا۔لوگوں کو آپ علیہ الرحمۃ کی آمد کی خبر ہوئی تو گردونواح کے لوگ فقیر محمد کے گھر اکٹھے ہوئے۔اُن میں سے چند لوگوں نے فقیر محمد سے کہا کہ تمہارے مُرشد پاک سُلطان الفقراء کے گدی نشین ہیں۔وہ اس علاقہ میں تشریف لائے ہیں۔جب تمہارے گھر تشریف لائیں تو اپنی نرینہ اولاد کے لئے ضرور عرض کرنا۔فقیر محمد کی سات بیٹیاں تھیں مگر بیٹا کوئی نہ تھا۔جبکہ فقیر محمد نے اس بارے میں مرشد صاحب کی خدمت میں کبھی بھی عرض نہ گذاری تھی۔فقیر محمد نے مہربان دوستوں کا کہا ماننے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے عرض کرنے کی ضرورت نہ ہے کیونکہ میرے مرشد میرے حال کو بخوبی جانتے ہیں۔

حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ فقیر نور محمد کے گھر تشریف لائے۔فقیر محمد کے پیر بھائیوں اور علاقہ کے لوگوں میں سے چند نے مِل کر حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض گذاری کہ یا حضرت فقیر محمد آپ علیہ الرحمۃ کا مرید ہے۔اس کی سات بیٹیاں ہیں مگر بیٹا نہ ہے۔اس پر مہربانی فرماتے ہوئے دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ اُسے بیٹا عطا فرمائے۔

حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ نے اُن لوگوں کا سوال سُنا تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوگئے۔کچھ دیر کی خاموشی کے بعد حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے فقیر محمد کو حکم دیا کہ اپنی بڑی بیٹی کو بلاؤ۔تھوڑی ہی دیر میں فقیر محمد اپنی بیٹی کو لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضرت علیہ الرحمۃ نے فقیر محمد سے پوچھا تمہاری اس بیٹی کا نام کیا ہے ؟ فقیر محمد نے بتایا کہ اس کا نام مائی وَلاں ہے۔حضرت سُلطان نور احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس کا نام مائی وَلاں نہیں ولی محمد ہے۔حجام اور سُنیار کو بلاؤ تا کہ اس کے بال اور بالیاں کاٹی جائیں۔اس کے ساتھ ہی حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آج میں دُعا کرتا تو اس کے ہاں سال بعد بیٹا پیدا ہوتا اور پھر بیس سال بعد وہ جوان ہوتا۔اس کی بچیاں جوان ہیں جنہیں بھائی کی ضرورت تھی اس لیے اسے جوان بیٹا عطا کیا ہے۔ (2)

پنڈی بھٹیاں کے قریبی گاؤں کوٹ بدرالدین المعروف بھجناں کے رہائشی محمد الدین جو مولوی بھی تھے اور نامور حکیم بھی۔عالمگیر دواخانہ سرگودھا کے حکیم غلام جیلانی عرصہ پانچ سال حکیم محمد الدین کی شاگردی میں رہے۔میاں نذر حسین بھٹی ایڈووکیٹ (وہاڑی) جتنا عرصہ سرگودھا وکالت کرتے رہے حکیم غلام جیلانی کے پاس اکثر جایا کرتے تھے۔میاں نذر حسین بھٹی کو حکیم غلام جیلانی نے اپنے استاد محترم محمد الدین بھٹی بھجناں کا واقعہ اس طرح بیان کیا۔

> ''اُستاد محترم محمد الدین بھٹی بھجناں کے گاؤں میں حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند رہائش پذیر تھے۔جبکہ میرے اُستاد وہ مولوی تھے جو صوفیائے کرام کے سخت خلاف تھے۔ایک بار حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ گاؤں بھجناں میں مریدین کے ہاں تشریف لائے۔جب مولوی حکیم محمد الدین کو اس بارے آگاہی

ہوئی تو اس نے پُر جوش مخالفت کی اور سخت الفاظ بھی ادا کیئے۔حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدین جذبات میں آنے لگے تو آپ علیہ الرحمۃ نے انہیں روکا اور فرمایا صبر کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

مولوی صاحب کسی کام کے سلسلہ میں پنڈی بھٹیاں گئے۔جہاں سے گذر رہے تھے اس کے قریب ہی مجرہ ہو رہا تھا اور ایک رَقاصہ ناچ رہی تھی۔مولوی صاحب وہی کے وہی کھڑے ہو گئے۔اور اپنا کام ہی بھول گئے۔مجرہ ختم ہوا۔لوگوں نے اپنی اپنی راہ لی مگر مولوی صاحب وہیں کے وہیں کھڑے رہے۔رقاصہ اپنے گھر پہنچی اور مولوی صاحب رقاصہ کے گھر کے باہر ہی گھومنے لگے۔اس طرح کئی دن گذر گئے۔مولوی صاحب کو کھانا پینا اور گھر بار سب کچھ بھول گیا۔وہ تو بس رقاصہ کے دروازہ پر ہی طواف کرتا رہا۔یہ واقعہ علاقہ بھر میں مشہور ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ اگلے علاقہ کے مریدین کو فیض عطاء فرمانے کے بعد واپس پنڈی بھٹیاں کو لوٹے۔علاقہ کے لوگوں نے موضع بھجناں کے مریدین کی منت کی کہ اپنے پیر صاحب سے عرض کریں کہ کافی دن بیت چکے ہیں اب حکیم مولوی محمد الدین پر شفقت فرمائیں۔مریدین کی گذارش پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو بُلا لائیں۔جب مولوی صاحب قریب آئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب پر نگاہِ کرم فرمائی۔مولوی محمد الدین نے رقاصہ کا در چھوڑ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کے آگے آگے دوڑنا شروع کر دیا۔بعد ازاں مولوی صاحب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت ہوئے اور فقر کی راہ اختیار کی۔" (3)

حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر حکیم محمد الدین بھٹی بھجناں نے فقر کے حوالہ سے منظوم کتب بھی تحریر کیں جن میں

(1) رموزِ عرفان (المعروف مرزا صاحباں) (2) نور مکمل (تفسیر سورۃ مزمل)

(3) پنج گنج محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (4) کافی الصافی (نقطہ وحدت و فراقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ انتہائی نرم مزاج اور صاحبِ نظر فقیر تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جو شخص بھی آکر بیٹھتا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہوئے بغیر واپس نہ لوٹتا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں مسلمان تو کیا ہندو بھی موجود ہوتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ جس پر بھی نگاہِ کرم فرماتے وہ پاک ہو جاتا۔

قصبہ گکھڑ (ضلع گوجرانوالہ) کے قریبی گاؤں فتح گڑھ کے رہائشی میاں فضل دین کے ہاں 74-1873ء میں فرزند پیدا ہوا جس کا نام غلام حیدر رکھا گیا۔غلام حیدر نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ محترم سے حاصل کی۔اسلامی تعلیم کے حصول کیلئے انہوں نے بہت سے اساتذہ سے فیض پایا۔لاہور میں موجود معروف دینی درسگاہ جامعہ نعمانیہ کے علاوہ مکوال شریف ضلع گجرات علامہ محمد ابراہیم کی خدمت میں

چار سال رہ کر وہ جید عالم دین بن کر واپس گھر لوٹے۔ دینی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے علاوہ فن خطاطی میں بھی مہارت حاصل کی۔

اس ظاہری علم و فضل کے باوجود نوجوان عالم دین علامہ غلام حیدر کے اندرونی کرب نے سکون نہ پکڑا۔ بظاہر مطمئن اور مسرور نظر آنے والا وہ خوبرو نوجوان عالم دین ایک عجیب اور پُرکیف بے چینی میں مبتلا تھا۔ وہ علم باطن و معرفت اور قربِ خداوندی کے حصول کیلئے مُرشد کامل کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگا۔ جہاں کہیں کسی اللہ والے کی خبر ملتی عقیدت و محبت کے ساتھ وہاں حاضر ہو جاتا۔ مگر کہیں سے اطمینان میسر نہ آیا۔ ایک روز وہ لاہور میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کتابت کے کام میں مشغول تھا کہ ایک صاحب حال گداگر نے آ کر آٹے کا سوال کیا۔ وہ اُس کے لئے اندر سے آٹا لینے گیا تو اُس کے ایک ساتھی نے اس صاحب حال فقیر سے پوچھا کہ ہمارے یہ ساتھی پریشان کیوں رہتے ہیں۔ اُس فقیر نے جواباً کہا کہ اس کا مُرشد اس کے سر پر گھوم رہا ہے۔ آپ نے واپس لوٹتے ہی اُس درویش سے اپنے مرشد کا نام پوچھا۔ اُس درویش نے کہا کہ مجھے نام بتانے کی اجازت تو نہیں البتہ چند دِنوں تک تم اپنے مرشد کو دیکھ لو گے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے مغرب کی جانب اشارہ کیا۔

چند ایام کے بعد وہ گکھڑ جانے کیلئے لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچا تو اُس کا دل گکھڑ کی بجائے شورکوٹ جانے کی طرف مائل ہو گیا۔ شورکوٹ کا ٹکٹ لے کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ راستے میں نیند آ گئی تو گاڑی شورکوٹ سے کافی آگے گزر گئی۔ خواب میں اُس کو ایک رُوحانی مجلس اور اُس میں تشریف فرما ایک پُرنور شخصیت کی زیارت ہوئی۔ اُسی مجلس سے یہ اشارہ بھی ملا کہ تم تو آگے جا رہے ہو۔ جب بیدار ہوا تو قریبی ریلوے اسٹیشن عبدالحکیم پر اُتر کر پیدل چلنے لگا۔ خواب والی رُوحانی شخصیت کا حُلیہ بتا کر لوگوں سے اَتا پتہ پوچھتا رہا۔ راستے میں کئی مزارات پر حاضری بھی ہوئی مگر من مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو گیا۔

جب علامہ غلام حیدر دربار معلّٰی پہنچا تو اُس کی ملاقات دربار معلّٰی کے امام مسجد حافظ فیض محمد سے ہوئی۔ جو ایک درخت کے نیچے بیٹھے سُلطان الفقراء کی ایک کتاب کا مخطوطہ لکھ رہے تھے۔ تعارفی گفتگو کے دوران اُس کے وطن گکھڑ کا نام سُن کر حافظ صاحب نے وہاں کے ایک مشہور خوشنویس محمد عبداللہ وارثی کی تعریف کی علامہ غلام حیدر نے بھی اس کی تعریف کی۔ پھر حافظ صاحب سے قلم اور کاغذ لے کر ایک رباعی تحریر کی۔ حافظ صاحب خطاطی کا یہ نمونہ دیکھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ خطاطی تو محمد عبداللہ وارثی سے بھی بہتر ہے۔ حافظ صاحب نے علامہ غلام حیدر کو ساتھ لیا اور سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کی خدمتِ اقدس میں حاضر کیا۔

علامہ غلام حیدر نے جب حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کے دیدار کی سعادت حاصل کی تو اُس کے دل کو قرار نصیب ہوا۔ بے چینی و بیقراری کے تمام تر اثرات ختم ہو گئے۔ اُس نے آپ علیہ الرحمۃ کی مجلس میں اپنے خواب والا منظر ہی دیکھا۔ وہی نورانی صورت، وہی لباس اور وہی انداز بیان۔ علاوہ ازیں قبلہ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے علامہ غلام حیدر سے فرمایا کہ مولوی صاحب! بہت دیر کی آپ نے آتے آتے۔ اس کے ساتھ ہی قبلہ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے انہیں دستِ بیعت فرمایا۔ یہ واقعہ تقریباً 1909ء کا ہے۔

علامہ غلام حیدر تقریباً تیرہ سال دربار عالیہ پر اس طرح رہے کہ اُن کے گھر والوں کو اُن کے بارے میں کوئی اطلاع تک ہی نہ تھی۔

وہ اس عرصہ میں سلوک کی منزلیں طے کرنے میں مگن رہے۔ اسی دوران قبلہ حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ نے اُن کی خوش نویسی میں مہارت کو پسند فرماتے ہوئے انہیں کتب سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابت کا حکم بھی صادر فرمایا۔ (4)

حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے دربار شریف کی منتقلی کا حکم صادر فرمایا۔ جس پرعمل درآمد کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے موجودہ دربار شریف کی تعمیر کرائی اور پرانا دربار شریف سے مزارات کو موجودہ دربار شریف میں منتقل فرمایا۔

حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ جن میں سے بڑے فرزند کا اسمِ مبارک حافظ نور سُلطان رحمۃ اللہ علیہ جبکہ چھوٹے فرزند کا اسم مبارک محمد امیر سُلطان رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند حافظ نور سُلطان رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارک میں ہی اس دُنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد امیر سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ نشین ہفتم نامزد فرمایا۔ اس حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وصیت نامہ مورخہ 19 مئی 1915ء کو تحریر کرایا۔ اس وصیت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں فرزندوں کے نام بھی لکھے اور یہ بھی لکھا کہ میرا بڑا فرزند حافظ نور سُلطان رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکا ہے۔ حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ششم کا وصال 15 مارچ 1920ء بمطابق 5 جمادی الثانی 1338ھ کو ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار محل شریف کے اندر شمال مشرقی کونہ میں موجود ہے۔

حوالہ جات

(1) فقیر محمد نذیر قادری۔ ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (راوی)

(2) ملک محمد امیر علی اعوان ساکن دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ ضلع جھنگ (راوی)

(3) میاں نذر حسین بھٹی (ایڈووکیٹ) وہاڑی۔ (راوی)

(4) محمد اجمل حسین قادری۔ ماہنامہ جام نور (دفتر جام نور۔ قادری منزل جی ٹی روڈ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ۔ اگست 2008ء) ص 12 تا 14

وصیت نامہ سجادہ نشین ششم

مَنکہ فقیر نور احمد ولد حافظ صالح محمد صاحب مرحوم و مغفور ذات اعوان سجادہ نشین خانقاہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واقع موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کا ہوں۔ بحالتِ صحت بدن وتندرستی، ہوش وحواس سالم ونفع نقصان اپنے پہچاننے کے دل پر قوی اثر رکھ کر اِن خیالات جو پہلے 25 مئی 1906ء کی وصیت نامہ میں تحریر کرائے تھے۔ اُس تحریر کو پھر ترمیم کر کے 21 مارچ 1912ء میں پھر ایک وصیت نامہ تحریر کرا کے جملہ امانت باضابطہ مثل پہلے وصیت نامہ کے رکھا گیا تھا۔ مگر اب سہ بارہ، واسطے ترمیم ضروری کے مطابق اپنے خاندان کے رواجات قدیم جو آج تک منسلک وسلسلہ وار چلے آتے ہیں۔ اب اس وصیت نامہ کو بتفصیل امورات ذیل تحریر کرتا ہوں۔ اور یہ ظاہر کرتا ہوں کہ یہ نوشتہ میرا بالکل سالم بموجب رواج و قانون مضبوط و پابند سمجھا جائے گا۔ اور اس وصیت کا مضمون اپنے علم اور پسندیدہ خاطری سے بغیر کسی فریب دہی سے یا دباؤ ناجائز یا کسی ایسے امر نامعقول سے بالکل باہر ہے۔ اور اس وقت میری عمر تقریباً 69 برس ہے۔ اور میری حواس عقل نیک وبد پہنچانے کیلئے بالکل صحیح ہیں۔ تحریر کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

خانقاہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا سلسلہ وار حق سجادہ نشینی اِس طور پر چلا آتا ہے کہ جو لڑکا **اَلْاَ لْعَزْم** اور صاحبِ ادراک اور لیاقت دار ہو وہی سجادہ نشینی کا حقدار ہوتا ہے۔ اگرچہ دوسری اولاد خواہ اس سے چھوٹی یا بڑی موجود ہی ہو۔ چونکہ اب میرے سامنے جو حقیقت بالا بزرگوں کے ایام کارگذاری میں ظاہر چکی ہے۔ وہ حالت اس زمانے میں میرے آگے موجود ہے۔ سابقہ وصیت نامہ جات اور اس وقت کی تفصیل ذیل میں منکشف ہوگی جیسے کہ میرے والد ماجد بزرگوار مرحوم ومغفور باوجود موجودگی برادران کلاں خود لائق ہونے کی وجہ سے سجادہ نشین مقرر کئے گئے۔ اور یہی اَمر بڑا ضروری ہے۔ کہ یہ وصیت بڑے تفکر اور تدبر اور بزرگوں کے نوشتہ جات پر قائم کی جاوے۔ من مقر کے دو فرزند تھے۔ ایک بڑا حافظ نور سُلطان اور دوسرا چھوٹا محمد امیر سُلطان۔ قضا الٰہی سے حافظ نور سُلطان اِس دُنیا فانی سے رحلت کر گیا۔ اور اُس کا بیٹا یعنی میرا پوتا دوست محمد جوان شادی شدہ اَب بفضلِ خُدا موجود ہے۔ اور اس سے آج تک میری محبت بمانند فرزندوں کے قائم ہے اور قائم رہے گی۔ کیونکہ وہ متوفی فرزندم کی نشانی ہے۔ مگر میں لاچار ہوں کہ سجادہ نشینی کا بارگراں اور فقیروں کی پرورش اور مریدوں کے لئے انتظام کرنا بالکل ضروری ہے۔ اور اس میں اس قدر لیاقت

بار سجادہ نشینی کے اُٹھانے کی نہیں ہے۔اور میری رائے میں یہ بار سجادہ نشینی کا بار گراں اور خطرناک ہے۔

علاوہ ازیں شرعاً وقانوناً ورواجاً حقِ سجادہ نشینی معہ متعلقہ ملکیت منقولہ وغیر منقولہ ہر سہ قسم بالا کا میری حیاتی کے بعد وہ حقدار نہیں ہوسکتا۔مگر ملکیت منقولہ وغیر منقولہ میں جو جدی ہے قائم کرنا چاہتا ہوں۔باقی خریدی ملکیت منقولہ وغیر منقولہ اور جو جائیداد بذریعہ وصیت میاں سُلطان حامد صاحب مرحوم ومغفور چچا خود سے بعوض خدمت گذاری من مقرنے حاصل کی ہے۔تفصیل وار علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے نام ذیل میں قائم کرتا ہوں۔

حق سجادہ نشینی کا اور اس سے وہ تعلقات جو سجادہ نشین کو حاصل ہوئے ہیں۔جملہ حقوق مسمی محمد امیر سُلطان فرزندم کو عطا کرتا ہوں۔وہ میری زندگی کے بعد سجادہ نشین ہوگا اور جو اختیارات کسی سجادہ نشین کو حاصل ہوتے ہیں اور سلسلہ وار خاندان قدیم رواجات کے موافق چلے آتے ہیں اپنے فرزندم مذکورہ بالا کو عطا کرتا ہوں۔کیونکہ جیسا اب وہ اکیلا انتظام قابل اعتماد کرتا ہے بعد ازاں بھی کرتا رہے گا۔اور میری کسی اولاد کو خاص کر دوست محمد پوتا کو میری نوشت اور دیئے ہوئے اختیارات میں قانوناً وشرعاً دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔اگر کسی نے کسی طرح میری نوشت کے برخلاف کوئی کاروائی کی تو وہ کاروائی شرعاً وقانوناً بالکل باطل ہوگی۔اگر دوست محمد مذکور میری وصیت میں مداخلت کرے تو وہ عطیہ جو پہلے اسکو کیا ہے وہ بھی منسوخ ہوگا۔اور اگر میری وصیت پر عمل کرے گا تو میرے عطیہ کا مالک رہے گا۔اس وصیت کی رو سے میری اولاد اگر خود بخود باعادات صد افسوس کے میری وصیت میں مداخلت یا اخراجات بیجا میرے عطیہ سے جس میں زوال عطیہ کا احتمال ہو کرے تو میری اولاد سے جو شخص میری تحریر پر عمل درآمد کرے گا وہ عطیہ فوراً اپنے قبضہ میں لاسکتا ہے اور بے دخل کرسکتا ہے۔

اس وصیت نامہ کو میں نے بڑی دور اندیشی اور قیام خاندان اور رفع تنازعہ کے لئے تحریر کیا ہے۔جائیدا دمنقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل علیحدہ علیحدہ مندرجہ ذیل قائم کرتا ہوں جو میری وفات کے بعد مالک وقابض ہونگے۔

خانقاہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا بجائے میرے میرا لڑکا محمد امیر سُلطان سجادہ نشین ہوگا۔اور جو حقوق و خدمات متعلق سجادہ نشینی کے ہیں ان کا مستحق وذمہ دار محمد امیر سُلطان مذکور ہوگا۔اور جو آمدنی خانقاہ شریف از قسم چڑھاوا و نذرانہ وغیرہ ہو اُس کے لینے کا ہی مستحق صرف محمد امیر سُلطان مذکور ہوگا۔میرے پوتے دوست محمد یا اُس کی اولاد کو حقوق وخدمات متعلقہ سجادہ نشینی میں کوئی اختیار دست اندازی کرنے کا نہیں ہوگا۔اور نہ آمدنی خانقاہ شریف مذکور میں اُس کا حق ہوگا۔

جائیداد جو متعلق خانقاہ شریف کے ہے۔وہ حسب ذیل ہے اور بدستور وہ متعلق خانقاہ کے رہے گی۔

خانقاہ شریف معہ ہر دو مسجد وجملہ مکانات اندرونی وبیرونی پختہ وخام متعلقہ دربار شریف ولنگر خانہ وخراس ودو کوٹھہ

پختہ انبار خانہ واصطبل درمویشی حضرت سُلطان باھُو ﷫ ۔

جائیداد منقولہ از قسم زیورات وسامان آرائش کو من مقر اپنی اولاد میں تقسیم کر چکا ہے۔اور ہر ایک کو اس کا حصہ دے چکا ہے۔خرچ خوراک و پوشاک و انتظام رہائش میری مستور کا تا حیات بذمہ محمد امیر سُلطان مذکور ہوگا۔مکان، رہائشی مستورات من مقر اور پسرم محمد امیر سُلطان کے ایک حویلی میں ہیں۔اور دوست محمد پوتا کے مکان رہائشی مستورات معہ بنگلہ واحاطہ الگ بنوا دیئے گئے ہیں۔وہ ہر دو اپنے اپنے مکانات پر قابض ہیں اور رہیں گے۔علاوہ ازیں ایک احاطہ کلاں جو جانب مشرق مکانات رہائشی کے ہے۔اس کی چاردیواری کے اندر ایک بنگلہ کلاں اور ایک بنگلہ خورد معہ چند کوٹھہ جات واشجار ثمر وغیر ثمر جو ہیں ان کا مالک وقابض محمد امیر سُلطان مذکور ہے۔اور مالک وقابض رہے گا۔اور جو سامان متعلق مکانات و بنگلہ ہائے مذکوران کے ہے وہ اسی کا واحد ملکیت ہوگا۔

لہٰذا یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے کہ سند رہے اور درج رہے کہ یہ وصیت میری آخری وصیت تصور ہو۔تاوقتیکہ میں اس کو کسی اپنی تحریری وصیت کے ذریعے منسوخ یا ترمیم نہ کروں گا۔

19 جون 1915ء

میں نے اس نوشتہ کو بڑے خیال سے لکھایا اور خوب سمجھ بوجھ کر حواس خمسہ کو قائم کر کے دستخط کرتا ہوں۔

فقیر نور احمد

سجادہ نشین خانقاہ حضرت سُلطان باھُو ﷫

تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

برائے شہادت ہمارے موصی کی عقل وہوش حواس قائم ہیں۔اور اسکو وصیت کے مضمون کا اچھی طرح علم ہے اور قبولیت ہے۔اور ہم نے اس سے تحقیق کر کے یہ وصیت لکھی ہے۔

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
فقیر محمد ارشد	اسماعیل ذیلدار	اللہ دتہ
سجادہ نشین شاہ صادق نہنگ بقلم خود	بقلم خود	بقلم خود

نوٹ: اصل وصیت نامہ میں زرعی جائیداد کی تفصیل برائے تقسیم موجود ہے۔جس کو یہاں رقم نہیں کیا جا سکا۔

سجادہ نشین ہفتم

حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ

دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے سجادہ نشین ششم حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کے دو فرزند تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کے بڑے فرزند کا اسم مبارک حافظ نور سُلطان اور چھوٹے فرزند کا اسم مبارک محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ تھا۔ حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ میں ہی آپکے بڑے فرزند حافظ نور سُلطان علیہ الرحمۃ دُنیا سے پردہ فرما گئے جبکہ حافظ نور سُلطان علیہ الرحمۃ کے بیٹے سُلطان دوست محمد علیہ الرحمۃ جوان بھی تھے اور شادی شدہ بھی۔

حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی (انہتر برس کی عمر میں) مورخہ 19-06-1915 کو اپنا وصیت نامہ تحریر کرایا جس کے ذریعے اپنے چھوٹے فرزند حضرت محمد امیر سُلطان کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال 15-03-1920 کو ہوا۔ جس کے بعد آپ علیہ الرحمۃ کے فرزند حضرت محمد امیر سُلطان نے بطور سجادہ نشین ہفتم ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

سجادہ نشین ہفتم کے حوالہ سے صاحبزادہ سُلطان ارشد القادری لکھتے ہیں:-

> ''آپ علیہ الرحمۃ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی ساتویں پشت میں سے تھے اور ساتویں صاحبِ سجادہ تھے۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ علم الاعداد کی رُو سے آپ علیہ الرحمۃ کے مکمل اسم گرامی محمد امیر سلطان کا منفرد عدد بھی سات ہی ہے۔ (92+251+150=493=16=7) علم الاعداد میں سات کا عدد پُراسرار مانا جاتا ہے۔ فقر کے سات سُلطان ہیں، سات آسمان، سات زمینیں، ہفتے میں سات دن وغیرہ۔ حضرت موصوف اِسرار و رموزِ الٰہی سے واقف، بُلند مرتبت رُوحانی شخصیت کے مالک تھے'' (1)

حضرت محمد امیر سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1872ء میں ہوئی جب آپ علیہ الرحمۃ نے سجادہ نشین ہفتم کی ذمہ داری سنبھالی تو اُس وقت آپ کی عمر اڑتالیس برس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جاذب نظر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قد آور، باہمت اور جمالیاتی حُسن کے مالک تھے۔

علاقہ لیہ کے ایک گاؤں میں آپکے والدِ گرامی حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا رقبہ تھا جس کے کچھ حصہ میں جنگلات تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس رقبہ کو آباد کرنا چاہا۔ اس بنا پر اُس زمین میں سے جنگلات کو اُکھاڑ پھینکنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس غرض سے حضرت سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ لوگ روانہ فرمائے۔ جنہوں نے وہاں پہنچ کر جنگل اکھاڑنا شروع کر دیا۔ ایک روز وہاں سے ایک خدمت گار

حضرت سُلطان نور احمد ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ وہاں پر کھجور کے ایک تن آور درخت کو گرایا گیا ہے۔ اُس کا مُڈھ زمین سے باہر نکالنے کیلئے بہت زور لگایا گیا ہے مگر وہ نکل ہی نہیں رہا۔ حضرت سُلطان نور احمد ؒ نے اس کام کو سرانجام دینے کیلئے مزید جوان روانہ کئے۔ چند یوم کے بعد وہ جوان بھی واپس لوٹے اور حضرت صاحب ؒ کی خدمت میں عرض گذار ہوئے کہ ہم کوشش کرتے اور زور لگاتے رہے مگر وہ مُڈھ نکلنے کا نام ہی نہیں لیتا۔

مذکورہ بالا گفتگو سُن کر حضرت محمد امیر سُلطان ؒ نے اپنے فقیر سیّد باغ علی شاہ کو بُلایا اور لیہ کی جانب جانے کیلئے تیاری کا حکم دیا۔ اس طرح ایک دو دن کے بعد حضرت محمد امیر سُلطان ؒ سیّد باغ علی شاہ ؒ کو ہمراہ لے کر لیہ کی جانب روانہ ہوئے۔ موقع پر پہنچ کر اس مُڈھی کا جائزہ لیا۔ سیّد باغ علی شاہ ؒ کو فرمایا کہ اس مُڈھ اور تنے کے نیچے سے مٹی کھودو۔ سیّد باغ علی شاہ نے ایسا ہی کیا تو مُڈھ اور تنے کی نیچے کچھ خلا پیدا ہوا۔ حضرت محمد امیر سُلطان ؒ اس خلا میں داخل ہوئے۔ مُڈھ کے قریب تنے کے نیچے اپنا کندھا دیا اور اپنے ہاتھ رکھے، زور لگایا اور بلند آواز میں 'اللہ ھُو' پکارا۔ چند ہی لمحات میں کھجور کا وہ مُڈھ زمین سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد آپ ؒ واپس دربار شریف پہنچے۔ حضرت سُلطان نور احمد ؒ کو جب اس واقع کی آگاہی ہوئی تو آپ ؒ نے حضرت محمد امیر سُلطان ؒ کو بُلا کر فرمایا کہ بیٹا ! اپنی کرامات کو اس طرح ظاہر کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ آئندہ کیلئے احتیاط کیا کریں۔ (2)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے مزار مبارک کی تیسرے اور موجودہ مقام پر منتقلی کا عمل سجادہ نشین ششم حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کے دورِ سجادہ نشینی میں شروع ہوا۔ حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ چونکہ عمر رسیدہ تھے اس لئے آپ علیہ الرحمۃ نے دربار عالیہ کے تعمیری کام کی نگرانی اپنے فرزند حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کے سپرد فرمائی۔ حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ نے دربار عالیہ کے نقشہ سے لیکر محل شریف کی تزئین تک تمام کام اپنی نگرانی میں کرائے۔ اس دور میں جب بھاری اور وزنی سامان لانے کی سہولیات بھی میسر نہ تھیں لیکن آپ علیہ الرحمۃ نے تمام ترقیمتی سامان دُور دراز علاقہ جات سے درآمد کیا اور تمام تر تعمیرات مکمل کرائیں۔ یہ تمام کام آپ ؒ نے انتہائی محنت، توجہ اور دانشمندی سے سرانجام دیا۔ آپ ؒ نے اپنے والد حضرت سُلطان نور احمد ؒ کے وصال کے بعد بھی اس کام کو جاری رکھا۔ دربار عالیہ کی تعمیر و تزئین کی تکمیل آپ علیہ الرحمۃ ہی کے دورِ سجادگی میں مکمل ہوئی۔ محل شریف کے بیرونی اور اندرونی حصہ میں نیلی، زرد اور سبز کانسی کاری سے خوبصورت و نفیس آرائش کے علاوہ آیاتِ قرآنی اور رُوح پرور اشعار سے تزئین آپ علیہ الرحمۃ کے خوش ذوق، دُور اَندیش، حامل جمالیات، باریک بین، جزئیات پر نظر رکھنے والے اور عالم و عارف ہونے کا بین ثبوت ہے۔ محل پاک کے اندرونی حصہ اور چھت میں اعلیٰ رنگوں سے اسم ''اللہ'' اور اسم ''ھُو'' اِس خوبصورتی اور حُسنِ ترتیب سے منقش کئے گئے ہیں کہ محل شریف کی اندرونی فضا ''اللہ ھُو'' کے ذِکر سے منور و معطر محسوس ہوتی ہے۔ حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کے اِس کام کو دیکھ کر اِس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ صاحب ذِکر و فکر، اسرار و رموزِ الٰہی سے واقف، بلند مرتبت رُوحانی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو سُلطان الفقراء قدس سرہٗ کی تعلیمات سے منسلک ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔

سجادہ نشین ہفتم حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ اِسرارِ ورموزِ الٰہی سے منسلک ہونے کے سبب بلند مرتبہ رُوحانی شخصیت کے مالک تھے۔آپ علیہ الرحمۃ نے سُلطان الفقراء کے رُوحانی فیض کو عام کرنے کا سلسلہ جاری وساری رکھا۔آپ علیہ الرحمۃ طالبانِ حق کو اُن کی استطاعت کے مطابق فیض پہنچاتے،آپ علیہ الرحمۃ پیکرِحُسن و جمال تھے۔حُسنِ خلق،حُسنِ شفقت،حُسنِ ملاقات،حُسنِ معاملہ،حُسنِ گفتار آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ تھا۔تدبر فہم وفراست،استقامت،ضبطِ نفس،صبر وتحمل،پاکیزگی اور عبادت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف نام ہی کے نہیں بلکہ فقر و رُوحانیت میں بھی امیر تھے۔حضرت سیّد لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت بابا جمعہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت پیر زمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت پیر باغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ لاتعداد خوش نصیبوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رُوحانیت کے اعلیٰ مقامات کا حامل بنایا۔

حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کو شاعری سے شغف اپنے جدِامجد سُلطان الفقراء سے ورثہ میں ملا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مادری زبان کے علاوہ اردو اور فارسی میں بھی منظوم کلام لکھا۔اصنافِ سخن میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولود شریف (نعت)،منقبت،مناجات،مدح، دوہڑے اور بحرِطویل میں ابیات بھی لکھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم کلام کو پہلی بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید غلام حیدر نے 1350ہجری بمطابق 1931 عیسوی میں مسلم پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوایا۔اس مجموعہ کو ''دیوان امیر'' کا نام دیا گیا۔یہ مجموعہ دوسری بار صاحبزادہ سُلطان ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے 18 محرم الحرام 1428ہجری بمطابق 7 فروری 2007 عیسوی کو دستگیر منزل سمندری موضع حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ سے شائع کیا۔حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کے منظوم کلام میں سے ایک منقبت دربار عالیہ کے جنوبی دروازہ کی ڈیوڑھی جو منجانب لنگر خانہ ہے میں تحریر شدہ ہے۔

سجادہ نشین چہارم حضرت غلام باھُو علیہ الرحمۃ کے فرزند حضرت سُلطان حامد علیہ الرحمۃ نے سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی حیات وتعلیمات کے حوالہ سے کتاب 'مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ' فارسی زبان میں 1299ھ میں مرتب فرمائی۔جو کہ سجادہ نشین کی ملکیت تھی۔اِس کتاب کو عوام تک پہنچانے کے لیے حضرت محمد امیر سُلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کا اردو ترجمہ اور چھپانے کا اہتمام فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک نیازمند ملک چنن الدین نے 10 محرم 1345ھ بمطابق جون 1926ء کو یہ کام سرانجام دے کر شرف حاصل کیا۔کتاب اردو ترجمہ 'مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ' بڑے سائز میں 478 صفحات میں شائع کی گئی۔

ملک چنن الدین ولد ملک فضل الدین تاجر کتب اللہ والے کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور نے اُردو ترجمہ مناقبِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتساب حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کی نذر کیا۔جس میں ملک چنن الدین لکھتے ہیں:-

> ''نیاز مند نہایت ادب و دِلی ارادت کے ساتھ اردو ترجمہ کتاب مستطاب مناقبِ سُلطانی علیہ الرحمۃ یعنی سوانح عمری حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ۔ یادگار مخدوم معظم حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین سرتاجِ مشتاقانِ غوثیہ وفخرِ عاشقان آستانہ عالیہ قادریہ حضرت محمد امیر سُلطان صاحب قادری سروری گدی نشین دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ واقع شورکوٹ ضلع جھنگ کی خدمت بابرکت بصد ادب میں نذر کرتا ہوں۔

اُمید ہے کہ حضرت قبلہ صاحب اپنی مہربانیوں اور عنایتوں کے صدقہ میں جو وہ ہمیشہ اس ذرہ بیمقدار کی حالت پر مبذول فرمایا کرتے ہیں۔اس ناچیز سعی لیکن تحفہ بے بہا کو قبول فرما کر ذرہ نوازی فرمائیں گے۔
زیادہ حد آداب گر قبول اُفتد زہے عِز وشرف '' (3)

حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ جس طرح مریدین اور طالبانِ حق سے شفقت فرماتے تھے اسی طرح طالبانِ حق بھی آپ علیہ الرحمۃ سے بے انتہاء محبت کرتے تھے۔جن کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔آپ علیہ الرحمۃ کے مرید خاص حضرت بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ کی پشت پہ پھوڑا نکل آیا۔جب اِس پھوڑا نے زیادہ تکلیف میں مبتلا کیا تو ڈاکٹر کو بُلایا گیا۔ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد کہا کہ آپریشن کرنا پڑے گا۔ڈاکٹر کو اپریشن کرنے کیلئے کہا گیا۔ڈاکٹر نے اپریشن شروع کرنے سے پہلے بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ کو نشہ آور دوائی دو بار دی لیکن بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ پر نشہ کی کیفیت طاری ہی نہ ہوئی۔ڈاکٹر نے حیران ہو کر بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ سے کہا کہ آپ علیہ الرحمۃ پر نشہ کی کیفیت ہی طاری نہیں ہو رہی میں اپریشن کیسے کروں ؟ بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے مرشد پاک حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض گذاری جائے کہ وہ یہاں پر تشریف لے آئیں۔حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ ، بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ کے سامنے تشریف فرما ہوئے تو بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ نے ڈاکٹر سے فرمایا کہ اَب اپریشن شروع کر دیں نشہ آور دوائی کی اَب کوئی ضرورت نہیں۔ڈاکٹر نے نشہ آور دوائی کے بغیر ہی اپریشن شروع کر دیا۔بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ اپنے مُرشد پاک کی زیارت میں مست رہے۔اپریشن کے عمل کے دوران بابا جمعہ شاہ علیہ الرحمۃ نے اُف تک نہ کی اور آپریشن مکمل ہو گیا۔ (4)

حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ نے تین نکاح کئے۔آپ کا پہلا نکاح اپنی قوم سے باہر تحصیل خوشاب کی رہائشی قوم ٹمن میں ہوا۔جس سے ایک فرزند صاحبزادہ نور حسن علیہ الرحمۃ 1907ء میں پیدا ہوئے۔آپ علیہ الرحمۃ کا دوسرا نکاح اپنی برادری میں ہوا جس سے تین فرزند حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ 1909ء میں ،حضرت فیض سُلطان علیہ الرحمۃ 1911ء میں اور حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ 1925ء میں تولد ہوئے۔آپ علیہ الرحمۃ کا تیسرا نکاح بھی اپنی برادری میں ہوا۔جس سے ایک فرزند صاحبزادہ غلام باھُو علیہ الرحمۃ 1927ء میں پیدا ہوئے۔جو بچپن میں ہی پردہ فرما گئے۔اس طرح آپ کی نسل دو ازواج سے آگے چل رہی ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے والدین کے مزار پاک (دربار مائی باپ) شورکوٹ کی شہری آبادی میں ہیں جو کہ دریائے چناب کی بائیں جانب ہے۔شورکوٹ کو تحصیل بھی بنا دیا گیا ہے۔سُلطان الفقراء حق باھُو قدس سرہٗ کا اپنا دربار معلیٰ دریائے چناب کی دائیں جانب جس موضع میں ہے اس کا نام موضع سُلطان باھُو قدس سرہٗ ہے۔یہ موضع ضلع جھنگ کی تحصیل احمد پور سیال میں ہے۔کچھ عرصہ تک دونوں درباروں کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔اَب شورکوٹ اور گڑھ مہاراجہ کو ملانے کیلئے دریائے چناب پر پُل تعمیر کر دیا گیا ہے۔جس سے اَب دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ اور دَربار عالیہ حق باھُو قدس سرہٗ کا فاصلہ تقریباً 22 کلومیٹر ہے۔

حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کے دورِ سجادگی تک اِن دونوں درباروں کی سجادہ نشینی ایک ہی سجادہ نشین کے پاس ہوا کرتی

تھی۔ حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ نے دونوں درباروں کی سجادگی الگ الگ کر دی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے وصیت نامہ مورخہ 13-07-1931 کے ذریعے اپنے دو جانشین مقرر فرمائے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے اِس وصیت نامہ کے ذریعے اپنی پہلی زوجہ محترمہ (قوم ٹمن) کی اولاد صاحبزادہ نورحسن رحمۃ اللہ علیہ کو نصف جائیداد اور دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ کی سجادگی عطا فرمائی۔

اپنی دوسری زوجہ محترمہ جو کہ اپنی ہی برادری سے تھی کی اولاد (حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فیض سُلطان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کو نصف زمین اور دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی عطا فرمائی۔ اِسی وصیت نامہ میں ہر ایک فرزند کی جائیداد کی تفصیل بھی تحریر فرمائی۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی تحریر میں شامل کی گئی کہ بند کے اندر والی زمین سجادہ نشین کی ہوگی جس پر کسی اور صاحبزادہ کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اِس وصیت نامہ کی رو سے صاحبزادہ نورحسن رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ نشین دربار مائی باپ علیہ الرحمۃ مقرر فرمایا گیا۔ جبکہ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہشتم حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ نامزد فرمائے گئے۔

حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ اپنے والد بزرگوار حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین ششم) کے تحریری وصیت نامہ مورخہ 19-6-1915 کے ذریعے اپنے والد کے جانشین مقرر فرمائے گئے۔ اپنے والد کے وصال (15-3-1920) کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منصب سجادہ نشینی سنبھالا تو کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے بھائی صاحبزادہ حافظ نور سُلطان (مرحوم) کے اکلوتے فرزند صاحبزادہ دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سجادہ نشینی حاصل کرنے کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پریشان کرنا اور دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ اکلوتے مرحوم بھائی کے اکلوتے فرزند ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس کی زیادتیاں برداشت کرتے چلے گئے۔ صاحبزادہ دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ آئے روز کی زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ جب اُس کا مقصد حل نہ ہو سکا تو بعدالت جناب سینئر سول جج جھنگ میں مورخہ 01-06-1926 کو دعویٰ (بعنوان صاحبزادہ دوست محمد بنام صاحبزادہ میاں امیر سُلطان رحمۃ اللہ علیہ) دائر کر دیا۔

صاحبزادہ دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندان کی وہ پہلی شخصیت ٹھہرے جس نے سجادہ نشین وقت کے تحریری وصیت نامہ کو تسلیم کرنے سے انکار بھی کیا اور سجادہ نشین وقت کے خلاف دعویٰ دائر کر کے انہیں کچہری میں حاضری بھرنے پر مجبور بھی کیا۔ اُن کے دعویٰ کا جواب دینے کے علاوہ سجادہ نشین وقت حضرت محمد امیر سُلطان رحمۃ اللہ علیہ سینئر سول جج جھنگ کی عدالت میں مورخہ 22-04-1928 کو بذاتِ خود پیش ہوئے اور اپنا بیان ریکارڈ کرایا۔

حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ ضبطِ نفس، عفو و درگذر اور صبر و تحمل کے حوالہ سے بھی امیر تھے۔ اسی بنا پر تمام تر زیادتیوں کو برداشت کرتے چلے گئے۔ مگر اُن علیہ الرحمۃ کے اندر کی کیفیات کسی پر ظاہر نہ ہو سکیں۔ وہ وجودی طور پر تھک چکے تھے۔ اپنے بھتیجے کے اعمال نے اُنہیں چار پائی تک محدود کر دیا۔ انہوں نے 15-03-1920 کو سجادہ نشینی کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔ صرف گیارہ سال 4 ماہ اور بائیس دن انہوں نے بطور سجادہ نشین ذمہ داری احسن طریق پہ نبھائی۔ اُنسٹھ (59) سال کی عمر پانے کے بعد مورخہ 6-8-1931 بمطابق 21 ربیع الاوّل 1350ھ بروز جمعرات اِس دارِفانی سے پردہ فرمایا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا مزار اقدس دربار عالیہ کے محل شریف کے اندر شمال مغربی کونے میں منبع فیوض و برکات ہے۔

حوالہ جات

(1) بحوالہ سُلطان ارشد القادری، دیوانِ امیر ؒ ۔(ارمغانِ باھُو ؒ ۔دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو ؒ ضلع جھنگ فروری 2007ء)ص 5

(2) ملک محمد امیر علی اعوان ساکن دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ضلع جھنگ (راوی)

(3) ملک چنن الدین، ملک فضل الدین مناقبِ سُلطانی ؒ ۔اردو ترجمہ(اللہ والے کی قومی دوکان ۔بازار کشمیری لاہور۔ 1345ھ)ص 1

(4) ملک محمد امیر علی اعوان ساکن دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو ؒ ۔ضلع جھنگ (راوی)

وصیت نامہ سجادہ نشین ہفتم

مَنکِہ فقیر محمد امیر سُلطان ولد حضرت نور احمد صاحب مرحوم ذات اعوان سجادہ نشین خانقاہ حضرت سُلطان با ھُو قدس سرہٗ واقع موضع حضرت سُلطان با ھُو قدس سرہٗ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کا ہوں۔ بحالت صحت و بدن وتندرستی ہوش و حواس سالم ونفع نقصان اپنا پہچاننے کا دل پر قوی اثر رکھ کر وصیت نامہ کو بمطابق اپنے خاندان کے رواجات قدیم جو آج تک مسلک وسلسلہ وار چلے آتے ہیں بر تفصیل امورات ذیل تحریر کرتا ہوں کہ یہ نوشتہ میرا بالکل سالم بموجب رواج وقانون مضبوط و پابند سمجھا جاوے گا اور اس وصیت کا مضمون اپنے علم و پسندیدہ خاطری سے بغیر کسی فریب دہی سے یاد باؤ ناجائز یا کسی ایسے امرِ نا معقول سے بالکل باہر ہے۔ اس وقت مدعی عمر تقریباً 59 برس ہے اور میرے حواس اور عقل نیک و بد پہچاننے کیلئے بالکل صحیح ہیں۔ تحریر کی تفصیل ذیل ہے۔

خانقاہ حضرت سُلطان با ھُو قدس سرہٗ کے خاندان کا سلسلہ وار حق سجادہ نشینی اس طور پر چلا آتا ہے کہ جو لڑکا اولوالعزم اور صاحب اِدراک اور لیاقت دار ہو وہی سجادہ نشینی کا حقدار ہوتا ہے۔ اگرچہ دوسری اولاد خواہ چھوٹی یا بڑی موجود بھی ہو۔ چونکہ اب میرے سامنے حقیقت بالا بزرگوں کے ایام کارگزاری ظاہر ہو چکے ہیں وہ حالت اس زمانہ میں میرے آگے موجود ہے اور یہ امر بڑا ضروری ہے کہ وصیت بڑی تفکر اور تدبر اور بزرگوں کے نوشتہ جات پر قائم کی جاوے۔ من مقر کے چار فرزند ہیں بڑا میاں نور حسن اس سے چھوٹا میاں حبیب سُلطان وفیض سُلطان وغلام جیلانی یہ ہر سہ ایک والدہ سے ہیں۔ اور نور حسن فرزند کلاں دوسری والدہ سے ہے۔

اِن میں سے اوصاف سجادہ نشینی ولیاقت میں حبیب سُلطان کو ترجیح ہے جس کو پہلے مورخہ 16-اپریل 1927ء کو بذریعہ وصیت رجسٹری شدہ اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور اب اس وقت تک برخوردار مذکورہ زیر تجربہ امورات سجادہ نشینی میں رکھا ہوا ہے۔ بافضلِ خُدا ہر ایک کام سجادگی میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اُمید ہے کہ بعد وفات میرے یہ سجادہ نشینی کا کام جس پر اس کو تقرر کیا گیا ہے یہ بہت تدبیر سے کرے گا۔ حق سجادہ نشینی کا اور اس سے وہ تعلقات جو سجادہ نشین کو حاصل ہوتے ہیں جملہ حقوق فرزندم حبیب سُلطان کو عطا کرتا ہوں۔ وہ بعد وفات میرے سجادہ نشین ہوگا اور سجادہ نشینی کے متعلق جو امورات ہیں مثلاً وصولی نذورات یعنی آمدنی خانقاہ مبارک وتقرری امام مسجد و موذن و خلیفہ گان وفقیران و خدمتگاران کا ذمہ دار وحقدار میاں

حبیب سُلطان ہوگا۔اور وظیفہ خوراک بشرط آمدنی خانقاہ شریف مبلغ-/1200 روپیہ سالانہ میاں حبیب سُلطان سجادہ نشین ادا کرے گا اور کلہم مکانات اندرون حرم و دربار شریف کے جو ہیں واسطے رہائش زائرین وخدمتگاران یہ حوالہ اور قبضہ سجادہ نشین کے ہونگے۔ دیگر برادران میاں نورحسن فیض سُلطان وغلام جیلانی کا ان مکانات کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔مگر پنجگانہ ادائے کرنے نماز ومنزل قرآن شریف وزیارات دربار مُعلّے سے انکو کسی قسم کی کسی وقت سجادہ نشین رکاوٹ نہیں کرسکتا۔اور نہ ہی کرے گا۔اور اس حصہ دربار شریف سے بجانب جنوب مکانات انبار خانہ ولنگر خانہ وخراس جو ہیں متعلق سجادہ نشین کے ہونگے اور ان کا مالک وہی تصور ہوگا اور بنگلہ کلاں جو انبار خانہ ولنگر خانہ کے جنوب کی طرف ہے اس کے مالک حبیب سُلطان فیض سُلطان وغلام جیلانی ہرسہ برادران بحصہ برابر مالک ہونگے اور ان ہرسہ فرزندان کے لئے واسطے رہائش مکانات پختہ سکنی تیار کرا کے حوالہ کردیئے ہیں۔جن میں یہ قابض ہیں اور انکی حویلی کے مشرق کی طرف الگ حویلی سکنی و بنگلہ ومکانات پختہ وخام معہ اصطبل برخوردار نورحسن کو دیگر قبضہ کروایا ہے وہ اس کے قبضہ میں ہیں۔ان مکانات وحویلی کے ساتھ برخورداران مذکوران حبیب سُلطان وفیض سُلطان وغلام جیلانی کا کوئی تعلق نہ ہوگا اور بیت المال بھی انکا تقسیم شدہ ہے۔

حبیب سُلطان کے بنگلہ کے مغرب کی طرف برخوردار غلام باھُومرحوم کی والدہ اور ہمشیرہ کا مکان پختہ معہ حویلی جو بنایا گیا تھا ان کی رہائش کرا کرانکے قبضہ میں دیا ہوا ہے اور انکے پاس رہے گا۔میاں غلام باھُومرحوم کی والدہ اور ہمشیرہ کا خرچ سالانہ چار خروار غلہ گندم جس میں سے ایک خروار نورحسن اور ایک خروار حبیب سُلطان اور ایک خروار فیض سُلطان اور ایک خروار غلام جیلانی دیتے رہیں گے اور واسطے خرچ ضروریہ پوشاک وغیرہ مبلغ یکصد روپیہ سالانہ ہرسہ حبیب سُلطان وفیض سُلطان وغلام جیلانی دیتے رہیں گے و مبلغ 500 روپیہ سالانہ نورحسن دیتا رہیگا۔اور ہمشیرہ غلام باہومرحوم کی شادی ہرچہار برادران کی مصلحت سے ہوگی اور خرچ اخراجات اور زیوارت و پارچات ضروریہ مناسب ہرچہار برادران کرینگے اور تفصیل اراضیات زرعی غیر منقولہ اس طرح ہوگی۔ جو زمینات بذریعہ انتقالات سابق ازیں بنام نورحسن حبیب سُلطان فیض سُلطان وغلام جیلانی تصدیق کراچکا ہوں۔ وہ اُسی طرح اُن کے نام رہیں گی۔اس میں کوئی تغیر تبدل فی مابین نہ کرسکیں گے۔ جائیداد موجودہ بقیہ کا فیصلہ بعد وفات من مقر اس طرح ہوگا۔ ہر دو چاہات رڑیوالہ معہ بنگلہ واقع حضرت سُلطان باھُو ؒ ہر دو چاہات معہ بنگلہ و پانچ مکانات واقعہ موضع گڑھ مہاراجہ اس کا واحد مالک برخوردار حبیب سُلطان ہوگا۔اور چاہ غوث والا واقع موضع حضرت سُلطان باھُو ؒ کا واحد مالک فیض سُلطان ہوگا اور چاہ دربار شریف والا سابقہ واقع موضع حضرت سُلطان باھُو ؒ کا واحد مالک غلام جیلانی ہوگا۔ دورہٹہ چاہات بلھڑ والا و سُلطان والہ جو بجانب غرب دربار شریف کے متصل ہیں اور چاہ نوراگر والا وڈل رُگھنانوالی وڈل دونانو والی ہرسہ مدفونہ جن میں من مقر کا نصف حصہ ہے اور چہارم حصہ بلھڑ صدیق محمد والہ یعنی دربار شریف والہ وپتی۔ سُلطان محمود والی سیّداں وحویلی ومکان سکنی واقع بستی حضرت سُلطان باھُو ؒ

جن میں سابق رہائش برخوردار نور حسن کی تھی اب بھی وہ حویلی معہ اسکے بیرون حویلی کلاں جس میں درختاں مثمر وغیر مثمر و مکان پختہ وخام ہیں۔ واقع موضع حضرت سُلطان باھُو ؒ اور دربار شریف والدین جناب حضرت سُلطان باھُو ؒ معہ مکانات ومسجد چاہک آبنوشی والی برقبہ سوا تیرہ مرلہ واقع شہر شورکوٹ ومربع جات چک نمبر 267 گوگیرہ برانچ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور جو ملکیہ من مقر ہیں وموضع بالا واقع ضلع میانوالی میں جس قدر میری ملکیت ہے۔ جائیداد ہر خود مذکورہ بالا کا واحد مالک برخوردار نور حسن ہوگا۔

علاوہ ازیں جس قدر میری جائیداد واقع موضع حضرت سُلطان باھُو ؒ وموضع سُلطان پور معروف مُنکّل واقع تحصیل میلسی ضلع ملتان نو مربعہ جات واقعہ چک نمبر ایٹ آر (8R) گنجی بار تحصیل خانیوال ضلع ملتان ومربع جات واقع موضع سندرا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات وموضع نور پور ونصیر پور واقع ضلع شاہ پور وموضع کالا گرھ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان یا وہ جائیداد جو اس وصیت میں اندراج کرنے سے رہ گئی ہو اس تمام جائیداد مذکورہ بالا کے میرے پسران حبیب سُلطان وفیض سُلطان وغلام جیلانی بحصہ برابر مالک ہونگے۔ اس جائیداد مرقوم مذکورہ بالا جسکی تفصیل کی گئی ہے خواہ جدی ہو یا غیر جدی اسکے ساتھ نور حسن کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور جو مکان اندرون حصہ دربار شریف جس میں مزار والدہ سیّد عبداللہ شاہ کی ہے اس میں یا دوسرا مکان اندرون حرم مذکور مسقّف تیار ہوگا نور حسن کی مستورات یا پردہ کے رکھنے کی اس کو ضرورت ہو سجادہ نشین وقت رکاوٹ کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ مورخہ 13 جولائی 1931ء بمطابق 16 ماہ صفر 1350 ہجری بقلم ولیداد

العبد

میں نے اس نوشت کو بڑے خیال سے لکھوایا ہے اور خوب سمجھ بوجھ کر حواس خمسہ کو قائم کر کے دستخط کرتا ہوں۔

دستخط محمد امیر سُلطان

سجادہ نشین دربار حضرت سُلطان باھُو ؒ

دستخط

گواہ شد
فقیر محمد نور حسن بقلم خود

گواہ شد
محمد حبیب سُلطان بقلم خود

گواہ شد
فیض سُلطان بقلم خود

گواہ شد
غلام جیلانی بقلم خود

گواہ شد
محمد بخش بقلم خود قوم سیّد موضع سیّد تحصیل بھلوال ضلع شاہ پور

سجادہ نشین ہشتم

حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ

حضرت محمد امیر سُلطان رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین ہفتم) کی تین اَزواجِ مُطاہرات تھیں۔ایک زوجہ مطاہرہ سے ایک فرزند حضرت سُلطان نورحسن رحمۃ اللہ علیہ تھے۔دوسری زوجہ مُطاہرہ سے تین فرزند حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت حافظ فیض سُلطان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔جبکہ تیسری زوجہ مطاہرہ سے ایک فرزند حضرت غلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو چھوٹی عمر میں ہی پردہ فرما گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دربار مائی باپ رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی اپنے بڑے بیٹے سُلطان نورحسن رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کی جبکہ دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا سجادہ نشین اپنے دوسرے فرزند حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کو نامزد فرمایا۔

دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان با ھُو قدس سرہٗ کے سجادہ نشین ہشتم حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت پرانا دربار شریف کے قرب میں واقع پردہ سرائے میں 29-اکتوبر 1909ء کو ہوئی۔حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ نے دربار عالیہ کے فرائض سجادہ نشینی 6-اگست 1931ء بمطابق 21 ربیع الاوّل 1350ھ کو سنبھالے۔حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک انتہائی عقیدت مند مُرید محمد نذیر قادری ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حُلیہ مبارک کے بارے مجھے جو تحریر کر کے دیا وہ اس طرح ہے:-

> ''من مسمی محمد نذیر قادری ٹوبھہ ضلع جہلم جب 1962ء میں آکر دست بیعت ہوا تو جناب والا کی صحت اچھی بھلی تھی۔ کڑیل جوان تھے۔سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔چونکہ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا فرمان ہے کہ جس دیس کے ہو وہیں کا لباس پہنو،اپنے دیس کے بھیس میں رہو۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سر مُبارک گول متوسط نہ بہت چھوٹا نہ بڑا تھا۔سر کے بال گردن تک لمبے ہوتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی فراخ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پلکیں اور بھویں بڑی موٹی سیاہ اور چمکدار تھیں۔آنکھیں سیاہ،موٹی،لمبی،نور بھری تھیں۔ بلکہ بہ سبب جلال و جمال مست تھیں۔ناک مبارک بلند،رُخسار پر گوشت موزوں نہ بالکل گول نہ لمبوترے بلکہ متوسط تھے۔چہرہ مبارک نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا اور چمکدار تھا۔ریش مبارک گھنی اور متوسط تھی اور کالی مہندی لگایا کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ مبارک انوارِ الٰہی کا مصدر تھا۔جسم مبارک مضبوط

بلکہ سارا بدن مبارک ایسا موزوں تھا کہ عاشق لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جمال مبارک پر نگاہ جمائے رکھتے تھے۔
جسم مبارک نہایت موزوں گوشت نہ زیادہ تھا نہ کم۔ اور سانولا رنگ چہرہ مبارک کا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ انور پر کبھی مکھی بھن بھنائی نہیں دیکھی جو کامل فقیر ہونے کی دلیل ہے۔'' (1)

حضرت محمد حبیب سُلطان رحمتہ اللہ علیہ بنگلہ رَڑی والا پہ رہائش پذیر تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے کبھی پیدل اور کبھی گھوڑی پر سوار ہو کر دربار معلیٰ کی حاضری کیلئے آتے تھے۔ دربار شریف میں جو عقیدت مند زائرین نذرانہ پیش کرتے وہ دربار عالیہ کے خادمین اور لنگر میں تقسیم فرما دیتے۔ جو درویش لنگر پاک اور کھیتوں میں خدمات سرانجام دیتے تھے انہیں روزینہ دیا کرتے تھے۔ محرم الحرام کی دسویں کو دربار عالیہ کی مسجد میں آکر شہادت سُنتے تھے۔ سُلطان الفقراء کی اولاد میں سے اکثریت آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ شہادت سُنتی تھی۔ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی اولاد میں سے اگر کسی شخصیت کا وصال ہو جاتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کھانے کے اخراجات خود برداشت فرماتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ مریدین پر بہت زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ ہر ایک مُرید یہی اظہار کرتا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی میرے ساتھ جو شفقت ہے اور کسی کے ساتھ نہیں۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ مریدین کو دستِ بیعت فرماتے تو ہر ایک مُرید پر اُس کے ادراک کے مطابق اُسے مشاہدات سے نوازتے تھے۔ جس مُرید کی اصلاح مطلوب ہوتی اُس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کشف وکرامات کا اظہار فرماتے تھے۔ بعض مُریدین کو رُوحانی مشاہدات سے بھی نوازا کرتے تھے۔

1995ء میں فقیر امیر علی شاہ (آف ننکانہ صاحب) کی عمر تقریباً ایک سو برس کے قریب تھی۔ وہ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اس کے اردگرد ملک محمد امیر خادم دربار عالیہ (راوی واقعہ) اور فقیر محمد امین (آف ننکانہ صاحب) کے علاوہ کئی ایک درویش موجود تھے۔ فقیر محمد امین مذکور نے فقیر امیر علی شاہ (آف ننکانہ صاحب) سے مخاطب ہو کر کہا باباجی ! کوئی واقعہ سنائیں۔ فقیر امیر علی شاہ رو پڑا۔ اُس نے روتے ہوئے کہا کہ کلمہ پڑھیں میں واقعہ بیان کرتا ہوں۔ وہاں موجود درویشوں نے کلمہ شریف پڑھا اور فقیر امیر علی شاہ یوں گویا ہوئے:-

''میں ساتویں بار حج پہ جانے سے پہلے دربار شریف پر حاضر ہوا اور سجادہ نشین حضرت محمد حبیب سُلطان صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کمال شفقت سے دُعا فرمائی۔ میں مکہ شریف پہنچا خانہ کعبہ کے طواف کے دوران مجھے خیال آیا کہ کاش اس وقت میرے ساتھ میرے مُرشد پاک بھی ہوتے۔ اسی خیال کی حالت میں دورانِ طواف مجھے چکر آیا اور میں گر پڑا۔ مجھے لوگوں نے اُٹھایا۔ میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں حق باھُو قدس سرہٗ کے محل شریف میں موجود ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا کہ شاید میرا ذہن صحیح کام نہیں کر رہا۔ باہر نکل کر منہ دھویا لیکن وہی مقام۔ میں محل شریف کے اندر داخل ہوا اور ایک جانب بیٹھ کر رونے لگا۔ یوں مجھے روتے روتے کافی دیر گزر گئی اتنے میں ایک فقیر نے محل شریف میں داخل ہو کر آواز دی۔

کہ جو شخص حج سے آیا ہے اُسے سجادہ نشین صاحب بلا رہے ہیں۔ لیکن میں نہ اُٹھا۔ میں نے سمجھا کہ کسی اور حاجی کو بلایا گیا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ فقیر دوبارہ آیا اور آواز دی کہ جو حاجی آج ہی آیا ہے اُسے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بُلا رہے ہیں۔ میں اُس کے ساتھ روانہ ہوا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ حضرت صاحب مجھے گدی والے کمرے میں لے گئے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے معافی مانگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کے صحن میں گرا پڑا ہوں اور لوگ مجھے اُٹھا رہے ہیں۔'' (2)

حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی مہربانی فرمائی تو مسماۃ ولایت بیگم کی جنس تبدیل ہوئی اور وہ سُلطان محمود بن گئی۔ اس مشہور کرامت کی حقیقت سے آگاہی کے شوق میں دربار عالیہ کے فقیر دوست محمد اور فقیر محمد نذیر قادری (ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم) دونوں کوٹلی کھائی کلیہ ضلع جہلم گئے۔ وہاں حاجی سُلطان محمود (سابقہ ولایت بیگم) سے ان کے گھر پہ ملاقات کی۔ اس سے اس خاص کرامت کے بارے پوچھا اس نے اپنی حقیقت کا اظہار اس طرح کیا:-

''قیام پاکستان سے قبل میرا باپ فوت ہو چکا تھا۔ ہم دو بہن بھائی تھے۔ میرا بھائی بہت چھوٹا تھا۔ میرا نام ولایت بیگم تھا۔ میں دربار عالیہ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ چلی گئی۔ وہاں میں نے اِلتجا کی کہ میرا بھائی چھوٹا ہے اور باپ فوت ہو چکا ہے۔ ہم بے سہارا ہیں۔ ہماری مدد فرمائیں۔ میں رات بھر دربار شریف پر رہی اور اِلتجا کرتی رہی۔

صبح ہادیٔ برحق سجادہ نشین حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوئی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ بیٹا سُلطان محمود آ گئے ہو؟ میں نے حیرانگی محسوس کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ بیٹا! آج سے تمہارا نام سُلطان محمود ہے۔ آئندہ تمہیں ولایت بیگم کے نام سے نہیں پکارا جائیگا۔

من بندہ کو سُلطان محمود پکارنا میرے آقا و مُرشد حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔ میں جب گھر پہنچی تو میرے چچا نے بتایا کہ رات تمہاری چچا کی لڑکی کو خواب آیا ہے۔ کہ تمہاری جنس تبدیل ہو گئی ہے اور تمہارا نکاح اس سے ہو گیا ہے۔ میرے چچا نے مجھ سے جنس کی تبدیلی کے بارے پوچھا۔ میں نے چچا کے روبرو تسلیم کیا کہ میری جنس واقعی تبدیل ہو چکی ہے۔ میرے چچا نے سنار کو بلا کر میرے بُندے کٹوا دیئے اور حجام کو بلا کر میرے بال بھی کٹوا دیئے۔ اس کے بعد میرا چچا مجھے پٹواری کے پاس لے گیا۔ میرا وراثتی انتقال نظرثانی کرنے کے لئے پٹواری کو کہا کہ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کی بدولت میری بھتیجی ولایت بیگم کی جنس تبدیل ہو چکی ہے۔ اب اس کا نام سُلطان محمود ہے۔ اسکا انتقال زمین نظرثانی کر دیں۔ پٹواری نے مجھے ٹٹولا۔ جس کے بعد اس نے زمین کا انتقال نظرثانی کر دیا۔ علاوہ ازیں مجھے اپنے موضع

کا نمبردار بھی مقرر کرا دیا۔ میرے چچا نے میرا نکاح میری چچا زاد لڑکی (جس کو خواب آیا تھا) سے کر دیا۔ ہم دونوں گھر میں راضی خوشی آباد ہیں۔'' (3)

فقیر دوست محمد اور فقیر محمد نذیر قادری حاجی سُلطان محمود کی اس زوجہ محترمہ سے بھی ملے۔ اس سے چائے بھی پی اور اُس کی زبانی اُس کا خواب بھی سُنا۔

گڑھ مہاراجہ کے سیال نواب ہونے کی بِنا پر علاقہ بھر میں اپنی اجارہ داری قائم رکھنا چاہتے تھے۔ انہیں دربار عالیہ پر ملک بھر سے زائرین کی آمد کا سلسلہ اور سجادہ نشین کی وجاہت قطعاً برداشت نہ تھی۔ اس بنا پر وہ ہر وقت اور ہر حوالہ سے حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کی مخالفت کرتے تھے۔ ایک روز بنگلہ رڑی والا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں مریدین کافی تعداد میں موجود تھے۔ اسی دوران گڑھ مہاراجہ کے سیالوں کے روّیہ کا تذکرہ چل پڑا۔ کچھ دیر بعد گجرات کے رہائشی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نواب گجر نے مائی ہیر رحمۃ اللہ علیہا کا نام لیکر سیالوں کے لئے طنزیہ فقرہ ادا کیا۔ مائی ہیر رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں وہ فقرہ سُن کر حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ پر غصہ اور جلال طاری ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مُریدین کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ سیالوں کی ہمارے ساتھ خواہ کتنی ہی مخالفت کیوں نہ ہو خبردار ہمارا کوئی مرید مائی ہیر رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں کوئی ناجائز لفظ ادا نہ کرے۔ مائی ہیر رحمۃ اللہ علیہا عاشق صادق تھیں۔ (4)

حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ زرعی رقبہ موضع سُلطان پور تحصیل میلسی میں بھی تھا۔ ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جیپ میں سوار وہاں سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مولوی فتح دین گولڑوی (اس واقعہ کا راوی) ایک گن مین اور جیپ کا ڈرائیور تھا۔ گاڑی ایک کچی سڑک پر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ملتان کی جانب جا رہی تھی۔ اس سڑک کے اردگرد جنگلات تھے۔ سفر کا کچھ حصہ طے ہوا تھا کہ اچانک کیا دیکھا کہ سامنے قریبی فاصلہ پر ایک شیر اور شیرنی جیپ کی جانب منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ انہیں دیکھ کر گاڑی کا ڈرائیور گھبرا گیا اور بیہوش ہو گیا۔ گاڑی بند ہو گئی۔ گن مین نے انہیں فائر کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ نے گن مین کو فائر کرنے سے روک دیا اور فرمایا۔ ان کا چھوٹا سا بچہ ہے جسے انہوں نے دودھ پلانا ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود گاڑی سے نیچے اُترے اور شیر و شیرنی کو اونچی آواز میں مخاطب ہوئے۔ فرمایا:-

''تم جنگل کے بادشاہ ہو اور میں فقر کے سُلطان قدس سرہٗ کا گدی نشین ہوں۔ تم نے مجھ سے مقابلہ کرنا ہے یا رستہ دینا ہے۔ ؟ ''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سُن کر شیر و شیرنی نے گردنیں جُھکا لیں اور پونچھ ہلانے لگے۔ چند ہی لمحوں میں انہوں نے رستہ چھوڑ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گاڑی میں سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ (5)

حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ میں ہی آپ قدس سرہٗ کی سجادہ نشینی کے خلاف مہم شروع کی گئی۔ آپ قدس سرہٗ کو اس بارے ستمبر 1968ء میں آگاہی ہوئی۔ آپ قدس سرہٗ نے مورخہ 1968-09-09 کو ہمدرد پریس ملتان سے "15X"10 سائز کا اشتہار پرنٹ کرایا۔ جسے دیواروں پر چسپاں بھی کرایا گیا اور اُسے عوام میں تقسیم بھی فرمایا۔

حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ نے تمام زندگی صحت مند وتوانا روپ میں گذاری۔ 1969ء کے آخر میں صحت نے ساتھ چھوڑ دیا۔ تقریباً ایک ماہ نشتر ہسپتال ملتان میں زیرِ علاج رہے۔ اس عرصہ میں ہسپتال کے قریبی علاقہ میں ایک کوٹھی (جیل روڈ نزد سیون اَپ فیکٹری) میں رہائش پذیر رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بھائی حضرت حافظ فیض سُلطان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تیمار داری ونگرانی کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے رواج ودستور کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آئندہ سجادہ نشین کی نامزدگی کا ارادہ فرمایا۔ ملتان میں اسی کوٹھی پر اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت حافظ فیض سُلطان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ ممتاز الٰہی، اس کے والد رانا سُلطان احمد، رانا سُلطان احمد کے فرزند رانا تاج احمد صاحبزادہ فضل احمد، میاں مرید سُلطان تسنیم، ملک محمد بشیر اعوان اور ملک محمد شیر ٹوانہ جیسی اہم شخصیات موجود تھیں۔ ان کے علاوہ مُریدین کی بھی کافی گنتی موجود تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں پر ملتان کے عرضی نویس عبدالغنی ندیم کو بلوایا اور وصیت نامہ تحریر کرایا۔ چونکہ بیماری کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وصیت نامہ پر دستخط نہ کر سکے آپ نے اپنا انگوٹھا لگایا۔ مذکورہ بالا تمام اہم شخصیات نے اس وصیت نامہ پر اپنی گواہی کیلئے دستخط کئے جبکہ آپ کی زوجہ محترمہ نے اپنے انگوٹھے کا نشان لگایا۔ یہ وصیت نامہ مورخہ 12 دسمبر 1969ء کو ضبطِ تحریر میں لایا گیا۔ حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کی چونکہ اپنی اولاد نہ تھی۔ اس لیے آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔

حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہشتم کا وصال 22 شوال 1390 ہجری بمطابق یکم جنوری 1970ء کو ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے محل شریف میں جانبِ شمال اپنے دادا حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے پہلو میں موجود ہے۔

حوالہ جات

(1) فقیر محمد نذیر قادری۔ ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (راوی)
(2) ملک محمد امیر علی اعوان ساکن دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ۔ ضلع جھنگ (راوی)
(3) فقیر محمد نذیر قادری۔ ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (راوی)
(4) فقیر نواب گجر۔ ساکن گجرات۔ (راوی)
(5) فقیر محمد نذیر قادری۔ ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (راوی)

وصیت نامہ سجادہ نشین ہشتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکہ میاں محمد حبیب سُلطان ولد حضرت محمد امیر سُلطان قوم اعوان ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو صاحب واقع تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ حال ساکن جیل روڈ نزد سیون اَپ فیکٹری ملتان شہر کا ہوں بقائمی ہوش وحواس اپنی آزادانہ رضا مندی سے اقرار کر کے وصیت ہذا تحریر کر دیتا ہوں۔ من مقر دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واقعہ قصبہ سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تحصیل شورکوٹ کا سجادہ نشین عرصہ تقریباً 37 سال سے چلا آتا ہے۔ من مقر اپنے والد بزرگوار حضرت محمد امیر سُلطان کی وصیت محررہ 1931-07-13 کی بنا پر سجادہ نشین دربار موصوف نامزد ہوا تھا۔ اور اس عرصہ میں من مُقر فرائض سجادہ نشینی احسن طریقہ سے اپنی من مقر استطاعت کے مطابق ادا کرتا چلا آیا ہے۔ اب من مُقر کچھ عرصہ سے بیمار ہے۔ حیات ناپائیدار کا کوئی اعتبار نہیں۔ کہ کسی وقت رُوح قفس عنصری سے پرواز کر جاوے۔ من مُقر بلا اولاد۔ من مُقر کے وارثان من مقر کی زوجہ مسماۃ ممتاز الٰہی زندہ موجود ہے۔ من مقر کے دو برادران حقیقی حافظ فیض سُلطان رحمۃ اللہ علیہ و میاں غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ من مقر کی زوجہ مسماۃ ممتاز الٰہی من مقر کی ہر طرح سے تابعدار و خدمت گزار ہے۔ اور اس نے مقر کی بیماری میں من مقر کی حد درجہ خدمت کی ہے۔ میں اس کے طریق کار سے نہایت خوش ہوں۔ من مقر کے ہر دو برادران متذکرہ بالا بھی بحیثیت برادران حقیقی من مقر کے نہایت تابعدار، نیک چلن اور من مقر کے خدمت گزار ہیں۔ انہوں نے من مقر کی اولاد کی مانند ہر طرح سے خدمت ونگہداشت کی ہے۔ اس فعل وقول سے من مقر ہر طرح سے خوش ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ اللہ اُن کو خوش اور آسودہ رکھے۔ من مقر کا برادر میاں فیض سُلطان نہایت نیک درویش منش انسان ہے۔ اور من مقر کا برادر خورد میاں غلام جیلانی زود فہم، عابد نیک چال چلن انسان ہے۔ جس کے اعمال اور روّیہ سے من مقر کو پوری تسلی ہے کہ وہ فرائض سجادہ نشینی من مقر کے بعد پوری طرح سے ادا کریگا۔ من مقر کو اعتبار قوی ہے۔ اور وہ اپنے نیک روّیہ سے دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گزاری بطور سجادہ نشین کے ہمیشہ کرتا رہے گا۔ من مقر بذریعہ وصیت ہذا اپنے برادر حقیقی میاں غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو سجادہ نشین دربار موصوف نامزد کرتا ہے۔ من مقر کے بعد میاں غلام جیلانی علیہ الرحمۃ من مقر کی طرح سجادہ نشین خانقاہ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا ہوگا۔ اور فرائض سجادہ نشینی ادا کریگا۔ اس سلسلہ میں جملہ انتظامات دربار شریف موصوف ہی کریگا۔ اور آمدنی دربار حاصل کر کے اپنی سمجھ و

دانست کے مطابق نیک کاموں میں صرف کریگا۔ اس بات میں من مقر کے دیگر برادر مسمی میاں فیض سُلطان بھی ہر طرح سے رضا مند ہے۔ مسمی میاں غلام جیلانی کی سجادہ نشینی میں من مقر کے خاندان کے کسی دیگر شخص کو مداخلت ومزاحمت کرنیکا اختیار نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی غیر شخص اسکی سجادہ نشینی کے متعلق اعتراض کرنیکا مجاز ہوگا۔ من مقر کی ذاتی ملکیتی اراضیات مواضعات حضرت سُلطان باھُو ؒ ، بیلا گڑھ، ڈول، بستی لعل، تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہے۔ علاوہ ازیں من مقر کی زرعی اراضی موضع نور پور تھل تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں بھی ہے۔ مزید زرعی اراضی چک نمبر 13 ونوی تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں تقریباً 3 مربع اراضی ملکیتی من مقر ہے۔ اور چک نمبر 8 تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں من مقر کی ملکیتی اراضی تقریباً 5 مربع ہے۔ اوراس کے علاوہ جو دیگر اراضیات زرعی من مقر کی ذاتی ملکیت متفرق جگہ ہیں۔ جس کی تفصیل مکمل من مقر کو اس وقت پورے طور معلوم نہ ہے۔ بھی وصیت ہذا سے اثر انداز ہونگی۔ چنانچہ جملہ اراضیات متذکرہ بالا میں من مقر کی زوجہ مسماۃ ممتاز الٰہی اپنا 1/4 (چہارم) حصہ من مقر کی وفات کے بعد حاصل کرنیکی حقدار و مستحق ہوگی۔ دیگر بقایا حصہ جائیداد یعنی 3/4 حصہ بقایا کے مالکان من مقر کے دو بھتیجگان مسمیان میاں منظور سُلطان پسر میاں فیض سُلطان ومیاں مجیب سُلطان با پسر میاں غلام جیلانی بحصہ مساوی ہونگے۔ من مقر کو ہر دو بھتیجگان مذکوران بطریق پسران خود کے عزیز ہیں اور من مقر کو اُن کے ساتھ نہایت درجہ پیار والفت ہے۔ ہر دو کے والدین یعنی من مقر کے برادران میاں فیض سُلطان ومیاں غلام جیلانی اس بات میں قطعی رضا مند ہیں۔ کہ یہ جائیداد میرے عزیزان من مقر کے بعد حاصل کریں اور اپنے نام من مقر کی وفات کے بعد انتقالات درج کرا کر اپنے آپکو قطعی مالکان اس جائیداد زرعی کے بنیں۔ من مقر کی خوشنودی اسی بات میں ہے کہ من مقر کے ہر دو بھتیجگان جائیداد اسی جائیداد کے مالکان وقابض ہیں اور جائیداد کو اپنی تحویل وتصرف میں رکھ کر بطور قطعی مالکان کاغذات مال میں درج کرائیں۔ کسی دیگر شخص کو اس بات پر کوئی اعتراض کرنیکا حق حاصل نہ ہوگا۔ من مقر کا ملکیتی ایک قطعہ مکان واقعہ نزد دربار حضرت سُلطان باھُو ؒ میں ہے۔ من مقر ہمیشہ اسی مکان میں معہ اہلیہ خود مسماۃ ممتاز الٰہی رہائش پذیر رہا ہے۔ اور من مقر کی وفات کے بعد اِس مکان کی مالکہ مسماۃ ممتاز الٰہی زوجہ من مقر ہوگی۔ اور اِس مکان میں رہائش رکھنے کی حقدار ومجاز ہوگی۔ من مقر کے کسی دیگر وارث کا مکان سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہوگا۔ اور کسی شخص کی مسماۃ ممتاز الٰہی زوجہ من مقر کے حقوق پر اعتراض کرنیکا حق نہ ہوگیا۔ درج رہے کہ جو دیگر مکانات واراضیات ملکیتی من مقر میں درج ہیں کے مالکان وقابضان بعد وفات من مقر ہر دو برادران حقیقی من مقر مسمیان میاں فیض سُلطان ومیاں غلام جیلانی ہونگے۔ دیگر کسی شخص کا کوئی تعلق رہائشی مکانات سے نہ ہے اور نہ ہوگا۔ لہٰذا وصیت ہذا بمنشاء خود تحریر کر دیتا ہوں۔ کہ من مقر کی وفات کے بعد اسی وصیت پر عملدرآمد ہووے۔ وصیت ہذا تحریر کر دی ہے کہ سند رہے۔ مکرر آنکہ مسماۃ ممتاز الٰہی زوجہ من مقر کا ابتدائی نام مسماۃ

اقبال بی بی کے نام سے موسومہ ہے۔ المرقوم 69-12-12 بقلم عبدالغنی ندیم عرائض نویس۔

العبد

میاں محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ مقر

Thumb Impression

میں گواہ نے مضمون وصیت نامہ
سُن لیا ہے اور سمجھ لیا ہے
مجھے قطعی طور پر منظور و قبول ہے۔

ہم گواہان ذیل نے مضمون وصیت
سُن لیا ہے۔ اور سمجھ لیا ہے۔ ہمیں
قطعی طور پر منظور و قبول ہے۔

گواہ شد
مسماۃ ممتاز الٰہی زوجہ
میاں محمد حبیب سُلطان
المعروف مسماۃ اقبال بی بی
Thumb Impression

گواہ شد
ملک محمد شیر
ولد ملک غلام عباس
قوم جٹ بھچر سکنہ چک ٹوانہ
تحصیل پاکپتن ضلع خانیوال حال صدر ملتان شہر

گواہ شد
میاں فیض سُلطانؒ
Sd/-

گواہ شد
میاں غلام جیلانؒی
Sd/-

گواہ شد
صاحبزادہ فضل احمد ولد میاں پیر بخش
قوم اعوان سکنہ
حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ
تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ
حال وارد ملتان شہر -Sd;

گواہ شد
رانا سُلطان احمد
ولد رانا خدا یار قوم جٹ نون
سکنہ گلی دین کالونی
کوٹھی نمبر 2507/3 ملتان
نواں شہر -Sd;

گواہ شد
رانا تاج احمد
ولد رانا سُلطان احمد
قوم جٹ نون سکنہ نذر آباد
کالونی ملتان چھاونی
Sd;-

گواہ شد
میاں مرید سُلطان تسنیم ولد میاں
پیر بخش قوم اعوان
Sd/-

گواہ شد
محمد بشیر ملک ولد محمد خان ملک
قوم اعوان ملک میڈیکل ہال ملتان چھاونی
Sd/-

نوٹ: وصیت نامہ کی تحریر کے موقع پر حضرت میاں حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کے دست مبارک بوجہ بیماری کانپتے تھے اِس لیے انہوں نے وصیت نامہ پر اپنا نشان انگوٹھا ثبت فرمایا۔

سجادہ نشین نہم
حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ

دربار عالیہ سُلطان الفقراء قدس سرہٗ کے سجادہ نشین نہم حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے یکم جنوری 1970ء بمطابق 22 شوال 1390 ہجری کو سجادہ نشینی کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سادگی پسند، کم گو، عبادت گذار، امانت، دیانت، صداقت، سخاوت اور حق گوئی کی خوبصورت اور مثالی شخصیت کے حامل تھے۔

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی نے اپنی کتاب میں سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے سجادگان کا ذِکر بھی کیا۔جس میں وہ حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں اس طرح رقمطراز ہیں:-

''آپ علیہ الرحمۃ رسالہ رُوحی شریف کے حامل اور معرفتِ سُلطانی قدس سرہٗ سروری قادری کے حامل ہیں۔نہایت کم گو ہیں مگر جس پر نظرِ التفات فرمائیں اُسے ہدایت وتلقین سے ضرور نوازتے ہیں۔بہت کم درگاہ سے باہر جاتے ہیں۔مگر جہاں حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کی تعلیمات کی اشاعت وترویج کا معاملہ ہو وہاں ضرور پہنچتے ہیں۔

قلندر صفت، مست الست عارف فقیر ہیں۔انہیں دیکھ کر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مصرعہ یاد آتا ہے جوانہوں نے مردِ مومن کے خصائص بیان کرتے ہوئے کہا ہے:-

؏ ہر دو جہاں سے غنی اُس کا دِل بے نیاز '' (1)

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت 1929ء (بمطابق شناختی کارڈ) میں دربار عالیہ پر موجود پردہ سرائے میں ہوئی۔آپ علیہ الرحمۃ حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہفتم کے تیسرے صاحبزادے تھے۔آپ علیہ الرحمۃ سے بڑے بھائی حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ نے جب اپنا وصیت نامہ مورخہ 1931-7-13 کو تحریر کرایا تو اس کے بعد حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ اپنے چھوٹے بھائی حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو ساتھ لے کر صبح سویرے حسب معمول اپنے والد صاحب سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ملاقات ہوئی تو حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ نے اپنے والدگرامی حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ علیہ الرحمۃ نے دربار مائی باپ نور حسن رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا علاوہ ازیں زرعی زمین بھی نصف سے زیادہ نور حسن رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی۔دربار عالیہ حق باھُو قدس سرہٗ کی سجادہ نشینی

حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کو دے دی۔ اسکے ساتھ ہی انہوں نے چھوٹے بھائی حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ علیہ الرحمۃ نے اس معصوم کو کیا دیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ اسے بہت کچھ ملے گا۔ دربار عالیہ کے چند فقیروں سے میں نے سُنا وہ کہتے تھے کہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی سجادہ نشینی کے بارے رُوحانی طاقتوں کا فیصلہ اُسی روز ہو گیا تھا۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو لڑکپن میں تعلیم کیلئے ملتان بھیجا گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کی رہائش جیل روڈ ملتان میں تھی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد بھی آپ علیہ الرحمۃ وہیں رہائش پذیر رہے۔ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے خاندان میں سے چند لوگ پہلے ہی ملتان میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی شادی ملتان میں رہائش پذیر آپ علیہ الرحمۃ کے خاندان میں ہوئی۔ جس کے بعد ملتان میں ہی آپ علیہ الرحمۃ کی گھریلو زندگی شروع ہوئی۔ آپ علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ اور حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ کبھی کبھی آپ علیہ الرحمۃ کے گھر ملتان تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ملتان میں ہی آپ علیہ الرحمۃ کے ہاں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہوا۔ آپ کے فرزند صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان کو لڑکپن میں پولیو کے مرض نے گھیر لیا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اس کا علاج لندن تک کرایا مگر وہ مکمل تندرست نہ ہوا۔ اُسے تعلیم دِلوائی۔ ایم بی بی ایس کرنے کے بعد اس نے ملتان میں ہی ملازمت اختیار کر لی۔ ڈاکٹر محمد مجیب سُلطان کی شادی بھی ملتان میں رشتہ داروں کے ہاں ہوئی اور انہوں نے ملتان ہی کو جائے سکونت بنائے رکھا۔

حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہشتم تقریباً ایک ماہ نشتر ہسپتال ملتان میں زیرِ علاج رہے اس دوران ان کی رہائش حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے گھر پر ہی رہی۔ انہوں نے اپنا جانشین نامزد فرمانے کیلئے مورخہ 69-12-12 کو عرضی نویس طلب فرمایا تا کہ وصیت نامہ ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔

حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ کو آئندہ سجادہ نشین بننے کیلئے کہا تو انہوں نے جواباً کہا کہ غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنا جانشین مقرر فرمائیں۔ اِس طرح حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ نے اپنا جانشین حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو نامزد فرمایا۔ حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ نے مورخہ 1970-01-01 کو وصال فرمایا آپ علیہ الرحمۃ کی رسمِ قل خوانی کے موقع پر حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی خود دستار بندی فرمائی۔ اس طرح برادری، مریدین اور اہلیانِ علاقہ پر واضح فرمایا کہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ میری رضامندی سے سجادہ نشین منتخب ہوئے ہیں۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے یکم جنوری 1970ء کو منصب سجادہ نشینی سنبھالا۔ اِس کے ساڑھے تین ماہ بعد آپ علیہ الرحمۃ کو اندوہناک صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ آپ علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی قبلہ حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ کے اکلوتے بیٹے اور آپ علیہ الرحمۃ کے اکلوتے اور چہیتے بھتیجے حضرت محمد منظور سُلطان علیہ الرحمۃ 1970-04-16 کو اس دارِ فانی سے پردہ فرما گئے۔ اُن کا مزار محل شریف کے اندر جانب شمال مغرب حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کے پہلو میں بنایا گیا۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنے بڑے اور شفقت فرمانے والے بھائی حضرت حافظ فیض سُلطان کی جدائی کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا۔ قبلہ حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ کا وصال مورخہ 19-11-1987 کو ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا مزار محل شریف کے اندر جنوب مشرقی کونہ میں موجود ہے۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی تعلیمات کی اشاعت و ترویج میں بھرپور توجہ فرماتے۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی تعلیمات، تصوف اور سلوک کو عوام و خواص کے قلوب اور اذہان تک پہنچانے کی غرض سے ''حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی'' کا قیام عمل میں لایا گیا جس کی سرپرستی حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے رہے۔ اس اکیڈمی کی جانب سے پہلی کتاب ''حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ حیات وتعلیمات'' مارچ 1987ء میں منظرِ عام پر آئی۔

''حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی'' کے علاوہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے مریدین میں سے جو بھی سُلطان الفقراء قدس سرہٗ کی حیات مُبارکہ وتعلیمات کے حوالہ سے کام کرنے کی خواہش ظاہر کرتا تو آپ علیہ الرحمۃ نہ صرف اُسے دُعا سے نوازتے بلکہ اُس کی سرپرستی بھی فرماتے۔ اِس طرح آپکی سرپرستی میں کئی ایک کتب ورسائل چھپ کر عوام تک پہنچے۔ جن میں سے میرے علم میں آنے والی کتب درج ذیل ہیں:۔

جھوک جھنگ حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ نمبر (اپریل 1988ء)۔ نور الھُدیٰ خورد (فروری 1990ء)۔ اردو ترجمہ نور الھُدیٰ خورد (جون 1990ء)۔ کلید التوحید کلاں (دسمبر 1993ء)۔ نور الھُدیٰ کلاں (مئی 1994ء)۔ امیر الکونین (اکتوبر 1994ء)۔ سُلطان الوہم (جون 1995ء)۔ اورنگ شاہی (جون 1995ء)۔ دیدار بخش خورد (اگست 1995ء)۔ کلید جنت (اکتوبر 1995ء) طرفۃ العین (فروری 1996ء)۔ قرب دیدار (نومبر 1996ء) محک الفقر کلاں (اکتوبر 1997ء)۔ رسالہ روحی شریف (فروری 1998ء)۔ ھُو دے بیت (مئی 1998ء)۔ سُلطان الوہم کلاں (فروری 1999ء)۔ فضل اللقاء خورد (ستمبر 2001ء) قرب التوحید (شبیر برادرز لاہور)۔ کلیدِ التوحید کلاں (حاجی بشیر احمد بہاولپور)

مندرجہ بالا فہرست میں شامل کتب میں سے اکثریت کتب کی اشاعت کی سعادت فقیر میر محمد (ساکن ڈھلی تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم) کو حاصل ہوئی۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے سلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی تعلیمات کو عام کرنے کے عمل کو تاحیات ذوق وشوق سے جاری رکھا۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ سُلطان الفقراء قدس سرہٗ کی کتب کو جس طرح عوام تک پہنچانے میں دلچسپی رکھتے تھے اسی طرح حق باھُو قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ اور آپ قدس سرہٗ کی تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کیلئے کانفرنسوں کو بھی نہ صرف پسند فرماتے بلکہ ایسی تقریبات کی سرپرستی بھی فرماتے۔ اس ضمن میں اپنی خوش نصیبی کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی شفقت اور خاص مہربانی کی بدولت مجھے پانچ تقریبات کا اہتمام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی سرپرستی کا ثمر کہ یہ تقریبات نہ

صرف کامیاب بلکہ یادگار تقریبات ثابت ہوئیں۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ؒ کے وصال کو سن ہجری کے حساب سے تین سو سال ہونے پر 1402ھ میں ''حضرت سُلطان باھُو ؒ کانفرنس'' کا اہتمام اپریل 1982ء میں علامہ اقبال ؒ ہال جھنگ میں کیا گیا۔ جولائی 1988ء میں دوروزہ عالمی جشن باھُو ؒ کا اہتمام علامہ اقبال ہال جھنگ میں کیا۔ سُلطان الفقراء ؒ کے وصال کو سن عیسوی کے حساب سے تین سو سال پورے ہونے کے موقع پر عالمی جشن باھُو ؒ کا اہتمام دربار عالیہ پر کیا گیا۔ جس کا افتتاح حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ پہلی نشست کی صدارت کے علاوہ آپ علیہ الرحمۃ نے خطاب بھی فرمایا۔ اِس جشن کے شرکاء کے کھانے اور رہائش کا اہتمام بھی حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ جس کا انتظام ملک مظفر کے سپرد ہوا۔

اپریل 2001ء میں دوروزہ نیو میلینئم حضرت سُلطان باھُو ؒ کانفرنس کا اہتمام وانتظام حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے خود فرمایا۔ جبکہ مہمانان کے انتظامات کا چارج حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے مختارِ عام سردار محمد کے سپرد فرمایا۔ اس کانفرنس کا افتتاح حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے خود فرمایا۔ علاوہ ازیں خطاب بھی فرمایا۔ اِسی طرح 24-23 اگست 2001ء کو انٹرنیشنل حضرت سُلطان باھُو ؒ کانفرنس بھی حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی سرپرستی اور میزبانی میں دربار عالیہ پر منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے شعراء، ادباء، دانشور اور کلام باھُو ؒ پڑھنے والے حضرات کو دعوت نامے جاری کرنے اور اُن سے روابط کی ڈیوٹی میرے ذمہ تھی۔ اِس کانفرنس کے انتظامات کا چارج بھی آپ علیہ الرحمۃ کے مختارِ عام سردار محمد نے سنبھالا۔

دربار عالیہ پر منعقد ہونے والی تینوں کانفرنسوں کے موقع پر نامور سکالرز میں ایوارڈ بھی تقسیم کیے گئے۔

ضلع جہلم کی تحصیل تلہ گنگ کے موضع چوکھنڈی میں حضرت میاں غلام مُرشد ؒ کا مزار موجود ہے۔ ایک دفعہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ اس علاقہ میں تشریف لے گئے۔ جب حضرت میاں غلام مرشد ؒ کے مزار میں قدم مبارک رکھا تو مزار اور اس کی عمارت زلزلہ کی کیفیت میں زور زور سے کانپنے لگی۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے ہمراہی خلیفے ڈر سے دُور جا کھڑے ہوئے مگر آپ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ خاص ملک مظفر آپ علیہ الرحمۃ کے پیچھے پیچھے مزار میں داخل ہو گئے۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے آگے بڑھ کر مزار پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ''چچا جی ! آرام فرمائیں۔ کچھ تو شریعت کے پردہ کا پاس بھی رکھنا ہوتا ہے۔''

آپ علیہ الرحمۃ کے ان الفاظ کے ساتھ ہی مزار میں آنے والی جنبش رُک گئی۔ (2)

فقیر محمد نذیر قادری ساکن ٹوبھہ ضلع جہلم قبلہ حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں۔ انہیں اُن کے پیر بھائی بگا شیر آف رڑالہ جنگو نے اپنا ایک واقعہ سناتے ہوئے بتایا کہ۔

''میری برادری سے ایک رشتہ دار نے اپنے بچے کی شادی پر ریاست بہاولپور دعوت دی۔ میں گیا تو وہاں موہری شریف نزد

کھاریاں اور وادی عزیز نزد چنیوٹ کے پیر صاحب موجود تھے۔ میں تعظیماً ملاقات کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کہیں تمہاری بیعت بھی ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ میری بیعت دربار عالیہ حق باھُو ؒ کے سجادہ نشین حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ سے تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ اب سجادہ نشین کون ہیں۔؟

میں نے عرض کیا کہ اب سجادہ نشین حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو غیر شرع ہیں۔ مجھے اُن کے الفاظ ناگوار گذرے اور میں ان کی محفل سے اُٹھ کر دُور جا بیٹھا۔ کچھ دیر بعد دولہا پر آسیب کا اثر ہوگیا۔ کچھ لوگ دولہا کو اُٹھا کر پیران صاحبان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دولہا کے گھر والوں نے عرض کی کہ آسیب زدہ دولہا پر نظر کرم فرمائیں۔ پیر صاحبان دولہا کے قریب ہوئے تو آسیب زدہ دولہا نے ایک پیر صاحب کی ریش مُبارک پکڑ کر طماچہ دے مارا اور کہا کہ آپ کہاں کے پیر ہیں۔ ؟

ہر دو پیر صاحبان نے کلام پڑھ پڑھ کر پھونکا چلایا مگر آسیب زدہ دولہا پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر کار دولہا کا باپ میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے کہا کہ تو بھی تو دربار حضرت سُلطان باھُو ؒ جاتا رہتا ہے تو کچھ حیلہ کر دولہا کی حالت ٹھیک نہیں۔ میں نے کہا کہ آسیب زدہ دولہا نے پیران صاحبان کی بے عزتی کی ہے اس لئے میں تو اس کے قریب نہیں جاتا۔ البتہ پانی پر پڑھ کر دَم کرتا ہوں وہ پانی دولہا پر چھڑک دیں۔ جونہی وہ پانی اس دولہا کے چہرے پر پڑا تو دولہا نے کلمہ طیبہ پڑھا اور صحیح حالت میں آگیا۔ پیران صاحبان نے مجھے بُلایا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے جِنات کا چِلہ کیا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے کوئی چِلہ نہیں کیا ہوا۔ فقط کلام الٰہی سے جو یاد تھا وہ پڑھا اور اسمائے مبارک حضرت سُلطان باھُو ؒ ، حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ اور حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ پڑھ کر پھونک چلائی ہے۔ میری بات سُن کر وہ پیر صاحبان خاموش ہوگئے۔

دولہا کے والد نے مجھے وہیں روکے رکھا گھر واپس نہ آنے دیا۔ جب شادی کی تقریبات مکمل ہوگئیں تو انہوں نے مجھے کہا کہ دربار حضرت سُلطان باھُو ؒ پر حاضری کیلئے جانا ہے اور تم نے ہمارے ساتھ جانا ہے۔ دولہا، دولہن اور دولہا کا باپ میرے ہمراہ دربار شریف پر پہنچے۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت فرمانے کیلئے عرض کی۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے دولہن کو بیعت فرمایا۔ دولہا سے فرمایا کہ جب ہمارے مُرید کا دم شدہ پانی تمہارے منہ پر چھڑکا گیا تھا تو کیا اُس وقت تو نے میری صورت دیکھی تھی ؟ دولہا نے عرض کیا جی ہاں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہم نے اس وقت تمہیں بیعت کرلیا تھا۔ اب دوبارہ بیعت کرنے کی ضرورت نہیں۔

> مذکورہ دولہا کے باپ نے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے اُسے بیعت فرمانے سے انکار فرمایا۔ اُس نے دوبارہ عرض کی تو حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تُو تو صاحبِ شریعت پیروں کا مُرید ہے۔ اس لیے تجھے مُرید نہیں کیا جاسکتا۔

(3)

سیّد رمضان شاہ ساکن گوٹھ احمد میاں سومرو ضلع جیکب آباد سندھ کی شادی سیّد خادم حسین شاہ ساکن دربار عالیہ حق باھُو ؒ ضلع جھنگ کی بیٹی سے ہوئی۔ سیّد رمضان شاہ کے ہاں یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تیسری بیٹی کی پیدائش پر گھر میں عورتیں مختلف قسم

کی باتیں کرنے لگیں۔ کہ یہ عورت تو صرف بیٹیاں ہی جنتی ہے۔ ہم اپنے بیٹے کی دوسری شادی کا اہتمام کرتے ہیں۔ سیّد رمضان شاہ کی زوجہ اپنی سُسرالیوں کی باتیں سُن کر پریشان ہوئی تو اپنے والد کے گھر پہنچی۔ اپنے والدین کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اپنے والد صاحب سیّد خادم حسین شاہ سے گذارش کی کہ اپنے پیرو مُرشد کی خدمت میں میرے بارے عرض گذاریں اور دُعا کرائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نرینہ سے نواز دے۔

سیّد خادم حسین شاہ اپنی بیٹی کے ہمراہ سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے دُعا کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن کے ہاں چوتھی بار بھی بیٹی پیدا ہوئی۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دوبارہ عرض گذاری گئی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے دعا کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سے اُن کے ہاں پانچویں بیٹی پیدا ہوگئی۔ سیّد خادم حسین شاہ اپنی بیٹی کے ہمراہ پھر حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گذاری کہ جناب نے دوبار دُعائیں فرمائیں مگر اَب پانچویں بار بچی ہی پیدا ہوئی ہے۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ سیّد خادم حسین شاہ کی بات سُنتے ہی اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کاغذ قلم لاؤ۔ میں تعویز لکھ کر دیتا ہوں۔ **اِن شاءَاللہ** اب پانچ بیٹے پیدا ہوں گے۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی دُعا سے اللہ تعالیٰ نے سیّد خادم حسین شاہ کی بیٹی کے ہاں یکے بعد دیگرے بیٹوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لگا تار اور یکے بعد دیگرے چوتھے بیٹے کی پیدائش اور حضرت صاحب کی دُعا کا تذکرہ سیّد رمضان شاہ نے اپنے دفتر میں اپنے دوستوں سے کیا۔ سیّد رمضان شاہ کے ایک دوست کے ہاں بھی صرف بیٹیاں ہی تھیں وہ بیٹے کی حسرت لئے وقت گذار رہا تھا۔ اس نے یہ بات سُنی تو سیّد رمضان شاہ سے کہنے لگا کہ آپ وہ تعویز اب مجھے لا دیں۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی دُعا کے صدقے اللہ تعالیٰ مجھے بھی فرزند عطا فرما دے۔ سیّد رمضان شاہ نے وہ تعویز لا کر اپنے اُسی دوست کو دے دیا۔ ساتھ یہ دُعا بھی کی کہ وہ بیٹا اگر میرے حصے کا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ تجھے عطا فرما دے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضرت علیہ الرحمۃ کے لکھے ہوئے تعویز کی برکت سے سیّد رمضان شاہ کے دوست کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جبکہ اُس کے حصے کی بیٹی سیّد رمضان شاہ کے ہاں پیدا ہوئی جو کہ دیکھنے میں بیٹا محسوس ہوتی ہے۔ سیّد خادم حسین شاہ مذکور کے فرزند سیّد غلام حسین شاہ نے فروری 2017ء میں مجھے بتایا کہ اس وقت سیّد رمضان شاہ کے چاروں فرزند جوان ہیں۔

(4)

حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہشتم کے مرید محمد نذیر قادری ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم جب بھی دربار عالیہ پر حاضری کیلئے آتے ہیں تو رات میرے ہاں جھنگ میں ٹھہرتے ہیں۔ سُلطان الفقراء کے 336 ویں عرس پاک میں شرکت کرنے کے بعد 3 فروری 2017ء کو میرے گھر آئے۔ اس روز انہوں نے بتایا کہ میں نے حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین نہم سے بہت فیض حاصل

کیا۔ 1985ء میں مجھے آسیب نے بہت پریشان کیا۔ میں اپنے گاؤں ٹوبہ میں تھا۔ میں نے وہیں سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد حبیب سُلطان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اپنی تکلیف بیان کرنے کے علاوہ نگاہِ کرم فرمانے کیلئے التجاء کی۔ رات کو سو گیا۔ خواب کی حالت میں دیکھا کہ میں حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تکلیف بیان کرتا ہوں۔ بعدازاں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے دُعا کیلئے ہاتھ کھڑے کئے اور کافی لمبی دُعا فرمائی۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو میں نے آسیب کے اثرات کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر میرے وجود سے آسیب کے اثرات مکمل طور پر ختم ہو چکے تھے۔ میرا وجود آج تک اُن اثرات سے پاک چلا آ رہا ہے۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ بہت بڑے رُوحانی مرتبہ کے حامل تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کی دُعا اور نگاہِ کاملہ سے مریدین کے مسائل حل ہو جایا کرتے۔ (5)

ملک جہان خان ولد ملک محمد خان قوم بھچر ساکن واں بھچراں تحصیل وضلع میانوالی 84 سال کی عمر میں مورخہ 2017-02-9 کو میری رہائشگاہ جھوک سُلطانی مدّنی کالونی، سرگودھا روڈ جھنگ صدر پر تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ

''میں نے حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین ہشتم) کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد میری عقیدت کی کُلی توجہ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین نہم) کی جانب ہوگئی۔ میں انہی سے فیض حاصل کرتا رہا۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ بھی مجھ پر بہت مہربان تھے۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند حضرت محمد منیب سُلطان مدظلہ العالی کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ اس ضمن میں مورخہ 1992-06-10 کو ایک وصیت نامہ بھی رجسٹرڈ کرایا۔ مجھے اور میرے بھانجے فتح خان کو اس وصیت نامہ کا گواہ بنایا۔

میرا دربار شریف پر بہت آنا جانا رہتا تھا۔ بعض اوقات تو ہفتہ میں دو، دو بار حاضری ہوتی۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ ہر بار مجھ پر شفقت فرماتے۔ آج سے بیس پچیس برس قبل مجھے لقوہ کا مرض لاحق ہوگیا۔ میں دربار عالیہ پہنچا۔ محل شریف میں حاضری کے بعد حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے قدم بوسی کے بعد عرض کی کہ مجھے تو لقوہ ہوگیا ہے۔ میری عرض سُنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑی جلالت کے انداز میں فرمایا۔ تجھے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ '' حاضری کے بعد میں واپس گھر چلا گیا۔ تین دن کے اندر اندر مجھ پر سے لقوہ کی مرض کے اثرات ختم ہو گئے اور میں مکمل طور پر تندرست ہوگیا۔ پھر آج تک صحت مند چلا آ رہا ہوں۔ '' (6)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی مستقل رہائش بنگلہ رڑی والا (نزد دربار عالیہ) کو بنایا۔ جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ ملتان میں ہی رہائش پذیر رہے۔ حسبِ معمول ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار عالیہ پہنچے۔ ملک مظفر اور چند مزید خلفاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حاضری کیلئے محل شریف میں داخل ہوئے۔ حاضری کے بعد واپس تشریف لائے تو ملک مظفر کو بلایا۔ ملک مظفر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ مظفر ! آج میں محل شریف میں حاضر ہوا تو حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ ''ہم نے آپ کو ایک بیٹا عطا کیا ہے۔'' اُس کے بعد حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے ملک مظفر سے مزید فرمایا کہ حق باھُو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خوشخبری عنایت فرمائی ہے تو تم ہمارے لئے بہتر رشتہ تلاش کرو۔ ملک مظفر نے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے لیے رشتہ کی تلاش شروع کر دی۔ نتیجتاً حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کا دوسرا نکاح چک نمبر 17 شمالی تحصیل وضلع سرگودھا کے رہائشی احمد خان اعوان کی دختر کیساتھ مورخہ 23-07-1989 کو ہوا۔ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو عقد ثانی سے مورخہ 08-04-1991 کو فرزند عطا ہوا جس کا اسمِ مبارک محمد منیب سُلطان تجویز کیا گیا۔ (7)

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ مارچ 1992ء میں عمرہ کی ادائیگی کیلئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ آپ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ آپ علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے محمد منیب سُلطان ان کی والدہ محترمہ اور چند خلفاء تھے۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضری کی جانب بڑھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خلیفہ صاحبزادہ محمد منیب سُلطان کو اُٹھائے چلتا آ رہا تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ روضہ پاک کے سامنے رُکے تو آپکا خلیفہ بھی رُک گیا۔ اسی دوران صاحبزادہ محمد منیب سُلطان مدظلہ العالی نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر روضہ پاک کی جالی کو پکڑ لیا۔ ڈیوٹی پر معمور شرطا یہ دیکھ کر پہلے تو اس جانب لپکا لیکن پھر خود بخود ہی مُڑ گیا۔ صاحبزادہ محمد منیب سُلطان مدظلہ العالی نے کئی منٹ جالی مُبارک کو پکڑے رکھا۔ بعدازاں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ ہوٹل پر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد آرام کی خاطر لیٹ گئے۔ اسی دُوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اُونگھ آ گئی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے وہ اونگھ عظیم تحفہ ثابت ہوئی۔ اس اونگھ کے آتے ہی حبیبِ خدا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیدار بخشا اور فرمایا۔

''ہم نے دربار سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی منیب سُلطان کو عطا فرما دی ہے۔ علاوہ اَزیں تمہیں ایک اور فرزند بھی عطا کر دیا ہے۔ وہ تھی تو لڑکی مگر ہم تمہیں لڑکے کی صورت میں عطا کر رہے ہیں۔'' (8)

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی آنکھ کھلی تو اپنی زوجہ محترمہ اور ملک مظفر کو اس خوشخبری سے آگاہ فرمایا۔ عمرہ سے واپسی پر آپ علیہ الرحمۃ نے اِس خوشخبری کو برادری اور مُریدین میں بیان فرمایا۔ صاحبزادہ محمد منیب سُلطان کو اپنا جانشین نامزد کرنے کے لئے وصیت نامہ تحریر

کرایا۔ جسے مورخہ 1992-6-10 کوسب رجسٹرار شورکوٹ کے رُوبرُو رجسٹرڈ بھی کرایا۔ علاوہ ازیں حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے صاحبزادہ محمد منیب سُلطان برکاتھم العالیہ کی بطور سجادہ نشین نامزدگی کے بارے میں روزنامہ جنگ لاہور (28 جون 1992ء) میں اشتہار بھی شائع کرایا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے لڑکے کی خوشخبری بھی پوری ہوئی۔ آپ علیہ الرحمۃ کے ہاں صاحبزادہ محمد فخر سُلطان برکاتھم العالیہ کی ولادت 1992-6-25 کو ہوئی۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے خاندان کی سرکردہ شخصیات کے اسرار پر آئندہ سجادہ نشین صاحبزادہ محمد منیب سُلطان برکاتھم العالیہ کی دستار بندی کے لئے ایک بڑی تقریب کا اہتمام فرمایا۔ دربار عالیہ کے بنگلہ لنگر والا میں مورخہ 1993-3-22 کو منعقد ہونے والی اس عظیم الشان تقریب میں خاندان کی اہم و نامور شخصیات نے حصہ لیا۔ جن میں صاحبزادہ حاجی عبدالمجید سُلطان، صاحبزادہ محمد حبیب سُلطان، صاحبزادہ محمد امیر سُلطان، صاحبزادہ سُلطان خضر حیات، صاحبزادہ سُلطان عبدالرحمٰن، صاحبزادہ اصغر علی سُلطان، صاحبزادہ فیض احمد، صاحبزادہ غلام میراں، صاحبزادہ سُلطان ارشد القادری، صاحبزادہ فاروق سُلطان، صاحبزادہ معظم سُلطان، صاحبزادہ نور سُلطان، صاحبزادہ حکیم صاحب، صاحبزادہ عبدالصمد، صاحبزادہ رؤف سُلطان، صاحبزادہ اشتیاق سُلطان، صاحبزادہ محسن سُلطان، صاحبزادہ وحید سُلطان اور صاحبزادہ وسیم سُلطان نمایاں تھے۔ اُنکے علاوہ علاقہ بھر سے عوام اور پاکستان بھر سے ہزارہا مریدین نے بھی شرکت کی سعادت حاصل کی۔

> اِس عظیم الشان تقریب کی سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری صاحبزادہ سُلطان ارشد القادری نے سرانجام دی جبکہ سپاسنامہ صاحبزادہ غلام میراں نے پیش کیا۔ بعدازاں حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین) کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین) نے تمام لوگوں کے سامنے اپنے خطاب کے دوران اپنے فرزند صاحبزادہ محمد منیب سُلطان برکاتھم العالیہ کو آئندہ سجادہ نشین نامزد کرنے کا اعلان فرمایا علاوہ اَزیں دربارِ عالیہ کے محل شریف میں صاحبزادہ محمد منیب سُلطان برکاتھم العالیہ دَستار بندی بھی عمل میں لائی گئی۔ (9)

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے دربار عالیہ کے رواج و دستور کے مطابق بطور سجادہ نشین نہم بذریعہ رجسٹرڈ وصیت نامہ مورخہ 1992-06-10 اپنے درمیانے فرزند صاحبزادہ محمد منیب سُلطان برکاتھم العالیہ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا تو آپ علیہ الرحمۃ کے بڑے فرزند صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان کو برادری کے چندلوگوں نے خوب بھڑکایا۔ جس کے نتیجہ میں صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان نے اپنے والدگرامی کے خلاف عدالت دیوانی جھنگ میں مورخہ 1992-09-02 کو دعویٰ دائر کر دیا۔ اسی دعویٰ کی کاروائی کے دوران حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کو عدالت سینئر سول جج جھنگ میں خود حاضر ہونا پڑا۔ عدالت میں آپ علیہ الرحمۃ نے اپنا بیان مورخہ 1993-2-28 کو ریکارڈ کرایا۔

جناب سینئر سول جج جھنگ نے وہ دعویٰ مورخہ 1993-3-20 کو خارج کر دیا۔ صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان نے سیشن کورٹ میں نگرانی دائر کی۔ جسے جناب سیشن جج نے مورخہ 1996-10-28 کو خارج کیا۔ صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان سیشن جج صاحب کے فیصلہ کے خلاف لاہور ہائیکورٹ پہنچا۔ ہائیکورٹ لاہور کے جج جسٹس سیّد نجم الحسن کاظمی نے مورخہ 1998-4-28 کو اس کی اپیل بھی خارج کر دی۔

جب صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان کا دعویٰ ہائیکورٹ تک خارج ہو گیا تو حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے چند شریکوں کو پریشانی ہوئی اور انہوں نے نئی چالیں چلنا شروع کر دیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے فرامین بُھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دے رکھا ہے وہ انہیں توڑنے میں مگن ہو گئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان یہ بھی ہے:-

وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾ (10)

ترجمہ:- اور یہ زمین میں فساد پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں۔ مگر اللہ فساد برپا کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا۔

حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے اِن شریکوں نے آپ علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی قبلہ حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ کی دوسری زوجہ محترمہ سے فرزند اور حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے اکلوتے و چہیتے بھتیجے صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان کو حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے خلاف بھڑکانے کی بھرپور جدوجہد شروع کر دی۔ اِن شریکوں کی چالیں کامیاب ہوئیں اور صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان نے مورخہ 1998-10-10 کو عدالت دیوانی جھنگ میں دعویٰ دائر کیا۔ جس کے پیرا نمبر 1 میں لکھا کہ:-

''یہ کہ سائل سابقہ سجادہ نشین محمد امیر سُلطان (مرحوم) کا پوتا، حافظ فیض سُلطان (مرحوم) کا فرزند اور موجودہ گدی نشین مدعا علیہ نمبر 1 کا بھتیجا ہے''

اس دعویٰ میں مطالبہ یہ کیا گیا کہ:-

''مدعا علیہ نمبر 1 دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین مدعی کو تسلیم کرے اور بحق مدعی اعلان سجادہ نشینی کرے۔''

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے مُریدِ خاص اور مختارِ عام سردار محمد نے 2000ء میں موضع حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے کاغذات مال کی نقول حاصل کرنے کے سلسلہ میں ریکارڈ پٹواری چیک کیا تو حیران رہ گیا۔ سجادہ نشین ہفتم حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کے وصیت نامہ مورخہ 1931-7-13 میں دی گئی تقسیم سے بالکل اُلٹ زمین کی تقسیم نظر آئی۔ بند کے اندرونی رقبہ کو بذریعہ وصیت نامہ صرف سجادہ نشین کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ مگر انتقال نمبر 45 مورخہ 1931-12-31 کے ذریعے بند کے اندرونی رقبہ میں سے کافی حصہ صاحبزادہ میاں نور حسن کے نام ہو چکا تھا۔ انتقال نمبر 45 میں تحریر شدہ عبارت میں ایک فرضی وصیت نامہ (مورخہ 1931-8-6) کا حوالہ دیا گیا تھا جبکہ اس وصیت نامہ کا کائنات میں وجود ہی نہ تھا۔

سردار محمد نے دیکھا کہ (بنگلہ لنگر والا جو کہ پہلے بھی سجادہ نشینوں کے قبضہ و استعمال میں چلا آ رہا تھا اور اس وقت بھی حضرت سُلطان

غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے قبضہ واستعمال میں تھا۔) بنگلہ لنگر والا کی گرداوری صاحبزادہ حاجی سُلطان عبدالمجید کی بیوی کے نام پہ چل رہی ہے۔

سردار محمد نے انتقال نمبر 45 مورخہ 1931-12-31 کے علاوہ بنگلہ لنگر والا کی گرداوری کی نقول حاصل کی اور اپنے مرشد حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے حضور پیش کر کے تمام تر صورتِ حال عرض خدمت کی۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے سردار محمد کو قانونی کاروائی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ سردار محمد نے قانونی کاروائی شروع کی۔ بنگلہ لنگر والا کی گرداوری 2000ء میں درست ہوئی مگر اُسے پھر تبدیل کرا لیا گیا۔ محکمہ مال میں قانونی جدوجہد جاری رکھی گئی بعدازاں موضع حضرت سُلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی زمینوں کا غلط کیا گیا انتقال نمبر 45 مورخہ 1931-12-31 کومنسوخ کر کے حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کے وصیت نامہ مورخہ 1931-7-13 کے مطابق درست انتقال کرانے کا حکم حاصل کرنے کے لئے عدالت دیوانی جھنگ میں دعویٰ نمبر 264 بعنوان صاحبزادہ غلام جیلانی بنام حاجی سُلطان عبدالمجید وغیرہ مورخہ 16-05-2000 کو دائر کیا گیا۔

اس دعویٰ کی دائری مدعا علیہان کو سخت ناگوار گذری۔ انہوں نے ردِعمل کے طور پر مورخہ 2000-10-05 کو ایک دعویٰ بابت سجادہ نشینی برخلاف حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ دائر کر دیا۔ علاوہ ازیں وہ صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان اور صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان کو بھی اسی نوعیت کے دعوے کرنے پر مجبور کرتے رہے۔ نتیجتاً صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان کی جانب سے مورخہ 2001-9-10 کو اور صاحبزادہ محمد مجیب سُلطان کی جانب سے مورخہ 2001-12-13 کو دعوے دائر کر دیئے گئے۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ مذکورہ بالا رویوں سے خاصے نالاں ہوئے تو دسمبر 2001ء میں آپ علیہ الرحمۃ کی طبیعت ناساز ہونا شروع ہوگئی۔ ڈاکٹر ہسپتال لاہور میں آپ علیہ الرحمۃ زیرِ علاج رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ کی طبیعت نہ سنبھل سکی۔ چند ایام کے بعد چار شوال 1422ھ بمطابق 20 دسمبر 2001ء کو آپ علیہ الرحمۃ کا وِصال ہوا۔

دربار عالیہ کے بنگلہ لنگر والا میں مورخہ 2001-12-21 کو حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کا صندوق مبارک زائرین کی زیارت کیلئے جب پردہ سرائے سے باہر لا کر رکھا گیا تو مخالفین جتھہ کی صورت میں صندوق مبارک کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کا صندوق مبارک چھیننے کی کوشش کی۔ مگر ملک مظفر، سردار محمد، ملک محمد اعظم، نواب گجر، سکندر سندھی، محمد صادق اور وہاں پر موجود ہزار ہا مریدین نے اس عمل کے خلاف پُرزور مداخلت کے علاوہ بھرپور احتجاج بھی کیا۔ موقع کی نزاکت کے پیش نظر وہ جتھہ واپس چلا گیا۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کا صندوق مبارک بروز جمعرات 5 شوال 1422 ہجری بمطابق 21 دسمبر 2001ء کو محل شریف میں لایا گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک محل شریف میں سُلطان الفقراء کے بائیں کندھے مبارک کی جانب شمال موجود ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا عرس پاک ہر سال 5 شوال کو منعقد ہوتا ہے۔

حوالہ جات

(1) سیّد احمد سعید ہمدانی۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ حیات و تعلیمات (حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی ظفر روڈ لاہور چھاونی۔ مارچ 1987) ص 83

(2) ملک مظفر خان اعوان ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ ضلع جھنگ (راوی)

(3) فقیر محمد نذیر قادری۔ ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (راوی)

(4) سید غلام حسین شاہ ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ ضلع جھنگ (راوی)

(5) فقیر محمد نذیر قادری۔ ساکن ٹوبھہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (راوی)

(6) ملک جہان خان بھچر ساکن واں بھچراں تحصیل و ضلع میانوالی۔ (راوی)

(7) ملک مظفر خان اعوان ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔ ضلع جھنگ (راوی)

(8) فقیر سردار محمد (مختار عام سجادہ نشین) ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جھنگ (راوی)

(9) فقیر سردار محمد (مختار عام سجادہ نشین) ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ (راوی)

(10) القرآن۔ پارہ 6۔ سورۃ المائدہ۔ آیت 64

وصیت نامہ(اوّل) سجادہ نشین نہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکہ صاحبزادہ غلام جیلانی سُلطان شناختی کارڈ نمبر 372109-29-262 ولد حضرت محمد امیر سُلطان قوم اعوان ساکن موضع دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کا ہوں۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر وکراہ شرکت غیرے رضامندی خود بذریعہ تحریر ہذا مندرجہ ذیل وصیت نامہ بابت تقرری سجادہ نشین دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ بعداز وفات از زندگی من مقر تحریر و تکمیل کرتا ہوں۔

(1) یہ کہ من مقر دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ واقع موضع دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کا سجادہ نشین بروئے وصیت نامہ محررہ مورخہ 69-12-12 تحریر کردہ منجانب حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ سابقہ سجادہ نشین (برادر حقیقی خود) مقرر ہوا۔ اور حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کی زندگی کے بعد وصیت نامہ مذکورہ پر عملدرآمد ہو سکے۔ من مقر سجادہ نشینی کے فرائض سرانجام دینے لگا۔ اور ابتک یہ فرائض نہایت احسن طریقہ سے سرانجام دیتا چلا آرہا ہے۔

(2) یہ کہ من مقر کچھ عرصہ سے بیمار رہنے لگا ہوں۔ حیات ناپائیدار کا کوئی اعتبار نہیں کسی وقت بھی روح قفس عنصری سے پرداز کر سکتی ہے۔

(3) یہ کہ من مقر کے سوتیلے بھائی نورحسن مرحوم کے تین بیٹے سُلطان عبدالمجید وسُلطان حمید اور نذیر سُلطان بقید حیات ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی کا گدی دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ اور سجادہ نشینی پر اس لئے کوئی استحقاق نہ ہے کہ من مقر کے والد حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ نے دربار سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی گدی کے عوض حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے والدین کے مزارات مقدسہ جو کہ شہر شورکوٹ میں واقع ہیں کی گدی اور سجادہ نشینی نورحسن مرحوم کے سپرد کی۔ اور اسکو وہاں کا سجادہ نشین مقرر کیا۔ صاحبزادہ نورحسن کے دُنیائے فانی سے رخصت ہونے کے بعد وہاں من مقر کا سوتیلا بھتیجا سُلطان عبدالمجید سجادہ نشین کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ لہٰذا مذکورہ ہر سہ برادران کا گدی حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ اور

سجادہ نشینی کا کوئی حق نہیں ہے۔

(4) یہ کہ من مقر کے دو حقیقی بھائی تھے۔ جو دونوں اس دارِ فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ان میں ایک حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ سابق سجادہ نشین مذکورہ بالا تھے جس کی کوئی اولا دنرینہ یا دیگر نہیں تھی۔ دوسرے بھائی حضرت حافظ فیض سُلطان علیہ الرحمۃ جس کی نرینہ اولاد محمد نجیب سُلطان زندہ موجود ہے جو سجادہ نشینی کے فرائض دینے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ لہٰذا دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی سجادہ نشینی کا حقدار نہیں۔

(5) یہ کہ من مقر کی نرینہ اولاد دو لڑکے ہیں ایک محمد مجیب سُلطان **بعمر** تقریباً 28 سال اور دوسرا محمد منیب سُلطان بعمر 1/2-1 سال (پسر خود)

(6) یہ کہ مطابق رواج سجادہ نشین دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ صرف آپ قدس سرہٗ کی اولاد سے ہی ہوسکتا ہے۔

(7) یہ کہ من مقر نے کافی غور وخوض کیا ہے اور پسران خود کے بارے میں اُن کے کردار کا مکمل جائزہ لیا ہے۔ من مقر کا بڑا پسر محمد مجیب سُلطان مغرور ہے اور نافرمانی کی انتہاء کر چکا ہے۔ اور نوبت اسکے ساتھ مقدمہ بازی تک پہنچ چکی ہے۔ علاوہ ازیں اسکو مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں اور نہ ہی شرع پر عمل کرتا ہے لہٰذا وہ اِس قابل نہیں ہے۔ کہ اسکو بعد از وفات/ زندگی من مقر سجادہ نشینی کے فرائض سونپے جاسکیں مزید براں محمد مجیب سُلطان مذکورہ مستقل طور پر دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ پر رہائش پذیر بھی نہیں ہے۔

(8) یہ کہ جملہ امور پر ذہنی اور دُنیاوی لحاظ سے مکمل سوچ و بچار کے بعد من مقر اس فیصلہ پر پہنچا ہے کہ میری وفات کے بعد میرا چھوٹا بیٹا محمد منیب سُلطان سجادہ نشین دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ ہوگا۔ اگر محمد منیب سُلطان اس وقت نابالغ ہوا۔ تو اسکی راہنمائی اور اطاعت ایک منیجنگ کمیٹی کریگی جو محمد منیب سُلطان کی والدہ مسماۃ شمیم اختر اور نانا ملک احمد خان پر مشتمل ہوگی۔ اور اگر محمد منیب سُلطان مذکور بوقت وفات من مقر بالغ ہو چکا ہوگا۔ تو اس صورت میں وہ اکیلا ہی سجادہ نشینی کے فرائض سرانجام دے گا۔ من مقر کو قوی امید ہے کہ محمد منیب سُلطان سجادہ نشینی کے فرائض نہایت ایمانداری اور احسن طریقے سے سرانجام دیگا اور دربار شریف کے جملہ انتظامات کریگا۔ دربار شریف کی آمدنی نیک کاموں میں صرف کریگا۔ کوئی شخص چاہے وہ خاندان سے ہو یا باہر سے محمد منیب سُلطان کی تقرری بطور سجادہ نشین سے متعلق کسی قسم کا اعتراض کرنیکا مجاز نہیں ہوگا۔ دربار شریف کے ساتھ منسلکہ رسومات یا دیگر جائیداد جو بوقت وفات من مقر ہوگی اسکا انتظام بھی سجادہ نشین مقررہ مذکورہ نہایت احسن طریقے سے کریگا۔

(9) یہ کہ مندرجہ بالا فیصلہ جات من مقر نے بقائمی ہوش وحواس اور مکمل فکر وغور کے بعد اور دربار حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کے اندر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور راہنمائی کی دعا کے بعد کئے ہیں اور ان فیصلہ جات کو مکمل تقدس حاصل

ہے۔لہٰذا وصیت نامہ ہذا برضا مندی بلا جبر و کراہ تحریر و تکمیل کر دی ہے۔ اِس پر عملدر آمد بعد از وفات من مقر فوری طور پر خود بخود شروع ہو جائیگا۔

مورخہ 92-6-8

الـــــــعبـــــــد

صاحبزادہ غلام جیلانی سُلطان وصیت کنندہ مقر مذکورہ بالا

دستخط

گواہ شد
ملک جہاں خان ولد ملک محمد خان
قوم بھچر ساکن موضع واں ضلع میانوالی
دستخط

گواہ شد
فتح خان ولد ملک محمد سُلطان قوم بھچر
ساکن موضع واں ضلع میانوالی
دستخط

نوٹ: یہ وصیت نامہ دفتر سب رجسٹرار تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں مورخہ 1992-06-10 کو رجسٹرڈ ہوا۔

وصیت نامہ (ثانی) سجادہ نشین نہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنکہ غلام جیلانی ولد حضرت محمد امیر سُلطان سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو صاحب ؒ موضع حضرت سُلطان باھُو ؒ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ ہوں۔ من مقرر نے وصیت نامہ بابت تقرری سجادہ نشین آئندہ بعد میری وفات کے مورخہ 92-6-10 کو اپنی رضا مندی، آزاد رائے سے تحریری کر کے رجسٹری دفتر سب رجسٹرار صاحب شورکوٹ میں کروادیا ہوا ہے۔ جس کے مطابق میں نے اپنے دوسرے فرزند صاحبزادہ محمد منیب سُلطان کو مقرر/ نامزد کر دیا ہوا ہے۔ فرزند دلپسند کی رسم دستار بندی بھی اس بارہ میں ایک تقریب خاص منعقدہ دربار عالیہ میں مورخہ 93-3-22 کو ہو چکی ہے۔ جس میں وابستگان دربار عالیہ معتقدین مریدان خاص نے شرکت کی تھی۔ من موصی ہر موقع محل پر اسکا اعلان واقرار کرتا چلا آرہا ہے۔ سجادہ نشین آئندہ کی تربیت تعلیم کا اس منصب کے لحاظ سے مناسب انتظام کر دیا ہوا ہے من موصی نے اس تقرری اور نامزدگی میں دستور و رواج خاندان کو ملحوظ رکھا ہے۔ جو اس طور پر چلا آیا ہے۔ کہ سجادہ نشین وقت اپنے صلبی پسران میں سے جسے اس قابل پائے بذریعہ وصیت مقرر/ نامزد کرتا ہے۔ اس انتخاب میں پسر اکبر یا اصغر کی تمیز نہ رکھی جاتی رہی ہے۔ اس وصیت نامہ کی رو سے اس تقرر نامہ/ نامزدگی کی تائید و توثیق کرتا ہے۔ من موصی پسر کلاں ڈاکٹر مجیب سُلطان کے بارے میں جو کچھ وصیت نامہ محررہ 92-6-10 رجسٹری شدہ میں درج کیا گیا اسکی بھی اس تحریر سے تائید و توثیق کرتا ہوں۔ مذکورہ کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہ آئی ہے بلکہ وہ من موصی کو مزید ذہنی اور رُوحانی کرب سے دو چار کرتا چلا آرہا ہے اور اپنی کج روی میں اضافہ کرتا چلا آرہا ہے۔ ناموس خاندانی اور سلسلہ کا بھی پاسدار نہ ہے۔ من موصی کے فرزند سوئم صاحبزادہ محمد فخر سُلطان وصیت نامہ محررہ 92-6-10 کے بعد پیدا ہوا۔ اس لئے اُس وصیت نامہ میں اسکا ذِکر نہ آیا۔ فرزند سوئم صاحبزادہ محمد فخر سُلطان اِس وقت بعمر تقریباً چھ سال تین ماہ کا ہے۔ جس کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کر دیا گیا ہے وصیت نامہ محررہ 92-6-10 میں تحریر کیا گیا ہے۔ کہ اگر من موصی سجادہ نشین آئندہ صاحبزادہ محمد منیب سُلطان کے ایام نابالغی میں سفر آخرت پر روانہ ہو جائے۔ تو سجادہ نشین آئندہ کی بلوغت تک اسکی رہنمائی اور اعانت انتظامیہ کمیٹی/ مینجنگ کمیٹی کریگی۔ من موصی محسوس کرتا ہے کہ بلوغت کے بارے قانون رائج الوقت یعنی اٹھارہ سال کا گمان نہ کیا

جائے۔اس لئے من موصی وصیت کرتا ہے کہ منصب سجادہ نشینی چونکہ ایک دینی اور مذہبی منصب ہے۔اسلئے بلوغت شرح اسلام فقہ حنفیہ کے مطابق تسلیم وقائم ہوگی۔یعنی جب سجادہ نشین آئندہ پر نماز فرض ہو جائیگی وہ مطابق شرح اسلام بالغ تصور ہوگا۔جو فقہ حنفی کے مطابق 12 سال ہے اگر انتظامیہ کمیٹی/ مینجنگ کمیٹی کو رہنمائی اور اعانت کرنیکا موقع حاصل ہو تو وہ سجادہ نشین آئندہ پر نماز فرض ہوتے ہی خود بخود تحلیل ہو جائیگی۔تاہم سجادہ نشین آئندہ ممبران سے اگر ان کی ذاتی حیثیت میں کوئی تعاون لے تو وہ انکی ذاتی حیثیت بطور معتقد مرید اور مربی ہوگا۔وصیت نامہ محررہ 1992-6-10 میں انتظامیہ کمیٹی/ مینجنگ کمیٹی کے ممبران مسماۃ شمیم اختر زوجہ من موصی والدہ صاحبزادگان محمد منیب سُلطان، محمد فخر سُلطان اور ہر دو کے نانا ملک احمد خان کو نامزد کیا گیا تھا۔من موصی اسے منسوخ کرتا ہے۔چونکہ مسماۃ شمیم اختر زوجہ اُم بوجہ مستور ہونے کے بیرون خانہ نہ آسکتی ہے۔تاہم اندرون خانہ وہ بدستور معتقد مرید مستورات جو دربار عالیہ پر آتی ہیں کو پندو وعظ اور لُطف وکرم سے نوازتی رہے گی۔اور والدہ ہونے کی حیثیت سے سجادہ نشین آئندہ کی معاون ومشیر رہے گی انتظامیہ کمیٹی/ مینجنگ کمیٹی مسمیان سردار محمد ولد رجب علی ذات جٹ وینس سکنہ چک نمبر 161 رب تحصیل وضلع فیصل آباد حال سکنہ دربار حضرت سُلطان باھُو صاحب رحمۃ اللہ علیہ مختار عام من موصی ومحمد اعظم ولد محمد یار قوم اعوان ساکن حال دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ سابقہ رہائشی چک نمبر 17 شمالی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا پر مشتمل ہوگی وہ فرائض جو من موصی کی وصیت 92-6-10 میں انتظامیہ کمیٹی/ مینجنگ کمیٹی کو تفویض کئے گئے ہیں کی ادائیگی کریگی۔من موصی یہ وضاحت بھی ضروری تصور کرتا ہے کہ ملک احمد خان صاحب کی انتظامیہ کمیٹی/ مینجنگ کمیٹی سے سبکدوشی کو مفسد اور مخالف غلط معنی نہ پہنچائیں۔مذکور نہایت مخلص نہایت قابلِ اعتماد میرے رشتہ دار ہیں جن پر من موصی ہمیشہ بھروسہ کرتا آیا ہے اور موصوف نے بھی ہر لمحہ میرے اعتماد میں اضافہ ہی کیا ہے۔انتظامیہ کمیٹی/ مینجنگ کمیٹی کی جدید تشکیل صرف فرائض سجادہ نشینی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ملک صاحب موصوف حسب سابق اپنے نواسوں کے لئے دُعا گو اور معاون رہیں گے۔پس ان کلمات کے ساتھ من موصی وصیت نامہ محررہ 1992-06-10 کے بارے میں وضاحت اور ترمیم کرتا ہے۔تاکہ دربار عالیہ حضرت سُلطان باھُو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتظام زائرین ومریدین کی خدمت احسن طریق پر ہو۔وصیت نامہ مذکور میں جو کچھ موصی کے بھتیجگان پسران صاحبزادہ نورالحسن کے بارے میں تحریر کیا گیا ہے اسکی بھی تائید وتوثیق کرتا ہوں۔میرا حقیقی بھتیجا صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان ولد حضرت حافظ فیض سُلطان مجھے مانند پسر عزیز ہے۔وہ بھی تابعدار اور اپنے والد مرحوم کی طرح مجھ سے محبت رکھتا ہے۔جس کے لئے میں ہمیشہ اس کی درازی عمر ترقی دُنیا وآخرت کے لئے دُعا کرتا رہتا ہوں۔میں پابند دستور خاندانی اور دربار عالیہ ہوں۔اس لئے میں نے اپنے پسر محمد منیب سُلطان کو ہی سجادہ نشین آئندہ مقرر اور نامزد کیا ہے۔جدید تشکیل کردہ انتظامیہ کمیٹی/

مینجنگ کمیٹی کیلئے نامزد کردہ افراد مخلص اور وفادار ہیں جو عرصہ دراز سے من موصی سے مخلص ہیں۔ اُنکا انتخاب من موصی کا ہے اور یہ انتخاب فقط انکی صلاحیت انتظام دربار عالیہ اور مفاد سجادہ نشین آئندہ کو سامنے رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ کسی دیگر کی ترغیب ومشورہ سے قطعی مُبرا ہے۔ لہٰذا یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے کہ سند رہے بوقت ضرورت کام آوے۔

مورخہ 25-09-1998

العبد

غلام جیلانی ولد حضرت محمد امیر سُلطان

مقر مذکورہ موصی SD/-

گواہ شد

ملک محمد شیر ولد ملک غلام عباس چک ٹوانہ

تحصیل وضلع پاکپتن

SD/-

گواہ شد

ملک مظفر خان ولد حاجی اللہ دتہ

قوم اعوان ۔ ساکن دربار

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ

SD/-

نوٹ: یہ وصیت نامہ دفتر سب رجسٹرار تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ میں مورخہ 25-09-1998 کو رجسٹرڈ ہوا۔

سجادہ نشین دہم

صاحبزادہ حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ

اللہ رب العالمین کے اسمائے ذات میں سے ایک اسم مبارک '' ھُو '' ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں میں سے ایک ہستی کو اپنے اسم ' ھُو ' کے ساتھ منسلک فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس مقرب ہستی کو ولادت باسعادت کے ساتھ ہی اسم 'باھُو' سے نوازا۔ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دست بیعت ہونے کا شرف بخشا علاوہ ازیں سُلطان الفقراء کا مقام بھی عطا فرمایا۔ حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے رُوحانی فیض کو جاری وساری رکھنے اور اُسے عام کرنے کے عمل میں اللہ رب العالمین نے اپنی سُنت بھی شامل فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن ہی میں اعلیٰ وارفع مقام سے نوازا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بڑے وسوتیلے بھائی حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اسی بنا پر وہ دشمنی پر اُتر آئے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر منصب نبوت عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سُنت آج بھی انسانی عقل ودانش اور فہم وفراست سے کہیں زیادہ ماوراہے۔

اللہ تعالیٰ جب اور جسے چاہے بچپن میں ہی اعلیٰ وارفع مقام سے نواز دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سُنت ہے۔ اپنی سُنت کے بارے میں ربُ العالمین کا قرآن مجید میں فرمان ہے:-

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾ (1)

(یہی) اللہ کی سُنت ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے اور تم اللہ کی سُنت کو کبھی بدلتی نہ دیکھو گے۔

دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین نہم حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے ہاں 08-04-1991 کو پیدا ہونے والے فرزند حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ کو گیارہ ماہ کی عمر میں اپنے والد محترم اور والدہ محترمہ کے ہمراہ بسلسلہ عمرہ حجازِ مقدس جانے کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ منورہ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک کی حاضری کے بعد ہوٹل میں آرام کی غرض سے حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ لیٹے تو اونگھ آ گئی۔ اسی دوران سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کا شرف بخشنے کے ساتھ ہی فرمایا کہ

''ہم نے منیب سُلطان کو دربار سُلطان باھُو کا سجادہ نشین مقرر فرما دیا۔''

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر اپنے لب مبارک نہیں ہلاتے۔ اس لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذاتِ باری تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ ربُ العالمین نے اپنی وہ سُنت جس کے ذریعے کم سن بچے کو نبوت عطا فرمائی کو اپنے مقرب اور سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے رُوحانی سلسلہ میں جانشینی کے رُوپ میں داخل فرمائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے لڑکپن میں اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنا خواب سُنایا۔تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا۔ اگر تمہارے بھائیوں کو اس کی خبر ہوگئی تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے۔اس طرح اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان یہ ہے:-

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ (2)

ترجمہ:- اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے رہتے ہیں۔بس وہی لوگ اس سے بچے ہوئے ہیں جو ایمان رکھتے اور عمل صالح کرتے ہیں اور ایسے لوگ کم ہی ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام سے چھوٹے بھائی حضرت بِنیامین علیہ السلام تھے۔ یہ دونوں بھائی ایک والدہ محترمہ سے ہونے کے علاوہ باقی بھائیوں سے چھوٹے بھی تھے۔ دوسرے تمام بھائی بڑے ہونے کے علاوہ ایک جتھہ کی صورت تھے۔ان تمام بڑے بھائیوں کو حرص وحسد کی آگ نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم بڑے بھی ہیں، نیک بھی، صاحب علم اور عقل و دانش کے مالک بھی ہیں۔مگر والد صاحب ہمارے چھوٹے اور سوتیلے بھائی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

اللہ ربّ العالمین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منتخب فرمایا اور اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو قبول فرمایا۔مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے فرزندوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کو قبول کرنے کی بجائے اُن پر مظالم ڈھائے۔ جبکہ اِس طرح کے مظالم کو اللہ تعالیٰ قطعاً پسند نہیں فرماتا۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ
اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (3)

ترجمہ:- کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اس معاملے کا وہ خود فیصلہ کرے۔اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے۔تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

دربار عالیہ کے سجادہ نشین حضرت غلام جیلانی علیہ الرحمۃ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد جب واپس بنگلہ رڑی والا پہنچے تو آپ علیہ الرحمۃ نے اعلان فرمایا کہ دربار عالیہ کے آئندہ سجادہ نشین (سجادہ نشین دہم) صاحبزادہ محمد منیب سُلطان ہوں گے۔آپ علیہ الرحمۃ نے سب کو یہ بھی فرمایا کہ یہ نامزدگی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یہ سُن کر وہاں پہ موجود تمام لوگوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آپ علیہ الرحمۃ کو مبارکباد پیش کی۔ یہ بات بنگلہ رڑی والا سے باہر نکلی تو جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ سُلطان الفقراء قدس سرہٗ کی اولاد کے تمام گھرانوں کے فراد کے علاوہ مریدین اور علاقہ کے لوگوں کی بھرمار شروع ہوگئی۔ تمام لوگ آپ علیہ الرحمۃ کو مبارکبادی کے پھول پیش

کرتے رہے۔ یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے بڑے وسوتیلے بھتیجے حاجی سُلطان عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ برادری میں سے چند اہم شخصیات (جن میں صاحبزادہ غلام میراں پیش پیش تھے) نے سجادہ نشین دہم حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی تقریب دستار بندی منعقد کرنے پر زور دیا۔ حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ نے اُن کی خواہشات کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مورخہ 22-03-1993 کو بمقام بنگلہ لنگر والا دربار عالیہ پرایک پُروقار تقریب کا اہتمام فرمایا۔ خاص اہمیت کی حامل اس تقریب میں آپ علیہ الرحمۃ کی برادری کے تمام گھرانوں کے افراد نے شرکت فرمائی۔ علاقہ کے عوام اور سیاسی، سماجی شخصیات کے علاوہ ملک بھر سے مریدین نے بھی شرکت کی۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ دربار عالیہ سُلطان الفقراء کے سجادہ نشین دہم ہیں۔ بطور سجادہ نشین آپکی نامزدگی کا وصیت نامہ ماہ جون کی دس تاریخ (10-06-1992 کو رجسٹرڈ ہوا۔ اِس تاریخ کا مفرد عدد بھی دس ہی بنتا ہے۔ (10=2+8=28=10+6+1+9+9+2)

سجادہ نشین دہم کے اسم مبارک کے الفاظ قرآن مجید سے حاصل کئے گئے ہیں۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کا اسم مبارک محمد منیب سُلطان ہے۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کے اسمِ مبارک کا پہلا لفظ **مُحَمَّدٌ** ہے۔ سرکارِ دو عالم حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی اسمِ مبارک **مُحَمَّدٌ** ہے۔ یہ اسمِ پاک کلمہ طیبہ کا لازمی جزو ہے۔ اس اسم پاک کے بغیر کلمہ طیبہ مکمل ہی نہیں ہوتا۔ جو شخص **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** پڑھتا رہے لیکن اس کے ساتھ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** نہ پڑھے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید کے پارہ 25 میں سورۃ **مُحَمَّدٌ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی موجود ہے۔ قرآن مجید کی پہلی سورۃ '**البقرہ**' ہے جبکہ سورۃ **مُحَمَّدٌ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترتیب میں نمبر 46 ہے۔ ہندسہ 46 کا مفرد نمبر دس (6+4=10) ہے۔ سجادہ نشین دہم کے اسم مبارک میں موجود پہلے اسمِ **مُحَمَّدٌ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظی معنی ہیں ''جس کی سب سے زیادہ حمد کی جائے، جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے۔''

سجادہ نشین دہم کے اسمِ مبارک میں موجود دوسرا اسم '**مُنِیْب**' ہے۔ قرآن مجید میں فرمان ہے:-

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ﴿۷۵﴾ (4)

ترجمہ:- حقیقت میں ابراہیم علیہ السلام بڑے حلیم اور نرم دِل تھے اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع لانے والے تھے۔

لاریب کتاب میں لفظ 'منیب' کے معنی رجوع لانے والے/ رجوع لانے والا ہیں۔

سجادہ نشین دہم کے اسمِ مبارک کا تیسرا لفظ سُلطان ہے۔ جس کا ذِکر قرآن مجید میں اس طرح ہے۔

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ (5)

ترجمہ:- اے گروہ جن و اِنس اگر تم زمین و آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ

دیکھو۔نہیں بھاگ سکتے اس کے لئے بڑا زور/ بڑی طاقت چاہیئے۔

قرآن مجید میں لفظ ' سُلطان ' کو بڑی طاقت یا بڑا زور کے معنی دیئے گئے ہیں۔

قرآن مجید کے مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں سجادہ نشین دہم کے اسم محمد منیب سُلطان کے معنی اس طرح سامنے آئے ہیں:-

(1) بڑی قوت رکھنے والا وہ شخص جو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی جانب رجوع لانے والا ہے۔

(2) سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قربت حاصل کرنے والا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع لانے والا بھی ہے اور بڑی قوت والا بھی ہے۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کے اسم مبارک کے معنی و مفہوم آپ دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت سے نمایاں ہیں۔آپ دامت برکاتہم العالیہ کو گیارہ ماہ کی عمر میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کے روضۂ اقدس کی حاضری بھی نصیب ہوئی اور سرکارِ کائنات ﷺ نے آپ دامت برکاتہم العالیہ کو سجادہ نشینی بھی عطا فرمائی۔کم سنی کے باوجود 1998ء میں رحمۃُ اللعالمین ﷺ نے آپ دامت برکاتہم العالیہ کو دوبارہ حاضری کے لئے اپنے درِاقدس پر بُلایا۔اس طرح بعدازاں بھی کئی بار آپ دامت برکاتہم العالیہ کو خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی حاضریوں کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ اور سرکارِ دوعالم حضرت محمد ﷺ کی جانب منیب (رجوع لانے والا) کی عملی صورت عیاں ہے۔

آپ دامت برکاتہم العالیہ کے اسم مبارک کے تیسرے لفظ ' سُلطان ' کے معنی بھی آپ دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت سے عیاں ہیں۔جب آپ دامت برکاتہم العالیہ 20 دسمبر 2001ء کو یتیم ہوئے تو اس وقت آپ دامت برکاتہم العالیہ کی عمر 10 سال 8 ماہ 12 دن تھی۔آپ دامت برکاتہم العالیہ نے 7 سال 3 ماہ اور 18 دن کا عرصہ یتیمی میں گذارنے کے بعد مورخہ 08-04-2009 کو جوانی میں قدم رکھا۔آپ دامت برکاتہم العالیہ کی فیملی صرف تین افراد پر مشتمل تھی۔آپ دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ اور ایک چھوٹا بھائی آپ دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ گھر میں رہائش پذیر تھے۔

دستار بندی کی مذکورہ بالا یادگار اور پُروقار تقریب کے انعقاد کے بعد اس تقریب کو منعقد کرانے کی کوشش کرنے والی شخصیات میں سے چند ایک نے حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی جانشینی کے خلاف تحریک شروع کر دی۔وہ اس مقصد میں خاصے کامیاب ہوئے۔چونکہ ان کا سیاست وحکومت میں خاصہ عمل دخل تھا۔اس بنا پر برادری کے کچھ لوگ ان کی جدوجہد میں شامل ہو گئے۔برادری کی اکثریت نے اُن کے اثرورسوخ کا مقابلہ نہ کر سکنے کے سبب خاموشی اختیار کر لی۔پوری برادری میں سے صرف صاحبزادہ سُلطان عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ واحد شخصیت تھی جو اُن کے عمل دخل اور مخالفت کی مخالفت کرتی رہی۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں اس جانشینی کے خلاف پانچ دعویٰ جات دائر کئے گئے۔حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ نے مورخہ 20-12-2001 کو بطور سجادہ نشین ذمہ داری سنبھالی تو شریکوں نے مزید دعویٰ جات دائر کرنا شروع کر دیے۔نئے دعویٰ جات کی تعداد بھی پانچ تک پہنچ گئی۔اس طرح سجادہ نشین دہم کی سجادہ نشینی کے خلاف شریکوں کی جانب سے دائر کئے جانے والے دعویٰ جات کی تعداد بھی دس ہی ٹھہری۔جن میں سے صاحبزادہ مجیب سُلطان کی جانب

سے چار دعویٰ جات بتاریخ 02-09-1992, 14-12-2001, 02-01-2002, 02-01-2002 کو دائر کئے گئے۔ صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان کی جانب سے تین دعویٰ جات بتاریخ: 10-10-1998, 10-09-2001, 24-12-2001 کو دائر ہوئے۔ صاحبزادہ حاجی سُلطان عبدالمجید اور اُن کے بھائیوں کی جانب سے دو دعویٰ جات بتاریخ: 05-10-2000, 01-01-2002 کو دائر کئے گئے۔ جبکہ صاحبزادہ محمد طاہر سُلطان اور اُنکے بھائیوں کی جانب سے ایک دعویٰ مورخہ 22-01-2002 کو دائر کیا گیا۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کا وصال بیس دسمبر 2001ء کو ہوا تو اُس وقت حضرت محمد منیب سُلطان کی عمر 10 سال 8 ماہ اور 12 دن تھی۔ جبکہ چھوٹے بھائی صاحبزادہ محمد فخر سُلطان کی عمر 9 سال 3 ماہ اور 25 دن تھی۔ دونوں بھائی یتیم اور اُن کی والدہ ماجدہ بیوہ ہو گئیں۔ شریکوں نے بیوہ اور یتیموں پر ترس کھانے کی بجائے اُن پر مظالم ڈھانے کے لئے کمریں کس لیں۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے شریکوں نے پہلی کاروائی یہ کی کہ انہوں نے مورخہ 21-12-2001 کو حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے جنازہ سے قبل ہی آپ علیہ الرحمۃ کا صندوق مبارک چھیننے کی کوشش کی تاکہ اُسے محل شریف میں دفن کرنے کی بجائے کسی اور جگہ دفن کیا جائے۔ علاوہ ازیں وہ بیوہ اور یتیم صاحبزادگان کو اُن کی رہائش گاہ (بنگلہ لنگر والا) سے نکال کر اُس پر قبضہ جمانا چاہتے تھے تاکہ دربار عالیہ اور اُن کی تمام تر جائیداد کے مالک بن جائیں۔ لیکن اُن کی یہ کاروائی ناکام ہوئی۔ اُن کی اس ناکامی کا سبب یہ بنا کہ وہاں پر موجود ملک مظفر، سردار محمد، ملک محمد اعظم، نواب گجر، سکندر سندھی، محمد صادق اور دوسرے خادمین کے علاوہ ملک بھر سے آئے ہوئے ہزارہا مُریدین اُن کے آڑے آ گئے جنہوں نے بھرپور مذاحمت کی۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ نے بطور سجادہ نشین دربار عالیہ کا انتظام وانصرام سنبھالا تو حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے وصیت نامہ مورخہ 25-9-1998 کے ذریعے سجادہ نشین کے بالغ ہونے تک کے عرصہ کیلئے مقرر کردہ معاونین سردار محمد اور محمد اعظم دربار عالیہ کے انتظامات میں حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ کی معاونت کرتے رہے۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ کی سجادہ نشینی اُن کے شریکوں کو برداشت نہ ہوسکی۔ انہوں نے اللہ ربُ العالمین کے فرامین کو پسِ پشت ڈال کر یتیموں پر مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہوں نے حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ اور آپکے کارندوں کے خلاف فوجداری مقدمات قائم کرنا شروع کر دیئے۔ جس روز حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے چالیسواں کا ختم شریف تھا۔ اس روز حضرت محمد منیب سُلطان سجادہ نشین کو شورکوٹ (ان دنوں شورکوٹ جانے کیلئے تریموہیڈ کے پل سے گذرنا پڑتا تھا) جا کر عدالت سے اپنی ضمانت کرانا پڑی۔ اس بنا پر ختم شریف کی کاروائی دیر سے شروع ہوئی۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کے اس ختم پاک کے بعد تو حضرت محمد منیب سُلطان کے شریکوں نے حشر برپا کر دیا۔ انہوں نے بنگلہ رڑی والا پر آپکی رہائشی عمارت اور اس میں موجود تمام تر سامان کے علاوہ عدالتی ودفتری ریکارڈ اور وہاں پر موجود مال ومویشی قبضہ میں لے لئے۔ بنگلہ رڑی والا کے اِردگرد واقع زرعی زمین پر بھی قبضہ جما لیا۔ انہوں نے صرف اسی پر صبر نہ کیا بلکہ حضرت محمد منیب سُلطان

دامت برکاتہم العالیہ کے کارندوں کو مارنا پیٹنا معمول بنالیا۔ علاوہ ازیں انہی کارندوں کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کرانا اور انہیں گرفتار کرا کر جیل بھجوانا اُن شریکوں نے اپنا وطیرہ بنالیا۔ یہاں تک کہ دربار عالیہ کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے اسلحہ سے لیس لوگوں کے ایک جتھہ کے ذریعے دربار عالیہ پر دھاوا بھی بول دیا۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کے کارندوں اور خادمین کے خلاف جھوٹے و من گھڑت بنائے گئے مقدمات درج ذیل ہیں:-

(1)	FIR No.56	مورخہ 30-3-2002 تھانہ گڑھ مہاراجہ
(2)	FIR No.59	مورخہ 31-3-2002 تھانہ گڑھ مہاراجہ
(3)	FIR No.247	مورخہ 26-12-2002 تھانہ گڑھ مہاراجہ
(4)	FIR No.107	مورخہ 30-5-2003 تھانہ گڑھ مہاراجہ
(5)	FIR No.807	مورخہ 7-12-2011 تھانہ گڑھ مہاراجہ

دربار عالیہ پر واقع اپنی رہائشگاہ (بنگلہ لنگر والا) پر روزانہ کی بنیاد پر لنگر جاری رکھنا۔ گھریلو امور کے علاوہ مُریدین کا خیال رکھنا۔ لوگوں کی خوشی غمی میں شامل ہونا۔ اپنے زرعی رقبہ کی دیکھ بھال کرنا، ان سب سے بڑھ کر مشکل و کٹھن کام عدالتی امور کا سرانجام دینا تھا۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کے والد گرامی حضرت سُلطان غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد قائم ہونے والے پانچ فوجداری دعویٰ جات کے حوالہ سے ہونے والی پریشانیوں کو برداشت کرنا تو مشکل تھا۔

مارچ 2002ء میں جب اُن شریکوں نے مار کُٹائی، مقدمہ بازی اور کارندوں و خدمتگاران کی گرفتاری کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ محترمہ اپنے بیٹوں کے ہمراہ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہوگئیں۔ تمام مریدین و خادمین انہیں 'مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا' کے الفاظ سے پکارتے اور یاد کرتے، مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی فہم و فراست عقل و دانش، صبر و تحمل استقامت معاملہ فہمی، سیرت و پاکیزگی اور ثابت قدمی بے مثل و بے مثال تھی۔ اُس زمانہ اور اُس دور میں طاقت ور اور بااثر شریکوں کے آئے روز کے مظالم کو صبر و تحمل سے برداشت کرنا اور بے تحاشہ عدالتی مسائل کا مقابلہ کرنا کتنا مشکل و دلخراش عمل تھا۔ اِسے عام آدمی نہ جان سکتا ہے اور نہ ہی سمجھ سکتا ہے۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا جس انداز اور جس عظمت کے ساتھ ان تمام تر معاملات اور مشکلات میں بچوں کی نگہداشت فرما رہی تھیں وہ ان کے شریکوں کی قوت برداشت سے باہر ہوگیا۔ انہوں نے مورخہ 21-9-2004 بروز منگل صبح 8/9 بجے دن اسلحہ سے لیس آدمی بھیج کر آپ کی رہائشگاہ (کوٹھی نمبر 71/A ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور) پر حملہ کرادیا۔ اس حملہ میں دو ملازمین خواتین مسماۃ بشریٰ مائی اور مسماۃ مریم بی بی اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے سر میں گولی ماری گئی وہ باکمال شخصیت شدید زخمی ہوئی۔ ایک اور لڑکی آمنہ بی بی زخمی ہوئی علاوہ ازیں ملک منور حسین ڈرائیور بھی زخمی ہوا۔ اس واقعہ کی FIR نمبر 454 مورخہ 21-9-2004 تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں درج کرائی گئی۔ لیکن وڈیروں کے برخلاف یتیموں کی کہاں سُنی جاتی ہے۔ ؟

ایسے حالات میں ایسے صدمات کو برداشت کرنا عام آدمی کے بس کی بات ہی نہ ہے۔ ایسے صدمات تو صاحبِ قوت اور طاقت ور ہستی ہی برداشت کر سکتی ہے۔

دیوانی دعویٰ جات کی کاروائیوں کے دوران ایک درخواست پر ہونے والے فیصلہ کو ہائیکورٹ لاہور میں چیلنج کیا گیا۔ سول ریوین (Civil Revision) نمبر 1742/2002 کی سماعت فرماتے ہوئے جناب جسٹس میاں حامد فاروق صاحب نے مورخہ 29-1-2003 کو اپنا آرڈر جاری فرمایا۔ جناب جسٹس صاحب نے اپنے آرڈر کے ذریعے ماتحت عدالت کو حکم جاری کیا کہ سجادہ نشینی کے ان دعویٰ جات کی سماعت روزانہ کی بنیاد پر کی جائے اور اُن دعویٰ جات کا فیصلہ تین ماہ کے اندر اندر کیا جائے۔

جناب جسٹس میاں حامد فاروق صاحب نے ان دعویٰ جات کے فیصلہ تک کے عرصہ کیلئے ایک مینجنگ کمیٹی بھی تشکیل دی جو دعویٰ جات کے فیصلہ تک دربار عالیہ کا انتظام چلائے گی۔ اس مینجنگ کمیٹی کا چیئرمین سیشن جج جھنگ کو مقرر کیا۔ اس کمیٹی کے چار ممبران بھی نامزد کئے گئے۔ جن میں صاحبزادہ ڈاکٹر مجیب سُلطان۔ صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان۔ سردار محمد اور محمد اعظم کے نام شامل تھے۔ اس مینجنگ کمیٹی نے دربار عالیہ کا انتظام وانصرام مارچ 2003ء میں سنبھال لیا۔

جناب جسٹس میاں حامد فاروق صاحب کے آرڈر مورخہ 29-01-2003 کے علاوہ ہائیکورٹ لاہور کے کئی ایک جج صاحبان نے اِن دعویٰ جات کو جلد از جلد نمٹانے کیلئے بہت سی ہدایات جاری کیں۔ مگر اِن ہدایات کی کوئی پذیرائی نہ ہو سکی۔ مینجنگ کمیٹی کے مذکورہ بالا ممبران میں سے تین ممبران ان دعویٰ جات کے فیصلہ کا انتظار کرتے کرتے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ ڈاکٹر مجیب سُلطان 19 جولائی 2009ء، سردار محمد 13 فروری 2013ء اور محمد اعظم یکم ستمبر 2015ء کو انتقال کر گئے۔ بعد ازاں سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 22-9-2015 کے ذریعے مینجنگ کمیٹی کی تشکیل نو کی گئی۔ جس کے چیئرمین سیشن جج اور ممبران میں حضرت محمد منیب سُلطان، صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان اور صاحبزادہ سُلطان حمید کے علاوہ ایڈمنسٹریٹر اوقاف فیصل آباد کو سیکرٹری مینجنگ کمیٹی مقرر کر دیا گیا۔

دربار عالیہ کے سجادہ نشین دہم کی سجادہ نشینی کے خلاف دائر کئے جانے والے دس عدد دعویٰ جات میں سے آٹھ عدد دعویٰ جات کے فیصلے مورخہ 8-4-2010 تک ہو گئے۔ صاحبزادہ محمد نجیب سُلطان اور صاحبزادہ سُلطان حمید کے دعویٰ جات کی تمام تر کاروائی مکمل ہونے کے باوجود ان کے فیصلے نہ ہونے دیئے گئے۔ اس کا سبب یہ بنا کہ دونوں دعویٰ جات کی بنیادیں ناپختہ تھیں۔ علاوہ ازیں مدعیان اپنے اپنے دعویٰ جات میں اپنا اپنا موقف تبدیل کرتے رہے جس بنا پر اُنکے دعویٰ جات کمزور ترین پوزیشن میں تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کے دعویٰ جات خارج ہو جانے کے مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ اگر ان کا فیصلہ ہو جائے تو وہ مینجنگ کمیٹی کے ممبر بھی نہیں رہیں گے۔ مینجنگ کمیٹی کا بدستور ممبر رہنے کیلئے انہوں نے اپنے دعویٰ جات کے فیصلوں کی راہ میں روڑے اٹکانا شروع کر دیئے۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی سجادہ نشینی کے خلاف قائم کردہ دس دعویٰ جات میں سے آٹھ دعویٰ جات ایسے ٹھہرے جن کا مقابلہ حضرت منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کو خود کرنا پڑا۔ دربار عالیہ کے رواج و دستور کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ دعویٰ جات طاقت ور

شریکوں نے دائر کر رکھے تھے اور انہیں علم تھا کہ اِن دعویٰ جات کی قانونی حیثیت کچھ بھی نہ ہے۔ اِس لئے وہ حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کو پریشان کر کے تھکا دینا چاہتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ وہ اپنے منصوبہ جات کو طول دیتے چلے آئے۔ اِس مقصد کے لئے وہ دیوانی عدالت میں کوئی نہ کوئی درخواست گذار دیتے۔ وہاں سے خارج ہوتی تو سیشن کورٹ لے جاتے۔ وہاں سے خارج ہوتی تو ہائیکورٹ لے جاتے۔ وہاں سے خارج ہونے کی صورت میں سپریم کورٹ پہنچ جاتے۔ اس طرح آئے روز کسی نہ کسی فریق کی جانب سے ایک نہ ایک نئی درخواست عدالت میں دائر کر دی جاتی۔ دعویٰ جات کرنے والے اور درخواستیں گذارنے والے تمام تر شریکوں کا مقابلہ کرنے والے آپ دامت برکاتہم العالیہ اکیلے ہی تھے۔ اس طرح حضرت منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کے شریکوں نے آپ دامت برکاتہم العالیہ کے سامنے مالی، وجودی اور ذہنی پریشانیوں کے پہاڑ کھڑے کر دیئے۔ مگر آپ دامت برکاتہم العالیہ ثابت قدم ہی رہے۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کے خلاف عدالتی کاروائی کی بھرمار جاری تھی کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کا مختار عام اور عدالتی کاروائیوں کا پیروکار سردار محمد مورخہ 13-02-2013 کو ایک حادثہ کے ذریعے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی آپ دامت برکاتہم العالیہ کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ تھا۔ بعدازاں آپ دامت برکاتہم العالیہ کا دوسرا بڑا کارندہ ملک مظفر 23- اگست 1915ء اور تیسرا بڑا کارندہ ملک محمد اعظم یکم ستمبر 2015ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ علاوہ ازیں ایک اور بڑا صدمہ یہ پیش آیا کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کے وکیل خاص خضر عباس خان (ایڈووکیٹ) 13 ستمبر 2016ء کو اِس دارِفانی کو خیر باد کہہ کر رخصت ہو گئے۔ اس طرح آپ دامت برکاتہم العالیہ کی مشکلات اور پریشانیوں میں اضافہ دَر اضافہ ہوتا چلا گیا مگر آپ دامت برکاتہم العالیہ کے صبر و تحمل میں کوئی کمی نہ آنے پائی۔

مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا (والدہ ماجدہ حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ) کی عظمت، حوصلہ، ہمت، دانائی اور فہم و فراست کے بارے ضبط تحریر میں لانے کیلئے میرے پاس موزوں و مناسب الفاظ نہیں۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے اِن دلخراش حالات کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ یتیم بچوں کی اعلیٰ طریق پہ پرورش بھی فرمائی۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی دانائی اور فہم و فراست کا کمال اِس عمل سے بھی عیاں ہے کہ انہوں نے ان گھمبیر حالات میں بھی اپنے اور اپنے بچوں کے مخالفین کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ نذیر سُلطان سے اُنکی بیٹی کا رشتہ نہ صرف طلب کیا بلکہ 8 فروری 2014ء کو ان کی بیٹی کے ساتھ اپنے بڑے بیٹے حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی شادی بھی سرانجام دی۔ بعدازاں ضلع خانیوال کی مشہور شخصیت مہر ظفر ہراج کی بیٹی سے اپنے چھوٹے فرزند صاحبزادہ محمد فخر سُلطان کی منگنی بھی کی اور نکاح بھی۔ علاوہ ازیں شادی کی تاریخ بھی مقرر ہوئی۔ مگر مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو اپنے چھوٹے فرزند صاحبزادہ محمد فخر سُلطان کی شادی کی خوشی نصیب نہ ہو سکی۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا وصال 3 مئی 2016ء بمطابق 25 رجب 1437ھ کو ہوا۔ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو اپنے قدموں کی جانب جگہ عطا فرمائی۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا مزار مبارک اندرون دربار عالیہ محل شریف سے جانب جنوب ایک حجرہ میں بنایا گیا۔

مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا وصال حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کیلئے بہت بڑا صدمہ، دُکھ درد اور تکلیف کا سبب بنا۔ اس دُکھ، درد کی

کیفیت محسوس تو کی جاسکتی ہے مگر اس کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے ایسے دُکھ، درد اور تکلیف کو برداشت کیا اور مورخہ 9-12-2016 کو اپنے بھائی صاحبزادہ فخر سُلطان کی شادی سرانجام دی۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کے مذکورہ بالا دکھوں دردوں، صدمات و تکالیف اور برداشت کو ذاتِ باری تعالیٰ کے فرامین کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ حقیقت یقین سے بیان کی جاسکتی ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ بہت بڑی طاقت کے حامل ہیں۔

فرامین ربُ العالمین ہیں:-

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (6)

ترجمہ:- اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (7)

ترجمہ:- ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ شفقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعام یافتہ رجوع لانے والے اور بھرپور قوت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ صورت سیرت، حُسن و جمال، حسنِ ملاقات، حُسنِ گفتار، حُسنِ خلق، دیانت، امانت، صداقت، ضبطِ نفس، پاکیزگی، انتظام و انصرام، فہم و فراست، جود و سخا، عفو و درگذر، رحمدلی، صبر و تحمل، ثابت قدمی، استقامت اور شجاعت کے علاوہ فقر و تصوف کے زیورات سے بھی مُزین ہیں۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ نے لڑکپن سے ہی سُلطان الفقراء کی تعلیمات عام کرنے کو اپنا مشن بنایا۔ 18-17 مارچ 2001ء کو دربار عالیہ پر دو روزہ نیو میلینئم حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس منعقد کی گئی۔ اِس کانفرنس میں پنجاب بھر سے نامور شعراء ادباء اور کلامِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ ترنم سے پڑھنے والوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کی تمام نشستوں کی صدارت حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔ علاوہ ازیں نامور سکالروں کو نیو میلینئم حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ایوارڈز سے بھی نوازا۔

انٹرنیشنل حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس 24-23- اگست 2001ء میں منعقد کی گئی۔ دربار عالیہ پر منعقد ہونے والی اس دو روزہ یادگار کانفرنس میں پاکستان کے علاوہ بیرونِ ملک سے بھی نامور سکالروں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کی تمام نشستوں کی صدارت بھی حضرت محمد منیب سلطان دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔ محمد اقبال باھُو (کلام باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو ترنم سے پڑھنے میں منفرد نام) کے علاوہ نامور سکالرز کو انٹرنیشنل حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ایوارڈ بھی عطاء فرمائے۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ نے پندرہ سال کی عمر میں ہی سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے رُوحانی خزانہ کی اشاعت کی جانب توجہ فرمائی۔ آپ کی دعا اور اجازت سے صاحبزادہ حبیب الرحمٰن اعوان (راول ٹاؤن اسلام آباد) کو سُلطان الفقراء حضرت حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی کتب اور اُنکے اردو ترجمہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اِن اشاعت شدہ کتب کی فہرست اِس طرح ہے:-

(1) اردو ترجمہ محکم الفقراء۔ جولائی 2006ء
(2) اردو ترجمہ نور الھدیٰ (کلاں)۔ جولائی 2006
(3) کلید التوحید (کلاں)۔ مئی 2008ء
(4) اردو ترجمہ کلید التوحید (کلاں)۔ مئی 2008ء
(5) رسالہ روحی شریف (خورد)۔ فروری 2009ء
(6) اردو ترجمہ اورنگ شاہی۔ اپریل 2009ء
(7) اردو ترمہ مجالس النبی ﷺ۔ اپریل 2009ء
(8) اردو ترجمہ فضل اللقا۔ جون 2009ء
(9) اردو ترجمہ قرب دیدار۔ اکتوبر 2009ء
(10) عین الفقر۔ نومبر 2009ء
(11) اردو ترجمہ عین الفقر۔ نومبر 2009ء
(12) کلید التوحید (خورد) فروری 2011ء
(13) اردو ترجمہ کلید التوحید (خورد) فروری 2011ء
(14) گنج الاسرار۔ مئی 2011ء
(15) اردو ترجمہ گنج الاسرار۔ مئی 2011ء
(16) عقل بیدار۔ دسمبر 2011ء
(17) اردو ترجمہ عقل بیدار۔ دسمبر 2011ء
(18) رسالہ روحی شریف (کلاں)۔ جنوری 2012ء
(19) مفتاح العارفین۔ جولائی 2012ء
(20) تیغ برہنہ۔ فروری 2013ء
(21) اردو ترجمہ تیغ برہنہ۔ فروری 2013ء
(22) ابیات باھو رحمۃ اللہ علیہ۔ فروری 2013ء
(23) کشف الاسرار۔ مئی 2013ء
(24) اردو ترجمہ کشف الاسرار

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی سجادہ نشینی سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے حکم و فرمان کے مطابق عمل میں لائی گئی۔ جس ہستی کو سرکارِ دو عالم ﷺ بچپن میں ہی سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی سجادہ نشینی کیلئے نامزد فرماتے ہیں۔ اُس ہستی کے تصوف و فقر اور اس کی سجادہ نشینی کی مخالفت کرنیوالے خود فریبی کا شکار ہی ہو سکتے ہیں۔ ان کے روّیے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سامنے آجاتا ہے:-

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ‌ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ (8)

ترجمہ:- تم نے اُن لوگوں کو بھی دیکھا جو اپنی پاکیزگی نفس کا بہت دم بھرتے ہیں ؟ حالانکہ پاکیزگی اللہ ہی جسے چاہتا ہے عطاء کرتا ہے۔

حضرت محمد مصطفی ﷺ نے حضرت سُلطان باھُو قدس سرہٗ کی اولاد میں سے جسے سب سے زیادہ پاکیزہ پایا اُسے جانشین نامزد فرمایا۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کی پاکیزگی پر تمام تر مُریدین نازاں ہیں۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ فیضِ سُلطانی رحمۃ اللہ علیہ بھرپور انداز اور نفاست سے مُریدین میں عام کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی کرامات کے چرچے مُریدین میں عام ہیں۔

آپ دامت برکاتہم العالیہ اپنی کرامات کی تشہیر پسند نہیں فرماتے اِس لیے میں اُن کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی ایک کرامت چونکہ عام ہو چکی ہے اور روزانہ زائرین کے مشاہدہ میں رہتی ہے اِس لیے صرف اُسی کو ضبطِ تحریر میں لانے کی جسارت کرتا ہوں۔ جو اِس طرح وقوع پذیر ہوئی۔

حضرت سُلطان غلام جیلانی قدس سرہٗ ڈاکٹر ہسپتال لاہور میں زیرِعلاج تھے کہ آپ قدس سرہٗ کا وصال ہوا۔آپ قدس سرہٗ کے مختارِ عام اس روز (20-12-2001) مقدمات کی پیروی کے سلسلہ میں جھنگ میں موجود تھے۔حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر انہیں بذریعہ ٹیلیفون موصول ہوئی۔بعدازاں سردار محمد اور میں دربار شریف پہنچ گئے۔عشاء کے بعد ٹیلیفون آیا۔سردار محمد کو اندر ٹیلیفون (PTCL) پر بلایا گیا۔وہ ٹیلیفون سُن کر باہر آئے۔میں نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ

''حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کا ٹیلیفون تھا۔آپ دامت برکاتہم العالیہ دریا راوی سے گذر رہے ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ باباجی کی جگہ کہاں بنا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ محل شریف کے مغربی دروازہ سے باہر جانب شمال جگہ تیار ہونے کو ہے۔آپ دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ وہ کام بند کر دو۔کیونکہ باباجی کی جگہ محل شریف کے اندر تیار کرنا ہے۔میں نے عرض کی ہے کہ اندر تو جگہ ہی نہ ہے۔آپ دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ میں پہنچ کر بندوبست کر لوں گا۔'' (9)

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ والدِ محترم کا صندوق مبارک لے کر رات چار بجے بنگلہ لنگر والا پہنچے۔آپ دامت برکاتہم العالیہ نے تھوڑی دیر کے بعد سردار محمد اور ملک محمد اعظم کو اندر بلایا اور وضو کرنے کا حکم فرمایا۔خود بھی وضو کیا اور چھوٹے بھائی صاحبزادہ محمد فخر سُلطان کو بھی وضو کرنے کیلئے فرمایا۔وضو کرنے کے بعد اُنہیں ہمراہ لے کر محل شریف میں داخل ہوئے۔محل شریف کے شمال مشرقی کونے میں حضرت سُلطان نور احمد علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک ہے اور اُن کے مغربی پہلو میں حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک ہے۔دوسری جانب محل شریف کے شمال مغربی کونے میں حضرت محمد امیر سُلطان علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک ہے جبکہ اُن کے مشرقی پہلو میں آپ کے پوتے حضرت منظور سُلطان کا مزار مبارک ہے۔ان دونوں جانب کے مزارات کے درمیان اتنی جگہ نہ تھی کہ وہاں پر حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک بنایا جا سکے۔اگر وہاں مزار بنایا جاتا تو اُن کے پاؤں حق باھُو قدس سرہٗ کی جانب ہو جاتے۔

محل شریف میں داخل ہونے کے بعد حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ کے حوالہ سے حاصل ہونے والی معلومات درج ذیل ہیں:-

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ سلام کرنے کے بعد حق باھُو قدس سرہٗ کے پلنگ مبارک کی شمالی جانب کھڑے ہو گئے۔سردار محمد نے اس جانب اشارہ کر کے صورتِ حال عرض کی حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ نے آنکھیں بند کر لیں۔اِن مزارات کی جانب بند ہاتھوں سے گزارش کی۔اِس کے بعد دونوں جانب کے مزارات مشرق و مغرب کی جانب ہو گئے۔جس بنا پر درمیانی جگہ کھلی ہو گئی۔اس کے ساتھ ہی آپ دامت برکاتہم العالیہ نے سردار محمد سے فرمایا کہ بتاؤ کس جانب مزار کی جگہ بنائی جائے؟ سردار محمد نے عرض کیا کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی مرضی جیسے چاہیں ویسے جانب مشرق مزار ہو تو دونوں بھائی اکٹھے ہو جائیں گے۔حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ مشرقی جانب ہی مزار بناؤ۔سردار محمد نے مجھے بتایا کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کے اِس فرمان کے

ساتھ ہی مغربی جانب کے مزارات اپنی اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔ حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ کے فرمان کے مطابق اِسی مقام پر حضرت سُلطان غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کا مزارم مبارک بنایا گیا مگر وہ حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے پلنگ مبارک سے ہٹ کر ہے۔ (10)

آج بھی زائرین نظارہ کرتے ہیں کہ حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کی تختی جانب مغرب ہے جبکہ مزار مبارک مشرق کی جانب ہٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کرامت سے پہلے حضرت محمد حبیب سُلطان علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کی تختی مزار مبارک کے درمیان میں معمول کے مطابق ہی تھی۔

حضرت محمد منیب سُلطان دامت برکاتھم العالیہ دربار عالیہ سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دسویں سجادہ نشین ہیں۔ آپ دامت برکاتھم العالیہ کی یہ نامزدگی سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ حبیبِ خدا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منشا اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے خاص مقام عطا فرماتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (11)

ترجمہ:- فضل وشرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ وہ وسیع النظر ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اس کا فضل بہت بڑا ہے۔

حوالہ جات

(1) القرآن۔ پارہ 26۔ سورۃ الفتح۔ آیت 23
(2) القرآن۔ پارہ 23۔ سورۃ صٓ۔ آیت 24
(3) القرآن۔ پارہ 22۔ سورۃ الاحزاب۔ آیت 36
(4) القرآن۔ پارہ 11۔ سورۃ ھود۔ آیت 75
(5) القرآن۔ پارہ 27۔ سورۃ الرحمٰن۔ آیت 33
(6) القرآن۔ پارہ 2۔ سورۃ البقرہ۔ آیت 286
(7) القرآن۔ پارہ 7۔ سورۃ الانعام۔ آیت 152
(8) القرآن۔ پارہ 5۔ سورۃ النساء۔ آیت 49
(9) فقیر سردار محمد (مختار عام سجادہ نشین) ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ (راوی)
(10) فقیر سردار محمد (مختار عام سجادہ نشین) ساکن دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ (راوی)
(11) القرآن۔ پارہ 3۔ سورۃ آل عمران۔ آیت 73-74

شجرہ نسب سجادہ نشین دہم

حضرت آدم علیہ السلام

قابیل　ہابیل　حضرت شیث علیہ السلام

انوش ← قینان ← ملہل ایل ← یارد

حضرت ادریس علیہ السلام ← متوسلخ ← لمک (لامک) ← حضرت نوح علیہ السلام ← سام ← ارفلشد (ارفکشاد) ← سلخ

حضرت ھود علیہ السلام ← فلج (فالج) ← رعو ← سروج (ساروع) ← نحور (ناحور) ← تارح

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام　حضرت اسحاق علیہ السلام

قیذار ← عرام ← عوض ← مزی ← سمی ← زارح ← ناحث ← مقصر ← ایہام ← اقناد

ماخی ← عیفی ← عبقر ← عبید ← الدعا ← حمدان ← سنبر ← یثربی ← یحزن ← یلحن ← ارعوی ← عیضی ← دیشان ← عیصر

ناخش ← جاحم ← طابخ ← یدلاف ← یلداس ← حزا ← ناشد ← عوام ← ابی ← قموال ← یوز ← عوض ← سلامان ← ہمیسع

ادو ← عدنان ← معد ← نزار ← مضر ← الیاس ← مدرکہ ← خزیمہ ← کنانہ ← نضر ← مالک ← فہر (قریش) ← غالب ← لوی

کعب ← مرہ ← کلاب ← قصی ← عبدالمناف ← ہاشم ← عبدالمطلب

عبداللہ　ابوطالب

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (شیر خدا، اسداللہ غالب، داماد رسول)

حضرت امام حسنؓ　حضرت امام حسینؓ　حضرت محمد الحنفیہؒ　حضرت عباسؓ　حضرت امیر زبیرؒ　حضرت عمرؓ

حضرت شیخ ادھم شاہ ← مولانا علی شیخ عبدالرحمٰن شاہ جیو ← حضرت شیخ سکندر شاہ ← حضرت شیخ احمد شاہ ← حضرت حجر شاہ

حضرت شیخ ذراب شاہ ← حضرت شیخ نواب شاہ ← حضرت شیخ فرطک شاہ ← حضرت شیخ محمود شاہ ← حضرت شیخ فیروز شاہ ← حضرت شیخ سلطان حسین شاہ

شیخ محمد جیون ← شیخ محمد ہرگن ← شیخ انور شاہ ← شیخ امیر شاہ ← حضرت شیخ قطب شاہ (سالار سومنات) ← حضرت شیخ امان شاہ

شیخ محمد بہاری ← شیخ محمد سلا ← شیخ محمد انون ← شیخ محمد کھرا ← شیخ محمد پیدا ← شیخ موغلا ← شیخ محمد منان ← شیخ محمد تمیم

شیخ اللہ دتہ ← حضرت شیخ سلطان فتح محمدؒ ← حضرت شیخ سلطان بازید محمدؒ

حضرت شیخ سلطان باھو قدس سرہٗ　حضرت سلطان جان محمدؒ

حضرت سلطان ولی محمدؒ (سجادہ نشین اوّل) ← حضرت حافظ سلطان محمد حسینؒ (سجادہ نشین دوئم) ← حضرت حافظ سلطان محمدؒ (سجادہ نشین سوئم) ← حضرت سلطان غلام باھوؒ (سجادہ نشین چہارم)

حضرت سلطان صالح محمدؒ (سجادہ نشین پنجم) ← حضرت سلطان نور احمدؒ (سجادہ نشین ششم) ← حضرت محمد امیر سلطانؒ (سجادہ نشین ہفتم)

حضرت نور الحسنؒ　حضرت محمد حبیب سلطانؒ (سجادہ نشین ہشتم)　حضرت حافظ فیض سلطانؒ　حضرت سلطان غلام جیلانیؒ (سجادہ نشین نہم)

حضرت محمد مجیب سلطان　صاحبزادہ حضرت محمد منیب سلطان مدظلہ العالیہ (سجادہ نشین دھم)　حضرت محمد فخر سلطان

صاحبزادہ محمد مصطفیٰ سلطان

باب ہشتم

سلطانی اولیائے کرام

حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معرفت حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو شورکوٹ سے اپنی مجلس میں طلب فرمایا۔ بعدازاں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرماتے ہوئے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فرمایا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا چنانچہ اوّل وآخر یکساں ہو گیا۔ دستِ بیعت فرمانے کے بعد سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا کہ خلقِ خدا سے ہمت کرنا کیونکہ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکم سروری سرمدی ہے۔

اس ضمن میں صاحبزادہ سلطان حامدؒ لکھتے ہیں :-

''اُس روز سے آپ پر ذاتِ الٰہی کے جذبات وانوار اس طرح متجلی ہونا شروع ہوئے کہ سینکڑوں آدمیوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم پر خدارسیدہ بنادیتے تھے۔'' (1)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیعت کا تذکرہ اپنی کتب میں کئی بار فرما چکے ہیں۔ اسی طرح سرکارِ دوعالم ﷺ کی جانب سے خلقِ خُدا کو تلقین فرمانے کے حکم کا تذکرہ بھی فرماتے ہیں۔ اس حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے 'رسالہ روحی' میں بھی واضح طور پر اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

''تا آنکہ از لطف ازلی سرفرازی عین عنایت حق الحق حاصل شدہ واز حضور فائض النور اکرم نبوی ﷺ حکم ارشاد خلق شدہ چہ مسلم وچہ کافر، چہ بانصیب وچہ بےنصیب، چہ زندہ وچہ مردہ بزبانِ گوہرفشاں مصطفیٰ ﷺ ثانی ومجتبیٰ آخرزمانی فرمودہ۔'' (2)

ترجمہ :- جب مجھے لطف ازلی کی عین عنایت سے حقیقی طور پر سرفرازی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور اکرم مجلسِ بنوی ﷺ سے خلقِ خُدا کو تلقین وارشاد کا حکم ہو چکا ہے۔ تو اب میری نظر کیمیا اثر کے آگے کیا مسلم اور کیا کافر، کیا بانصیب اور کیا بےنصیب، کیا زندہ اور کیا مردہ سب برابر ہیں کیونکہ سرورِ کائنات نے مجھے اپنی زبان گوہرفشاں سے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخرزمانی کا لقب عطا فرمایا ہے۔

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے فرمان کی بھرپور پاسداری کرتے ہوئے فقر کی دولت کو عام کیا اس حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی تک کا سفر کیا۔ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم اور کافر کا فرق بھی مِٹا دیا۔ جو خوش نصیب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ

کے سامنے آیا اسے روحانی دولت سے مالومال فرمادیا۔

آپ ؒ نے نہ صرف اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں روحانی فیض عام کیا بلکہ آپ ؒ کے مزار مبارک اور آپ ؒ کے سجادگان کے ذریعے یہ فیض آج بھی جاری وساری ہے۔

سید ارتضیٰ علی کرمانی لکھتے ہیں:-

''مقدس ہیں وہ ہستیاں جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے فیض حاصل کیا اور دین متین کو پورے عالم میں پھیلایا۔ ان مقدس ہستیوں کو اصحاب الرسول ﷺ کہا جاتا ہے۔ اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد جن ہستیوں نے دین متین کو اطراف عالم میں پھیلایا ان کو اولیائے کرام یا صوفیائے کہا جاتا ہے۔'' (3)

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ؒ نے لاکھوں لوگوں کو روحانی فیض سے نوازا۔ ان میں سے ہر ایک کا مقام ومرتبہ الگ الگ ہے۔ آپ ؒ سے روحانی فیض حاصل کرنے والوں میں سے کافی تعداد اولیائے کرام اور صوفیائے کرام کی ہے جو صاحبِ خانقاہ و صاحبِ مزار ہیں۔

حوالہ جات

(1) صاحبزادہ سُلطان حامد ؒ۔ مناقبِ سُلطانی (اردو ترجمہ) اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری۔ لاہور۔ 1345ھ) ص 17

(2) حضرت سُلطان باھُو ؒ۔ رسالہ روحی کلاں۔ اردو ترجمہ (صاحبزادہ حبیب الرحمٰن اعوان مکان نمبر 178 گلی نمبر 7۔ راول ٹاون۔ اسلام آباد۔ اگست 2017ء) ص 9-8

(3) سید ارتضیٰ علی کرمانی۔ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو ؒ (عظیم اینڈ سنز پبلشرز۔ الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور۔ 2000ء) ص 15

فہرست سلطانی اولیاء کرام

سُلطان الفقراء حضرت سُلطان باھُو ؒ کے رُوحانی فیض حاصل کرنے والی ان تمام ہستیوں کے مزارات اور خانقاہوں تک رسائی تو ناممکن ہے۔ البتہ جن ہستیوں کی خانقاہوں کے بارے معلومات میسر آسکیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے:-

(1) **حضرت سُلطان حمید ؒ**

آپ ؒ کی خانقاہ اندرون قبرستان میں میاں عثمان ؒ (واقع دامن چول) بھکر سے جانب شمال میں ہے۔

(2) **حضرت خلیفہ نور رنگ کھتران ؒ**

آپ ؒ کی خانقاہ بمقام وہوا ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

(3) **حضرت مائی غلام فاطمہ مستوئن ؒ**

آپ ؒ کی خانقاہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے شہر فتح خان کے قرب میں (دریائے سندھ کے مغربی کنارے) واقع ہے۔

(4) **خلیفہ حضرت مُلا معالی ؒ**

آپ ؒ کی خانقاہ کوہ بلوچستان کے دامن میں واقع شہر کوڈک کے نزدیک بمقام ڈھاڈھر والا میں ہے۔

(5) **خلیفہ حضرت عالم شاہ ؒ**

آپ ؒ کی خانقاہ افغانستان کے شہر قندھار کے نواح میں ہے۔

(6) **خلیفہ حضرت مُلا مصری ؒ**

آپ ؒ کی خانقاہ کوہ بلوچستان کے دامن میں واقع شہر کوڈک کے نزدیک بمقام ڈھاڈھر والا میں ہے۔

(7) **حضرت سید احمد شاہ ؒ و حضرت سید محمود شاہ ؒ**

آپ ؒ کے مزارات دربار بادشاہاں واقع خوشاب شہر میں ہیں۔

(8) حضرت شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ و پسر حضرت شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات موضع سردار پور ضلع ملتان میں ہیں۔

(9) خانقاہ حضرت موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ لوموسن شاہ موضع گھوٹکی نزد روہڑی (سندھ) میں ہے۔

(10) حضرت فیروز پسر سیلاچی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بمقام ست گھرہ ضلع اوکاڑہ میں ہے۔

(11) حضرت مراد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ گاؤں لوندا نزد ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع ہے۔

(12) حضرت سُلطان اللہ داد رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ گڑھ حبیب کورائی نزد ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے۔

(13) خانقاہ حضرت سُلطان احمد سٹھو رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ نزد قلعہ ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع ہے۔

(14) حضرت سُلطان نور محمد موچی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شمالی قبرستان حضرت سلطان احمد سٹھو رحمۃ اللہ علیہ منجانب مغرب ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے۔

(15) حضرت میاں محمد حسین روونہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ بلوٹ شریف کے جنوب اور دریائے سیحون کی جانب مشرق پہاڑ کی چوٹی پہ واقع کڑی خسوران میں ہے۔

(16) حضرت سلطان عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ انب والہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ بمقام انب کوٹ کوہ سکیسر ضلع خوشاب میں واقع ہے۔

(17) حضرت موسیٰ ڈبورا رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ بمقام کچھی روجہان ضلع راجن پور میں ہے۔

(18) خانقاہ حضرت میاں قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ پٹیالہ والے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں واقع ہے۔

(19) حضرت میاں ملی فقیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ملتان چھاونی کی حدود میں واقع ہے۔

(20) حضرت میاں محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ چانڈیہ بلوچ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ قبرستان شیخ عمر والا کنواں واقع حدود گاؤں ڈھانڈلہ میں ہے۔

(21) حضرت سید شاہ حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے جانب جنوب تین کلومیٹر کے فاصلہ پر لنڈا شریف میں ہے۔

(22) حضرت سُلطان مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شہر میرن جانب جنوب ڈیرہ اسماعیل خان (بفاصلہ 45 کلومیٹر) موجود ہے۔

(23) حضرت شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ڈیرہ اسماعیل خان سے جانب شمال مغرب (بفاصلہ 4 کلومیٹر) واقع ہے۔

(24) حضرت محرم سلطان رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بفاصلہ 12 کلومیٹر ڈیرہ اسماعیل خان واقع ہے۔

(25) حضرت خلیفہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ نزد ریلوے اسٹیشن مہیسر سکھر میں موجود ہے۔

(26) حضرت میاں علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ چھپڑ شریف تحصیل و ضلع خوشاب میں واقع ہے۔

(27) حضرت میاں محمد کامل رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کٹبار شریف علاقہ لہڑی ضلع کچھی بلوچستان میں موجود ہے۔

(28) حضرت گل محمد سندھی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قبرستان شاہ نظام رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موضع چوترہ سرگانہ نزد دریا راوی میں ہے جس کے جنوب مشرق میں خانقاہ حضرت علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ اور جانب شمال گاؤں پنجوانہ ہے۔

(29) حضرت فقیر محمود رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ لانڈھی بلوچستان میں واقع ہے۔

(30) حضرت سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ احمد پور شرقیہ میں ہے۔

(31) حضرت مولوی تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار لیہ میں پیر سید حامد محمود رحمۃ اللہ علیہ و پیر محمد راجن رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے قریب ہے۔

(32) حضرت خلیفہ خیر محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ لسکانی والا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار لیہ میں پیر سید حامد محمود رحمۃ اللہ علیہ و پیر محمد راجن رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے قریب ہے۔

(33) حضرت بابا میاں اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عاقل شاہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہے۔

(34) حضرت سید محسن شاہ نقوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات میں ہے۔

(35) حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ گرہ جمعہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے۔

(36) حضرت میاں رحمت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میاں دی کھوہی نزد اڈہ اِچھروال (چوکی بھاگٹ روڈ) تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ میں واقع ہے۔

(37) حضرت فقیر محمد دین بُرہانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ برہان ضلع اٹک میں ہے۔

(38) حضرت صدو فقیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کوٹ نواز (گومل) بلوچستان میں موجود ہے۔

(39) حضرت پیر لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ جانب مغرب محل شریف حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واقع ہے۔

(40) حضرت فقیر محمد دین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ گجرات (پنجاب) میں موجود ہے۔

(41) حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ یوسف زئی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قبرستان کیچی بیگ کوئٹہ میں واقع ہے۔

(42) حضرت پیر بہادر شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ المشہدی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ اڈہ قاسم آباد کی جانب مشرق موضع محمود پور کاٹھیہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہے۔

(43) حضرت پیر زمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ جانب شمال دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واقع ہے۔

(44) حضرت پیر جمعہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ جانب شمال دربار حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واقع ہے۔

(45) حضرت سید تیمور شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شہر گنداوہ بلوچستان میں موجود ہے۔

(46) حضرت غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ فتح گڑھ نزد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

(47) حضرت مولوی نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع ہے۔

(48) حضرت میاں محمد پناہ کلاچی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے۔

(49) حضرت میاں غلام مرشد رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ موضع چوکھنڈی تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم میں ہے۔

(50) حضرت حکیم محمد دین بھٹی بھجنا رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کوٹ بدرالدین المعروف بھجنا نزد پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

(51) حضرت میاں لعل لکھی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ موضع ملوال تحصیل و ضلع خوشاب میں واقع ہے۔

(52) حضرت فقیر اللہ رکھا رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اندر حدود خانقاہ حضرت سلطان عظمت رحمۃ اللہ علیہ احمد پور شرقیہ میں ہے۔

(53) حضرت سُلطان سردار بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ضلع بھکر کی حدود میں واقع ہے۔

(54) حضرت خلیفہ میاں اللہ راضی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ قبرستان شیخ فرید گاؤں چوہنی گردونواح بھکر میں واقع ہے۔

(55) حضرت جہان خان فقیر منگل زئی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ قصبہ چودھواں دامن کوہستان مغربی کی حدود میں ہے۔

(56) حضرت دلیر مرالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار نزد مسجد محلّہ کلالوں اندرون دولت دروازہ ملتان میں موجود ہے۔

(57) حضرت سید باغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار چک نمبر L-105/12 تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں موجود ہے۔

(58) حضرت حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سماعلیہ شریف نزد ڈِنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ہے۔

(59) حضرت پیر سید غلام شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار دربار سید آباد شریف موضع سلیانہ تھانہ مسن تحصیل وضلع جھنگ میں موجود ہیں۔

(60) حضرت پیر سید محمد غوث شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار دربار سید آباد شریف موضع سلیانہ تھانہ مسن تحصیل وضلع جھنگ میں موجود ہیں۔

(61) حضرت فقیر عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ رتو کالا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ہے۔

(62) حضرت میاں مٹھا رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ لِلّہ شریف تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں ہے۔

(63) حضرت سید فقیر محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ چک نمبر 357 کالو دیہی (جھنگ روڈ) تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے۔

(64) خانقاہ حضرت میاں سلطان اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ موسیٰ والی نزد پپلاں ضلع میانوالی میں ہے۔

(65) حضرت پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بمقام ٹبہ پیراں تحصیل اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ میں واقع ہیں۔

(66) حضرت پیر سید گل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بمقام ٹبہ پیراں تحصیل اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ میں واقع ہیں۔

(67) حضرت میاں محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مٹھانا باغ (نزد دانٹر چینج) موضع للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

(68) حضرت فقیر حاجی سپاہی رحمۃ اللہ علیہ ہانس

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ علاقہ جام پور متعلقہ ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

(69) حضرت فقیر محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ میں ہے۔

(70) حضرت مولوی محمد روشن رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار احمد پور شرقیہ میں موجود خانقاہ حضرت سلطان عظمت رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں واقع مسجد کے پہلو میں ہے۔

(71) حضرت سید مقبول شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ دھدھڑ (وادی سون سکیسر) ضلع خوشاب میں ہے۔

(72) حضرت حافظ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار چک نمبر 302 نور پور تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہیں۔

(73) حضرت عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف باباجی سرکار

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار چک نمبر 302 نور پور تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہیں۔

(74) حضرت سید احمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف ٹوریاں والی سرکار

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پھلروان ضلع سرگودھا میں واقع ہے۔

(75) حضرت پیر سید امیر شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ گدائی شمالی (ملتان روڈ) تحصیل وضلع ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

(76) حضرت حافظ مہر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دربار سید امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ واقع گدائی شمالی (ملتان روڈ) تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

(77) حضرت میاں اللہ رکھا رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ موضع کھائی کلیہ تحصیل و ضلع جہلم میں ہے۔

(78) حضرت پیر عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ موضع مُڈھ شریف تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ہے۔

(79) حضرت سید مبراد شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف تخت ہزاروی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ چک نمبر 357 نزد کالو دیہی جھنگ روڈ تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے۔

(80) حضرت الحاج سُلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کھائی کوٹلی تحصیل و ضلع جہلم میں ہے۔

(81) حضرت فقیر میر محمد اعوان رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ بمقام سمندری شریف ڈاکخانہ ڈھلی (تلہ گنگ میانوالی روڈ) تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال میں واقع ہے۔

(82) حضرت قاضی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آستانہ عالیہ قادریہ سُلطانیہ ڈھوک قاضیاں شریف تخت پڑی۔ روات۔ راولپنڈی

(83) حضرت قاضی رئیس احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آستانہ عالیہ قادریہ سُلطانیہ ڈھوک قاضیاں شریف تخت پڑی۔ روات۔ راولپنڈی

(84) حضرت سید غلام رضا شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اندرون دربار سید امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ واقع گدائی شمالی (ملتان روڈ) تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

(85) حضرت سیّد عبدالرزاق شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اندرون دربار سید امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ واقع گدائی شمالی (ملتان روڈ) تحصیل وضلع ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

(86) حضرت محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار چھپڑ شریف تحصیل وضلع خوشاب میں ہے۔

(87) حضرت سید عظیم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ جھوک سید قاسم شاہ ضع کچھی بولان بلوچستان میں ہے۔

(88) حضرت سید محسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ جھوک سید قاسم شاہ ضلع کچھی بولان بلوچستان میں ہے۔

(89) حضرت سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فتح شاہ پور نزد دوعولہ ڈلوال ضلع چکوال میں ہے۔

(90) حضرت بابا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موچھ کڑانہ ضلع سرگودھا میں ہے۔

(91) حضرت میاں محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موسیٰ والی نزد کنڈیاں پپلاں ضلع میانوالی میں ہے۔

(92) حضرت میاں محمد انور رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موسیٰ والی نزد کندیاں پپلاں ضلع میانوالی میں ہے۔

(93) حضرت قاضی غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ چک نمبر 288 گ ب راجیاں والا تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبھ ٹیک سنگھ

(94) حضرت سید لطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دھرم کوٹ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

(95) حضرت سید سرور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دھرم کوٹ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

(96) حضرت مولوی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

(97) حضرت علی محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کالرہ پنواں ضلع گجرات میں ہے۔

(98) حضرت خلیفہ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مونگووالہ ضلع گجرات

(99) حضرت مسکین علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار گنگور ضلع نارووال میں ہے۔

(100) حضرت میاں غلام محمد نگیانہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موچھ کڑانہ ضلع سرگودھا میں ہے۔

(101) حضرت احمد خان گجر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سماعلیہ نزد ڈِنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ہے۔

(102) حضرت فقیر نواب گجر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سماعلیہ نزد ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ہے۔

ممتاز بلوچ

ادارہ اَدبی جھوک جھنگ

مدنی کالونی، سرگودھا روڈ جھنگ صدر (پنجاب۔ پاکستان)